مجمل عقائد الشیعہ فی
میزان اہل السنۃ والجماعۃ

اثنا عشریہ عقائد ونظریات

کا جائزہ اور گھناؤنی سازشیں

تالیف
فضیلۃ الشیخ ممدوح الحربی
پروفیسر اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ

مکتبہ حسینیہ

مجمل عقائد الشیعہ فی

میزان اھل السنۃ و الجماعۃ

شیعہ عقائد و نظریات

کا جائزہ

اور گھناؤنی سازشیں

تالیف

فضیلۃ الشیخ ممدوح الحربی

پروفیسر اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ

مکتبہ حسینیہ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں، (اسی لیے) ہم اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور (اپنے ہر کام میں) اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم اس سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے۔ ہم اپنے نفس کی شرارتوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتے ہیں۔

(یقین مانو!) جسے اللہ تعالیٰ راہ دکھا دے اس کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ (خود ہی) اپنے در سے دھتکار دے اس کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہو سکتی اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم اس بات کے بھی گواہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور آخری رسول ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تمام کاموں سے بدترین کام وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین میں اپنی طرف سے نکالے جائیں۔ (یاد رکھو!) دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

"اے ایمان والو! ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور اس کی اطاعت شعاری پر قائم رہو۔ (آل عمران:102)

"اے ایمان والو! اپنے رب کے غضب سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر ان دونوں کے ذریعے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس پالنے والے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچتے رہنا، جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور رشتہ داروں کے حقوق کا پاس ولحاظ رکھو، یقین جانو! اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔" (النساء:1)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچی تلی، مضبوط بات زبان سے نکالو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کریں گے وہ عظیم کامیابی سے سرفراز ہوں گے۔'' (الاحزاب: 71,70)

اسلامی بھائیو! عقیدہ اسلام کے پاسبانو اور محمد کریم ﷺ سے محبت کرنے والو! آپ میں سے ہر ایک شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اہل السنۃ والجماعۃ بھائیوں کو امت محمدیہ میں در آنے والی ہر اوپری اور نامانوس فکر سے محفوظ رہنے کی تلقین کرے۔ یقیناً یہ امت اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے وعدہ کے مطابق تا قیامت باقی رہنے والی ہے۔

ان آخری لمحات میں شیعیت نے ناگ کی طرح اپنے پھن کو زہر اگلنے کے لیے پھیلا رکھا ہے۔ یہ اپنے ماتحتوں اور کارکنوں کے ذریعے زمین کے اطراف واکناف میں اپنے زہریلے اور تباہ کن عقائد ونظریات کی نشر واشاعت کے لیے پوری جاں فشانی سے مصروف ہے۔

بایں طور کہ یہ گروہ یارانِ محمد ﷺ کی ردائے عزت کو تار تار کرنے اور قرآن کریم کو مشکوک ثابت کرنے اور صحیح اسلامی عقیدے میں واضح ردوبدل کے ذریعے سید البشر ﷺ کے عطا فرمودہ بے عیب منہجے لوگوں سے دور رکھنے کے اہداف پر عمل پیرا ہے۔

لہٰذا اس صورت میں ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے سادہ اور فریب خوردہ اہل السنۃ والجماعۃ بھائیوں کو روئے زمین میں پھیلی شیعہ جماعتوں کے عقائد ونظریات اور ان کی شہرت وترویج کے متعلق خبردار کریں۔ اور ان کے سامنے شیعہ تنظیموں اور ان کے یہودی آقاؤں (قیامت تک ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنتیں نازل ہوتی رہیں) کے مابین گہری مشابہت ومماثلت کی حقیقت کو بھی نمایاں کریں۔

میں نے اپنی اس کتاب کا آغاز امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد کی تفصیل وتشریح کے ساتھ کیا ہے۔ اس اعتبار سے کہ ایرانی شیعی حکومت ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے اس گروہ کا مکمل تحفظ کرتی ہے۔ اسی طرح لبنان کی شیعہ تنظیم ''حزب اللہ'' بھی ان کو ہر طرح کی مذہبی سپورٹ مہیا کرتی ہے اور اس لیے بھی کہ اکثر مسلمانوں کے مصائب وآلام کے واقعات میں ان شیعی اور یہودی تنظیموں کی باہمی موافقت ومطابقت کا معاملہ تا حال پوشیدہ ہے۔ جس میں بہت بڑا کردار سیاہ پگڑی پوش شیعوں اور ان کے یہودی پیشواؤں کا ہی ...... ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے صحیح انجام سے دوچار کرے۔

اس کے بعد میں نے دنیا بھر میں آباد دوسرے شیعہ فرقوں کا، ان کے مخصوص مراکز ومقامات کا اور ان کے مختلف عقائد کا تعارف پیش کیا ہے۔ سب سے آخر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کرتے

ہوئے ہم نے ان کو اصحاب فہم وفراست افراد اہل السنۃ والجماعۃ کے راستے پر چلنے کی دعوت دی ہے۔
یقیناً یہ راستہ ہی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا راستہ ہے، لہٰذا میں نے اپنی کتاب کے اختتامی کلمات میں شیعہ دانشمندوں کو صدا دی ہے، عین ممکن ہے کہ ہمیں رغبت رکھنے والے کان، غور فکر کرنے والے دل میسر آجائیں۔

اللہ غالب وقدیر سے یہ التجا ہے کہ وہ امت محمدیہ کو اپنے دین کی طرف باعزت مراجعت نصیب فرمائے اور وہ اس کے مقابلے میں کھڑے ہونے والے تمام دشمنوں اور سنت مطہرہ سے نفرت کرنے والوں پر اسے اپنی غالب ترین مدد اور نصرت سے سرفراز فرمائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صاحب قدرت اور مددگار ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

مؤلف
فضیلۃ الشیخ ممدوح الحربی

پہلی فصل

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی ابتداء

برادران اسلام!

میری اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ اس نے جس طرح ہمیں دنیا میں اپنی اطاعت وفرمانبرداری پر مجتمع ہونے کی توفیق بخشی ہے اسی طرح وہ ہمیں آخرت میں بھی اپنے محبوب خلیل محمد بن عبداللہ ﷺ کی ہمسائیگی میں اکٹھا فرمادے۔

ہم اس باب میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا تذکرہ کریں گے اور یہ باذن اللہ تعالیٰ درج ذیل نکات کے تحت ہوگا۔

پہلی بحث..........شیعہ امامیہ کا تعارف

دوسری بحث..........مذہب شیعہ کی عبداللہ بن سباء کے ہاتھ سے تشکیل

تیسری بحث..........شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات اور مؤلفات

پہلی بحث..........

شیعہ امامیہ کا تعارف

یہ فرقہ درج ذیل مختلف ناموں کے ساتھ مشہور و معروف ہے۔

رافضیہ :

انہیں رافضی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ شیخین ابوبکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی امامت کا انکار کرتے اور یاران رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب و شتم کا مستحق گردانتے اور ان کے متعلق بدگوئی کرتے ہیں۔

شیعہ:

یہ لوگ اس لیے کہلاتے ہیں کہ یہ خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کی طرف داری کرتے ہیں اور صرف انہی کی امامت کو برحق تسلیم کرتے ہیں۔

اثنا عشریہ:

انہیں اثنا عشریہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ بارہ اماموں کی امامت کے قائل اور معتقد ہیں ان کا آخری امام محمد بن الحسن العسکری ہے۔ جو ان کے عقیدہ کے مطابق تا حال غار میں چھپا ہوا ہے۔

امامیہ:

انہیں امامیہ کا نام دیا جاتا ہے، اس لیے کہ ان کے عقیدے کی رو سے امامت کو اسلام کے پانچویں رکن ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

جعفریہ:

انہیں جعفریہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو امام جعفر صادق کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ ان کا چھٹا امام ہے اور ان کا شمار اپنے دور کے فقہاء میں ہوتا ہے۔ اس فرقے کی فقہ کو کذب و افتراء کے ذریعے ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

دوسری بحث.........

عبداللہ بن سباء کے ذریعے شیعہ مذہب کی ابتداء

یمن کے یہودیوں میں سے ابن السوداء کے لقب سے مشہور عبداللہ بن سباء خبیث یہودی نے سادہ لوح عام مسلمانوں کے سامنے یہودیت کی بعض تعلیمات کو پیش کیا اور انہیں اس دعوت کو قبول کرنے کی ترغیب دی۔ اس نے اپنی اس نئی دعوت کو اہل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت، ان کی ولایت سے الفت وقرب اور ان کے دشمنوں سے اظہار براءت کا جامہ پہنا دیا، چنانچہ جلد ہی ایسے لوگ اس کے فریب کا شکار ہو گئے جن کے دلوں میں اسلام ابھی تک پوری طرح جاگزیں نہ ہوا تھا، یہ اعراب تھے، یا نئے نئے حلقہ اسلام میں داخل ہونے والے لوگ، اس طرح ایک نیا دینی فرقہ ظہور پذیر ہو گیا جس کے عقائد سراسر اسلامی عقائد کے مخالف تھے اور اس کی تمام تر تعلیمات یہودیت سے اخذ شدہ تھیں۔ اس فرقے کو اس کے بانی ومؤسس ابن سباء کی طرف منسوب کیا جانے لگا اور اسے سبئیہ کا نام دیا گیا، شیعہ نے اپنے کلی اصول و عقائد اسی فرقے سے لیے ہیں، اس اعتبار سے شیعہ انہیں پوشیدہ یہودی تعلیمات سے اثر پزیر ہو گئے جن کی دعوت ابن سباء یہودی نے دی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ علماء کے ہاں یہ بات درجہ شہرت تک پہنچی ہوئی ہے کہ عبداللہ بن سباء ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے رفض کی بدعت کو ایجاد کیا اور یہ رفض یہودیت سے اخذ شدہ شئے ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعۃ الفتاویٰ میں فرماتے ہیں:

وقد ذكر اهل العلم ان مبدأ الرفض اى: التشيع كان من الزنديق عبدالله بن سبأ......فانه اظهر الاسلام وأبطن اليهودية وطلب ان يفسد الاسلام كما فعل بولس النصراني......الذى كان يهوديا فى افساد دين النصارى (مجموع الفتاوی۔ج28ص483)

"اہل علم کا بیان ہے کہ رافضیت، یعنی شیعیت کی ابتداء زندیق عبداللہ بن سباء سے ہوئی ہے اس نے بظاہر تو اسلام کا اقرار واعتراف کیا مگر باطنی طور پر وہ یہودیت سے پیوستہ رہا۔

اس کی دلی آرزو یہ تھی کہ وہ اسلام کے اندر بھی اسی طرح کا بگاڑ پیدا کردے جس طرح کا بگاڑ نصرانی پولس نے اپنی یہودیت پر قائم رہتے ہوئے دین نصرانیت میں کردیا تھا۔"

ایک دوسرے مقام پر یوں فرماتے ہیں:

واصل الرفض من المنافقين الزنادقة فانه ابتدعه ابن سباء الزنديق واظهر الغلو فى على، بدعوة الإمامة والنصّ عليه، وادعى العصمة له ولهذا كان مبداه من النفاق......قال بعض السلف: حب ابى بكر وعمر ايمان وبغضهما نفاق وحب بنى هاشم ايمان وبغضهم نفاق

"رافضیت کی اصل بنیاد زندیق منافقون نے فراہم کی ہے، اسے ابن سباء زندیق نے ایجاد کیا، بایں طور پر کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کے متعلق غلو کو اختیار کیا، اس کے ساتھ ان کی منصوص امامت کا اور ان کی عصمت کا بھی دعویٰ ظاہر کیا، لہٰذا اس کی بنیاد ہی نفاق پر استوار ہے۔ بعض سلف صالحین کا قول ہے "ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض نفاق کی نشانی ہے۔ بنوہاشم سے محبت ایمان کی دلیل اور ان سے کدورت نفاق کا خاصہ ہے۔"

ابن سباء کے وجود کی حقیقت کا ثبوت:

دور حاضر کے اکثر شیعہ حضرات ابن سباء سے لاتعلقی ظاہر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سراسر وہمی وخیالی شخصیت ہے اور یہ اہل السنۃ والجماعہ کی طرف سے شیعہ اثناعشریہ کے خلاف گھڑا گیا بہتان ہے اور خلاف حقیقت بات شیعہ۔ معاصروں کا یہی موقف ہے...... مگر ہم ثابت کریں گے کہ یہ فرضی وقیاسی شخصیت نہیں بلکہ معتبر شیعی آئمہ، جنہیں شیعوں کے ہاں بہت بڑا مرتبہ اور مقام حاصل ہے کی کتب میں اس کی حقیقی شخصیت کی سچائی کو تسلیم کیا گیا ہے۔

انہی اماموں میں سے ایک امام قمی ہے، جس نے ابن سباء اور سبئیت کو موضوع بحث بناتے ہوئے اپنی کتاب "المقالات والفرق" میں لکھا ہے:

وهذه الفرقة تُسمى السبئية اصحاب عبدالله بن سباء وهو عبدالله بن وهب الراسبى الهمدانى، وساعده على ذالك عبدالله بن

حرصی وابن اسود وهما من أجلة اصحابه وكان اول من اظهر الطعن علی ابی بکر وعمر وعثمان والصحابة وتبرأ منهم۔

(المقالات والفرق۔ص 20)

''اس فرقہ کا نام سبئیہ ہے۔ جس عبداللہ بن سباء المعروف عبداللہ بن وھب الراسبی الھمدانی کے پیروکاروں کا گروہ ہے۔ اس مذہب کی تاسیس میں اس کے دو بڑے ساتھیوں عبداللہ بن حرصی، اور ابن اسود نے معاونت فراہم کی، یہ (ابن سباء) وہ پہلا شخص ہے جس نے ابوبکر، عمر، عثمان اور (باقی) صحابہ رضی اللہ عنہم پر لعن وطعن کا آغاز اور ان سے براءت کا اظہار کیا۔''

ان کے امام نوبختی نے اپنی کتاب ''فرق الشیعۃ'' میں ابن سباء کے متعلق یوں لکھا ہے:

وحكى جماعة من اهل العلم من اصحاب علی رضی اللہ عنہ ان عبدالله بن سباء كان يهوديا فاسلم، ووالى عليا رضی اللہ عنہ وكان يقول وهو على يهوديته فی يوشع بن نون بعد موسٰی علیہ السلام بهذه المقالة، فقال فی اسلامه ای/ بعد ان اسلم عبدالله بن سباء ۔ قال فی اسلامه بعد وفاة النبی صلى الله عليه وسلم فی علی رضی اللہ عنہ بمثل ذالك۔

(فرق الشيعة۔ص 22)

''علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے اہل علم کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سباء یہودی تھا، دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس نے علی علیہ السلام سے محبت کا اظہار کیا، چنانچہ جن دنوں وہ یہودیت پر قائم تھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون کے متعلق جو دعویٰ کیا کرتا تھا بعینہ وہی دعویٰ اس نے اسلام قبول کرنے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علی علیہ السلام کے بارے میں کیا۔''

اسی طرح عبداللہ سباء کے وجود کی حقیقت کو تسلیم کرنے والوں میں سے ابن ابی الحدید بھی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ابن سباء ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے علی علیہ السلام کے زمانہ میں غلو کو اختیار کیا، چنانچہ اس نے شرح نہج البلاغۃ میں لکھا ہے:

و اول من جهر بالغلو فی ایامه ۔ ای: فی ایام علی بن ابی طالب۔ عبدالله بن سباء فقام اليه وهو يخطب۔ فقال له: انت...... انت......

وجعل يكررها...... فقال له۔ اى على بن أبى طالب ؓ۔ ويلك من انا......فقال: انت الله......فامر باخذه واخذ قوم كانوا معه على رأيه۔

''علی بن ابی طالب کے دور میں سب سے پہلے غلو کو علی الاعلان اختیار کرنے والا شخص عبداللہ بن سباء تھا۔ یہ علی الاعلان علی ابن ابی طالب کے خطبہ کے دوران کھڑا ہوا اور آپ سے کہنے لگا تو ہے......تو ہے...... بار بار وہ یہی کلمہ دہرانے لگا، تو آپ نے (یعنی علی ابن ابی طالب) نے اس سے دریافت فرمایا، تیری بربادی ہو۔ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا'' آپ اللہ ہیں'' چنانچہ آپ نے ابن سباء کو گرفتار کرنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ان لوگوں کو بھی گرفتار کر لیا گیا جو اس کے ہم عقیدہ تھے۔''

امام نعمۃ اللہ الجزائری شیعہ امام ہے، وہ اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں ابن سباء کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

وقيل: انه يهوديا فأسلم ، اللهم اى: ابن سباء انه كان يهوديا فاسلم وكان فى اليهودية يقول فى يوشع بن نون ، وفى موسٰى مثل ما قال فى علي (الانوار النعمانية:2/234)

''بیان کیا جاتا ہے کہ وہ (ابن سباء) یہودی تھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا، اللہ گواہ ہے کہ ابن سباء واقعۃً یہودی تھا، جو بعد میں مسلمان ہو گیا اور وہ اپنے یہودیت کے دور میں یوشع بن نون اور موسیٰ کے متعلق وہی کچھ کہہ چکا تھا، جس کا اظہار اس نے علی کے متعلق کیا تھا۔''

واضح ہوا کہ عبداللہ بن سباء یہودی کی شخصیت تاریخی طور پر ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اثناعشری شیعہ اماموں کی شہادت کو ابھی ہم نے ان کی اس گفتگو اور ان کی مستند ترین کتب سے ملاحظہ کر لیا ہے' لہٰذا اب ایسا قطعاً نہیں ہو سکتا کہ دور حاضر کا کوئی شیعی امام آئے اور وہ اس خبیث یہودی کے وجود کا انکار کر دے، جس نے شیعہ امامیہ کے عقائد کی بنیاد تعمیر کی تھی۔

تیسری بحث..........

شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات اور مؤلفات

شیعہ امامیہ کی مشہور ترین شخصیات، ان کے بارہ امام ہیں، جنہیں شیعہ امامیہ اپنے امام تسلیم کرتے ہیں، حالانکہ یہ آئمہ کرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیعی عقائد سے لاتعلق ہیں۔ وہ ان تمام خلاف حقیقت، باطل اور جھوٹے اقوال واعمال سے بری الذمہ ہیں، جن کو شیعہ امامیہ ان آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ شیعوں کے نزدیک ان بارہ اماموں کی ترتیب درج ذیل ہے۔

پہلا امام:

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، لقب مرتضیٰ، کنیت ابوالحسن، چوتھے خلیفہ راشد اور داماد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہیں گمراہ اور گمراہ کن عبدالرحمٰن بن ملجم نے مسجد کوفہ میں قاتلانہ حملے کے ذریعے شہید کر دیا۔

دوسرا امام:

حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، شیعہ انہیں مجتبیٰ اور ایک قول کے مطابق زکی کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔

تیسرا امام:

حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، شیعہ انہیں شہید کا لقب دیتے ہیں، واقعتاً آپ رضی اللہ عنہ شہادت کے درجہ عالیہ پر فائز ہیں، ایک قول کے مطابق انہیں سید الشہداء کہا جاتا ہے، جب کہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

چوتھا امام:

علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، شیعہ انہیں سجاد اور ایک قول کی رُو سے زین العابدین کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابومحمد ہے۔

پانچواں امام:

محمد بن علی بن الحسین رحمہ اللہ، انہیں باقر کا لقب اور ابو جعفر کی کنیت دی جاتی ہے۔

چھٹا امام:

جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ، انہیں صادق کا لقب اور ابو عبداللہ کی کنیت دیتے ہیں۔

ساتواں امام:

موسیٰ بن جعفر الصادق رحمہ اللہ، لقب کاظم اور کنیت ابوابراہیم سے ان کے نزدیک معروف ہے۔

آٹھواں امام:

علی بن موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ، شیعہ انہیں رضی کا لقب اور ابوالحسن کی کنیت دیتے ہیں۔

نواں امام:

محمد بن علی بن موسیٰ رحمہ اللہ، انہیں تقی کا اور دوسرے قول کے مطابق جواد کا لقب اور ابو جعفر کی کنیت دیتے ہیں۔

دسواں امام:

علی بن محمد بن علی رحمہ اللہ، شیعہ انہیں نقی یا ہادی کا لقب اور ابوالحسن کی کنیت دیتے ہیں۔

گیارہواں امام:

حسن بن علی بن محمد رحمہ اللہ، انہیں زکی یا عسکری کا لقب دیا جاتا ہے۔ ان کی کنیت ابو محمد ہے۔

بارہواں اور آخری امام:

محمد بن الحسن العسکری، انہیں شیعہ مہدی اور ایک قول کے مطابق ''حجۃ القائم المنتظر'' کا لقب دیتے ہیں، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ شیعہ کے نزدیک آپ ''حجۃ الغائب'' ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی ولادت 256ھ میں ہوئی، ان کی غیبت صغریٰ 260ھ اور غیبت کبریٰ 329ھ کو وقوع پذیر ہوئی۔ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کا یہ بارہواں امام سامرہ میں اپنے باپ کے گھر میں واقع غار ''سُرَّ من رأی'' میں داخل ہوا اور تا حال ان کا خروج نہیں ہوا۔

❁ علی بن ابراہیم القمی ابوالحسن، ہلاکت 307ھ

یہ اپنی کتاب تفسیر القمی کے ساتھ مشہور ہے، اس اللہ کے دشمن نے اپنی اس تفسیر میں قرآن کریم کے محرف ہونے کی صراحت کی ہے۔ "تفسیر القمی" کے علاوہ "التاریخ، الشرائع، الحیض، التوحید والشرک، فضائل امیر المومنین اور المغازی" نامی کتب بھی اس کی مولفات ہیں۔

❁ محمد بن یعقوب الکلینی ابو جعفر، ہلاکت 328ھ

یہ کتاب "الکافی" کا مؤلف ہے، اس نے اپنی اس کتاب کے صرف پہلے اور دوسرے جزء کے بائیس صفحات میں قرآن کریم کی تحریف کو ثابت کیا ہے۔ یہ بہت بڑی کتاب ہے اور اصول وفروع اور تہذیب واخلاق کی تین اقسام پر مشتمل ہے۔

❁ محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی، ہلاکت 381ھ

صدوق کے لقب سے معروف اور "من لا یحضرہ الفقیہ" نامی کتاب کا مؤلف ہے۔

❁ محمد بن الحسن الطوسی، ہلاکت 460ھ

یہ "تہذیب الاحکام، الاستبصار، التبیان، الغیبۃ، امالی الطوسی، الفہرست اور رجال الطوسی" ایسی معروف کتب کا مؤلف ہے۔

❁ الحاج مرزا حسین محمد النوری الطبرسی،

یہ کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" کا مؤلف ہے۔ اس زندیق نے اپنی اس کتاب کے اندر یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن کریم میں کمی، زیادتی اور تحریف وقوع پذیر ہوئی ہے۔ یہ کتاب ایران میں 1289ھ کو طبع ہوئی ہے۔ صاحب کتاب نے 1320ھ میں نجف میں ہلاکت پائی۔

❁ آیت اللہ الماماقانی

یہ کتاب "تنقیح المقال فی اصول الرجال" کا مؤلف ہے اور شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کا امام الجرح والتعدیل، اس نے اپنی مذکورہ کتاب میں ابوبکر الصدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے لیے "الجبت والطاغوت" کے القاب استعمال کیے ہیں۔ یہ کتاب مطبعۃ المرتضویہ نجف کے زیر اہتمام 1352ھ میں شائع ہوئی ہے۔

❁ محمد باقر مجلسی

صفوی حکومت کا مذہبی قائد اور مؤلف کتاب "بحار الانوار" ہلاکت 1111ھ

❁ نعمۃ اللہ الجزائری

مؤلف کتاب ''الانوار النعمانیہ'' ہلاکت 1112ھ

- ابومنصور الطبرسی

مؤلف کتاب ''الاحتجاج'' ہلاکت 620ھ

- ابوعبداللہ المفید

مؤلف کتاب ''الارشاد، اور کتاب ''الامالی المفید'' متوفی 413ھ

- محمد بن الحسن العاملی

مؤلف کتاب ''الایقاظ من الھجعۃ فی اثبات الرجعۃ'' ہلاکت 1104ھ

- آیت اللہ خمینی۔

مکمل نام: '' روح اللہ المصطفیٰ احمد الموسوی الخمینی '' اس کے والد احمد نے 1885ء میں ہندوستان کی سکونت ترک کر کے مستقل طور پر ایران میں رہائش اختیار کر لی، خمینی کی پیدائش قم شہر کے نواحی قصبہ خمین میں 1320ھ میں ہوئی، ولادت کے ایک سال بعد اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا، سن بلوغ تک عمر پہنچی تو اس کی ماں بھی وفات پا گئی، چنانچہ اس کے بڑے بھائی نے اس کی مکمل پرورش وکفالت کی ذمہ داری کو نبھایا۔ یہ شیعہ کے ممتاز ترین مذہبی راہنماؤں میں شمار ہوتا ہے۔ خمینی کی متعدد تالیفات میں سے ایک کتاب ''کشف الاسرار'' بھی ہے۔ اپنی اسی کتاب میں خمینی نے فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ لکھا ہے:

ان أعمال عمرَ نابعة من اعمال الكفر والزندقة والمخالفات لآيات ورد ذكرها في القرآن ۔ (کشف الاسرار۔ص:116)

''عمر کے جملہ اعمال کفر، زندیقیت اور (کتاب اللہ) قرآن میں وارد شدہ آیات کی مخالفت پر مبنی ہیں۔''

اس کے علاوہ خمینی نے ہی ''تحریر الوسیلہ'' اور ''الحکومۃ الاسلامیۃ'' نامی کتب بھی تحریر کی ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب میں خمینی نے لکھا ہے:

ان تعاليم الائمة كتعاليم القرآن ، يجب تنفيذها واتباعها

(الحکومۃ الاسلامیۃ۔ص13)

''یقیناً ائمہ کی تعلیمات کا درجہ قرآن کی تعلیمات کے مساوی ہے۔ ان کا نفاذ اور ان کی پیروی دونوں لازم ہیں۔''

خمینی تقریباً 89 سال کی عمر میں فوت ہوا، خمینی کے حاشیہ نشینوں نے اس کے برہنہ چہرہ میت کو شیشہ کے تابوت میں بند کر کے تہران کے سب سے بڑے اور کشادہ میدان میں رکھ دیا۔ اس خمینی کے مریدوں اور عقیدت مندوں نے اس تابوت کے گرد طواف کیا، جنازہ چلا تو اس کے پیچھے 10 ملین رافضیوں کا جم غفیر بھی رواں دواں تھا۔ سخت ازدہام کی وجہ سے کندھوں سے کندھے ٹکرا رہے تھے، یہ لوگ اپنے رخسار پیٹ رہے اور سینہ کوبی کر رہے تھے۔

اس موقع پر خمینی کی میت پر تجارت کرنے والوں نے اس کی قبر پر بہت بڑی عمارت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا جسے ایران کے بلند ترین گولڈن گنبد کی حیثیت حاصل ہو جائے گی، چنانچہ جس علاقے میں یہ گنبد تعمیر کیا گیا اس کے نام کے چناؤ کا شرف خمینی کے بیٹے احمد کو نصیب ہوا، جس نے اس مرکز کو "روح الاسلام" کا نام دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس گنبد کے تعمیراتی اخراجات کی مد میں سات ارب ڈالر خرچ کر دیئے گئے۔ یہ ایک ایسے ملک میں ہوا جہاں پانچ ملین انسان بے روزگاری کی اذیت میں مبتلا ہیں۔

دوسری فصل

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے عقائد

پہلی بحث...... شیعہ کا توحید فی الالوھیۃ کے متعلق عقیدہ

دوسری بحث...... شیعہ کا توحید فی الربوبیۃ کے متعلق عقیدہ

تیسری بحث...... شیعہ کا توحید فی الاسماء والصفات کے متعلق عقیدہ

چوتھی بحث...... شیعہ کا قرآن کریم کے متعلق عقیدہ

پانچویں بحث...... شیعہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق عقیدہ

چھٹی بحث...... شیعہ کا اپنی پیدائشی برتری کا عقیدہ

ساتویں بحث...... شیعہ کا غیبوبت کے متعلق عقیدہ

آٹھویں بحث...... شیعہ کا رجعت کے متعلق عقیدہ

نویں بحث...... شیعہ کا حجر اسود کے متعلق عقیدہ

دسویں بحث شیعہ کا تقیہ کے متعلق عقیدہ

پہلی بحث......

شیعہ کا توحید الوہیت کے متعلق عقیدہ

(۱) امام اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں:

شیعہ امامیہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے آئمہ اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین "وسیلہ اور واسطہ" کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں اس عقیدہ کی یوں صراحت کی ہے، اس نے لکھا ہے:

فانهم حُجب الرب والوسائط بينه وبين الخلق (بحار الانوار:23/97)

"ائمہ رب کے درمیان اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔"

اس طرح ان کے اسی دینی قائد مجلسی نے اپنی مذکورہ بالا کتاب میں ایک عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے:

باب الناس لا يهتدون الا بهم وانهم الوسائل بين الخلق وبين الله وانه لايدخل الجنة الا من عرفهم

"یہ باب اس (عقائدی) مسئلے میں ہیں کہ لوگوں کو ہدایت صرف آئمہ کے ذریعے سے نصیب ہوتی ہے اور یہ آئمہ اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہوتے ہیں اور جنت میں داخلہ بھی انہی لوگوں کو نصیب ہوگا جن کو آئمہ کی معرفت حاصل ہوگی۔"

(۲) ائمہ کی قبور مدد مہیا کرتی ہیں:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ سے ایسے معاملات میں مدد طلب کرتے ہیں جن پر صرف اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے۔ یہ عقیدہ رکھتے ہوئے کہ ان کے امام ان سے شفاء طلب کرنے والوں کے لیے بذات خود بہت بڑی شفا اور اکسیر دوا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی بیروت میں لکھا ہے:

اذا كان لك حاجة الى الله عز وجل فاكتب رقعة على بركة الله واطرحه على قبر من قبور الآئمة ان شئت او فشدها واختمها

واعجن طينا نظيفا واجعلها فيه واطرحها في نهر جار، او بئر عميقة، اوغدير ماء فانها تصل الى السيد ﷺ وهو يتولى قضاء حاجتك بنفسه (بحارالانوار:ج94ص29)

"جب بھی تجھے اللہ عزوجل سے کوئی ضرورت پیش آئے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے تو اپنی حاجت کو ایک کاغذ پر تحریر کر کے آئمہ کی قبور میں سے کسی قبر پر ڈال دے یا اسے مہر لگا کر لپیٹ لے اور پھر صاف پاک گوندھی ہوئی مٹی میں اسے رکھ کر کسی بہتی نہر میں یا کسی گہرے کنوئیں میں یا پانی کی کسی جھیل میں ڈال دے، تیری یہ طلب امام علیہ السلام تک پہنچ جائے گی اور امام علیہ السلام بذات خود تیری ضرورت کو پورا کر دے گا۔"

(۳) ائمہ کو قانون سازی کا حق حاصل ہے:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ کو حلت وحرمت کا بااختیار جانتے اور انہیں قانون سازی کا حق دیتے ہیں ان کے امام کلینی نے "اصول الکافی" اور مجلسی نے "بحار الانوار" میں لکھا ہے:

خلق ـ اى الله ـ محمدا، وعليا و فاطمة ، فمكثوا الف دهر ، ثم خلق جميع الاشياء فاشهدهم خلقها، واجرى طاعتهم عليها، وفوض امورها اليهم، فهم يحلون ما يشاء ون ويحرمون ما يشاء ون ـ (اصول الكافى:1/441، بحار الانوار:25/240)

"اللہ تعالیٰ نے محمد، علی اور فاطمہ کو تخلیق فرمایا، ان کی تخلیق کے ہزار ہا سال بعد اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کو اپنی مخلوقات کی آفرینش کا گواہ بنایا اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ان پر لازم کر دیا اور ان کے تمام امور کی دیکھ بھال کو ان کے سپرد کر دیا، لہٰذا وہ چاہیں تو کسی شئے کو حلال کر دیں اور چاہیں تو کسی چیز کو حرام قرار دے دیں۔"

(۴) ائمہ کی قبور نذر ونیاز کا محل اور قربان گاہ ہیں:

شیعہ امامیہ اپنے آئمہ کی قبروں کی عبادت کرتے، ان پر جانور ذبح کرتے اور ان کے ہاں منت مانتے اور ان کے نام کی قسمیں کھاتے، ان سے مرادیں طلب کرتے، انہیں پکارتے، ان سے مدد مانگتے، ان پر رکوع وسجود کرتے اور ان مزاروں خانقاہوں اور مقبروں کے لیے خطیر اموال کی نذریں مانتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایران میں موجود ہر مقبرہ، مزار کا بینک میں بہت بڑا کھاتہ کھلا ہوا ہے۔ جس میں مختلف قسم کے عطیات اور نذرانوں کو جمع کیا جاتا ہے۔

(۵) سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر ہر بیماری کی دوا ہے:

شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی قبر ہر بیماری کے لیے ذریعہ شفاء ہے اور ان کے مذہبی قائد مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں تقریباً ۸۳ روایات حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کے متعلق اور اس کے فضائل واحکام اور آداب کے ضمن میں وارد کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے:

قال ابو عبدالله حنكوا اولادكم بتربة الحسين فانه امان

"ابو عبداللہ (جعفر صادق) کا فرمان ہے کہ اپنی اولاد کو تربت حسین کے ساتھ گھٹی دیا کرو یہ ان کے لیے جملہ امراض سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے یہ فرمایا:

ثم يقوم ويتعلق بالضريح ويقول: يا مولاى يا ابن رسول الله، انى آخذ من تربتك باذنك اللهم، فأجعلها شفاء من كل داء۔ وعزا من كل ذُل، وامنا من كل خوف وغنى من كل فقر

"پھر کھڑا ہو جائے، قبر حسین سے لپٹ جائے اور یوں کہے: اے میرے آقا! اے نواسہ رسول اللہ! میں نے تیری توفیق سے ہی تیری لحد کی خاک اٹھائی ہے، اسے آپ ہر بیماری کے لیے شفا کا ذریعہ ہر ذلت اور رسوائی کے مقابلے میں عزت کا، ہر خوف کے سامنے امن کا اور ہر قسم کے افلاس کے مدمقابل بے نیازی کا ذریعہ بنا دے۔"

اسی طرح خمینی نے بھی اپنے عقیدتمندوں اور مریدوں کو شفا حاصل کرنے کی خاطر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی خاک کھانے کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی رائے کے مطابق قبرِ حسین کو جو شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا مقابلہ کوئی بھی خاک حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی خاک بھی نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں لکھا ہے:

يستثنىٰ من الطين طين قبر سيدنا ابى عبدالله الحسين عليه السلام للاستشفاء ولا يجوز اكله بغيره ولا اكل ما زاد عن قدر الحمصة المتوسطة ولا يلحق به طين غير قبره حتى قبر النبى صلى الله عليه وسلم والأئمة عليهم السلام (تحرير الوسيلة:2/164)

"شفا کی خاطر مٹی کھانے کی ممانعت سے سیدنا ابو عبداللہ حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کو تخصیص واستثناء حاصل ہے، تاہم اس کا کھانا بھی صرف شفاء کی طلب کے لیے جائز ہے اور وہ بھی

صرف درمیانے سائز کے چنے برابر، آپ (حسین رضی اللہ عنہ) کی قبر کی مٹی کی ہمسری کوئی بھی مٹی حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی قبور کی مٹی بھی نہیں کرسکتی۔"

صرف اسی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ شیعہ امامیہ نے تو حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اس قدر غلو اختیار کر رکھا ہے کہ آپ کو ان کی ریاست ایران کے تمام راستوں اور عام شاہراہوں پر پانی پینے کے لیے نصب شدہ واٹر کولر نظر آئیں گے، جن پر واضح لفظوں میں لکھا ہوتا ہے "بنوشید بنام حسین" یعنی حسین کا نام لے کر پیو۔ اس سے اور صریح شرک سے اللہ کی پناہ!

(٦) ائمہ کی قبور کی زیارت حج سے بھی زیادہ بڑی عبادت ہے:

شیعوں کے مذہبی قائد اور ان کے امام کلینی نے "فروع الکافی" میں لکھا ہے:

ان زيارة قبر الحسين تعدل عشرين حجة ، وافضل من عشرين عمرة وحجة (فروع الكافي: 59)

"یہ حقیقت ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت بیس حجوں کے مساوی بلکہ بیس حج اور عمروں سے بھی زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔"

قارئین کرام! ذیل میں آپ کے سامنے شیعہ اثناعشریہ کے اپنے آئمہ اور ان کے قبور کی زیارت کے متعلق اختیار کیے گئے بدترین غلو کو آشکار کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے سامنے شیعہ اثناعشریہ کی معتمد ترین کتابوں کے ابواب اور ان کی فہرستوں کو پیش کیا جا رہا ہے جن کے مطالعہ سے آپ کو خوب اندازہ ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے آئمہ کے متعلق کتنے سنگین غلو کا شکار ہیں۔ ان کتابوں میں سے چند ایک کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆☆☆ ...... کتاب "الکافی" مؤلفہ محمد یعقوب الکلینی مطبوعہ دار التعارف بیروت کی فہرست، اس کتاب کی مجموعی فہرست میں سے صرف درج ذیل عنوانات ملاحظہ کریں:

- باب ان الأئمة عليهم السلام ولاة امر الله ، وخزانة علمه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام حکومت الٰہیہ کے حکمران اور اس کے علم کے خازن ہیں۔

- باب ان الأئمة عليهم السلام نور الله عزوجل

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام اللہ عزوجل کا نور ہیں۔

- باب ان الأئمة عليهم السلام اذا شاء وا ان يعلموا علموا

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ ائمہ علیہم السلام جب بھی کسی شئے کو جاننا چاہیں انہیں مکمل علم ہو جاتا ہے۔

* باب أن الأئمة علیھم السلام یعلمون متی یموتون، وانھم لا یموتون الا باختیار منھم

☆اس عقیدہ کے بیان میں کہ ائمہ علیہم السلام کو اپنی موت کے وقت کا علم ہوتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہی انہیں موت آتی ہے۔

* باب أن الأئمة علیھم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانه لا یخفی علیھم شیء

☆اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام ما کان وما یکون کا علم رکھتے ہیں ان سے کوئی بھی شئے پوشیدہ نہیں ہوتی۔

* باب عرض الأعمال علی النبی ﷺ والأئمة علیھم السلام

☆اس عقیدہ کے بیان میں کہ (انسانوں اور جنوں کے) تمام اعمال نبی ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کے حضور پیش کیے جاتے ہیں

* باب أن الأئمة علیھم السلام معدن العلم، وشجرة النبوة ومختلف الملائکة

☆اس عقیدہ کے بیان میں کہ ائمہ علیہم السلام علم کی کان، نبوت کا نسب اور فرشتوں کی بار بار حاضری کا مرکز ہیں۔

* باب أن الأئمة ورثوا علم النبی وجمیع الانبیاء والأوصیاء الذین من قبلھم

☆اس عقیدہ کے بارہ میں کہ آئمہ نبی ﷺ سمیت سابقہ تمام انبیاء اور اوصیاء کے علوم کے وارث ہیں۔

* باب أن الأئمة علیھم السلام عندھم جمیع الکتب التی نزلت من عندالله عزوجل، وانھم یعرفونھا علی اختلاف السنتھا

☆اس عقیدہ کے بیان کہ آئمہ علیہم السلام کے پاس تمام منزل من اللہ کتابیں موجود ہیں اور وہ زبانوں کے اختلاف کے باوجود ان سب کتب کی معرفت بھی رکھتے ہیں۔

* باب أنه لم یجمع القرآن کله الا الأئمة علیھم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ مکمل قرآن کے جامع صرف ائمہ علیہم السلام ہیں۔

* باب أن الأئمة علیھم السلام یعلمون جمیع العلوم التی خرجت الی الملائکة والانبیاء والرسل

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام فرشتوں، نبیوں اور رسولوں کے جملہ علوم سے آگاہ ہیں۔

....

☆☆☆ ......فہرست کتاب "بحار الانوار" مؤلفہ محمد باقر مجلسی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ اس کتاب کی ساری فہرست میں سے درج ذیل سرخیاں قابل توجہ ہیں۔

* باب أن الله تعالى يرفع للامام عمودا ينظر الى اعمال العباد

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ امام کے لیے بلند ستون قائم کرتا ہے جس سے وہ لوگوں کے اعمال کو دیکھتا ہے۔

* باب انه لا يحجب عنهم شئ من احوال شيعتهم، وما تحتاج اليه الأئمة من جميع العلوم وانهم يعلمون ما يصيبهم من البلايا ويصبرون عليها وانهم يعلمون ما فى الضمائر وعلم المنايا والبلايا وفصل الخطاب والمواليد۔

☆ اس عقیدہ کے بارہ میں کہ آئمہ اپنے شیعوں کے حالات اور آئمہ کو مطلوب جملہ علوم سے پوری آگاہی ہوتی ہے، یہ اپنے اوپر مسلط ہوجانے والی آزمائشوں سے بے خبر ہوتے ہیں، تاہم وہ ان پر صبر کو اختیار کر لیتے ہیں، یہ آئمہ دل کے بھیدوں، اموات ومصائب فیصلہ کن کلام اور پیدائشوں کے علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

* باب أن عندهم جميع علوم الملائكة والأنبياء وانهم اعطوا ما اعطاه الله الانبياء وان كل امام يعلم جميع علم الامام الذى قبله۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کے پاس ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے تمام علوم موجود ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کو عطا فرمودہ تمام صفات وخصوصیات انہیں حاصل ہوتی ہیں اور ہر امام اپنے پیشرو امام کے تمام علوم سے مزین ہوتا ہے۔

* باب أنهم اعلم من الانبياء عليهم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان کہ آئمہ انبیاء علیہم السلام سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔

* باب أنهم يعلمون متى يموتون وانه لا يقع ذلك الا باختيارهم۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو اپنے وقت اجل کا پتہ ہوتا ہے اور موت بھی ان پر ان کی مرضی کے مطابق آتی ہے۔

* باب أحوالهم بعد الموت وأن لحومهم حرام على الارض وانهم يرفعون

الی السماء۔

☆ موت کے بعد آئمہ کے حالات، زمین پر ان کے گوشت کے حرام ہونے اور ان کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بیان میں۔

* باب انہم یظھرون بعد موتھم ویظھر منھم الغرائب

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کا موت کے بعد بھی ظہور ہوتا ہے (نہ صرف یہی بلکہ) ان کی طرف سے عجائبات کا صدور بھی ہوتا ہے۔

* باب أن أسماء ھم علیھم السلام مکتوبة علی العرش والکرسی واللوح وجباہ الملائکة وباب الجنة وغیرھا۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ علیہم السلام کے نام عرش، کرسی، لوح (محفوظ) فرشتوں کی پیشانیوں اور جنت وغیرہ کے دروازہ پر نقش شدہ ہیں۔

* باب أن الجنّ خدامھم یظھرون لھم ویسألونھم عن معالم دینھم۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جنات آئمہ کے خدمت گار ہیں یہ آئمہ کے سامنے ظاہر ہو کر اپنے دینی مسائل کی بابت استفسار کرتے ہیں۔

* باب أنھم یقدرون علی احیاء الموتی وابرء الاکمه والابرص وجمیع معجزات الانبیاء علیھم السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو مردوں کے جلانے، مادر زاد اندھے اور برص زدہ کو شفاء دینے اور انبیاء علیہم السلام کے جملہ معجزات پر قدرت حاصل ہے۔

* باب ان الملائکة تأتیھم وتطأ فرشھم وانھم یرونھم صلوات اللہ علیھم اجمعین

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ فرشتے آئمہ صلوت اللہ علیہم اجمعین کے پاس حاضر ہوتے ہیں، ان کے بستروں پر بیٹھتے ہیں اور یہ آئمہ اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھتے ہیں۔

* باب أنھم علیھم السلام لا یحجب عنھم علم السماء والارض والجنة والنار وانه عرض علیھم ملکوت السماوات والارض ویعلمون ما کان وما یکون الی یوم القیامة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ ائمہ علیہم السلام سے آسمان اور زمین، جنت اور جہنم کی معلومات اوجھل نہیں ہیں،

ان پر آسمانوں اور زمین کی سلطنتوں کو پیش کیا جاتا ہے اور وہ ماضی اور قیامت تک کے تمام حالات سے باخبر ہیں۔

....

☆☆☆ ...... کتاب "بصائر الدرجات" مؤلفہ ابن جعفر محمد بن الحسن الصفار، مطبوعہ الاعلمی ، ایران۔ اس کتاب کی مکمل فہرست میں سے درج ذیل ابواب قابل غور ہیں:

* باب الأعمال تعرض علی رسول الله والأئمة علیهم السلام۔
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جملہ اعمال رسول اللہ ﷺ اور ائمہ علیہم السلام کو پیش کیے جاتے ہیں۔
* باب عرض الأعمال علی الآئمة الأحیاء والأموات۔
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اعمال زندہ اور فوت شدہ آئمہ پر پیش کیے جاتے ہیں۔
* باب فی أن الامام یری ما بین المشرق والمغرب
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ امام مشرق اور مغرب کے مابین تمام اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے۔
* باب فی أن الأئمةَ یحیون الموتی ویبرؤن الاکمه والابرص باذن الله۔
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ کو مردوں کو زندہ، مادرزاد اندھوں اور برص زدہ انسانوں کو اللہ کی توفیق سے درست کر دینے کی قدرت حاصل ہے۔
* باب فی امیر المؤمنین ان الله ناجاه بالطائف وغیرهما ونزل بینهما جبریل
☆ اس حقیقت کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین سے طائف وغیرہ کے مقامات میں سرگوشی فرمائی، اس دوران جبریل بھی ان کے درمیان موجود تھے۔
* باب فی علم الأئمة بما فی السماوات والارض والجنة والنار وما کان وما هو کائن الی یوم القیامة
☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ آسمانوں، زمین اور جنت، جہنم کے حالات اور زمانہ ماضی اور آئندہ قیامت تک ہونے والے تمام امور و واقعات آئمہ کے علم میں ہیں۔

....

☆☆☆ ...... کتاب "کامل الزیارات" مؤلفہ شیعی امام جعفر بن محمد بن قولویہ، مطبوعہ دارالسرور۔ بیروت۔ (۱۹۹۷ء)

اس کتاب کی کامل فہرست میں سے درج ذیل ابواب پیش کیے جاتے ہیں:

* باب من زار الحسين كان كمن زار الله فی عرشه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جو شخص حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا ہے گویا کہ اس نے عرش معلی پر مستوی اللہ کی زیارت کر لی ہے۔

* باب أن زيارة الحسين والأئمة عليهم السلام تعدل زيارة قبر رسول الله صلى الله عليه وآله سلم

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر آئمہ علیہم کی زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے ہم رتبہ ہے۔

* باب أن زيارة الحسين تحط الذنوب۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

* باب أن زيارة الحسين تعدل عمرة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت عمرہ کے مساوی ہے۔

* باب أن زيارة الحسين تعدل حجة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت حج کے مساوی ہے۔

* باب أن زيارة الحسين تعدل حجة وعمرة

☆ اس عقیدہ کے بیان کہ حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت حج اور عمرہ کے ہمسر ہے۔

* باب أن زيارة الحسين ينفس بها الكرب ويقضى بها

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت غموں کے ازالے اور حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔

* باب ما يستحب من طين قبر الحسين وأنه شفاء

☆ حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کی مٹی کی افضیلت اور اس سے شفاء ہونے کا بیان

* باب ما يقول الرجل اذا اكل طين قبرالحسين

☆ قبر حسین رضی اللہ عنہ کی خاک کھانے والا شخص کون سے کلمات پڑھے

* باب ان زائرين الحسين يدخلون الجنة قبل الناس

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے زائرین سب لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

....

☆☆☆ ...... کتاب "نور العین فی المشی الی زیارۃ قبر الحسین" مؤلفہ محمد بن حسن۔ مطبوعہ

دارالمیزان۔ بیروت۔

فہرست کتاب میں سے چند ابواب:

* باب أن زائرين الحسين عليه السلام يعطى له يوم القيامة نور يضيىء لنوره ما بين المشرق والمغرب

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ قیامت کے دن حسین علیہ السلام کے زائر کو ایسے نور سے سرفراز کیا جائے گا جس سے مشرق اور مغرب کے مابین سب کچھ منور ہو جائے گا۔

* باب أن زيارته عليه السلام توجب العتق من النار

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے۔

* باب أن زيارته غفران ذنوب خمسين سنة

☆ اس عقیدہ کے بیان کہ حسین علیہ السلام کی زیارت کے نتیجہ میں پچاس سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

* باب: أن زيارة الحسين عليه السلام تعدل الأعتاق والجهاد والصدقة والصيام۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت غلام کی آزادی، جہاد، صدقہ اور روزہ (سے حاصل ہونے والے اجر و ثواب) کے مساوی ہے۔

* باب أن زيارة الحسين عليه السلام تعدل اثنتين وعشرين عمرة

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت بائیس عمروں (کے ثواب) کے برابر ہے۔

* باب أن زيارة الحسين عليه السلام تعدل حجة لمن لم يتهيأ له الحج وتعدل عمرة لمن لم يتهيأ له عمرة

☆ اس عقیدہ کا بیان کہ حسین علیہ السلام کی زیارت مفلس و نادار شخص کے لیے حج اور عمرہ کی سعادت کے برابر ہے۔

* باب أن الله تبارك وتعالىٰ يتجلى لزوار قبر الحسين عليه السلام ويخاطبهم بنفسه۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قبر حسین کے زائرین کے سامنے ظہور فرماتا اور ان سے براہِ راست ہم کلام ہوتا ہے۔

* باب أن الله جل وعلا يزور الحسين عليه السلام في كل ليلة جمعة۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ عزوجل ہر جمعہ کی رات کو بذات خود حسین کی زیارت کرتا ہے۔

* باب أن الانبیاء یسألون الله فی زیارة الحسین علیه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ سے حسین علیہ السلام کی زیارت کی درخواست کرتے ہیں۔

* باب أن النبی الاعظم (یعنی محمد ﷺ) والعترة الطاهرة یزورون الحسین علیه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ نبی اعظم (محمد ﷺ) اور آپ کی آل پاک حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

* باب أن ابراهیم الخلیل علیه السلام یزور الحسین علیه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

* باب أن موسیٰ بن عمران سأل الله جل وعلا ان یأذن له فی زیارة قبر الحسین علیه السلام

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ موسیٰ بن عمران نے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تھی۔

* باب الملائكة یسألون الله عزوجل ان یأذن لهم فی زیارة قبر الحسین علیه السلام۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ فرشتے حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے منظوری طلب کرتے ہیں۔

* باب ما من لیلة الا وجبرائیل ومیكائیل یزورانه صلوات الله علیه

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جبرائیل اور میکائیل ہر رات کو حسین علیہ السلام کی زیارت کرتے ہیں۔

* باب أن زیارة الحسین علیه السلام تعدل ثلاثین حجة مبرورة، متقبلة زاكیة مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کی زیارت رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیے گئے تیس مقبول، مبرور اور پاکیزہ حجوں کے برابر ہے۔

* باب من زار قبر الحسین علیه السلام كان كمن زار الله فوق عرشه۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ جو شخص حسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرتا ہے، اس نے گویا کہ عرش معلیٰ

پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی ہے

* باب من زار الحسین علیه السلام کتبه الله فی اعلیٰ علیین۔

☆ اس عقیدہ کے بیان میں کہ حسین علیہ السلام کے زائر کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں لکھ لیتا ہے۔

شیعہ عالم حسین الشہید نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ایک خطبہ نقل کیا ہے جو معاذ اللہ کفریہ اور شرکیہ کلمات سے بھرا ہوا ہے۔اس خطبہ میں علی رضی اللہ عنہ اپنا تعارف کرواتے ہیں، ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان خرافات سے بری الذمہ یقین کرتے ہیں،

شیعی عالم بیان کرتا ہے:

''علی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: غیب کی کنجیاں میرے پاس ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا علم صرف مجھے ہے، صحف اولٰی میں مذکور ذوالقرنین میں ہوں، سلیمان کو انگوٹھی عطا کرنے والا میں ہوں، حساب کا نگران و منتظم میں ہوں، صراط اور میدان حشر کا متولی میں ہوں، اپنے رب کے حکم سے جنت اور جہنم کی تقسیم کا اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ میں پہلا آدم اور نوح ہوں، میں جبار کا عظیم نشان ہوں اور پوشیدہ رازوں کی حقیقت ہوں، درختوں کو گل و برگ سے آراستہ کرنے اور پھلوں کو پکانے کی قدرت میرے پاس ہے۔ چشموں کو نکالنے اور نہروں کو جاری کرنے والا میں ہوں، میں علم کا خازن اور حوصلہ و بردباری کا عطیہ کرنے والا ہوں، میں امیرالمومنین ہوں، میں عین الیقین ہوں، میں آسمانوں اور زمین میں اللہ کی حجت اور برھان ہوں، راجفہ اور صاعقہ میرا نام ہے، میں حق کی زوردار آواز ہوں، میں مکذبین کیلئے قیامت ہوں ''ذالک الکتاب لاریب'' سے میں ہی مقصود ہوں، میں ہی وہ اسماء الحسنیٰ ہوں جن کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے، میں ہی وہ نور ہوں جس سے ہدایت کے چشمے پھوٹتے ہیں ،صور کا نگران میں ہوں، قبروں سے اٹھانے والا میں ہوں، زندہ اٹھائے جانے کے دن کا مالک میں ہوں، نوح کو نجات دینے اور بیمار ایوب کو شفاء دینے والا میں ہوں، اپنے رب کے حکم سے آسمانوں کو قائم کرنے والا میں ہوں، میں ابراہیم کا آقا اور کلیم کا راز ہوں، کائنات کا مدبر و منتظم میں ہوں، میں ہی زندہ اور جاوید ہستی کا امر ہوں، میں حق تعالیٰ کی مخلوقات پر اس کا حکمران ہوں، میں ہی وہ ہستی ہوں جس کا فیصلہ اٹل اور جس کا فرمان ناقابل تغیر ہوتا ہے، میں اللہ کا راز اور اس کی حجت ہوں، میں ہی اللہ تعالیٰ کے فرمان

"ویسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی" (یہ لوگ آپ سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں، آپ جواب دیدیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے) میں مذکور امر اور روح کا مصداق ہوں، بلند و بالا پہاڑوں کو میں نے استوار کیا ہے، رواں چشموں کو جاری کرنے والا میں ہوں، درختوں کو اگانے اور ان پر مختلف انواع والوان کے پھلوں کو پیدا کرنے والا میں ہوں، اقوال کا حاکم میں ہوں، مردوں کو جلانے والا میں ہوں، قبر کا پڑاؤ میں ہوں، سورج، چاند اور ستاروں کو روشنی عطا کرنے والا میں ہوں، میں ہی قیامت کا نگران اور اسے قائم کرنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری ہی اطاعت وفرمانبرداری کو لازم کیا گیا ہے، میں اللہ کا مخفی و سربستہ راز ہوں، میں ہی بدر و حنین کا تاجدار ہوں، میں طور ہوں، میں ہی کتاب مسطور ہوں، میں بحر مسجور ہوں، میں ہی بیت المعمور ہوں، اللہ تعالیٰ نے مخلوقات سے میری اطاعت کا تقاضا کیا، کچھ نے کفر کیا اور اس پر جمے رہے، لہٰذا ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا گیا اور کچھ نے اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہا تو وہ نجات اور قرب کے حق دار قرار پائے، میں ہی وہ صاحب عظمت و کرامت ہستی ہوں جس کے ہاتھ میں جنت کے تمام درجات کی اور جہنم کے تمام طبقات کی کنجیاں ہیں، میں ہی آسمان اور زمین میں رسول اللہ کا ساتھی ہوں، میں ہی مسیح ہوں کہ میرے اذن کے بغیر کسی ذی روح کو حرکت کرنے اور سانس لینے کی ہمت نہیں ہے، میں ہی قرون گذشتہ کا مالک ہوں، میں صامت ہوں اور محمد ناطق ہیں، میں نے ہی موسیٰ کو سمندر عبور کرایا اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت غرقاب کیا، میں ہی جانوروں کے تقاضوں کو اور پرندوں کی بولیوں کو جانتا ہوں، میں ہی پلک جھپکنے کی دیر میں ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے فاصلے طے کر سکتا ہوں، جھولے میں عیسیٰ کی زبان سے گفتگو کرنے والا میں ہوں اور میرے ہی پیچھے عیسیٰ نماز پڑھیں گے، میں ہی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق صور میں تصرف کا مختار ہوں" تا آخر

یقیناً یہ خطبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا باطل، بے اصل اور بے اصل بدترین جھوٹ ہے، جو اول تا آخر شرک وکفر سے لبریز ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

شیعہ کے توحید فی الربوبیۃ کے متعلق معتقدات

(۱) امام ہی رب ہوتا ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا رب وہ امام ہوتا ہے جو زمین پر سکونت پذیر ہوتا ہے، ان کی کتاب "مرآۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار" میں لکھا ہے:

ان علیا قال: انا رب الارض الذی تسکن الارض به

(مرآۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار:59)

"(شیعوں کے افتراء کے مطابق) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں زمین کا پروردگار ہوں میرے حکم سے ہی زمین آباد اور پُر رونق ہے۔"

اسی طرح ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں فرمان الٰہی "ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا" (اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

یعنی: التسلیم لعلی رضی الله عنه، ولا یشرك معه فی الخلافة من لیس له ذلك ولا هو من اهله (تفسیر للعیاشی:2/353)

"فرمان الٰہی کا مقصود یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کو اختیار کرے اور خلافت میں اس کے ساتھ ان کو قطعاً شریک نہ کرے جو اس کے حقدار ہیں اور نہ ہی اس کے اہل ہیں۔"

(۲) دنیا اور آخرت امام کے تصرف میں ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا اور آخرت کے مالک امام ہوتے ہیں، انہیں اپنے ملک میں کلی تصرف کا اختیار حاصل ہے، ان کے امام کلینی نے اپنی کتاب "الکافی" میں ایک باب اس عنوان کے ساتھ قائم کیا ہے "باب ان الارض کلھا للامام" یعنی ساری زمین امام کی ملکیت ہے" اس باب کے تحت وہ ابوعبداللہ جعفر صادق کا قول نقل کرتا ہے:

عن ابی بصیر عن ابی عبدالله علیه السلام۔ قال: اما علمت أن الدنیا والآخرة للامام یضعها حیث یشاء ویدفعها الی من یشاء ۔

أنتهى (الكافى:1/410,407)

''ابوبصیر سے مروی ہے کہ ابوعبداللہ (جعفر صادق علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم جانتے نہیں کہ دنیا وآخرت امام کا ملک ہے۔ وہ جہاں چاہے اسے رکھے اور جس کے چاہے اسے سپرد کردے۔''

(۳) کائنات کے جملہ حوادث آئمہ کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں:

شیعہ کائنات کے اندر رونما ہونے والے ایسے حادثات ودافعات جن پر اللہ تعالیٰ کو ہی قدرت اور تصرف حاصل ہے کو اپنے آئمہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یعنی بادلوں کا گرجنا اور بجلی کا چمکنا وغیرہ سب کچھ ان کے عقیدہ کے مطابق ان کے آئمہ کے حکم سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ''بحارالانوار'' میں ایک روایت نقل کی ہے۔ کہتا ہے:

عن سماعة بن مهران قال: كنت عند ابى عبدالله عليه السلام فأرعدت السماء وأبرقت، فقال: ابو عبدالله عليه السلام: اما انه ما كان من هذا الرعد ومن هذا البرق فانه من امر صاحبكم۔ قلت: من صاحبنا؟ قال: امير المؤمنين عليه السلام (بحارالانوار:33/27)

''سماعہ بن مہران کا بیان ہے کہ میں ابوعبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام کے پاس موجود تھا، اسی دوران آسمان پر گرج چمک ہوئی، تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: یہ جو گرج چمک ہوتی ہے اس کا امر تمہارے مولیٰ کی طرف سے جاری ہوتا ہے، میں نے عرض کیا: ہمارا مولا کون ہے؟ فرمایا: امیر المؤمنین علیہ السلام۔''

(۴) ائمہ بادلوں پر سوار ہوتے ہیں:

یہ عقیدہ شیعہ امامیہ اور شیعہ نصیریہ کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اس کی تفصیل آپ آگے پڑھیں گے، شیعوں کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ''بحارالانوار'' میں مندرجہ ذیل روایات سے اسے ثابت کیا ہے:

ان عليا أوما الى سحابتين۔ فاصبحت كل سحابة كانه بساط موضوع، فركب على سحابة بمفرده وركب بعض اصحابه على الاخرى وقال فوقها: انا عين الله فى ارضه، انا لسان الله الناطق فى خلقه انا نورالله الذى لا يطفأ انا باب الله الذى يؤتى منه

وحجّته على عباده (بحارالانوار-ج:27ص:34)

''علی ؓ نے دو بادلوں کی طرف اشارہ کیا، تو ہر ایک بادل تیار شدہ بچھونا نظر آنے لگا، چنانچہ ایک بادل پر علی ؓ تنہا سوار ہو گئے جبکہ دوسرے پر ان کے بعض ساتھی سوار ہوئے۔ علی ؓ نے بادل پر سوار ہو کر کہا: میں زمین پر اللہ کا وجود ہوں، خلق خدا میں، میں اللہ کی لسان ناطق ہوں، میں اللہ کا نہ بجھنے والا نور، اس کی طرف کھلنے والا دروازہ اور بندگان خدا پر اس کی حجت ہوں۔''

(۵) آئمہ غیب دان ہیں:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے آئمہ غیب کا علم رکھتے ہیں۔ ان کے عالم کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں ایک باب اس عنوان کے ساتھ قائم کیا ہے

باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون متى يموتون وانهم لا يموتون الا باختيار منهم

یعنی اس عقیدہ کا بیان کہ آئمہ کو اپنے وقت اجل کا علم ہوتا ہے اور انہیں موت بھی ان کی رضامندی کے ساتھ آتی ہے۔''

اسی طرح امام کلینی نے ایک دوسرا باب اس عنوان کے ساتھ باندھا ہے:

باب أن الأئمة عليهم السلام يعلمون علم ما كان وما يكون وانه لا يخفى عليهم شىء

''اس عقیدہ کے بیان میں کہ آئمہ ؑ کو زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے جملہ حالات کا علم ہوتا ہے ان سے کوئی بھی شے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہوتی۔''

نیز ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب ''بحارالانوار'' میں صادق علیہ السلام سے ایک جھوٹی، باطل اور من گھڑت روایت نقل کی ہے، جس کے مطابق امام موصوف کا فرمان ہے:

والله لقد اعطينا علم الاولين والآخرين، فقال رجل من اصحابه: جعلت فداك أعندكم علم الغيب؟ فقال له: ويحك انى لأعلم مافى اصلاب الرجال وأرحام النساء (بحارالانوار-ج:26ص:28,27)

''اللہ کی قسم! ہمیں اولین وآخرین کا علم عطا کیا گیا ہے۔ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک

شخص نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، کیا آپ کے پاس علم الغیب ہے؟ آپ نے اس سے کہا: تیرے لیے افسوس ہے مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ مردوں کی صلبوں میں اور عورتوں کے رحموں میں کیا پوشیدہ ہے۔"

(٦) ان کے آئمہ پر وحی نازل ہوتی ہے:

شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کے آئمہ پر جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے سے وحی الٰہی نازل ہوتی ہے، بلکہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام سے بھی بڑھ کر صاحب فضیلت وعظمت فرشتہ بھی وحی لاکر اترتا ہے۔ آئمہ اسی وحی کی بنیاد پر قانون سازی کرتے اور غیبی امور تک رسائی حاصل کرتے ہیں، یہاں تک کہ انہیں قیامت تک نمودار ہونے والے تمام احوال وواقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ یہ عقیدہ متعدد روایات کے ساتھ شیعی کتب احادیث وتفاسیر میں جگہ جگہ لکھا ہوا موجود ہے۔ محمد بن الحسن الصفار متوفی 290ھ شیعی امام ہے۔ جسے شیعوں کے نزدیک اپنے گیارہویں امام معصوم کے ہم نشین ہونے اور قدیم ترین محدث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ مزید بریں یہ ان کے "حجۃ الاسلام" امام کلینی کا بھی معلم اور مرشد ہے۔ اسی امام صفار نے اپنی دس اجزاء پر مشتمل ضخیم کتاب "بصائر الدرجات الکبریٰ" میں ایسی بے شمار ولاتعداد روایات نقل کی ہیں، جن سے وہ اپنے آئمہ پر ملائکہ کرام کے ذریعہ سے نزول وحی کی "حقیقت" کو ثابت کرتا ہے۔ اس کتاب کی آٹھویں جلد میں سولہواں باب اس عنوان کے ساتھ موجود ہے:

باب في امير المؤمنين ان الله ناجاه بالطائف وغيرها ونزل بينهما جبريل

"اس عقیدہ کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین (علی رضی اللہ عنہ) سے طائف اور دیگر مقامات پر سرگوشی فرمائی تھی، اس وقت جبرائیل بھی ان دونوں کے درمیان موجود تھے۔"

اس باب کے ذیل میں تقریباً دس روایات کو نقل کیا گیا ہے۔ ان میں ایک روایت ذیل میں درج کی جاتی ہے:

عن حمران بن اعين قال: قلت لابي عبدالله عليه السلام: جعلت فداك بلغني ان الله تبارك وتعالىٰ قد ناجىٰ عليا عليه السلام؟ قال: أجل قد كان بينهما مناجاة بالطائف نزل بينهما جبريل ' انتهى

(بصائر الدرجات الکبریٰ۔ ج:8 باب:16 ص:430 مطبوعہ ایران)

”حمران بن اعین کا بیان ہے، کہتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ (جعفر صادق) علیہ السلام سے عرض کیا: میری روح وبدن آپ پر نثار ہو جائے کیا مجھ تک پہنچنے والی یہ بات درست ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے علی علیہ السلام سے سرگوشی فرمائی تھی؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں! واقعتاً ان دونوں کے درمیان میں طائف میں سرگوشی ہوئی تھی، ان کے درمیان جبریل موجود تھے۔“

پھر وحی کا یہ معاملہ صرف علی بن ابن طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ شیعہ اثنا عشریہ کے تمام آئمہ اس امتیاز میں ان کے ساتھ شریک ہیں، جیسا کہ صفار نے اپنی کتاب ”بصائر الدرجات“ کی نویں جلد میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

الباب الخامس عشر فی الآئمة علیهم السلام ان روح القدس یتلقاهم اذا احتاجوا الیه (بصائر الدرجات الکبری۔ ج:9باب:15)

”پندرھواں باب، اس حقیقت کے بیان میں کہ ائمہ علیہم السلام کو جب بھی ضرورت لاحق ہوتی ہے تو روح القدس ان کے پاس تشریف لاتے ہیں۔“

اس باب کے تحت اندازاً تیرہ روایات مذکور ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک روایات پیش خدمت ہیں:

*......عن اسباط عن ابی عبدالله جعفر انه قال: قلت تسألون عن الشیء فلا یکون عندکم علمه؟ قال: "ربما کان ذلك" قلت: کیف تصنعون؟ قال: یلقانا به روح القدس

”اسباط کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبداللہ جعفر صادق سے دریافت کیا کہ کبھی یہ بھی ہو جاتا ہے کہ آپ سے کوئی سوال پوچھا جائے اور آپ کے پاس اس کا جواب موجود نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: ”بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے“ میں نے عرض کیا: تو اس وقت آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا: روح القدس ہمارے پاس اس سوال کا جواب لے آتے ہیں۔“

*......عن ابی عبدالله انه قال: انا لنزاد فی اللیل والنهار ولولم نزد لنفد ما عندنا، قال ابوبصیر: جعلت فداك من یأتیکم به؟ قال: ان منا من یعاین وان منا من ینقر فی قلبه کیت وکیت وان منا لمن یسمع بأذنه وقعا کوقع السلسلة فی الطست، قال: فقلت له من الذی یاتیکم بذلك قال: خلق اعظم من جبریل

ومیکائیل (بصائر الدرجات الکبریٰ۔ج:5 باب:7ص:252)

''ابوبصیر کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ (جعفر صادق) نے فرمایا ہے کہ ہمیں دن رات توشہ ملتا رہتا ہے۔نہ ملے تو ہمارے پاس موجود سب کچھ ختم ہو جائے،ابونصیر کہتا ہے میں نے عرض کیا: میں قربان جاؤں آپ کے پاس یہ توشہ کون لاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم میں سے کچھ تو اس کا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں بعض کے دلوں میں ان باتوں کو نقش کر دیا جاتا ہے اور ہم میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں تھالی میں گرنے والی زنجیر کی آواز کی طرح آواز سنائی دیتی ہے۔ابوبصیر کہتا ہے میں نے عرض کیا: آپ کے پاس یہ توشہ کون لاتا ہے؟فرمایا: جبرائیل اور میکائیل سے بھی بڑی مخلوق۔''

شیعوں کے مسلمہ حجۃ الاسلام کلینی نے بھی اپنی کتاب ''الکافی'' میں بھی درج ذیل عنوان کے تحت اس عقیدے کا اثبات کیا ہے :

باب الروح التی یسدداللہ بھاالآئمة علیھم السلام

''یعنی اس روح کا بیان جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ آئمہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔''

اس کے بعد یہ روایت نقل کی گئی ہے:

فعن اسباط بن سالم قال: سال رجل من اھل بیت ابی عبداللہ علیہ السلام عن قول اللہ عزوجل (وکذلك اوحینا الیك روحا من امرنا) فقال: منذ ان انزل اللہ عزوجل ذلك الروح علی محمدصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما صعد الی السماء وانہ لفینا (وفی روایة) کان مع رسول اللہ یخبرہ ویسددہ وھو مع الآئمة من بعدہ ...... انتھی

(کتاب اصول الکافی۔مؤلفہ محمدبن یعقوب الکلینی ،کتاب الحجة:1/273،طبع طھران)

''اسباط بن سالم کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام کے خانوادہ میں سے ایک شخص نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف روح کو اتارا ہے'' کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: جب سے اللہ تعالیٰ نے اس روح کو محمد ﷺ کی طرف نازل کیا ہے وہ بدستور ہمارے اندر موجود ہے،آسمان کی طرف منتقل نہیں ہوا (ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں) یہ روح رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہا،آپ کو خبریں دیتا،آپ ﷺ کی رہنمائی کرتا

رہا، آپ ﷺ کے بعد یہ روح آئمہ کے ساتھ موجود ہے۔"

اسی طرح کلینی نے ہی اپنی "اصول الکافی" میں یہ روایت بھی وارد کی ہے:

عن ابی عبداللہ قال: انی اعلم ما فی السماوات وما فی الارض واعلم ما فی الجنة والنار واعلم ما کان وما یکون

(الکافی:1/261 مطبوعہ ایران)

"مجھے آسمان، زمین، جنت، جہنم اور ماضی زمانہ اور مستقبل کے تمام تر احوال اور کوائف کا مکمل علم ہے۔"

نیز شیعہ عالم الحر العاملی نے اپنی کتاب "الفصول المھمۃ فی اصول الائمۃ" میں یہ لکھا ہے:

ان الملائکة ینزلون لیلة القدر الی الارض ویخبرون الأئمة علیهم السلام بجمیع مایکون فی تلك السنة من قضا وقدر وانهم یعلمون علم الانبیاء علیهم السلام (الفصول المهمة فی اصول الائمة۔ باب:94ص:145)

"فرشتے لیلۃ القدر کے موقع پر زمین پر اترتے اور آئمہ علیہم السلام کو اس سال کی تقدیر قضاء سے مطلع کرتے ہیں، بالیقین الآئمہ الانبیاء علیہم السلام کے علوم سے آگاہ ہوتے ہیں۔"

(۷) اللہ کا نور علی رضی اللہ عنہ میں حلول ہوتا ہے:

شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کا کچھ حصہ علی رضی اللہ عنہ کی ذات کے ساتھ متحد ہو گیا ہے۔ ان کے امام کلینی نے اپنی کتاب "اصول الکافی" میں اس عقیدہ کی درج ذیل روایت کے ساتھ صراحت کی ہے:

قال: ابوعبداللہ ثم مسحنا بیمینه فافضی نوره فینا وقال: ایضا ولکن اللہ خلطنا بنفسه (اصول الکافی:1/440)

"ابو عبداللہ جعفر صادق فرماتے ہیں کہ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے ہمیں لمس فرمایا، اس طرح اس نے اپنے نور کو ہم میں منتقل کر دیا، ابو عبداللہ نے یہ بھی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی ذات کے ساتھ یکجا کر دیا۔"

(۸) مکلفین کے اعمال آئمہ پر پیش کیئے جاتے ہیں:

اسی طرح شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مکلفین کے جملہ اعمال ہر دن اور رات آئمہ کے حضور پیش

کیے جاتے ہیں، یہ عقیدہ شیعوں کے امام اور حجۃ کلینی نے اپنی کتاب ''اصول الکافی'' میں درج شدہ اس روایت سے ثابت کیا ہے:

عن الرضا علیه السلام ان رجلا قال له: ادع الله لی و لأهل بیتی، فقال: اولست أفعل؟ والله ان اعمالکم لتعرض علی فی کل یوم ولیلة (اصول الکافی:1/219)

''رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے درخواست کی کہ آپ میرے لیے اور میرے خاندان کے لیے دعا کریں، آپ نے کہا: کیا خیال ہے میں تمہارے لیے دعا نہیں کیا کرتا؟ اللہ کی قسم! تم سب لوگوں کے اعمال ہر دن اور ہر رات میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔''

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

شیعہ کا "توحید فی الاسماء والصفات" کے متعلق عقیدہ

اولاً......اللہ تعالیٰ کی کوئی صفات نہیں ہیں:

شیعہ اثناعشریہ اللہ جل جلالہ کی صفات سے انکار کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سمع ہے نہ بصر، اس کا چہرہ ہے نہ ہاتھ، وہ کائنات کے اندر ہے نہ اس کے باہر، اپنے اس عقیدے میں وہ اپنے معتزلی مشائخ واساتذہ کی پوری موافقت کرتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کو اپنے آئمہ کے ساتھ چسپاں کردیتے ہیں، جیسا کہ ان کے امام کلینی نے اپنی کتاب اصول الکافی میں اپنے امام جعفر بن محمد بن الصادق کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال جعفر بن محمد عليه السلام في قوله تعالى ((ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها)) نحن والله الاسماء الحسنى التي لا يقبل الله من عباده عملا الا بمعرفتنا (اصول الكافي، ١-١٤٣)

"جعفر بن محمد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے فرمان (اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سب کچھ اچھے نام ، پس انہی سے اسے پکارو!) کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم آئمہ ہی "الاسماء الحسنٰی" ہیں، کہ ہماری معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کا عمل منظور نہیں فرمائے گا۔"

ثانیاً......قرآن مخلوق ہے:

شیعہ اثناعشریہ فرقہ جہمیہ کے ساتھ اس عقیدے میں متفق ہیں کہ قرآن مخلوق ہیں، شیعوں کے ممتاز ترین عالم مجلسی نے اپنی کتاب "بحارالانوار" میں کتاب القرآن کے تحت ایک باب ان القرآن مخلوق "قرآن کے مخلوق ہونے کا بیان" کے عنوان سے قائم کیا ہے، پھر اس فاسد، گمراہ کن اور ہلاکت خیز عقیدے کے اثبات کے لیے اس نے گیارہ روایات درج کی ہیں، حالانکہ یہ عقیدہ دین اسلام، ملت ابراہیمی اور قبلہ اسلام کے جملہ پیروکاروں کے نزدیک صریح ترین کفریہ عقیدہ ہے۔

ثالثاً......روزِ قیامت دیدارِ الٰہی نہیں ہوگا:

متذکرہ بالا عقائد کی طرح شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رویت اور اس کا دیدار نہیں ہوگا، شیعی اثنا عشری عالم ابن بابویہ نے اپنی کتاب ''التوحید'' میں اپنے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے اور مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے'' کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی رویت کا قطعاً کوئی امکان نہیں ہے، اس لحاظ سے شیعہ اثنا عشریہ، جہمیہ، معتزلہ، خوارج اور دوسرے گمراہ اور بدراہی پھیلانے والے گروہوں کے ساتھ مکمل ہم آہنگی کرتے نظر آتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

شیعہ اور قرآن کریم

ہم اس بحث میں شیعہ اور قرآن کریم کا درج ذیل بنیادوں پر تذکرہ کریں گے۔

پہلا مقصد

:متقدمین شیعی علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اتفاق

دوسرا مقصد:

متاخرین شیعی علماء اور قرآن کریم کی تحریف کی بابت ان کے اقوال

تیسرا مقصد:

قرآن کریم کی تحریف کے مدعی، متقدمین و متاخرین شیعی علماء کے نام

چوتھا مقصد:

اکابر شیعی علماء کی شیعوں کے محدث اول محمد بن یعقوب الکلینی کے متعلق معتبر گواہی کہ وہ قرآن کریم کے محرف ہونے کا مدعی اور معتقد تھا۔

پانچواں مقصد:

اکابر شیعی علماء کے بیانات کہ قرآن کریم پر حرف گری کرنے والی روایات تواتر اور شہرت کے درجے پر فائز ہیں۔

چھٹا مقصد:

شیعہ امامیہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم کی تحریف کے انواع و اقسام

ساتواں مقصد:

اس سوال کا جواب کہ شیعہ حضرات اس قرآن کی تلاوت کیوں کرتے ہیں جو اہل السنۃ کے پاس موجود ہے، حالانکہ وہ اسے ناقص اور محرف تسلیم کرتے ہیں؟

آٹھواں مقصد:

شیعہ حضرات کی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مغالطہ اور دھوکے پر مبنی تفسیروں کی مثالیں۔

پہلا مقصد:

متقدمین شیعی علماء اور قرآن کریم کے محرف ہونے پر ان کا اتفاق:

شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ جو قرآن کریم اس وقت اہل اسلام کے پاس موجود ہے یہ وہ قرآن قطعاً نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد ﷺ پر نازل فرمایا تھا، بلکہ اس میں تغیر و تبدل اور تحریف واقع ہو چکی ہے اور یہ ردوبدل اور تغیر خود رسول اللہ ﷺ کے ان اصحاب رضی اللہ عنہم سے سرزد ہوا جنھوں نے شیعوں کے عقیدے کے متعلق آل محمد کے حقوق کو غصب کیا۔ شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آیات کو حذف کر دیا جو اہل بیت کے مناقب و فضائل اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عیوب ونقائص پر مشتمل تھیں، اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی دوسری آیات کو شیعوں کے بقول قرآن کریم سے حذف کر دیا، یہاں تک کہ منزل من اللہ قرآن کریم کا صرف ایک تہائی حصہ باقی بچ گیا ہے۔ اس کے مدمقابل ان کا یہ دعویٰ ہے کہ کامل قرآن جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا تھا جو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ و مامون ہے وہ ان کے بارہویں امام غائب محمد بن حسن عسکری کے پاس موجود ہے۔ اور اسے ان کے عقیدے کے متعلق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ یہ عقیدہ تمام متقدمین و متاخرین شیعی علماء کا متفقہ عقیدہ ہے۔ چند گنے چنے شیعی امامیہ علماء نے اس عقیدے کی مخالفت کی اور برملا کہا ہے کہ قرآن کریم میں تحریف کا دعویٰ غلط اور بے بنیاد ہے۔ تاہم یہ بات طے ہے کہ قرآن کریم میں تغیر و تبدل، تحریف اور اس کے ناقص ہونے کا نظریہ قدیم شیعی علماء کا متفقہ نظریہ ہے، ان سب نے اپنی مؤلفات میں اس عقیدے کی صراحت کی ہے اور اپنے آئمہ کی طرف منسوب ایسی روایات سے اپنی کتابوں کو بھر دیا ہے جن سے قرآن کریم میں تحریف کا ثبوت ملتا ہے، اس اجماع سے صرف چند افراد نے اختلاف کیا ہے۔ مشہور شیعی امام نوری طبرسی اپنی کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب'' میں ان افراد کی تعداد بیان کرتا ہے کہ وہ صرف چار اشخاص ہیں۔ میں یہاں متقدمین شیعی علماء کے اقوال اور ان کے آئمہ کی بعض روایات کو ان کی مشہور و معتمد کتابوں میں سے نقل کرنا چاہتا ہوں جن میں قرآن کریم میں تحریف، ردوبدل اور نقص کے دعوے کی صراحت ملتی ہے۔ تاکہ یہ شیعوں کے اس فاسد اس اجماعی عقیدے کے متعلق آگاہ کرنے والے اہل السنۃ کے اعتراض کے لیے قوی دلیل بن جائے، کہ یہ ان کے اپنے اقوال ہیں اور خود ان کی اپنی تصریحات ہیں، انہیں دوسروں سے نقل نہیں کیا گیا، لہٰذا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ کسی بھی انسان کے دعوے اور عقیدے کو پہنچاننے کے لیے دوسروں کے قول کی بجائے

خود مدعی کا اپنا قول قوی ترین دلیل ہوتا ہے۔

شیعی علماء جو تحریف قرآن کے مدعی ہیں:

☆......محمد بن حسن صفار:

اس نے اپنی مشہور کتاب ''بصائر الدرجات'' میں ایک عنوان اس طرح قائم کیا ہے:

باب فی الأئمة ان عندهم جميع القرآن انزل على رسول الله

''یعنی اس عقیدے کے بیان میں کہ آئمہ کے پاس وہ قرآن مکمل طور پر موجود ہے جسے رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا تھا۔''

پھر اس باب کے تحت وہ ایسی روایات واخبار کو نقل کرتا ہے جن میں قرآن کریم میں تحریف کے واقع ہونے کی تصریح موجود ہے جیسا کہ اس نے ابو جعفر کا یہ قول نقل کیا ہے:

ما يستطيع احد ان يدعى انه جمع القرآن غير الاوصياء......اى غير الآئمة

''آئمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں کہ اس نے قرآن کو جمع کیا ہے۔''

اس کے علاوہ اس نے اپنی سند کے ساتھ سالم بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے:

قال قراء رجل على ابى عبدالله عليه السلام وانا اسمع حروفا من القرآن ليس على ما يقرأ ها الناس، فقال ابو عبدالله: مه مه...... كف عن هذه القراة اقرأ كما يقرأ الناس حتى يقوم القائم، فاذا قام فقرأ كتاب الله على حده واخرج المصحف الذى كتبهٗ على عليه السلام (بصائر الدرجات الكبرى-فضائل آل محمد: 4/413)

''سالم بن ابی سلمہ کہتا ہے کہ ایک شخص نے میری موجودگی میں ابو عبداللہ علیہ السلام کے سامنے قرآن کی چند آیات تلاوت کیں، میں اس کی قراءت کو سن رہا تھا مگر یہ قراءت اس طرح کی نہیں تھی جو عام لوگ کیا کرتے ہیں، چنانچہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: رکو، رکو...... اس طرح نہ پڑھو! بلکہ عام لوگوں کی طرح قراءت کرو، یہاں تک کہ امام منتظر کا ظہور ہو جائے، پس جب ابو عبداللہ تنہا ہوتے، قیام کرتے اور قراءت کرنے لگتے تو اس مصحف کو نکال لیتے

جسے علی علیہ السلام نے لکھا تھا، پھر اس کے مطابق قراءت کیا کرتے۔"

☆......ابونصر محمد بن مسعود المعروف عیاشی:

اس کا شمار بھی ان شیعی علماء میں ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی مؤلفات کو ایسی روایات سے بھر دیا ہے، جن سے قرآن کریم میں تحریف کا ثبوت ملتا ہے۔ اس نے اپنی تفسیر کی کتاب میں اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کی بہتات کر دی ہے جن سے ...... معاذ اللہ یہ پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کا بہت سارا حصہ ضائع ہو گیا ہے یا اس میں زیادتی کا ارتکاب ہوا ہے۔ انہی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

عن ابراهيم بن عمر قال: قال ابوعبدالله عليه السلام: ان فى القرآن ما مضى وما يحدث وما هو كائن، كانت فيه اسماء والرجال فالقيت وانما الاسم الواحد منه فى وجوه لا تحصى يعرف ذلك الوصاة (تفسیر العیاشی: 1/12)

"ابراہیم بن عمر کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ: قرآن میں زمانہ ماضی، حال اور آئندہ کے تمام واقعات موجود ہیں، اس میں لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں حذف کر دیا گیا، حالانکہ ان میں سے اکیلے ایک ہی نام کے بے شمار پہلو تھے جنہیں آئمہ ہی جانتے ہیں۔"

ایک روایت اس طرح ہے:

لو لا انه زيد فى كتاب الله ونقص منه ما خفى حقنا على ذى حجى

"اگر کتاب اللہ میں کمی اور زیادتی نہ ہو چکی ہوتی تو عقلمندوں سے ہمارے حقوق کبھی بھی اوجھل نہ ہوتے۔"

اس روایت میں کتاب اللہ میں کمی اور زیادتی کے واقع ہونے کی کھلی صراحت موجود ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ ابوبصیر سے نقل کیا ہے:

قال: قال ابوجعفر بن محمد: خرج عبدالله بن عمر من عند عثمان، فلقى امير المؤمنين صلوات الله عليه، فقال له: ياعلى بيتنا الليلة فى امر نرجوا ان يثبت الله هذه الامة، فقال امير المؤمنين: لن يخفى على ما بيتم فيه، حرفتم وغيرتم وبدلتم تسعمائة حرف، ثلاث مائة حرفتم وثلاثمائة حرف غيرتم

وثلاثمائة بدلتم ، ثم قرأ: (فويل للذين يكتبون الكتاب بأيديهم ثم يقولون هذا من عندالله

''ابوبصیر کا بیان ہے کہ ابوجعفر بن محمد نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ہاں سے اٹھے اور جا کر امیر المومنین علی صلوت اللہ علیہ سے ملاقات کی اور ان سے کہا: اے علی! ہم نے رات کو ایک تدبیر طے کی ہے، ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے امت کو مضبوطی اور استحکام عطا فرمائے گا۔ امیر المؤمنین نے فرمایا: مجھ سے تمہارا رات والا منصوبہ مخفی نہیں ہے، تم نے تو نوسو کلمات میں تحریف، تغیر اور تبدیلی کا ارتکاب کیا ہے، تین سو کلمات میں تم نے تحریف کی ہے، تین سو کلمات کو تم نے بدلا ہے اور تین سو کلمات میں تم نے تغیر کر دیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''ان لوگوں کے لیے ویل ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتاب کو اللہ تعالیٰ کی طرف کی کہتے ہیں۔''

ان روایات کے علاوہ عیاشی نے بہت ساری دوسری روایات اپنی تفسیر میں درج کیں ہیں، ان سب میں قرآن کریم میں تحریف واقع ہونے کی واضح صراحت موجود ہے، ان کو پڑھنے سے اس بات کا پختہ یقین ہو جاتا ہے کہ عیاشی بھی تحریف کا قائل اور معتقد تھا۔ اس لیے کہ اس قدر کثرت سے ان روایات کو بیان کر دینا بذات خود اس امر کی دلیل ہے کہ مؤلف ان کو تسلیم کرتا ہے اور ان کے مفہوم ومدلول سے پوری طرح متفق ہے، اس نے کسی بھی مقام پر ان روایات کے متعلق رتی برابر بھی تنقید نہیں کی، حالانکہ ان روایات کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو اس سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی ذات بھی عیب دار ہوتی نظر آتی ہے کہ انہوں نے جانتے بوجھتے اس خلاف شریعت فعل پر سکوت اختیار کر لیا اور اس کو بدلنے کی ذرہ برابر سعی نہ فرمائی۔

☆......علی بن ابراہیم القمی

یہ کلینی کا استاد، قرآن کریم میں تحریف کا مشہور ترین مدعی اور اس باب میں کثرت سے حصہ لینے والا فرد ہے، اس کی تفسیر تحریف کو ثابت کرنے والی روایات سے لبریز ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس نے اپنی تفسیر کے متعدد مقامات پر تحریف قرآن کا خوب بھی دعویٰ کیا ہے۔ اس نے اپنی تفسیر کے مقدمے میں لکھا ہے:

فالقرآن منه ناسخ ومنسوخ ومنه حرف مكان حرف ومنه على خلاف ما انزل الله

"قرآن میں ناسخ آیات بھی ہیں اور منسوخ بھی، اس میں ایک کلمے کی بجائے دوسرا کلمہ بھی لایا گیا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی تنزیل کے خلاف بھی آیات ہیں۔"

اس اجمال کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

واما ما كان على خلاف ما انزل الله فهو قوله (كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله)[د] فقال ابوعبدالله: لقارئ هذه الآية"خيرامة" يقتلون اميرالمؤمنين والحسن والحسين ابنا على عليه السلام، فقيل له: وكيف نزلت يابن رسول الله؟ فقال: انما نزلت كنتم خير أئمة اخرجت للناس (د: سورہ آل عمران:110)

وقال ايضاً واما ما كان محرفا منه فهو قوله تعالىٰ (لكن الله يشهد بما انزل اليك فى على انزله بعلمه والملائكة يشهدون)

(سورہ النساء:166،تفسیر القمی:1/5)

"اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ فرمان کے خلاف کی مثال، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے" تم بہترین امت ہو، جو لوگوں کے لیے ہی پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو" ایک شخص نے اس آیت کی تلاوت کی، تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس سے کہا" یہ بہترین امت ہے جس نے امیرالمومنین کو قتل کر ڈالا اور علی علیہ السلام کے صاحبزادوں حسن اور حسین کو بھی شہید کر دیا" عرض کیا گیا: اے نواسہ رسول تو یہ آیت کس طرح سے نازل ہوئی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل کی گئی ہے" تم بہترین آئمہ ہو جنہیں لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے" کلینی کا استاد قمی قرآن کریم میں تحریف شدہ آیت کی مثال دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اس طرح نازل کیا گیا تھا" جو کچھ آپ کی طرف علی کے متعلق اتارا گیا ہے اس کی بابت خود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اسے اپنے علم سے اتارا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔" (جسے معاذاللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدل ڈالا ہے)

شیعی امام قمی نے اپنی تفسیر میں اس طرح کی بے اصل اور من گھڑت روایات کو جمع کر دیا ہے، مذکورہ بالا روایت کے مطابق اس آیت میں "فی علی" کے کلمات شیعوں کی طرف سے زائد ہیں۔

قرآن کریم میں زیادتی واضافات کی مثالیں ویسے تو تمام شیعی کتب میں موجود ہیں، مگر قمی کی تفسیر کو اس باب میں خاص امتیاز حاصل ہے، جس سے اس بات کو تقویت حاصل ہوتی ہے کہ قمی کا شمار بھی انہی شیعی علماء میں ہوتا ہے، جو قرآن کریم میں تحریف کے داعی ہیں، ان کے کئی ایک علماء نے بھی ہمارے اس مؤقف کی تائید کی ہے، مثلاً طیب موسیٰ الجزائری نے تفسیر قمی کی مدح سرائی کرتے ہوئے ''تحریف القرآن'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

بقی شیء یھمنا ذکرہ وھو ان التفسیر کغیرہ من التفاسیر القدیمة یشتمل علی روایات مفادھا ان المصحف الذی بین ایدینا لم یسلم من التحریف والتفسیر وجوابہ انہ لم ینفرد المصنف بذکرھا بل وافقہ فیہ من المحدثین المتقدمین والمتاخرین عامة وخاصة(مقدمة طیب موسٰی الجزائری علی تفسیر القمی: 1/22)

''ایک قابل ذکر بات رہ گئی ہے وہ یہ کہ تفسیر قمی یوں تو قدیم تفاسیر کی طرز پر ہے، مگر یہ ایسی روایات پر زیادہ مشتمل ہے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن اس وقت ہمارے پاس موجود ہے یہ تحریف وتغیر سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات کے بیان کرنے میں مصنف منفرد نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ متقدمین اور متاخرین، خاص اور عام بھی محدثین کا اتفاق ہے۔

☆......محمد بن یعقوب الکلینی:

اس کا شمار ان کبار شیعی علماء میں سے ہوتا ہے، جنہوں نے تحریف کے قول اور دعویٰ کی بنیاد ڈالی اور اس میں سب سے بڑا کردار ادا کیا۔ اس نے اپنی کتاب ''الکافی'' جسے شیعہ بلا شرکت غیرے اصح الکتب قرار دیتے اور اپنے دینی امور میں اسے معتمد سمجھتے ہیں۔ میں ایسی روایات کثیر تعداد میں جمع کر دی ہیں جن میں قرآن کریم کی تحریف کے متعلق صاف اور صریح دلالت موجود ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل یا تشریح کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ روایات کتاب کے مختلف مقامات پر مذکور ہیں، ان میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

کلینی نے ایک باب قائم کیا ہے کہ ''مکمل قرآن آئمہ نے جمع کیا ہے اور صرف آئمہ ہی قرآن کریم میں بیان شدہ علوم کو جانتے ہیں'' اس عنوان کے تحت اس نے اپنی سند کے ساتھ درج ذیل روایات نقل کی ہیں:

فعن جابر قال: سمعت ابا عبدالله عليه السلام يقول: ما ادعى احد من الناس انه جمع القرآن كله كما انزل الله الا كذاب وما جمعه وحفظه كما نزل الله تعالى الا على بن ابى طالب عليه السلام والأئمه بعده

"جابر (جعفی) کا بیان ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں سے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قرآن کو اس کے نزول کے مطابق جمع کیا ہے تو وہ کذاب ہے، اس لیے کہ نزول کے مطابق قرآن کو صرف علی علیہ السلام نے اور ان کے بعد آنے والے آئمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے۔"

اسی طرح کلینی نے "قرآن میں ولایت کے متعلق لطائف ونکات" کے بیان کے تحت بھی بہت ساری روایات کو درج کیا ہے۔ انہی میں سے ایک روایت میں اس کی اپنی سند کے ساتھ ابوعبداللہ علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے:

عن جابر الجعفى عن ابى عبدالله عليه السلام قال: نزل جبريل عليه السلام بهذه الآية على محمد صلى الله عليه وآله وسلم هكذا "بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله فى على بغيا

"جابر جعفی کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے اس آیت (بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا) کو در حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں نازل کیا تھا" بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله فى على بغيا" یعنی بری ہے وہ چیز جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں، اس (کلام) کا جو اللہ نے علی کے متعلق نازل کیا ہے۔" (بقرہ: 90)

اس روایت میں "فی علی" کے الفاظ اس قرآن میں قطعاً نہیں ہیں، جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے، یہ شیعہ کے اپنے زیادہ کردہ اور من گھڑت الفاظ ہیں۔

اسی طرح کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ابوعبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

نزل جبريل بهذه الاية هكذا " يا ايها الذين اوتواالكتاب امنوا بما نزلت فى على نورا مبينا (اصول الكافى۔ كتاب الحجة: 1/417)

"جبریل نے قرآن کی اس آیت کو ان الفاظ میں اتارا تھا" اے وہ لوگو! جنہیں کتاب عطا

کی گئی ہے تم علی کے متعلق اتارے گئے میرے نور مبین پر ایمان لاؤ"

حقیقت یہ ہے کہ جس بھی انسان کو قرآن پاک کے ساتھ تھوڑا سا مس ہے وہ جانتا ہے کہ کلینی کے بیان کردہ الفاظ قطعی طور پر قرآن کے الفاظ نہیں ہیں، اگر وہ اپنی ذکر کردہ آیت سے سورۃ نساء کی آیت مراد لینا چاہتا ہے تو یہ آیت بھی اس کی بیان کردہ روایت میں مذکور الفاظ سے یکسر مختلف ہے، سورۃ نساء کی آیت اس طرح ہے" یاایها الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوها فنردها علی ادبارها (سورہ نساء:٤٧)" اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔

☆......ابوعبداللہ محمد بن النعمان، ملقب بہ شیخ مفید

اس نے بھی قرآن کریم میں تحریف اور تغیر کے وقوع کی صراحت کی ہے۔ اس نے اپنی کتاب" اوائل المقالات" میں باب قائم کیا ہے" القول فی تالیف القرآن وما ذکر قوم فیه من الزیادة والنقصان" یعنی قرآن کے جمع اور قوم (شیعہ) کے اس میں زیادتی اور نقصان کے دعویٰ کا بیان...... اس کے بعد شیخ مفید لکھتا ہے:

ان الاخبار قد جاء ت مستفیضة عن آئمة الهدی من آل محمد باختلاف القرآن وما احدثه بعض الظالمین من الحذف والنقصان

" آل محمد ﷺ سے وابستہ آئمہ ہدیٰ سے وارد ہونے والی ایسی روایات زبان زد خلق ہیں کہ قرآن میں اختلاف موجود ہے اور اس میں کچھ ظالموں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرف سے کانٹ چھانٹ اور نقصان کا صدور ہوا ہے۔" (اوائل المقالات:93)

ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے:

واتفقوا علی ان آئمة الضلال خالفوا فی کثیر من تألیف القرآن وعدلوا منه عن موجب التنزیل وسنة النبی (اوائل المقالات:52)

" شیعی آئمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گمراہی کے مقتداؤں نے قرآن کی جمع و تالیف کے موقع پر اکثر مقامات میں تنزیل الٰہی اور سنت نبوی ﷺ سے انحراف کیا ہے۔"

دوسرا مقصد:

متاخرین شیعی علماء اور قرآن کریم کی تحریف کی بابت ان کے اقوال:

قرآن کریم کے متعلق متاخرین شیعہ کا موقف بالکل وہی ہے جو متقدمین شیعہ کے ہاں معروف ہے، اس میں ان کے مابین ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں ہے، سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ جو قرآن اس وقت لوگوں کے پاس موجود ہے یہ نامکمل ہے، اس میں ان کے خیال کے مطابق قطع وبرید اور تحریف ہو چکی ہے، اگر ان میں کوئی فرق ہے بھی سہی، تو وہ صرف اس قدر کہ ان میں سے ہر ایک کا اس متفقہ موقف کو ثابت کرنے کا اسلوب جداگانہ ہے۔ پرانے شیعی علماء قرآن کریم میں مزعومہ تحریف کو پوری بے باکی اور صراحت کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، اس کا ثبوت ان کے وہ اقوال ہیں جن کا ذکر سابقہ بحث میں گزر چکا ہے۔

متاخرین شیعہ میں سے کچھ نے تو۔ بطور تقیہ۔ اہل السنہ کے اس عقیدہ کی تائید اور موافقت کی ہے کہ قرآن کریم تحریف سے پاک اور بالکل محفوظ ہے۔ لیکن کچھ دوسرے اصحاب جن کی تعداد پہلے گروہ سے زائد ہے نے قرآن کریم کے متعلق اپنے متقدمین علماء کے مؤقف پر بدستور قائم ہیں، یہ کھلے لفظوں میں کہتے ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں وہ اپنے پیشرو علماء کے اقوال کو، اور اپنے آئمہ کی طرف منسوب روایات کو بھی نقل کرتے ہیں، انہوں نے اپنی کتابوں کو اس طرح کی روایات اور اقوال سے بھر دیا ہے۔

متاخرین شیعی علماء:

☆......فیض الکاشانی

اس نے قرآن کریم میں تحریف کی صراحت کی ہے اور اس حوالہ سے اس نے اپنے سے پہلے شیعی علماء کی کتب سے تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی بہت ساری روایات کو بھی نقل کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی تفسیر کے چھٹے مقدمہ میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

في نبذ مما جاء في القرآن وتحريفه وزياداته ونقصانه وتاويل ذالك

"قرآن میں تحریف، اضافات، نقص اور اس کی تاویل کا بیان" اس عنوان کے تحت بہت ساری

روایات کو اس نے اپنی کتاب میں وارد کیا ہے۔ان روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے جسے علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر میں درج کیا ہے:

عن ابی عبداللہ : ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی: ان القرآن خلف فراشی فی الصحف والحریر والقراطیس فخذوہ واجمعوہ ولا تضیعوہ

''ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: قرآن میرے بستر کے پیچھے صحیفوں، ریشم اور کاغذوں میں موجود ہے، اسے اٹھالو اور اسے جمع کرلو اور اسے ضائع نہ ہونے دو۔''

اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فیض الکاشانی نے لکھا ہے:

اقول المستفاد من جمیع هذه الأخبار وغیرها من الروایات من طریق اهل البیت ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمد صلی الله علیه وآله وسلم، بل منه خلاف ما انزل الله ومنه ما هو مغیر محرف وانه قد حذف منه اشیاء کثیرة منها اسم علی وفی کثیر من المواضع ومنها لفظة آل محمد صلی الله علیهم غیر مرة ، ومنها اسماء المنافقین فی مواضعها ومنها غیر ذلك وانه لیس ایضا علی الترتیب المرضی عندالله وعند رسوله صلی الله علیه وآله ......انتهی (کتاب الصافی۔فی تفسیرالقرآن:1/24)

''میں کہتا ہوں کہ ان اخبار اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا، بلکہ اس میں اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی موجود ہے۔تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں۔اس میں سے بہت سی اشیاء کو خارج کردیا گیا ہے۔علی کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹادیا گیا ہے۔آل محمد کے الفاظ کو کئی مقامات سے حذف کیا گیا ہے، منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ہٹادیا گیا ہے،اس کے علاوہ دوسرے ردوبدل بھی کیے گئے ہیں۔پھر یہ قرآن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے۔''

یہ شیعہ کے ممتاز مذہبی عالم فیض الکاشانی کی طرف سے قرآن کریم میں تحریف کے دعویٰ کی کھلی صراحت ہے۔

☆......الحر العاملی محمد بن الحسین

یہ وہ شخص ہے جس نے اپنی کتاب ''وسائل الشیعہ'' میں قرآن کریم میں تحریف کے صریح بہتان پر مشتمل روایات کو جمع کیا اور اپنی طرف سے ان روایات پر کسی قسم کے تبصرہ یا نقد کا اظہار تک نہیں کیا، جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات اپنے تمام تر مدلولات سمیت اس کے نزدیک درست ہیں، انہی روایات میں سے ایک روایت ہے جسے اس نے ابراہیم بن عمر کے واسطے سے ابوعبداللہ علیہ السلام نقل کیا ہے:

قال: ان فی القرآن ما مضی وما ھو کائن وکانت فیہ اسماء الرجال فالقیت وانما الاسم الواحد علی وجوہ لاتحصٰی یعرف ذلک الوصاۃ (وسائل الشیعہ:18/145)

''(ابوعبداللہ) کہتے ہیں کہ قرآن میں زمانہ گذشتہ اور آئندہ کے اخبار واحوال موجود تھے (اس کے علاوہ) اس میں لوگوں کے نام بھی مذکور تھے، جنہیں حذف کر دیا گیا ہے، حالانکہ اکیلا ایک نام بھی بے شمار مطالب کا حامل تھا جن کی معرفت صرف آئمہ کو حاصل ہوتی ہے۔''

☆......ابوالحسن العاملی النباطی

اس نے اپنی کتاب ''مرآۃ الانوار ومشکوۃ الاسرار'' کے مقدمے میں متعدد مقامات پر قرآن میں تحریف کی صراحت کی ہے مثلاً وہ کہتا ہے:

اعلم ان الحق الذی لا محیص عنہ بحسب الاخبار المتواتر الآتیۃ وغیرھا ان ھذا القرآن الذی فی ایدینا قد وقع فیہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیء من التغیر واسقط الذین جمعوہ بعدہ کثیرا من الکلمات والآیات وان القرآن المحفوظ عما ذکر الموافق لما انزلہ اللہ تعالیٰ ما جمعہ علی وحفظہ الی ان وصل الی ابنہ الحسن وھکذا انتھی الی القائم وھو الیوم عندہ۔ انتھی...... (مقدمہ مرآۃ الانوار ومشکوۃ الاسرار للبناطی)

''معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ ناقابل

تردید سچ ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے اس میں رسول اللہ ﷺ کے بعد ردوبدل واقع ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو حذف کر دیا، تاہم جو قرآن ان عیوب سے پاک اور تنزیل الٰہی سے موافق ہے وہ علی کا جمع کردہ ہے جو ان کے پاس محفوظ شکل میں تھا، ان کے بیٹے حسن تک، پھر درجہ بدرجہ قائم (منتظر) تک پہنچا اور اس وقت یہ قرآن ان کے پاس محفوظ ہے۔''

☆......نوری طبرسی (حسین بن محمد تقی النوری الطبرسی)

ان کا شمار متاخرین شیعی علماء کے اس مشہور ومعروف گروہ سے ہے، جو قرآن میں تحریف کا قائل اور مدعی ہے۔ بلکہ یہ اس تحریک کا سب سے بڑا علمبردار اور نمایاں ترین کردار ادا کرنے والا شیعی عالم ہے۔ اس نے نہایت درجہ کی جرأت وبے باکی سے اس دعویٰ کا اظہار کیا اور یہ بھی کہا کہ یہ تمام شیعوں کا متفقہ قول ہے، اس اعتبار سے اس نے اپنی حقیقت کو اور اسلام کے خلاف اپنے باطن کو پوری طرح آشکار کر دیا ہے۔ اس مقصد کے تحت اس نے ''فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب'' نامی کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں اس نے تحریف کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے اپنی تمام تر کوشش کو صرف کر ڈالا ہے۔ اپنے آئمہ سے منقول روایات اور متقدمین کی تصریحات کے انبار لگا دینے کے بعد اس نے اپنی طرف سے ہر قسم کی عیارانہ تشریحات کو بطور استدلال کے پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنی کتاب میں قرآن میں تحریف کے منکر شیعی علماء کی گرفت کی ہے اور ان کے شبہات کا ازالہ کیا ہے، ساتھ ہی انہیں اس مؤقف کے اختیار کرنے پر سخت ملامت بھی کی ہے اور ان پر زور دیا ہے کہ وہ تحریف قرآن کے مؤقف کو ہی اختیار کریں، کتاب کا مؤلف یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے مکروہ اور خبیث عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قرب کا مستحق بن سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مذکورہ بالا کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے:

وبعد فيقول العبد المذنب المسئى حسين تقى النورى الطبرسى جعله الله من الواقفين ببابه المتمسكين بكتابه! هذا كتاب لطيف وسِفر شريف عملته فى اثبات تحريف القرآن وفضائح اهل الجور والعدوان وسميته " فصل الخطاب فى تحريف كتاب رب الارباب "وجعلت له ثلاث مقدمات وبابين واودعت فيه من بديع الحكمة ما تقربه كل عين وارجو ممن ينتظر رحمة المسيئون ان

ينفعني به في يوم لا ينفع فيه مال ولا بنون

(مقدمه (فصل الخطاب في تحريف كتاب رب الارباب۔ص:6)

''وبعد! خطا کار اور گنہگار بندہ حسین تقی نوری طبرسی اللہ تعالیٰ سے اپنے در پر حاضری سے فیض یاب ہونے اور اپنی کتاب پر عمل پیرا ہونے والوں میں داخل فرمائے۔ کہتا ہے کہ یہ عمدہ کتاب اور نفیس صحیفہ ہے۔ جسے میں نے قرآن میں کی گئی تحریف کو ثابت کرنے اور ظلم وزیادتی اور حد شکنی کرنے والوں کی ذلتوں کو نمایاں کرنے کی خاطر تالیف کیا ہے۔ میں نے اپنی اس کتاب کا نام ''فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب'' رکھا ہے، یہ تین مقدمات اور دو ابواب پر مشتمل ہے، اس کے اندر میں نے نادر و نایاب حکمتوں کو جمع کر دیا ہے۔ جس سے ہر آنکھ کو ٹھنڈک محسوس ہوگی۔ مجھے اس ذات سے امید ہے، جس کی رحمت گنہگاروں کے لیے مرغوب ہے کہ مجھے اس کتاب کے اجر سے اس دن سرفراز فرما دے جس دن مال کام آئے گا اور نہ ہی اولاد۔''

ایسی گمراہی اور ضلالت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ

تیسرا مقصد:

قرآن کریم کی تحریف کے دعویٰ کو اپنی معتمد کتابوں میں بیان کرنے والے متقدمین اور متاخرین شیعی علماء کے نام:

(۱)۔ علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں

(۲)۔ نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں

(۳)۔ الفیض الکاشانی نے اپنی تفسیر ''الصافی'' میں

(۴)۔ ابو منصور الطبرسی نے اپنی کتاب ''الاحتجاج'' میں

(۵)۔ محمد باقر المجلسی نے اپنی دو کتابوں ''بحار الانوار'' اور ''مرآۃ العقول'' میں

(۶)۔ محمد بن النعمان ملقب بہ مفید نے اپنی کتاب ''اوائل المقالات'' میں

(۷)۔ یوسف البحرانی نے اپنی کتاب ''الدرر النجفیہ میں

(۸)۔ عدنان البحرانی نے اپنی کتاب ''مشارق الشموس الدریہ'' میں

(۹)۔ نوری الطبرسی نے اپنی کتاب ''فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب''

میں

(۱۰)۔ مرزا حبیب الخوئی نے اپنی کتاب ''منہاج البراعۃ فی شرح نہج البلاغہ'' میں
(۱۱)۔ محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں
(۱۲)۔ محمد العیاشی نے اپنی تفسیر میں
(۱۳)۔ ابوجعفر الصفار نے اپنی کتاب ''بصائر الدرجات'' میں
(۱۴)۔ الاردبیلی نے اپنی کتاب ''حدیقۃ الشیعہ'' میں
(۱۵)۔ الکرمانی نے اپنی کتاب ''ارشاد العوام'' میں
(۱۶)۔ الکاشانی نے اپنی کتاب ''ھدیۃ الطالبین'' میں

چوتھا مقصد:

اکابر شیعی علماء کی شیعوں کے محدث اول محمد بن یعقوب الکلینی کے متعلق گواہی کہ وہ قرآن کریم کے محرف ہونے کا مدعی ومعتقد تھا:

شیعوں کے اکابر علماء نے اس بات کی شہادت دی ہے کہ کلینی قرآن میں تحریف ونقص کا معتقد تھا ،ذیل میں ان علماء کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے اس امر کی شہادت دی ہے۔

☆......مفسر کبیر محمد بن مرتضی الکاشانی ،المعروف ،فیض الکاشانی

اس نے شیعوں کے ہاں مشہور ومعروف اپنی تفسیر ''الصافی'' میں لکھا ہے:

واما اعتقاد مشائخنا فی ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراه انه کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن، لانه کان روی روایات فی هذا المعنی فی کتابه الکافی ولم یتعرض للقدح فیها مع انه ذکر فی اول الکتاب انه کان یثق بما رواه فیه (تفسیر الصافی 1/52 مطبوعة الاعلمی ،بیروت)

''رہا تحریف قرآن کی بابت ہمارے مشائخ کا عقیدہ، تو ثقۃ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی اللہ تعالیٰ اس کی تربت کو تروتازہ رکھے کا واضح اور ظاہر عقیدہ یہی تھا کہ قرآن میں نقص اور تحریف ہوئی ہے،اس لئے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''صافی'' میں اسی مفہوم ومطلب کی کافی روایات وارد کی ہیں،مگر ان پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں کیا،اس کے ساتھ ساتھ

بات بھی ذہن میں رہے کہ انہوں نے کتاب کے آغاز میں یہ لکھا ہے کہ اس کتاب کے اندر بیان شدہ تمام روایات ان کے نزدیک قابل اعتماد ہیں۔"

☆......امام ابوالحسن العاملی:

یہ اپنی شہادت کا اس طرح اظہار کرتا ہے

اعلم ان الذی یظهر من ثقةالاسلام محمد بن یعقوب الکلینی طاب ثراه انه کان یعتقد التحریف والنقصان فی القرآن، لانه روی روایات کثیرة فی هذا المعنی فی کتابه الکافی الذی صرح فی اوله بانه کان یثق فیما رواه فیه ولم یتعرض لقدح فیهاولا ذکر معارض لها (تفسیر مرآةالانوارومشکاة الاسرار ، مقدمه 2فصل4)

"واضح رہے کہ ثقۃالاسلام محمد بن یعقوب الکلینی ان کی مرقد تروتازہ رہے کا یہ کھلا عقیدہ تھا کہ قرآن میں نقص اور تحریف ہوئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے اسی مدلول پر مشتمل کثیر روایات کو اپنی کتاب "الکافی" میں درج کیا ہے، اور شروع کتاب میں یہ صراحت بھی کر دی ہے کہ اس کتاب کی تمام مرویات اس کے نزدیک صحیح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان روایات پر کسی قسم کی کوئی جرح کی ہے اور نہ ہی اس کی مخالف روایات کا تذکرہ کیا ہے۔"

☆......النوری الطبرسی:

اس نے اپنی کتاب "فصل الخطاب" کے تیسرے مقدمے میں لکھا ہے:

اعلم ان لهم فی ذلك اقوالاً مشهورها اثنان، اول وقوع التغییر والنقصان فیه وهو مذهب الشیخ الجلیل علی بن ابراهیم القمی شیخ الکلینی فی تفسیره صرح فی اوله وملأ کتابه من اخباره مع التزامه فی اوله بان لایذکرفیه الاعن مشائخه وثقاته۔ ومذهب تلمیذه ثقة الاسلام الکلینی رحمه الله علی ما نسبهٔ الیه جماعة لنقله الاخبار الکثیرة الصریحة فی هذا المعنی فی کتاب الحجة خصوصا فی باب النکت والنتف من التنزیل وفی الروضة من غیر تعرض لردها او تاویلها

(فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب:23)

''معلوم رہے کہ اس مسئلہ (تحریف قرآن) کی بابت (شیعی) علماء کے کئی اقوال ہیں، ان میں دو قول بہت مشہور ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ قرآن میں کمی بھی ہوئی ہے اور تحریف بھی۔ یہ ممتاز عالم اور کلینی کے استاد علی بن ابراہیم القمی کا اپنی تفسیر کے شروع میں تصریح شدہ مؤقف ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب کو اس مضمون کی روایات سے بھر دیا ہے اور اپنی کتاب کے اول میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ اس میں صرف اپنے مشائخ سے اور ثقہ راوی سے نقل شدہ روایات کو ہی درج کریں گے، ان کے شاگرد ثقۃ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ جیسا کہ کچھ لوگوں نے ان کی طرف اس مؤقف کو منسوب کیا ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے اپنی کتاب ''کتاب الحجۃ'' میں خاص طور پر اس کے باب ''باب النکت والنتف من التنزیل'' اور اپنی کتاب ''الروضۃ'' اس مفہوم کی بہت ساری روایات کو کسی تردید یا تاویل کے بغیر درج کیا ہے۔''

چوٹی کے شیعی علماء کی اس شہادت کے بعد کہ شیعہ اثناعشریہ کا ثقۃ الاسلام کلینی قرآن کریم میں تحریف کا مدعی اور معتقد تھا، میں شیعوں سے یہ کہنا چاہوں گا کہ جب تمہارے حدیث کے معتبر اور موثوق مصدر کے متعلق تمہارے ہی کبائر علماء کی یہ شہادتیں موجود ہیں، تو پھر آپ اس وقت اہل السنۃ سے کیوں الجھتے اور ناراض ہو جاتے ہو جب وہ مؤلف کافی کے متعلق وہی کچھ بیان کریں جو تمہارے اپنے علماء کی شہادتوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس سوال کا مکمل صداقت اور حد درجہ صراحت کے ساتھ جواب دیا جائے۔

پانچواں مقصد:

اکابر شیعی علماء کے بیانات کہ قرآن کریم پر حرف گیری کرنیوالی روایات تواتر اور شہرت کے درجہ پر فائز ہیں:

☆ ......مفید شیعوں کا بہت بڑا عالم ہے، اس نے اپنی کتاب ''اوائل المقالات'' میں لکھا ہے:

ان الاخبار قد جاء ت مستفیضة عن أئمه الهدی من آل محمد صلی الله علیه وآله وسلم باختلاف القرآن وما احدثه بعض الظالمین فیه من الحذف والنقصان (اوائل المقالات:93)

''آل محمد ﷺ سے وابستہ آئمہ ہدیٰ سے منقول ہونے والی روایات مشہورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن میں اختلاف موجود ہے اور اس میں کچھ ظالموں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرف سے قطع وبرید کا صدور ہوا ہے۔''

☆ ......شیعوں کا ہی ایک امام ہے ابوالحسن العاملی، اس نے اپنی کتاب ''تفسیر مرآۃ الانوار ومشکوۃ الاسرار'' کے دوسرے مقدمے میں لکھا ہے:

اعلم ان الحق الذی لا محیص عنه بحسب الاخبار المتواتر الآتية وغيرها ان هذا القرآن الذی فی ایدینا قد وقع فيه بعد رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم شیء من التغييرات واسقط الذين جمعوه بعد كثيرا من الكلمات والآيات

(تفسیر مرآۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار:36)

''معلوم رہے کہ درج ذیل متواتر روایات کے علاوہ دوسری اخبار کی رو سے یہ نا قابل تردید سچ ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے، اس میں رسول اللہ ﷺ کے بعد ردوبدل وغیرہ واقع ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد جن لوگوں نے اسے جمع کیا تھا، انہوں نے ہی اس کی بہت ساری آیات اور کلمات کو حذف کردیا۔''

☆ ......اسی طرح ان کا ایک اور مذہبی قائد ہے نعمت اللہ الجزائری، اس نے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں یوں لکھا ہے:

ان تسليم تواتره عن الوحی الالهی وكون الكل قد نزل به الروح الأمين يفضی الی طرح الاخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها علی وقوع التحريف فی القرآن كلاماً ومادةً واعراباً

(انوار النعمانیة:2/357)

''یہ تسلیم کرلینا کہ قرآن وحی الٰہی کے ذریعے سے متواتر ہے، اور یہ کہ سارے کا سارا روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) کا نازل کردہ ہے، ایسی مشہور بلکہ متواتر روایات کو مسترد کردینے کا باعث بنے گا جن میں کھلی صراحت موجود ہے کہ قرآن کے الفاظ میں، مفہوم میں اور اعراب میں تحریف واقع ہوئی ہے۔''

☆ ......محمد باقر مجلسی ہشام بن سالم کے واسطے سے ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی حدیث:

قال ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وآله وسلم سبعة عشر الف آیة

''ابوعبداللہ فرماتے ہیں کہ وہ قرآن جسے جبرائیل علیہ السلام محمد ﷺ کے پاس لائے تھے وہ ستر ہزار آیات پر مشتمل تھا۔''

کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے:

موثق وفی بعض النسخ عن هشام بن سالم موضع هارون بن سالم، فالخبر صحیح، فلا یخفی ان هذ الخبر وکثیر من الاخبار الصحیحة فی نقص القرآن وتغییره وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة (مرآۃ العقول: 12/525)

''یہ روایت توثیق شدہ ہے۔ہاں بعض نسخوں میں ہارون بن سالم کے بجائے، ہشام بن سالم مذکورہ ہے تاہم یہ روایت درست ہے، لہٰذا یہ بات پوشیدہ نہیں رہنی چاہیے کہ اس روایت کے علاوہ دوسری بہت ساری صحیح روایات میں قرآن میں نقص اور ردوبدل کی صراحت ملتی ہے۔میرے اس موضوع پر وارد ہونی والی جملہ روایات متواتر ہیں۔''

☆......ممتاز شیعی عالم سلطان محمد الخراسانی۔

قرآن میں تحریف کو تواتر سے ثابت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اعلم انه قد استفاضت الاخبار من الآئمة الاطهار بوقوع الزیادة والنقیصة والتحریف والتغییر فیه بحیث لا یکاد یقع شك

(کتاب" تفسیر بیان السعادۃ فی مقدمات العبادۃ:19مطبوعہ " الاعلمی")

''واضح رہے کہ آئمہ اطہار سے مشہور روایات وارد ہوئی ہیں کہ قرآن میں زیادتی ،نقص، تحریف اور ردوبدل واقع ہوا ہے۔ان روایات میں شک وشبہ کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

☆......اسی طرح شیعی علامہ اور الحجہ سید عدنان البحرانی تحریف کے بالتواتر ثبوت کے متعلق لکھتا ہے:

الاخبار التی لا تحصی کثیرة وقد تجاوزت حد التواتر

(مشارق الشموس الدریۃ:126ناشر مکتبہ عدنانیہ،البحرین)

"(قرآن میں تحریف کے متعلق) بہت اور بے شمار روایات ملتی ہیں جو تواتر کی حد سے بھی تجاوز کر جاتی ہیں۔"

چھٹا مقصد:

شیعہ امامیہ کے زعم کے مطابق قرآن کریم کی تحریف کی انواع واقسام

☆......پہلی قسم: قرآن کریم میں سے کچھ سورتوں کا مکمل حذف

شیعوں نے اپنی طرف سے گھڑی ہوئی کچھ خرافات اور لغویات کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن کریم کی سورتیں تھیں، ان کے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قرآن کو جمع کرنے والوں نے ان سورتوں کو مکمل طور پر قرآن کریم سے ساقط کر دیا، ان کے دعویٰ کے مطابق ان سورتوں میں ایک سورۃ "سورۃ النورین" تھی، جس کی عبارت ان کے دعویٰ کے مطابق اس طرح تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا امنوا بالنورین الذین انزلنا ھما یتلوان علیکم آیاتی ویحذرانکم عذاب یوم عظیم نوران بعضھما من بعض وانا السمیع العلیم (تذکرۃ الائمۃ:19)

"اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن رحیم ہے۔ اے ایمان والو! تم ان دونوروں پر ایمان لاؤ، جنہیں ہم نے اتارا ہے۔ وہ تم پر میری آیات کو پڑھتے ہیں اور تم کو بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ یہ دونوں نور ایک ہی طرح کے ہیں اور میں سننے والا، جاننے والا ہوں۔"

کتاب "فصل الخطاب" اور شیعی امام مجلسی کی تالیف "تذکرۃ الائمۃ" میں بیان شدہ ان باطل و بے بنیاد کلمات کو آخر تک پڑھ لیجیے۔ ان کے نزدیک ایک سورت "سورۃ الولایۃ" کے نام سے بھی قرآن کریم میں موجود تھی۔ مجلسی کی کتاب تذکرۃ الائمۃ میں اس مزعومہ سورت کے الفاظ درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین امنوا امنوا بالنبی والولی الذین بعثنا ھما یھدیانکم الی صراط مستقیم، نبی وولی بعضھما من بعض وانا العلیم

الخبير، ان الذين يوفون بعهدالله لهم جنات النعيم، فالذين اذا تليت عليهم آياتنا كانوا به مكذبين، ان لهم في جهنم مقاما عظيما، اذا نودی لهم يوم القيامة اين الضالون المكذبون للمرسلين، ما خلقهم المرسلون الا بالحق، وما كان الله لينظرهم الى اجل قريب، وسبح بحمد ربك وعَلِيٌّ من الشاهدين

(تذکرۃ الائمۃ:19)

"اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے ایماندارو! تم نبی اور ولی پر ایمان لاؤ، ہم نے انہیں بھیجا ہے تا کہ وہ سیدھی راہ کی طرف تمہاری رہنمائی کریں، نبی اور ولی دونوں ایک ہی طرح کے ہیں اور میں جاننے والا باخبر ہوں۔ یقیناً جو لوگ اللہ کے ساتھ کیے گئے عہد کو پورا کرتے ہیں، ان کے لیے نعمتوں سے بھری جنتیں ہیں، پس جو لوگ ایسے ہیں کہ جب ان پر ہماری آیات کو پڑھا جاتا ہے تو وہ انکی تکذیب کرتے ہیں، ان کے لیے جہنم میں بہت بڑا عذاب ہے۔ جب ان کو قیامت کے دن پکارا جائے گا کہ رسولوں کی تکذیب کرنے والے گمراہ کہاں ہیں؟ مرسلون تو انہیں حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو قریبی مدت تک مہلت دینے والا۔ اور آپ اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح بیان کریں اور علی شہادت دینے والوں میں سے ہے۔"

انہی (بقول شیعہ محذوف) سورتوں میں سے ایک سورت "سورۃ الخلع" بھی ہے۔ مجلسی کی تذکرۃ الائمہ کے مطابق اس کا مضمون درج ذیل ہے:

بسم الله الرحمن الرحيم، اللهم انا نستعينك ونثنى عليك ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفرجك

"اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اے ہمارے معبود! ہم تیری مدد کے طلب گار اور تیرے ثناخواں ہیں، ہم تیرا انکار نہیں کرتے، ہم تو تیری حدود سے تجاوز کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کرتے اور ان سے دستبردار ہوتے ہیں۔"

اسی طرح شیعوں کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں "سورۃ الحفد" بھی موجود تھی، جسے حذف کر دیا گیا ہے۔ مجلسی نے اپنی کتاب "تذکرۃ الآئمۃ" میں اس سورۃ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم ـ اللهم اياك نعبد ولك نصلى ونسجد

واليك نسعى ونحفد نرجوا رحمتك ونخشى نقمتك ان عذاب بالكافرين ملحق

''اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن ورحیم ہے۔ اے ہمارے معبود! ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تیرے لیے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری طرف دوڑتے اور تگ ودو کرتے ہیں، تیری رحمت کے امیدوار اور تیری ناراضگی سے خائف ہیں، یقیناً تیرا عذاب کفار کو لاحق ہونے والا ہے۔''

نیز شیعوں کا یہ غالیانہ عقیدہ بھی ہے کہ قرآن پاک میں موجود ''سورۃ الفجر'' کا اصل نام ''سورۃ الحسین'' ہے، یہی نہیں بلکہ قرآن پورے کا پورا اہل بیت کے لیے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعوں کی یہ مبالغہ آرائی ہے۔

☆......دوسری قسم: بعض قرآنی آیات سے کچھ کلمات کا حذف۔

شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم میں سے بہت سارے الفاظ وکلمات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم سے ان کلمات کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساقط کیا ہے۔ جن کلمات کو یہ لوگ محذوف شدہ تصور کرتے ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق علی رضی اللہ عنہ اہل بیت اور دیگر مختلف اشیاء کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ''فی علی'' کے الفاظ کو قرآن کے بہت سارے مقامات سے حذف کیا گیا ہے۔ ان مقامات کے شمار کے طور پر نہیں بلکہ ان میں سے چند ایک کو علی سبیل المثال بیان کیا جاتا ہے۔

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله

(سورة البقرة:23)

''اگر تم اس کتاب ہی کے بارے میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے تو کوئی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔''

اس آیت کے متعلق کلینی یہ روایت بیان کرتا ہے:

عن جعفر قال: نزل جبريل بهذه الاية على محمد صلى الله عليه وآله هكذا وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا ......فى على...... فاتوا بسورة من مثله

(اصول الكافى "كتاب الحجة باب فيه نكت ونتف من التنزيل فى الولاية":1/417)

''ابوجعفر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل نے اس آیت کو محمد ﷺ پر ان الفاظ کے ساتھ اتارا تھا'' اور اگر تم اس کتاب ہی کے بارے میں شک میں ہو جو ہم اپنے بندے پر......علی کے متعلق......اتاری ہے تو کوئی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ۔''

⑩ اللہ کا فرمان ہے:

بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله بغيا ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده (سورة البقرة: 90)

''بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔''

اس فرمان الٰہی کے متعلق کلینی ابوجعفر سے یہ روایت نقل کرتا ہے:

عن ابى جعفر قال: نزل جبريل بهذه الآية على محمد صلى الله عليه وآله هكذا " بئسما اشتروا به انفسهم ان يكفروا بما انزل الله فى على بغيا ان ينزل الله من فضله على من يشاء من عباده

(اصول الكافى كتاب الحجة۔ باب فيه نكت ونتف من التنزيل فى الولاية: 1/417)

''ابوجعفر سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کو جبرائیل علیہ السلام نے محمد ﷺ پر یوں نازل کیا تھا'' بری ہے وہ چیز جس کے عوض میں انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا ہے کہ انکار کرتے ہیں اس (کلام) کا جو اللہ نے علی کے متعلق نازل کیا ہے، اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا اپنا فضل نازل کیا ہے۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ياايهاالذين اوتوا الكتاب امنوا بما نزلنا مصدقا لما معكم ان نطمس وجوها فنردها على ادبارها (سورة النساء: 47)

''اے وہ لوگو! جنہیں کتاب مل چکی ہے اس کتاب پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی جانب الٹا دیں۔''

اس آیت کے متعلق کلینی نے یہ روایت اپنی کتاب میں وارد کی ہے:

عن ابی جعفر قال: نزلت هذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ هکذا: یاایهاالذین اوتوا الکتاب امنوا بما انزلت فی علی مصدقا لما معکم من قبل ان نطمس وجوها فنردها علی ادبارها

''ابوجعفر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: یہ آیت محمد ﷺ پر ان لفظوں کیساتھ نازل کی گئی ہے: ''اے وہ لوگو! جن کو کتاب مل چکی ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے میں نے علی کے متعلق نازل کیا ہے، تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے، قبل اس کے کہ ہم چہروں کو مٹا ڈالیں اور چہروں کو ان کے پیچھے کی طرف الٹا دیں۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفرالله واستغفرلهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما ⑩ (سورۃ النسا:64)

''اور کاش! کہ جس وقت یہ اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھتے تھے، آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت فرماتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔''

شیعوں نے اس آیت میں صریحاً تحریف کر ڈالی ہے، تفسیر قمی تحریف شدہ آیت کے الفاظ یہ لکھے گئے ہیں:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك یاعلی فاستغفروالله واستغفر لهم الرسول

''یعنی اور کاش! کہ جس وقت یہ اپنے جانوں پر زیادتی کر بیٹھتے تھے، اے علی! یہ آپ کے پاس آجاتے، پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت فرماتے۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولو انهم فعلوا ما یوعظون به لکان خیرا لهم واشد تثبیتا (نسا:66)

''اور اگر یہ (لوگ) وہ کر ڈالتے جس کی انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان کو ثابت قدم رکھنے والا بھی۔''

شیعوں نے اس آیت میں بھی تحریف کی ہے، ممتاز شیعی عالم کلینی نے ابوعبداللہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی عبدالله قال: هکذا نزلت هذا الاية ولو انهم فعلوا ما یوعظون به فی علی علیه السلام لکان خیرا لهم واشد تثبیتا

''ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل کی گئی تھی: ''اور اگر یہ وہ کر ڈالتے جن کی انہیں علی علیہ السلام کے بارے میں نصیحت کی جاتی ہے تو ان کے حق میں بہتر ہوتا اور ان کو ثابت قدم رکھنے والا بھی۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ولقد صرفنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل فابی اکثر الناس الا کفورا (سورۃ اسراء:89)

''اور بالیقین ہم نے لوگوں کے لیے قرآن میں ہر قسم کا اعلیٰ مضمون طرح طرح سے بیان کیا ہے لیکن اکثر لوگ انکار کیے بغیر نہ رہ سکے۔''

شیعی علماء نے اس آیت میں بھی تحریف کر ڈالی، ان کے امام کلینی اور ان کے دینی قائد عیاشی نے ابو جعفر سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر قال: نزل جبریل بهذه الاية هکذا فابی اکثر الناس بولاية علی الا کفورا (اصول الکافی ۔کتاب الحجة، باب فی نکت ونتف من التنزیل فی الولاية:1/425، تفسیر العیاشی:2/317)

''ابو جعفر کا بیان ہے کہ جبریل نے یہ آیت ان لفظوں کے ساتھ نازل کی تھی'' لیکن اکثر لوگ علی کی ولایت کا انکار کیے بغیر نہ رہے۔''

⑩ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزا عظیما ⑩ (احزاب:71)

''اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔''

اس آیت کے متعلق شیعوں کے امام کلینی نے یہ روایت نقل کی ہے جس میں کھلی تحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے:

عن ابی عبدالله قال: ومن یطع الله ورسوله فی ولاية علی

والآئمة من بعده فقد فاز فوزا عظيما۔ هكذا نزلت والله

(اصول الکافی:1/414،الصراط المستقیم" للبیاضی:1/279)

''ابوعبداللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی:'' اور جس کسی نے اللہ اور اس کے رسول کی علی اور ان کے بعد آنے والی آئمہ کی ولایت کے متعلق ہدایات کی پیروی کی سووہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا۔''

قرآن کریم کے متعدد اور کثیر ترین مقامات ایسے ہیں، جہاں سے شیعوں کے دعویٰ کے مطابق علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے نام کو حذف کیا گیا ہے، جس قدر، مثالیں میں نے پیش کی ہیں اس سے قرآن کریم کے متعلق شیعوں کی گمراہی اور ضلالت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے'' آل محمد'' اور'' آل البیت'' کے الفاظ کے متعلق بھی ان لوگوں کا یہی دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کے بہت سارے مقامات سے ساقط کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے آئمہ سے بہت سی ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں ان آیات کا ذکر موجود ہے، جن سے ان کے بقول'' آل محمد'' یا'' آل البیت'' کے کلمات کو حذف کیا گیا ہے، مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فبدل الذين كفروا قولا غير الذى قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون ﴿۵۹﴾ (سورۃ البقرہ:59)

اس فرمان الٰہی میں بقول شیعہ حذف شدہ الفاظ کے متعلق شیعی امام عیاشی نے یہ روایت اپنی تفسیر میں درج کی ہے:

عن ابى جعفر قال: نزل جبريل بهذه الآية هكذا "فبدل الذين ظلموا آل محمد حقهم غير الذى قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا آل محمد حقهم رجزا بما كانوا يفسقون ۔ (تفسیر العیاشی:1/45)

''ابوجعفر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جبریل یہ آیت اس طرح لائے تھے۔ مگر آل محمد کے حقوق میں ظلم زیادتی کرنے والوں نے جو انہیں بتایا گیا تھا اس کے خلاف ایک اور کلمہ بدل ڈالا سو ہم نے آل محمد کے حقوق میں ظلم زیادتی کرنے والوں پر آسمان سے بہت بڑا عذاب نازل کیا اس سبب سے کہ وہ نافرمانی کر رہے تھے۔''

ساتواں مقصد:

اس سوال کا جواب کہ شیعہ حضرات اس قرآن کریم کی تلاوت کیوں کرتے ہیں جو اہل السنۃ کے پاس موجود ہے، حالانکہ وہ اس کو ناقص اور محرف تسلیم کرتے ہیں:

اس اہم ترین سوال کے جواب میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے اکابر علماء میں سے سب سے پہلے ان کے چوٹی کے عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں لکھا ہے:

روی انھم فی الاخبار علیھم السلام امر شیعتھم بقراۃ ھذا الموجود من القرآن فی الصلوۃ وغیرھا والعمل باحکامہ حتی یظھر مولانا صاحب الزمان فیرتفع ھذا القرآن من ایدی الناس الی السماء ویخرج القران الذی اَلَّفَه امیر المؤمنین علیہ السلام فیقرا ویعمل بأحکامہ (الانوار النعمانیة: 2/360)

"روایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے اپنے شیعوں کو موجودہ قرآن کی نماز وغیرہ میں قرأت کا اور اس کے احکامات کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے، یہاں تک کہ ہمارے آقا صاحب الزمان کا ظہور ہو جائے، چنانچہ (اس کے ظہور کے بعد) اس قرآن کو لوگوں کے پاس سے ختم کر کے آسمان پر اٹھا لیا جائے گا اور وہ قرآن لایا جائے گا جسے امیر المؤمنین علیہ السلام نے جمع کیا تھا، پھر وہی پڑھا جائے گا اور پیروی بھی اسی کے احکامات کی ہوگی۔"

اس سے ظاہر ہوا کہ شیعی امام الجزائری کے مطابق صحیح قرآن وہی ہے جسے امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا، جس کا ظہور شیعہ اثنا عشریہ کے عقیدے کی رو سے آخر الزمان میں ہوگا۔ شیعی امام ابوالحسن العاملی نے اپنی تفسیر "مراۃ الانوار ومشکاۃ الاسرار" کے تیسرے مقدمے میں یوں لکھا ہے:

ان القران المحفوظ عما ذکر الموافق لما انزلہ اللہ تعالیٰ ما جمعہ علی علیہ السلام وحفظہ الی ان وصل الی ابنہٖ الحسن علیہ السلام وھکذا الی ان وصل الی القائم علیہ السلام المھدی

وهو اليوم عنده صلوات الله عليه (مراۃ الانوار ومشکوۃ الاسرار:36)

”جو قرآن ان مذکورہ عیوب سے پاک اور تنزیل الٰہی سے موافق ہے وہ علی علیہ السلام کا جمع کردہ ہے، جو ان کے پاس محفوظ شکل میں تھا، ان کے پاس سے ان کے بیٹے حسن علیہ السلام تک پھر درجہ بدرجہ القائم المھدی علیہ السلام تک پہنچا اور اب یہ قرآن ان کے پاس محفوظ ہے۔ صلوات اللہ علیہ“

اس مذکورہ بالا کلام سے واضح ہوا کہ معتمد اور صحیح قرآن شیعہ عقیدے کے مطابق وہی ہے جو غار میں مقیم مھدی منتظر کے پاس موجود ہے، جیسا کہ ممتاز شیعی عالم و امام ابوالحسن العاملی کی صراحت سے ثابت ہوتا ہے۔ بالکل یہی بات ایک دوسرے شیعی عالم علی اصغر بروجردی نے اپنی فارسی کتاب ”عقائد شیعہ“ میں لکھی ہے:

”یہ عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ اصل قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی یا ردوبدل نہیں ہوا ہے جب کہ موجودہ قرآن میں کچھ منافقوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے تحریف کردی ہے اور اس سے کچھ (آیات وکلمات کو) حذف بھی کیا ہے تاہم امام العصر کے پاس اصلی اور حقیقی قرآن موجود ہے اور اللہ ان کے ظہور کو جلد ممکن بنائے۔“ (عقائد الشیعہ: 27)

شیعی امام محمد بن النعمان ملقب بہ مفید نے مذکورۃ الصدر سوال کا یوں جواب دیا ہے:

ان الخبر قد صح عن ائمتنا عليهم السلام انهم قد راوا بقراة ما بين الدفتين والا نتعداه الى زيادة فيه ولا الى نقصان منه ان يقوم القائم عليه السلام فيقرئ الناس على ما انزل الله تعالى وجمعه امير المومنين عليه السلام (كتاب المسائل السروية:78)

”یہ بات درست ہے کہ ہمارے آئمہ علیہم السلام نے دو گتوں کے درمیان موجود قرآن کو پڑھنے کا امر کیا ہے اور ہمیں اس میں اضافے سے یا اس میں کمی کرنے سے منع کیا ہے۔ یہاں تک کہ (قائم مھدی منتظر) علیہ السلام کا ظہور ہو جائے (قائم اپنے ظہور کے بعد) لوگوں کو تنزیل الٰہی اور امیر المومنین کی جمع و تالیف کے مطابق قرآن پڑھائیں گے۔“

آٹھواں مقصد:

شیعہ حضرات کی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی مغالطہ اور دھوکہ پر مبنی تفسیروں کی مثالیں:

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

اھدنا الصراط المستقیم۞ (فاتحہ:6)

"چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔"

شیعہ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، اس تفسیر کو ان کے امام علی بن ابراہیم القمی نے اپنی تفسیر میں ابو عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ:

الصراط المستقیم هو امیرا لمؤمنین ومعرفة الامام

"سیدھی راہ سے مقصود امیر المؤمنین (کی ذات) اور امام کی معرفت ہے۔"

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

الم ۔ ذلك الكتاب لا ریب فیه هدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلاة ومما رزقناهم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخره هم یوقنون (بقرہ:3-1)

"الف لام میم۔ یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں، ہدایت ہے (اللہ سے) ڈر رکھنے والوں کے لیے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا اور (اس پر) جو آپ سے قبل اتارا گیا ہے۔"

ان آیات کی تفسیر جو شیعی علماء قمی اور عیاشی نے اپنی اپنی تفسیروں میں درج کی ہیں اس کے مطابق "ذالک الکتاب" سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد لیے گئے ہیں، "ھدی للمتقین" میں "للمتقین" کے لفظ سے شیعان علی مقصود ہے اور "الذین یؤمنون بالغیب" کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے قائم (منتظر مھدی بقول شیعہ) کے ظہور پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ (تفسیر القمی: 1/30، تفسیر العیاشی: 1/25)

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الله لا یستحی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها (بقرہ:26)

"بے شک اللہ اس سے ذرا نہیں شرماتا کہ کوئی مثال بیان کرے، مچھر کی یا اس سے بڑ

ھ کر (کسی اور چیز کی)۔"

شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور "بعوضۃ" مچھر سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور "فما فوقھا" اس سے بڑھ کر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں، ان کلمات کی یہی تفسیر شیعی امام قمی نے اپنی تفسیر میں بیان کی ہے: (تفسیر القمی: 1/34)

اس تفسیر سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان و منزلت میں کھلی تنقیص اور ان کا بدترین استہزا کیا گیا ہے، اس لیے کہ یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ عمومی طور پر مچھر کے لفظ سے جب کسی شئے کو تشبیہ دی جاتی ہے تو اس سے اس شئے کی ذلت اور حقارت کو اجاگر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کوئی مسلمان یہ تصور ہی نہیں کرسکتا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف اس حقارت کو منسوب کیا جائے، لہٰذا یہ تفسیر ان کی مدح نہیں بلکہ کھلی گستاخی اور صریح بے ادبی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

واوفوا بعھدی اوف بعھدکم وایای فارھبون (بقرہ: 40)

"اور مجھ سے وعدہ پورا کرو، تو میں تم سے وعدہ پورا کروں گا اور تم صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔"

عیاشی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

(واوفوابعھدی) ای اوفوا بولایۃ علی (اوف بعھدکم) ای اوفی لکم الجنۃ (تفسیر العیاشی: 1/42)

"مجھ سے وعدہ پورا کرو" یعنی علی کی ولایت کا عہد نباؤ" میں تم سے وعدہ پورا کروں گا" یعنی میں تم سے کیا گیا جنت کا وعدہ پورا کروں گا۔"

یہ تفسیر آیت مذکورہ کے مضمون و سیاق سے ذرہ بھر بھی مناسبت نہیں رکھتی، آیت میں بنو اسرائیل سے خطاب ہو رہا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہود و مواثیق کو پورا کرنے کی دعوت دی جارہی ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ نعمتوں کی شکر گزاری کرنے کی ہدایت دی جارہی ہے۔ شیعوں کے دعاوی کو اس کی تفسیر کے ساتھ کوئی ربط ہے نہ ہی کوئی تعلق۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء واللہ واسع

علیم (بقرہ:261)

"جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں ان کے مال کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ ہے کہ اس سے سات بالیاں اگیں، ہر ہر بالی کے اندر سو دانے ہیں اور اللہ جسے چاہے زیادہ دیتا ہے، اللہ بڑا وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔"

شیعوں نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے وہ بڑی مضحکہ خیز اور حیرت انگیز ہے۔ فضل بن محمد الجعفی کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا:

الحبة فاطمة والسبع السنابل سبعة من ولدها سابعهم قائمهم، قلت: الحسن قال الحسن: امام من الله مفترض طاعته ولكنه ليس من السنابل السبعة اولهم الحسين وآخرهم القائم۔ فقلت: قوله في كل سنبلة مائة حبة قال: يولد كل رجل منهم في الكوفة مائة من صلبه وليس الا هؤلا والسبعة (تفسیر العیاشی:1/147)

"دانہ سے مراد فاطمہ ہے۔ سات بالیوں سے اس کے سات بیٹے مقصود ہیں۔ بایں طور پر کہ قائم ان میں سے ساتواں ہے۔ میں نے کہا: حسن؟ فرمایا: حسن اللہ کی طرف سے متعین امام ہے اور اس کی اطاعت بھی لازم ہے۔ مگر ان کا شمار سات بالیوں میں نہیں ہوتا (یوں سمجھو کہ) ان کا پہلا حسین ہے اور آخری قائم ہے۔ میں نے پوچھا کہ فرمان الٰہی "ہر ہر بالی کے اندر سو دانے ہیں" کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کوفہ میں اولاد فاطمہ میں سے ہر ایک کی صلب سے سو بیٹے پیدا ہوں گے، یہاں تک کہ کوفہ میں انہیں سات ہی کی نسل آباد ہوگی۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذلك لمن يشآء

(سورة النساء:116)

"یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے سوا اور گناہوں کو بخش دے گا۔"

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں عیاشی نے اپنی سند کے ساتھ ابو جعفر کی درج ذیل تشریح نقل کی ہے:

قال: اما قوله " ان الله لا يغفر ان يشرك به" يعنى انه لا يغفر لمن يكفر بولاية علي، واما قوله" ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء" يعنى لمن والى عليا عليه السلام (تفسیر العیاشی۔ج1ص245)

''ابو جعفر نے کہا کہ فرمانِ الٰہی'' یقیناً اللہ اس کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اس کو نہیں معاف کرے گا جو علی کی ولایت کا منکر ہے اور فرمانِ الٰہی'' اور اس کے سوا اور گناہوں کو بخش دے گا'' کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو معاف کرے گا جو علی علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔''

مذکورہ بالا روایت سے ہمارے اس مؤقف کو تقویت ملتی ہے کہ شیعہ اپنے آئمہ کی امامت کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت اور اس کی وحدانیت پر برتری اور فوقیت دیتے ہیں، بلکہ ان کی امامت کو جملہ عبادات کی کلید باور کرتے ہیں۔اس روایت میں بیان شدہ تغیر سے بھی اسی عقیدہ کی جھلک نمایاں ہو رہی ہے کہ مغفرت صرف انہی لوگوں کی ہوگی جو ان کے آئمہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔رہے وہ لوگ جو ان کی امامت میں دوسروں کو بھی شریک گردانتے ہیں ان کے لیے نہ بخشش ہے اور نہ ہی کوئی پروانہ نجات۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها (سورۃ الاعراف:180)

''اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے (مخصوص) نام ہیں، سو انہی سے اسے پکارو۔''

شیعوں نے اس فرمانِ الٰہی کی بھی ایسی تفسیر کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کو اللہ جل شانہٗ کے مقابل کھڑا ہونے اور اس کی عظمت وجلالت اور اس کی بے مثال شان کو چیلنج کرنے کی ہمت حاصل ہے۔کہتے ہیں کہ اسماء اللہ الحسنٰی سے ان کے آئمہ مقصود ہیں، ان کے امام کلینی نے اپنی سند کے ساتھ ابو عبداللہ سے اسی آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے:

نحن والله الأسماء الحسنى التى لا يقبل الله من العباد عملا الا بمعرفتنا ("اصول الكافى" كتاب الحجة باب النوادر۔ج1ص143)

''اللہ کی قسم! ہم وہ اسماء الحسنٰی ہیں کہ ہماری معرفت کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی بھی بندہ کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وقال الله لا تتخذوا الهين اثنين انما هو اله واحد فاياى

فارھبون(سورۃ النحل:51)

''اوراللہ نے کہہ رکھا ہے کہ دو معبود نہ قرار دینا،معبود تو بس وہی ایک ہے سوتم لوگ صرف مجھی سے ڈرتے رہو۔''

شیعہ کہتے ہیں کہ فرمانِ الٰہی ''دو معبود نہ قرار دینا'' کا مطلب یہ ہے کہ تم دو امام نہ مان لینا اور فرمانِ الٰہی ''معبود تو بس وہی ایک ہے'' سے مراد یہ ہے کہ امام تو صرف ایک ہی ہے اس تفسیر کو عیاشی نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔ (سورۃ الصافات:83)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وان من شیعته لابراھیم

''اوران کے طریقہ والوں میں ابراہیم بھی تھے۔''

اس آیت کی تفسیر میں شیعہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کا شمار بھی شیعانِ علی بن طالب رضی اللہ عنہ میں ہوتا ہے۔اس تفسیر کو شیعی عالم ہاشم البحرانی نے اپنی کتاب ''البرہان فی تفسیر القرآن'' (کتاب البرہان فی تفسیر القرآن۔ج24ص21) میں بیان کیا ہے۔

''میں کہتا ہوں کہ اس کھوٹی تفسیر کا بُطلان روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہے،اس لیے کہ جس بھی انسان کا عربی زبان کے ساتھ تھوڑا سا بھی تعلق ہے وہ جانتا ہے کہ فرمانِ الٰہی '' وان من شیعته '' میں ھاء ضمیر کا مرجع پہلے ذکر شدہ نوح علیہ السلام ہے،جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نوح علیہ السلام کے طریقہ والوں میں ابراہیم بھی تھے،آیت کا یہ مفہوم ہر شخص کے لیے واضح ہے ماسوا اس شخص کے کہ جس کی بصیرت کو سلب کرلیا گیا ہو،آپ سورۃ صافات پوری پڑھ جایئے کہیں بھی ''علی'' کا نام مذکور نہیں ہوا،چہ جائیکہ اس آیت میں ان کے نام کو داخل سمجھا جائے اور اسے ضمیر کا مرجع تسلیم کیا جائے۔''

اسی طرح شیعوں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کرتے ہوئے فرمانِ الٰہی'' ویحذرکم اللہ نفسه (سورۃ آل عمران:30)''اوراللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے'' میں بیان شدہ لفظ''نفس'' سے بھی علی بن ابی طالب رضی کو مراد لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ولقد اوحی الیك والی الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین (سورۃ الزمر:65)

''اور واقعہ یہ ہے کہ آپ کی طرف بھی اور جو آپ سے پہلے گزر چکے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ (اے مخاطب!) اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل (سب) غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ میں پڑ کر رہے گا۔''

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعی عالم ہاشم البحرانی لکھتا ہے:

" قوله"لئن اشركت" اى لئن امرت بولاية احد مع ولاية على من بعدك (البرهان فى تفسير القرآن۔ج24ص83)

''فرمانِ الٰہی ''اگر تو نے شرک کیا'' کا معنی یہ ہے کہ اگر تو نے اپنے بعد علی کی ولایت کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا ہے کہ اگر آپ نے اپنے بعد ولایت وخلافت کے لیے علی کی ولایت کے ساتھ دوسرے کسی شخص کی ولایت کا بھی حکم دیا تو آپ کے تمام اعمال غارت ہو جائیں گے اور آپ خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے...... اس کفر والحاد سے اللہ کی پناہ!

اسی طرح شیعہ حضرات نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

واذان من الله ورسوله الى الناس (سورة التوبہ:3)

''اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے میں مذکور لفظ ''اذان'' کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مراد لیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

والتين ۞ والزيتون ۞ وطور سينين ۞

''قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سیناء کی۔''

شیعہ اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ التین اور زیتون سے حسن اور حسین اور طور سینین سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مراد لیا گیا ہے۔ (البرہان فی تفسیر القرآن: ج30ص77)

جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے، علماء اہل السنۃ میں سے امام قرطبی وغیرہ نے اسی مؤقف کو راجح قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے یہ مکمل سورت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی وزواج سے قبل نازل ہوئی۔ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی ولادت تو بہت بعد کی بات ہے۔ اس سے صاف اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان آیات سے اور ان کی طرح دوسری آیات سے شیعہ حضرات کا اپنے آئمہ کی

ولایت کو ثابت کرنا کس قدر لغو اور بے کار کوشش ہے۔

اسی طرح انہوں نے فرمانِ الٰہی:

يا ايها الذين امنوا ادخلوا فى السلم كافة ولا تتبعوا خطوات الشيطن انه لكم عدو مبين (سورة البقره:208)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

کی یہ باطل اور نا معقول تفسیر کی ہے کہ خطوات الشیطان وشیطان کے نقشِ قدم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیروں سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی ولایت مقصود ہے۔ شیعی امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابى بصير قال: سمعت ابا عبدالله يقول فى هذه الآية:ا تدرى ماالسلم؟ قلت انت اعلم قال: ولاية على الآئمة والأوصياء من بعده وخطوات الشيطان والله ولاية فلان وفلان وقد جاء تفسير وقوله فلان وفلان فى رواية عنه قال: هى ولاية الاول والثانى

(تفسير العياشى-ج1ص106)

''ابو بصیر کا بیان ہے کہتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے اس آیت کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا' کیا تو جانتا ہے کہ سلم کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے کہا: اس سے علی کی اور ان کے بعد کے آئمہ واوصیاء کی ولایت مراد ہے اور خطوات الشیطان سے مراد قسم بخدا فلان اور فلان کی ولایت لی گئی ہے۔ ان کے قول فلان اور فلان کی وضاحت خود ان سے مروی دوسری روایت میں موجود ہے کہ یہ پہلے اور دوسرے کی ولایت ہے۔''

پہلے سے شیعہ ابوبکر صدیق خلیفہ اول اور دوسرے سے خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو مراد لیتے ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

يا ايها الذين امنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى (بقرہ:264)

''اے ایمان والو! اپنے صدقوں کو احسان (جتلا کر) اور اذیت (پہنچا کر) ضائع نہ کرو۔''

عثمان اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوا ہے۔ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر قال فی هذه الایة: نزلت فی عثمان وجرت فی معاویة و اتباعهما (تفسیر العیاشی۔ج1ص147)

”ابو جعفر کا قول یہ ہے کہ یہ آیت عثمان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔اس کے ساتھ معاویہ اور ان دونوں کے متبعین بھی اس آیت کا مصداق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفرلهم ولا لیهدیهم سبیلا (النساء:137)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے، پھر ایمان لائے، پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں ترقی کرتے گئے، اللہ تعالیٰ ہرگز ان کی مغفرت کرے گا اور نہ انہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔“

اس فرمانِ الٰہی کے متعلق شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے خصوصاً تین خلفاء ابوبکر، عمر، عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اور دیگر لوگ مراد لیے گئے ہیں۔ان کے بقول، ان اصحاب کرام نے کفر کو اختیار کیا۔شیعوں کے امام اور حجۃ محمد بن یعقوب الکلینی نے ابوعبداللہ سے اس آیت کے بارہ میں یہ قول نقل کیا ہے:

قال: انها نزلت فی فلان وفلان وفلان امنوا بالنبی فی اول الامر وکفروا حین عرجت علیهم الولایة حین قال النبی ﷺ ”من کنت مولاه فعلی مولاه“ ثم امنوا بالبیعة لأمیرالمؤمنین علیه السلام ثم کفروا حیث مضی رسول الله ﷺ، فلم یقروا بالبیعة ثم ازدادو کفرا باخذهم من بایعهم بالبیعة لهم، فهؤلاء لم یبق فیهم من الایمان شیء

(اصول الکافی فی کتاب الحجة باب فیه نکت ونتف من التنزیل فی الولایة۔ج1ص420)

”یہ آیت، فلاں اور فلاں اور فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔یہ شروع اسلام میں نبی پر ایمان لائے پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولا، علی اس کا مولا، اس طرح

ان پر ولایت کو پیش کیا گیا تو یہ کافر ہو گئے، پھر امیر المؤمنین علیہ السلام کی بیعت کر کے ایمان لائے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخصت ہو جانے کے بعد یہ لوگ اپنی بیعت پر برقرار نہ رہے اور کافر ہو گئے اور کفر میں ترقی کرتے گئے، حتیٰ کہ انہوں نے بیعت کرنے والوں سے اپنے حق میں بیعت حاصل کر لی، لہٰذا یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس ایمان نام کی کوئی شئے باقی نہیں رہی۔"

یہ لوگ فلاں فلاں اور فلاں سے تین خلفاء راشدین کو مراد لیتے ہیں جیسا کہ ان کے امام عیاشی کی نقل کردہ اس روایت سے وضاحت ہوتی ہے۔

عن جابر قال: قلت لمحمد بن علی علیه السلام فی قول الله فی کتابه " ان الذین امنوا ثم کفروا قال: هما ابوبکر وعمر والثالث عثمان والرابع معاویة و عبدالرحمن وطلحة وکانوا سبعة عشر رجلا (تفسیر العیاشی۔ج1ص279)

"جابر کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن علی علیہ السلام سے قرآن میں اللہ کے فرمان "ان الذین امنوا ثم کفروا" کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا وہ ابوبکر وعمر ہیں تیسرا عثمان اور چوتھا معاویہ (ان کے علاوہ) عبدالرحمٰن (بن عوف) اور طلحہ سمیت کل سترہ افراد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

وما جعلنا الرؤیا التی ارینك الا فتنة للناس والشجرة الملعونة فی القرآن (سورة الاسراء:60)

"اور ہم نے جو منظر آپ کو دکھلایا تھا اسے ہم نے لوگوں کی آزمائش کا سبب بنا دیا اور اس درخت کو بھی جس پر قرآن میں لعنت آئی ہے۔"

شیعہ کہتے ہیں کہ قرآن میں مذکور "الشجرة الملعونہ" سے مراد بنوامیہ کے لوگ ہیں۔

(تفسیر العیاشی 297/2)

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

او کظلمت فی بحر لجی یغشه موج من فوقه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج یده لم یکد یرها ومن لم یجعل الله له نورا فما له من نور (البرهان فی تفسیر القرآن:133/18)

''یا (وہ اعمال) ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کو اس ایک (بڑی) موج نے ڈھانپ لیا ہو، پھر اس (موج) کے اوپر (ایک اور) موج ہو (پھر) اس کے اوپر بادل ہو (غرض) اوپر تلے اندھیرے ہیں، اگر کوئی اپنا ہاتھ نکالے تو اس کے دیکھنے کا احتمال تک نہیں اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کے لیے (کہیں سے) نور نہیں۔''

اس آیت میں ظلمات سے بقول شیعہ، ابوبکر و عمر مقصود ہیں۔ ''یغشٰہ موج'' سے عثمان ''بعضھا فوق بعض'' سے معاویہ اور بنوامیہ کے فتنے مراد لیے گئے ہیں۔ اس تفسیر کو شیعی امام البحرانی نے اپنی کتاب البرہان فی تفسیر القرآن میں بیان کیا ہے۔ (البرہان فی تفسیر القرآن: 18/133)

اسی طرح کی خرافات کے ساتھ شیعوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون

(سورة القصص:6)

''فرعون و ہامان اور ان کے تابعین کو ہمان میں سے وہ کچھ دکھلائیں گے جن سے وہ بچنا چاہتے تھے۔''

کی تفسیر کی ہے، کہتے ہیں: کہ اس آیت میں مذکور فرعون اور ہامان سے ابوبکر اور عمر مراد ہیں۔ اس بے ہودہ تفسیر کو مشہور شیعی عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں درج کیا ہے۔

(الانوار النعمانیہ: 2/89)

اللہ تعالیٰ کا فرمان:

وضرب الله مثلا للذين امنوا امراة فرعون اذ قالت رب ابن لی عندك بيتا فی الجنة ونجنی من فرعون عمله ونجنی من القوم الظالمين (تحریم:11)

''اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لیے جو مومن ہیں مثال بیان کرتا ہے فرعون کی بیوی کی جبکہ اس نے دعا کی: اے پروردگار! میرے واسطے جنت میں اپنے قریب مکان بنا دے اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل (کے اثر) سے بچا۔ اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی بچا دے۔''

اس آیت میں بیان شدہ مثال کی تفسیر کرتے ہوئے شیعی امام بحرانی نے لکھا ہے کہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ اور ان کے شوہر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کو مراد لیا گیا ہے۔

فرمانِ الٰہی ''ونجنی من فرعون وعملہ'' میں فرعون اور اس کے عمل سے عثمان اور اس کے عمل مراد ہیں

اور فرمانِ الٰہی ”ونجنی من القوم الظالمین“ میں مذکور ظالموں کی قوم سے بنو امیہ مقصود ہیں۔
(البرہان فی تفسیر القرآن:29/358)

اسی طرح ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وجاء فرعون ومن قبله والمؤتفكات بالخاطئة (سورة الحاقة:9)

”اور فرعون اور اس کے قبل والوں نے اور الٹی ہوئی بستیوں والوں نے (بڑے بڑے) قصور کیے۔“

کی تفسیر میں بھی سنگدلی وقساوت اور جبر وخشونت سے لبریز افتراءات کے ذریعہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطعون کیا ہے۔ شیعی عالم شرف الدین النجفی اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کرتا ہے:

عن حمران انه سمع جعفر يقول فی هذه الاية: وجا فرعون يعنی الثالث ومن قبله يعنی الاولين، والمؤتفكات بالخاطئة يعنی عائشة

”حمران کا بیان ہے کہ اس نے ابو جعفر کو اس آیت (کی تفسیر میں) یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”وجاء فرعون“ میں فرعون سے تیسرا (یعنی عثمان مراد ہیں) ”ومن قبلہ“ سے دو پہلے (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) مراد ہیں، جبکہ ”والمؤتفکات بالخاطئۃ“ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیا گیا ہے۔“

اس کے علاوہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغی

”اور اللہ تعالیٰ تمہیں کھلی برائی سے اور مطلق برائی سے اور ظلم وسرکشی سے روکتا ہے۔“

میں بیان شدہ فحشاء، منکر اور بغی سے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی خلافت مراد لیتے ہیں، اس تفسیر کے لیے درج ذیل روایت نقل کرتے ہیں:

عن ابی جعفر عليه السلام انه قال: ينهى عن الفحشاء الاول والمنكر الثانی البغی الثالث (تفسير العياشی:2/289)

”ابو جعفر علیہ السلام نے کہا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) منع کرتا ہے فحشاء سے، یعنی پہلے منکر سے، یعنی دوسرے سے اور بغی سے، یعنی تیسرے سے“

اول کے لفظ سے یہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو منکر کے لفظ سے خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور بغی کے لفظ سے خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حرمت رسول اللہ، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی پاکیزہ سیرتوں کی پاسبانی کرنے والے گروہ میں شامل فرمائے۔

پانچویں بحث......

شیعہ کا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق عقیدہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت:

انبیاء ورسل کے بعد پوری انسانیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا درجہ بلند ترین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے نبی وخلیل محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کیلئے ان قدوسی افراد کا انتخاب فرمایا، واقعتاً یہ پاکیزہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین ساتھی اور نہایت ہی اچھے قرابت دار ثابت ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کریم میں ان کے ایمان عظیم کی مدح وتحسین فرمائی ہے اور ان کے لئے اپنے ہاں اجر وحق بیان فرمایا۔ ارشاد الٰہی ہے:

والسبقون الاولون من المهاجرين والانصاروالذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضواعنه واعدلهم جنت تجرى تحتهاالانهر خلدين فيها ابدا ذلك الفوزالعظيم (سورة التوبة:100)

''اور جو مہاجرین وانصار میں سے سابق ومقدم ہیں اور جتنے لوگوں نے نیک کرداری میں ان کی پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہوئے اور اس نے ان کیلئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ ان کے نیچے ندیاں بہہ رہی ہیں، ان میں یہ ہمیشہ ہمیشہ رہینگے، یہی بڑی کامیابی ہے۔''

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں، اموال اور اپنی نفیس ترین اشیاء کو نچھاور کر دیا، یہاں تک کہ انہی عالی شان افراد میں سے ایک فرد محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں عرض کرتا ہے:

نحرى دون نحرك يارسول الله

''اللہ کے رسول! میرا سینہ آپ کے سینہ کے دفاع وتحفظ کیلئے حاضر ہے۔''

اسی جذبہ صادقہ کے تحت جہاد فی سبیل اللہ کے میدانوں میں ان کے پاکیزہ خون بہتے اور ان کے نیک وپارسا اعضاء کٹ کٹ کر بکھرتے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع کیلئے اور کلمہ توحید کو چاروں سمت پھیلانے کی خاطر یہ عالی ہمت لوگ مصروف رہے، بالآخر ایمان واسلام کی کرنوں نے کرہ ارضی کے تمام آباد علاقوں کو منور کر دیا، شرک اور لادینیت کے جملہ نظام ان کے گھوڑوں کی سموں کے نیچے کچل

دیئے گئے، اسی بناء پر وہ پوری انسانیت میں (انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد) تقویٰ و پرہیزگاری کے معیار قرار دیئے گئے، اور یقیناً یہ اعزازان کے شایانِ شان بھی تھا۔ ارشاد الٰہی ہے:

والزمهم كلمة التقوى وكانوا احق بها واهلها (سورة الفتح:26)

''اور (اللہ نے) انہیں تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں اور اہل بھی''

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم صادق فی الاسلام، بلند مرتبہ اور اعلیٰ ترین درجہ پر فائز اور ثابت قدم وعادل افراد ہیں، انہی کے متعلق ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے:

الله الله في اصحابي ، الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا بعدي فمن احبهم فبحبي احبهم ، ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن آذاهم فقد آذاني ، ومن آذاني فقد آذى الله ، ومن آذى الله فيوشك ان ياخذه (سنن ترمذی:3797، مسند احمد:19641,19669)

''میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا، میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد انہیں (اپنے طنز وطعن) کا نشانہ نہ بنانا، جو شخص ان سے محبت کریگا وہ محض میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا، اور جو شخص ان سے نفرت کرے گا وہ محض مجھ سے عناد کی وجہ سے ان سے بغض ونفرت رکھے گا اور جو انہیں دکھ پہنچائے گا یقیناً وہ مجھے دکھ پہنچائے گا۔ اور جو مجھے رنجیدہ کرے گا یقیناً وہ اللہ کو ناراض کریگا۔ اور جو شخص اللہ کو ناراض کرے گا، عنقریب اللہ اس کی گرفت کرے گا۔''

یہی وجہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے جملہ طبقات کے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برتری وفضیلت پر مکمل طور پر اتفاق ہے اس عقیدت ومحبت میں شیعہ اثناعشریہ نے اختلاف کیا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مرتد ہو گئے تھے، اس طرح ان کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہا تھا، شیعوں کے چوٹی کے عالم تستری نے اپنی کتاب ''احقاق الحق'' میں اپنے اس موقف کی یوں صراحت کی ہے، لکھتا ہے:

كما جاء موسى للهداية وهدى خلقا كثيرا من بني اسرائيل وغيرهم فارتدوا في ايام حياتِهِ ولم يبق فيهم احد على ايمانه سوى هارون عليه السلام ، كذلك جاء محمد وهدى خلقا كثيرا

لكنهم بعد وفاته ارتدوا على اعقابهم ، انتهى كلامه

''جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہدایت ورہنمائی کے لیے تشریف لائے اور بنو اسرائیل اور دوسری اقوام میں سے بہت بڑی خلقت کو ہدایت سے بہرہ ور کیا، مگر یہ سارے لوگ ان کی زندگی کے دوران ہی مرتد ہو گئے، ان میں صرف ہارون علیہ السلام اپنے ایمان پر قائم رہے، بعینہٖ اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی راہبری کے لیے مبعوث کیے گئے اور بہت سارے لوگوں کو صراطِ مستقیم پر لا کھڑا کیا، مگر یہ تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ آئے، یعنی (انہوں نے دوبارہ دورِ جاہلیت کے کفر کو اختیار کر لیا)

اسی طرح کلینی نے ''کافی'' میں عیاشی نے اپنی تفسیر میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں محمد بن علی الباقر کی طرف یہ جھوٹا اور من گھڑت قول منسوب کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

كان الناس اهل ردة بعد النبى الا ثلاثة

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تین شخصوں کے علاوہ باقی تمام لوگ مرتدوں کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔''

برادرانِ اسلام! مزید سنیئے: شیعوں کا ایک عالم کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار افراد کے علاوہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معاذ اللہ مرتد ہو گئے تھے، اس کی لکھی ہوئی عبارت پڑھیئے، کہتا ہے:

يقول الامام الصادق عليه السلام: ارتد الناس بعد الحسين الا قليل كما ارتد الناس بعد رسول الله الا اربعة اشخاص ارتد الناس بعد مقتل الحسين عليه الصلاة وازكى السلام الا قليل ، هكذا كان الوضع عند ما تسلم الام السجاد ازمة الامور وازمة العالم باجمعه

''امام صادق علیہ السلام کہتے ہیں کہ حسین کے بعد چند افراد کے علاوہ باقی سب مرتد ہو گئے تھے، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چار شخصوں کے سوا باقی تمام دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے تھے، حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تمام مرتد ہو گئے، بالکل یہی صورتِ حال اس وقت بھی رونما ہوئی جب امام سجاد (علی بن حسین بن علی بن ابی طالب) نے امورِ ولایت کی، پوری دنیا کے معاملات کے ساتھ بھاگ ڈور سنبھالی تھی۔''

اسی طرح میں اپنے دینی بھائیوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر میں تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور عظیم افراد کے متعلق شیعوں کے کچھ اقوال نقل کرتا ہوں، جس سے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ان لوگوں کے ظلم وتعدی، کذب وافتراء اور دیدہ دلیری اور ہرزہ سرائیوں کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

پہلی محبوب ترین ہستی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

اہلِ ایمان کی ماں، صدیقہ بنت صدیق، طاہرہ مطہرہ، پاکیزگی کے گلشن میں پرورش یافتہ، عفت وحیاء کے باغیچہ میں پلی بڑھی، حبیب اللہ ﷺ کی محبوبہ اور رفیقہ حیات عفت مآب جن کی پاکدامنی کی شہادت ساتوں آسمانوں کی بلندی سے نازل ہوئی۔ وہ عظیم ہستی کہ بوقت وفات رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک ان کی تھوڑی اور سینے کے درمیان تھا، جن کا لعاب رسول اللہ ﷺ کے لعاب کے ساتھ یکجا ہوا، ان کے حجرہ مبارک میں رسول اکرم ﷺ کی روح مبارک ملاء اعلیٰ کی طرف منتقل ہوئی، اور اسی میں آپ ﷺ مدفون کیے گئے۔ یقیناً آپ ﷺ ان سے راضی تھے۔ اہل السنۃ والجماعۃ اس عظیم ترین اور محبوب ترین ہستی کو اپنے خاندانوں اور قبائل، بلکہ اپنے ماں باپ پر فوقیت دیتے ہیں کیوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سب سے زیادہ قریب اور پیاری تھیں، چنانچہ آپ ﷺ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: عائشہ' (صحیح بخاری۔ 3389، 4010) صحیح مسلم: 4396)

اہل السنۃ کے شعراء نے اپنی اس عظیم ماں کے تقویٰ اور ان کی عفت مآبی کے گیت گائے ہیں، انہی شعراء میں سے ایک نے یوں کہا ہے:

اکرم بعائشة الرضی من حرة * بکر مطهرة الازار حصان

"پاکدامن، عفت مآب، آزاد اور کنواری عائشہ کے لیے (اللہ تعالیٰ) کی رضا کتنی اچھی ہے۔"

هی زوج خیر الانبیاء وبکره * وعروسه من جملة النسوان

"یہ افضل الانبیاء ﷺ کی زوجہ ہیں اور آپ تمام بیویوں میں سے کنواری دلہن ہیں۔"

هی عرسه، هی انسه، هی الفه * هی حبه صدقا بلا ادهان

"یہ آپ کی دلہن، آپ کی الفت ومحبت کا مرکز اور بلا مبالغہ آپ ﷺ کی سچی محبوبہ تھیں۔"

یہ ہے وہ عقیدت اور محبت جو اہل السنۃ والجماعۃ کے روشن دل، مجسمہ عفت وطہارت ام المؤمنین

عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے قلوب میں رکھتے ہیں، انہیں اپنے اہل وعیال اور اپنے خاندانوں سے زیادہ عزیز جانتے اور اپنے ماں باپ پر بھی انہیں ترجیح دیتے ہیں، اس بنا پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے شدید ترین محبت تھی اور باقی تمام لوگوں کی نسبت ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ قرب حاصل تھا۔ اس طاہرہ ومطہرہ ہستی کے متعلق شیعہ اثناعشریہ کا کیا نظریہ، عقیدہ ہے......؟

اولاً: شیعہ امامیہ کا عقیدہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کافرہ تھیں (معاذ اللہ)

شیعہ امامیہ صرف یہی عقیدہ نہیں رکھتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کافرہ تھیں بلکہ یہ کہ وہ جہنمیوں میں سے ہیں، بلکہ وہ اپنی گمراہ کتابوں میں ان کو ''ام الشرور'' اور ''شیطانہ'' کے الفاظ کے ساتھ موسوم کرتے ہیں، ان الفاظ کو شیعی امام بیاضی نے اپنی کتاب ''الصراط المستقیم'' میں درج کیا ہے۔ اسی طرح ان کے امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں، مجلسی نے ''بحار الانوار'' میں اور بحرانی نے ''البرہان'' میں فرمان باری تعالیٰ:

ولا تکونوا کالتی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا (النحل:92)

''اور تم اس (عورت) کی طرح نہ ہو جانا جس نے اپنا سوت کات پیچھے اسے تار تار نوچ ڈالا''

کی تفسیر کے ضمن میں جعفر الصادق رحمہ اللہ کی طرف اس من گھڑت، جھوٹے قول کی نسبت کر کے ان پر بہتان باندھا ہے، کہتے ہیں کہ جعفر صادق نے اس کی یہ تفسیر کی ہے:

التی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا : عائشه هی نکثت ایمانها

''وہ عورت جس نے اپنا سوت کاتے پیچھے اسے تار تار نوچ ڈالا: اس سے مراد عائشہ ہے کہ اس نے ہی اپنے ایمان کو ریزہ ریزہ کر ڈالا تھا۔''

ثانیاً: شیعوں کا عقیدہ ہے کہ عائشہ جہنمیہ ہیں: (معاذ اللہ)

عفت مآب وطاہرہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ہے کہ انہیں جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے داخل کیا جائے گا جو صرف انہی کے لیے مختص ہوگا (معاذ اللہ) شیعی امام عیاشی نے اپنی تفسیر میں جعفر صادق رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے جو بلا شبہ ایک جھوٹا خود ساختہ اور بے اصل قول ہے، جسے جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے، کہتے ہیں کہ جعفر صادق نے فرمان الٰہی: لها سبعة ابواب (سورۃ الحجر:44) ''جہنم کے سات دروازے ہوں گے'' کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے:

قوله: يؤتى بجهنم لها سبعة ابواب۔ الى ان قال: والباب السادس لعسكر

''جہنم کو لایا جائے گا اس کے سات دروازے ہوں گے (ان دروازوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے یہاں تک کہا) ان میں سے چھٹا دروازہ ''عسکر'' کے لیے مخصوص ہوگا''

''عسکر'' کے لفظ سے یہ لوگ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مراد لیتے ہیں، جیسا کہ شیعی عالم مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں اس کا انکشاف کیا ہے اس لفظ سے سیدہ کو معنون اور موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل کے موقعہ پر جس اونٹ پر سواری فرمائی تھی اس کا نام ''عسکر'' تھا۔

سیدنا ابوبکر الصدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق شیعوں کی بدزبانی:

یہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور پورے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے افضل ترین افراد ہیں۔ ابوبکر الصدیق، تصدیق وایمان میں پہل کرنے والے، عتیق کے لقب سے امتیاز پانے والے، سفر وحضر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی سعادت حاصل کرنے والے، تمام حالات وادوار میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے مخلص ساتھی، اور موت کے بعد روضہ پرانوار میں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ آسودہ خاک ہونے والے، جن کا خصوصی ذکر قرآن حکیم میں دانائے اسرار جل جلالہ نے اسی طور پر فرمایا:

ثانى اثنين اذهما فى الغار (سورة التوبة: 40)

''وہ دو میں سے دوسرا تھا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔''

انہوں نے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے اسلام کو قبول کیا، اور اس وقت انہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان وجائیداد کو نثار کر دیا، یہاں تک کہ ان کے متعلق صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک سے یہ کلمات صادر ہوئے:

ان الله بعثني اليكم فقلتم: كذبت، وقال ابوبكر صدق وواساني بنفسه وماله (صحيح البخاري:3388)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا، تم نے میری دعوت کو جھٹلایا، مگر ابوبکر نے میری دعوت کی تصدیق کی اور اپنی جان ومال کے ساتھ میری معاونت کی۔''

ان کے ذریعہ سے جلیل القدر صحابہ کرام دولت ایمان واسلام کے حقدار بنے اور اپنے کثیر ترین مال کے ساتھ انہوں نے بے شمار گردنوں کو غلامی سے نجات دلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی انہیں ''صدیق''

کا لقب عطا کیا۔ محمد کریم ﷺ اپنے رب کے جوار میں منتقل ہوئے تو وہ ان سے خوش اور راضی تھے۔ عمر بن الخطاب، فاروق ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ نے حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا فرمایا۔ صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ان کا مقام بلند تر ہے۔ ان کا اسلام مسلمانوں کی شان وشوکت کا اور ان کی عزت وسر بلندی کا ذریعہ بنا، دین میں قوی اور حق کے معاملہ میں سخت گیر کہ اللہ کی خاطر انہیں کسی ملامت گر کی ملامت کا ذرہ بھر احساس نہ تھا، روشن فکر اور نہایت ہی معاملہ فہم، یوں سمجھیے کہ اللہ تعالیٰ نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان اور دل پر حق کو رواں کر دیا تھا، صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کی خلافت اسلام کی فتوحات کی موجب بن گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ ہی کے دور خلافت میں قیصر وکسریٰ کے محلات زوال سے دوچار ہوئے۔ انہی کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

بینما انا نائم رایتنی فی الجنة ، فاذا امراة تتوضأ الی جانب قصر فقلت لمن هذا القصر؟ قالوا: لعمر ، فذکرت غیرته فولیت مدبرا فبکی عمر وقال اعلیك اغار یارسول الله (صحیح البخاری:3003)

"میں سویا ہوا تھا اور اپنے آپ کو جنت میں پایا، اچانک ایک محل کے قریب وضو کرتی عورت نظر آتی ہے، میں نے پوچھا کہ یہ محل کس کی ملکیت ہے؟ (فرشتوں نے) کہا: یہ عمر کا محل ہے، مجھے عمر کی غیرت یاد آ گئی، چنانچہ میں واپس چلا آیا، (یہ خواب سن کر) عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور کہنے لگے: اللہ کے رسول! کیا میں آپ پر بھی غیرت کرتا۔"

یہ فضائل، مناقب اور محاسن ابوبکر صدیق اور عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق وارد ہوئے ہیں، اسکے باوجود ان دونوں عظیم اماموں کے متعلق شیعوں کے کیا عقائد ہیں؟

شیعہ امامیہ ان دونوں پر لعنت کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں، یہی نہیں بلکہ شیعہ اثنا عشریہ نے شیخین ابوبکر الصدیق اور عمر الفاروق رضی اللہ عنہما پر سب وشتم اور لعنت پر مشتمل بہت ساری دعائیں گھڑ رکھی ہیں اور انہیں اپنی کتابوں میں مختلف مقامات پر وارد کیا ہے۔ ان کی رائج کردہ دعاؤں میں سے ایک "دعا صنمی قریش" کے نام سے ان لوگوں کے ہاں معروف ہے۔ اس میں یہ ابوبکر، عمر بن الخطاب اور ان دونوں کی صاحبزادیوں وامہات المؤمنین عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہن پر لعنت کرتے ہیں۔

برادران اسلام!

میں آپ کے سامنے شیعہ امامیہ کے ہاں مشہور ومعروف "دعاء صنمی قریش" کا مکمل متن پیش کرتا ہوں، اس دعا کی پیش کردہ عبارت شیعی امام مجلسی کی کتاب "بحار الانوار" (ج:85 ص 260

پانچویں روایت، باب نمبر 33 کے تحت مذکور ہے۔ مذکورہ بالا دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم العن صنمی قریش وجبتیھما وطاغوتیھما وافکیھما وابنتیھما اللذین خالفا امرك وانکرا وحیك وجحدا انعامك وعصیا رسولك وقلبا دینك وحرفا کتابك وعطلا احکامك وابطلا فرائضك والحدا فی آیاتك وعادیا اولیاء لك ووالیا اعدائك وخربا بلادك وافسدا عبادك، اللھم العنھما وانصارھما فقد اخربا بیت النبوة وردما بابه، ونقضاسقفه والحقا سماء ہ بارضه وعالیه بمسافله وظاھرہ بباطنه واستأصلا اھله واباذا انصارہ وقتلا اطفاله واخلیا منبرہ من وصیه ووارثه وجحدا نبوته واشرکا بربھما، فعظم ذنبھما وخلدھما فی سقر وما ادراك ما سقر لا تبقی ولا تذر، اللھم العنھم بعدد کل منکر اتوہ وحق اخفوہ ومنبر علوہ ومنافق ولوہ ومومن ارجوہ وولی آذوہ وطرید آووہ وصادق طردوہ وکافرنصروہ وامام قھروہ وفرض غیروہ واثرانکروہ وشر اضمروہ ودم اراقوہ وخبربدلوہ وحکم قلبوہ وکفر ابدعوہ وکذب دلسوہ وارث غصبوہ وفئی اقتطعوہ

"اے اللہ! قریش کے دو بتوں اسکے دو جادوگروں، اور اس کے دو بدی کے سرغنوں اور جھوٹوں اور ان دونوں کی بیٹیوں پر تیری لعنت ہو، جنہوں نے تیرے اوامر کی مخالفت کی، تیری وحی کا انکار کیا، تیری نعمتوں کی ناشکری کی، تیرے رسول کی نافرمانی کی، تیرے دین کو بدل ڈالا، تیری کتاب میں تحریف کر دی، تیرے احکامات کو بے وقار کیا، تیرے فرائض کو ضائع کر دیا، تیری آیات میں الحاد کو اختیار کیا، تیرے دوستوں کے دشمن اور تیرے دشمنوں کے دوست بن گئے اور انہوں نے تیری دھرتی کو ویران اور تیرے بندوں کو اجاڑ دیا۔

اے اللہ! تو ان دونوں پر اور ان کے حمایتیوں پر اپنی لعنت مسلط کر دے کہ انہوں نے خانوادۂ نبوت کو ویران کیا، اس کے دروازہ کو بند کر دیا، اس کی چھت کو تار تار کر ڈالا، اس کے آسمان کو زمین کے ساتھ، اس کی بلندی کو نشیب کے ساتھ اور اس کے ظاہر کو باطن کے

ساتھ ملا دیا، انہوں نے اہل بیت کا خاتمہ کیا، اسکے مددگاروں اور حمایتیوں کو ہلاکت سے دوچار کیا، اس کے معصوم بچوں کو قتل کر دیا اور ان دونوں نے نبی کے منبر کو وارث اور وصی سے محروم کر دیا اور اس کی نبوت کے منکر بن گئے اور اپنے رب کے ساتھ شرک کیا اور مجرم بن گئے۔

اے اللہ! تو انہیں ان کے گناہوں کی سخت ترین سزا دے، ان دونوں کو ہمیشہ کے لیے بھڑکتی جہنم میں ڈال دے، تجھے کیا معلوم کہ سقر کیا ہے، یہ باقی رکھتی ہے اور نہ ہی چھوڑتی ہے۔ اے اللہ! جتنے جرائم کے مرتکب ہوئے جتنے حقوق کو انہوں نے چھپایا، جتنے منبروں کو انہوں نے بلند کیا، جتنے منافقوں سے انہوں نے دوستی کی، جتنے مومنوں کو انہوں نے دھتکارا، جتنے ولیوں کو اذیت سے دوچار کیا، جتنے مردودوں کو انہوں نے عزت بخشی، جتنے سچوں کو انہوں نے مار بھگایا، جتنے کافروں کے وہ مددگار بن گئے، جتنے اماموں پر انہوں نے مظالم ڈھائے، جتنے فرائض کو انہوں نے بدل دیا، جتنی روایات کا انہوں نے انکار کیا، جتنی برائیوں کو انہوں نے چھپا رکھا، جتنے خون انہوں نے بہا دیئے، جتنی اچھائیوں کو انہوں نے بدل دیا، جتنے احکامات میں انہوں نے ردوبدل کیا، جتنے کفریات کو انہوں نے ایجاد کیا، جتنے جھوٹ انہوں نے گھڑے، جتنے وارثوں کے حق کو انہوں نے غصب کیا اور جتنے مال فئی کو انہوں نے اپنی اپنی جاگیروں میں بدل ڈالا، ان سب کی تعداد کے برابر ان پر اپنی لعنت نازل کر دے۔"

اللہ کی پناہ......! اس سنگین جرم سے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اس دعا میں کی گئی طنز و تشنیع، لعنت و تبرا اور بدگوئیوں کا ہدف سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہم کی ذوات مبارکہ تھیں۔ شیعہ امامیہ کے علماء نے اس دعا کو حد سے زیادہ اہمیت دی ہے، انہوں نے صرف اس دعا کی مفصل و مبسوط شروحات لکھی ہیں، جن کی تعداد دس شروحات سے بھی زائد بیان کی جاتی ہے، جن میں سے چیدہ چیدہ شروحات یہ ہیں:

۱......"البلد الامین" مؤلفہ امام کفعمی

۲......"علم الیقین" مؤلفہ کاشانی

۳......"فصل الخطاب" مؤلفہ نوری طبرسی

۴......"مفتاح الجنان" مؤلفہ طہرانی الحائری

۵...... ''نفحات اللاهوت'' مؤلفہ کرکی

۶...... ''بحارالانوار'' مؤلفہ مجلسی

۷...... ''احقاق الحق'' مؤلفہ تستری

۸...... ''الزام الناصبی'' (ناصبی سے مراد سنی ہے) مؤلفہ حائری

انہوں نے اس دعا کے جھوٹے، بے اصل اور خود ساختہ محاسن اور فضائل بھی بیان کیے ہیں، انہیں بے بنیاد فضائل میں سے ایک فضیلت یہ لکھی گئی ہے:

ان من قرأہٗ مرة واحدة کتب الله له سبعین الف حسنة ومحاعنه سبعین الف سیئة ورفع له سبعین الف درجة، ویقضی له سبعون الف الف حاجة وان من یلعن ابابکر وعمر فی الصباح لم یکتب علیه ذنب حتی یمسی، ومن لعنهما فی المساء لم یکتب علیه ذنب حتی یصبح (ضیاء الصالحین:513)

''جو شخص اس دعا کو ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے (نامہ اعمال میں) ستر ہزار نیکیاں درج فرما دے گا اس کے ستر ہزار گناہوں کو مٹا ڈالے گا اس کے ستر ہزار درجات بلند کر دے گا اور اس کی ستر لاکھ حاجات کو پورا فرما دے گا اور جو شخص صبح کے وقت ابوبکر و عمر پر لعنت کرے گا شام تک اس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص شام کے وقت ان دونوں پر لعنت بھیجے گا صبح تک وہ ہر قسم کے گناہ سے محفوظ رہے گا۔'' (معاذ اللہ)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعوں کی بدزبانی:

☆ فضائل سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ:

آپ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے عقد میں اپنی دو صاحبزادیوں ایک کے بعد دوسری کو عطا فرمایا۔ اسی خاص امتیاز کی وجہ سے ان کو ''ذوالنورین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ حددرجہ حیاء دار صحابی تھے، انہی کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کتب احادیث میں منقول ہوا ہے:

الا استحیی من رجل تستحیی منه الملائکة (صحیح مسلم:4414)

''میں اس شخص سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، تو آپ کا شمار متقی، پرہیزگارترین اور سخی ترین افراد میں ہونے لگا، آپ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام معرکوں اور غزوات میں شریک رہے، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بعد آپ نے خلافت کے منصب جلیلہ کو سنبھالا، آپ نے لوگوں کی قیادت سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عین مطابق سرانجام دی، آپ رضی اللہ عنہ کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے، تہجد گزار ہونے کے ساتھ ساتھ کثرت سے روزہ رکھنے والے بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ جنت کی بشارت عطا فرمائی۔ جس وقت آپ کو شہید کیا گیا آپ کلام اللہ کی تلاوت میں مصروف تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دیگر تمام صحابہ کرام کے ساتھ اپنی رضا سے نوازے۔ آمین!

یہ ہیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، ذوالنورین، عالی شان اخلاق اور قابل تحسین عادات وخصال کے پیکر۔ ذرا دیکھیں! اس جلیل القدر صحابی کے متعلق عشری شیعوں کے کیا عقائد ونظریات ہیں؟

۱)......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ منافق تھے:

ذوالنورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ معاذ اللہ بظاہر مدعی اسلام تھے مگر اپنے دل میں نفاق کی وجہ سے اسلام سے عداوت رکھتے تھے، شیعی عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں یہ لکھا ہے:

عثمان كان في زمن النبي ممن اظهر الاسلام وابطن النفاق

(انتهى كلامه)

''عثمان کا شمار دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان لوگوں میں ہوتا تھا جو بظاہر اسلام کے پیروکار تھے مگر ان کا باطن نفاق سے پُر تھا۔''

اس کے علاوہ شیعی مشائخ وعلماء اپنے عقیدتمندوں کو اس بات کا بھی پابند بناتے نظر آتے ہیں کہ عثمان رضی اللہ عنہ سے لازمی طور پر بغض وعناد کو ان کی تذلیل وتحقیر کو اور ان کی تکفیر کو اپنی مذہبی ذمہ داری خیال کریں۔ شیعی عالم کرکی نے اپنی کتاب ''نفحات اللاہوت'' میں اس ''واجبی فریضہ'' کی ان الفاظ میں یاددہانی کرائی ہے:

ان من لم يجد قلبه عداوة لعثمان ولم يستحل عرضه ولم يعتقد كفره فهو عدولله ورسوله كافر مما انزل الله

''جس شخص کے دل میں عثمان سے عداوت نہ ہو، وہ اس کی عزت کو حلال نہ سمجھتا، اور اس

کے کافر ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور اس کی اتاری ہوئی، نازل کردہ کتاب کا منکر ہے۔"

۲)......شیعوں کا عقیدہ کہ عثمان کو صرف اپنے پیٹ کی اور شرم گاہ کی فکر دامن گیر رہتی تھی:

شیعہ امامیہ اثناعشریہ سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ بدترین اور غلیظ ترین الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ انہیں اپنے پیٹ کی یا پھر اپنی شرم گاہ کی فکر لگی رہتی تھی کلینی نے اپنی کتاب "الکافی" میں لکھا ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک خطبہ کے دوران یہ کہا:

سبق الرجلان وقام الثالث كالغراب همه بطنه وفرجه ياويحه لو قص جناحاه وقطع راسه لكان خيرا له

"دو شخص چلے گئے (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) اور (اب) تیسرا شخص کھڑا ہو گیا ہے جو کوے کی طرح اپنے پیٹ اور اپنی شرم گاہ کی فکر میں مبتلا ہے اس کے لیے ہلاکت ہو، کاش کہ اس کے ہاتھوں کو اس کے سر کو کاٹ دیا جاتا، یقیناً اس کے لیے یہی بہتر ہے۔"

☆☆☆ مذکورہ بالا افتراءات کے مقابلہ میں ہم دست بدعا ہیں کہ

شہید مظلوم، عثمان بن عفان ذوالنورین پر اللہ تعالیٰ کی رضا و رضوان کی برسات نازل ہو۔ اور ان سے بغض و عناد اور عداوت رکھنے والوں کے ساتھ اللہ عزیز مقتدر اپنے بے مثال عدل و انتقام کے مطابق معاملہ فرمائے۔ آمین!

چھٹی بحث......

شیعہ کا اپنی پیدائشی برتری کا عقیدہ

شیعہ اثنا عشریہ اپنے ہاں یہ مخفی و پوشیدہ عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے امام اور عالم اس عقیدہ کو اپنے عام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کی ہدایت دیتے چلے آرہے ہیں، اس لیے کہ اگر یہ عقیدہ منکشف ہو جائے تو اس بات کا خدشہ ہے کہ عام انسانیت ان سے متنفر اور اللہ کی دھرتی ان پر تنگ ہو جائے۔

اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ شیعوں کی تخلیق ایک خصوصی مٹی سے کی گئی ہے، جسے پاک اور عمدہ و اعلیٰ زمین سے لیا گیا، اس پر سات دن اور سات رات میٹھا پانی رواں کیا گیا، جبکہ سنی مسلمان (جسے یہ لوگ ناصبی کہتے ہیں) کی پیدائش کالی، بدبودار انتہائی گندی، متعفن اور مردود مٹی سے ہوئی ہے۔ پھر ان دونوں مٹیوں کو عمومی اعتبار سے آپس میں خلط ملط کر دیا گیا، لہٰذا اگر کسی شیعہ شخص میں جرائم، معاصی اور برائیاں نظر آئیں تو اس کی یہی وجہ ہے کہ اس میں سنی کی مٹی کے اثرات موجود ہیں اور کسی سنی انسان کے اندر پایا جانے والا زہد، تقویٰ اور حسن عمل اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے شیعہ کی پاک مٹی سے اثر قبول کیا ہے۔ قیامت کے روز شیعوں کی تمام سیئات و معاصی اور ان کے صغیرہ و کبیرہ گناہوں کو سنیوں کے نامہ اعمال میں ضم کر دیا جائے گا۔ اس عقیدہ کو شیعوں کے بہت سارے ائمہ و مشائخ نے بیان کیا ہے۔ مثلاً نعمۃ الجزائری نے اسے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں نقل کیا ہے اور ان کے چوٹی کے امام کلینی نے بھی اپنی کتاب ''الکافی'' میں اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے ایک عنوان قائم کیا ہے ''باب طینۃ المومن والکافر'' (مومن و کافر کی مٹی کا بیان) اس باب کے تحت کلینی نے سات احادیث نقل کی ہیں، جن میں مٹی کا یہ عقیدہ مذکور ہوا ہے۔

اسی طرح مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں ''الطینۃ والمیثاق'' (مٹی اور معاہدہ) کے عنوان سے باب باندھا ہے، اس کے تحت اس نے (سرسٹھ 67) احادیث بیان کی ہیں تا کہ یہ عقیدہ شیعی عوام تک منتقل کیا جائے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ ہے:

یا اسحق! لیس تدرون من این اتیتم

قلت: لا واللہ! جعلت فداك الا ان تخبرنی

فقال: یااسحق، ان اللہ عزوجل لما کان متفردا بالوحدانیة ابتدا
الاشیاء لا من شیء، فاجری الماء العذب علی ارض طیبة طاهرة
سبعة ایام مع لیالیها ثم نضب الماء عنها، فقبض قبضة من
صفاوة ذلك الطین وهی طینتنا اهل البیت ثم قبض قبضته من
اسفل ذلك الطین وهی طینة شیعتنا ثم اصطفانا لنفسه فلو ان طینة
شیعتنا ترکت کما ترکت طینتنا لما زنی احد منهم ولا سرق، ولا
لاط ولا شرب المسکر، ولا اکتسب شیئا مما ذکرت، ولکن اللہ
عزوجل اجری المالح علی ارض ملعونة سبعة ایام ولیالیها ثم
نضب الماء عنا ثم قبض قبضة وهی طینة ملعونة من حما مسنون
وهی طینة خبال وهی طینة اعدائنا ، فلو ان اللہ عزوجل ترك
طینتهم کما اخذها لم تروها فی خلق الآدمیین ولم یقِرّوا
بالشهادتین ولم یصوموا ولم یصلوا ولم یزکوا ولم یحجوا البیت
ولم تروا احد بحسن خلق، ولکن اللہ تبارك وتعالی جمع
الطینتین طینتکم وطینتهم فخلطهما وعرکهما عرك الادیم
ومزجهما بالماء ین، فما رایت من اخیك من شر لفظ اوزنی او
شئی مما ذکرت من شرب مسکر او غیره لیس من جوهریته
ولیس من ایمانه انما هو بمسحة الناصب اجترح هذه السیئات
التی ذکرت وما رایت من الناصب من حسن وجه وحسن خلق،
اوصوم ،او صلوة او حج بیت، اوصدقة او معروف فلیس من
جوهریته انما تلك الافاعیل من مسحة الایمان اکتسبها یعنی من
الشیعی وهو اکتساب مسحةالایمان

قلت:جعلت فداك فاذا کان یوم القیامة فمه؟

قال لی: یااسحق، ایجمع اللہ الخیر والشرفی موضع واحد؟ اذا
کان یوم القیامة نزع اللہ مسحة الایمان منهم فردها الی شیعتنا، ونزع
مسحة الناصب بجمیع ما اکتسبوا من السیئات فردها علی اعدائنا وعاد

کل شی الی عنصرہ الاول

قلت: جُعلت فداك تؤخذ حسناتهم فترد الينا ؟ وتؤخذ سيأتنا فترد اليهم؟

قال: ای واللہ الذی لا الہ الا هو (بحارالانوار للمجلسی:247,248/5)

"اے اسحاق! (اس روایت کا راوی) تم لوگ نہیں جانتے کہ تمہاری تخلیق کس شئے سے ہوئی ہے؟

میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں، اللہ کی قسم! ہم بالکل نہیں جانتے الا یہ کہ آپ خود ہمیں آگاہ کر دیں۔ آپ نے کہا: اے اسحٰق! جب اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کے ساتھ متفرد تھا اس نے اشیاء کو عدم سے وجود بخشنا چاہا، تو اس نے رات سمیت سات دنوں تک ایک عمدہ و پاک زمین پر میٹھا پانی جاری کر دیا، پانی خشک ہوا تو اس نے اس زمین کی پاک ترین مٹی سے ایک مٹھی بھری، یہ تھی ہماری اہل بیت کی مٹی، اس کے بعد اس نے دوسری مٹھی اس مٹی کی گہرائی سے لے لی، یہ ہمارے شیعوں کی مٹی تھی، اگر ہمارے شیعوں کی مٹی اس کی اصل حالت میں برقرار رکھا جاتا تو جس طرح ہماری (اہل بیت) مٹی کے ساتھ کیا گیا، تو ان میں سے کوئی زنا کرتا نہ چوری، لواطت کرتا اور نہ منشیات پیتا اور نہ ہی مذکورہ جرائم میں سے کسی کا مرتکب ہوتا۔ لیکن اللہ عزوجل نے سات دن ورات تک ایک مردود، ملعون زمین پر کھاری پانی جاری کر دیا، پھر پانی خشک کر دیا، پھر اس نے اس کالی، بدبودار، بگڑی ہوئی اور فساد و ابلیسیت سے بھری ہوئی ملعون مٹی سے ایک مٹھی بھری، یہ ہمارے دشمنوں (اہل السنۃ) کی مٹی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کی مٹی کو اس کی اولین حالت میں چھوڑ دیتا تو اس سے تخلیق پانے والے لوگ تمہیں آدمیوں کی شکل وصورت میں نظر ہی نہ آتے، (دینی بھائیو! غور کرو، یہ عقیدہ ملعونہ ملعون یہودیوں کے اس عقیدہ کے مطابق ہے جس میں وہ اپنے آپ کو باقی تمام انسانیت سے افضل اور اعلیٰ قرار دیتے ہیں) یہ نہ شہادتین کا اقرار کرتے، نہ روزہ رکھتے اور نہ ہی نماز پڑھتے، زکاۃ دیتے نہ حج بیت اللہ کرتے۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کے پاس حسن خلق پایا جاتا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہاری اور ان کی مٹیوں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا، اور ان دونوں کو تو آپس میں گھلا ملا دیا اور انہیں مَل دیا جس طرح چمڑے کو ملا جاتا ہے اور ان کو دو مختلف پانیوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا،

چنانچہ اب اگر تمہیں اپنے کسی بھائی میں بدکلامی، زنا یا مذکورہ بالا برائیوں مثلاً شراب نوشی وغیرہ ایسے عیب نظر آتے ہیں تو یہ اس کے ایمان اور اسکے اصل جوہر سے قطعاً تعلق نہیں رکھتے بلکہ اس نے یہ تمام تر برے افعال ناصبی (سنی مسلمان) کے اثر کی وجہ سے کیے ہوئے ہیں، اسی طرح اگر تجھے کسی ناصبی میں خوبصورتی، خوب سیرتی، روزہ، نماز، حج بیت اللہ، صدقات اور دیگر نیکیوں کی صورتیں دیکھنے کو ملیں تو یہ سارے افعال واعمال اس کے اصل عنصر و جوہر سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتے بلکہ یہ مومن شیعی کے ایمان وایقان کے اثر کی وجہ سے وجود پذیر ہوئے ہیں،

میں نے کہا: (امام سے سوال کرنے والا شخص) قربان جاؤں، قیامت کے دن کیا صورت حال بنے گی؟

امام نے مجھے کہا: اے اسحٰق! کیا اللہ تعالیٰ خیر اور شر کو ایک ہی جگہ جمع کر دے گا؟ جب قیامت بپا ہوگی تو اللہ عزوجل ان سے ایمان کے تمام اثرات کو نکال دے گا اور انہیں ہمارے شیعوں کے حوالے کر دے گا، اور ناصبی کے اثر سے ہونے والے تمام تر جرائم و معاصی کو ہم سے نکال کر ہمارے دشمنوں کو لوٹا دے گا، اس طرح ہر شئے اپنے اصل عنصر کی طرف پلٹ جائے گی۔

میں نے کہا: آپ پر فدا ہو جاؤں! کیا ان حسنات کو ان سے چھین کر ہمارے سپرد کر دیا جائے گا اور ہماری برائیوں اور بدکرداریوں کو ہم سے لے کر ان کے سر منڈھ دیا جائے گا؟ تو آپ نے کہا: قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! ہاں ہے واقعتاً ایسے ہی ہوگا۔"

ساتویں بحث......

شیعہ کا غیوبت کے متعلق عقیدہ

شیعوں کا یہ عقیدہ بنیادی طور پر مجوسی عقائد سے تعلق رکھتا ہے، جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ان کا امام مہدی زندہ ہے، اسے موت نہیں آئی۔ جس کا نام ''ابشاوشن'' ہے جو بشتاسف بن بہراسف'' کی اولاد سے تعلق رکھتا ہے، یہ خراسان اور چین کے درمیان واقع ایک قلعہ کے اندر چھپا اور پھر وہیں غائب ہوگیا ہے۔ شیعہ اثنا عشریہ کا غیوبت کے متعلق عقیدہ ہو بہو مجوسی معلوم ہوتا ہے جس کے متعلق شیعوں کے نزدیک صدوق کے لقب سے ملقب اور ان کے چوٹی کے عالم قمی نے اپنی کتاب ''اکمال الدین'' میں لکھا ہے:

من انکر القائم علیه السلام فی غیبته مثل ابلیس فی امتناعه من السجود لآدم

''جو شخص قائم علیہ السلام کی غیوبت و پوشیدگی کا منکر ہے وہ ابلیس کی طرح ہے، جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا تھا۔''

شیعہ کے ہاں غیبت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے گیارھویں امام حسن عسکری کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام محمد بن الحسن ہے، یہ ان کا بارھواں امام ہے، یہ بچہ ''سرمن رائی'' نامی شہر میں موجود اپنے باپ کے گھر میں پانچ سال کی عمر میں ایک غار کے اندر داخل ہوا اور غائب ہوگیا، اس کی یہ غیوبت دو دو رانیوں پر مشتمل ہے، ایک کو غیبت صغریٰ اور دوسری کو غیبت کبریٰ کہا جاتا ہے۔

غیبت صغریٰ:

اس غیبت میں امام اور باقی شیعوں کے درمیان سفراء کے واسطے سے پیغام رسانی ہوتی رہی مگر امام کے مرکز وجود کا علم خاص الخاص شیعوں کو حاصل رہا، اس غیبت کی مدت کے تعین و تحدید میں اختلاف کے باوجود چوہتر 74 سال کا عرصہ غیبت صغریٰ کا بیان ہوا ہے

غیبت کبریٰ:

اس غیوبت میں بارھویں امام محمد بن الحسن نے اپنے باپ کے گھر کی غار میں داخل ہوجانے کی

وجہ سے نہ صرف اپنے سفراء سے پوشیدگی اختیار کرلی بلکہ وہ اپنے خاص مقرب شیعوں سے بھی اوجھل ہوگئے، یہی وجہ ہے کہ شیعہ ہر روز نمازِ مغرب کے بعد غار کے دروازہ پر مجتمع ہوجاتے اور اپنے امام کو بلند آواز سے پکارتے اور انہیں غار سے نمودار ہونے کی التجا کرتے ہیں، یہاں تک کہ آسمان تاروں سے گھنا ہوجاتا ہے۔

امام غائب کی زیارت کے لیے دعائیں:

شیعہ اپنے امام غائب کی زیارت کے لیے مخصوص دعائیں کرتے ہیں، ان دعاؤں کو ان کے علماء نے اپنی معتمد کتابوں میں درج کیا ہے۔ مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں شیرازی نے اپنی کتاب 'کلمۃ المھدی' میں محمد مشہدی نے اپنی کتاب "المیرزا الکبیر" میں اور علی بن طاؤس نے اپنی کتاب "مصباح الزائر" میں امام غائب کی زیارت کے آداب اور مخصوص دعا بیان کی ہے:

ثم ائت سرداب الغيبة وقف بين البابين، ماسكا جانب الباب بيدك، ثم تنحنح كالمستأذن، وسم وانزل وعليك السكينة والوقار وصل ركعتين فى عرضة السرداب وقل: اللهم طال الانتظار وشمت بنا الفجار وصعب علينا الا نتظار، اللهم ارنا وجه وليك الميمون فى حياتنا وبعد المنون، اللهم انى ادين لك بالرجعة وبين يدى صاحب هذه البقعة، الغوث، الغوث، الغوث يا صاحب الزمان هجرت لزيارتك الاوطان واخفيت امرى عن اهل البلدان، لتكون شفيعا عند ربك وربى يامولاى ابن الحسين بن على جئتك زائرا لك

"پھر غیبت کی غار کی طرف آؤ، دو دروازوں کے درمیان ہوکر دروازے کے پہلو کو اپنے ہاتھ سے تھام کر رک جاؤ، پھر کھنکھارو گویا کہ تم اجازت طلب کر رہے ہو، اس کے بعد بسم اللہ پڑھ کر نیچے سکون اور وقار کے ساتھ اترو، غار کے صحن میں دو رکعت پڑھو، پھر یوں کہو! اے اللہ! انتظار طویل ہوچکا ہے، ہماری مصیبت پر گناہوں میں منہمک لوگ خوشی منا رہے ہیں۔ اور انتظار مشکل بھی ہوگیا ہے، اے اللہ! ہمیں اپنے ولی کے چہرۂ مبارک کی ہماری زندگی میں اور موت کے بعد زیارت کرادے، اے اللہ! میں تیرے سامنے اور اس مسکن

کے مالک کے روبرو (اپنے امام غائب کی) رجعت کے عقیدہ کا اقرار کرتا ہوں، مدد، مدد، مدد، اے صاحب زمان! میں نے آپ کی زیارت کے لیے اپنے وطن کو خیر باد کہا ہے، اور اپنے معاملہ کو لوگوں سے بھی پوشیدہ رکھا ہے تا کہ آپ میرے رب کے ہاں میرے شفیع بن جائیں، اے میرے آقا! ہمارے حسین بن علی کے لختِ جگر میں آپ کے دیدار و زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

آٹھویں بحث......

شیعہ کا رجعت کے متعلق عقیدہ

شیعوں کے ہاں رجعت کو ان کا بنیادی دینی و مذہبی عقیدہ ہونے کی حیثیت حاصل ہے، ان کے ہاں یہ عقیدہ زرادشت بعض فارسی مذاہب کے ذریعہ سے منتقل ہوا ہے، یہ ان کا ایسا عقیدہ ہے جسے ان کے علماء نے پچاس سے زائد قدیم وجدید مؤلفات میں بیان کیا ہے۔ بلا مبالغہ اس عقیدہ کو شیعہ امامیہ کے تمام طبقات کے مابین نکتہ اجماع واتحاد کا اور مذہب امامیہ کی اساس وبنیاد ہونے کا درجہ دیا گیا ہے۔ اس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کا غار میں جو مستور بارہواں امام محمد بن الحسن العسکری ہے جسے وہ ''الحجۃ الغائب'' کا لقب دیتے ہیں، اس کی رجعت ہوگی، یعنی وہ دنیا میں دوبارہ ظہور پذیر ہوگا اور درج ذیل مہمات کی تکمیل کرے گا:

1......شیعوں کے مہدی منتظر کے ہاتھ سے حجرہ نبویہ کا انہدام اور شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو پھانسی:

شیعی امام مجلسی کی کتاب ''بحار الانوار'' میں ذیل کی روایت مذکور ہے:

وأجئی الی یثرب فاھدم الحجرۃ واخرج من بھا وھما طریان، فآمر بھما تجاہ البقیع، وآمر بخشبتین یصلبان علیھما، فتورِقان من تحتھما، فیفتتن الناس بھما اشد من الاولی، فینادی منادی الفتنۃ من السماء یاسماء انبذی ویا ارض خذی فیومئذ لایبقی علی وجہ الارض الا مومن (بحار الانوار۔ج:53ص:39)

''میں یثرب میں آؤں گا اور حجرہ (یعنی حجرہ نبویہ) کو منہدم کروں گا اور اس میں موجود دونوں کو تروتازہ حالت میں نکالوں گا (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو اس لیے کہ انہی دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مدفون کیا گیا اور یہی دونوں آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی قبر شریف کے قریب آسودہ خاک ہیں) انہیں بقیع کے سامنے لے جانے کا حکم دوں گا اور دو لکڑیوں کے گاڑنے کا حکم دوں گا جن پر ان کو سولی دی جائے، پھر ان لکڑی کے دونوں ستونوں کے

نیچے پتے نمودار ہوں گے،لوگ ان کو دیکھ کر پہلے سے زیادہ آزمائش کا شکار ہو جائیں گے،اس وقت آسمان سے آزمائش کی آواز بلند ہوگی کہ آسمان! تو پھینک دے اور اے زمین! تو پکڑ لے، پھر اس دن روئے زمین پر صرف مومن باقی رہ جائیں گے۔"

اس روایت کی تائید میں شیعی عالم الاحسائی نے اپنی تالیف "کتاب الرجعۃ" میں مفضل کے واسطہ سے جعفر صادق کی یہ روایت بیان کی ہے:

قال المفضل یاسیدی ثم یسیر المهدی الی این؟

قال علیه السلام: الی مدینة جدی رسول صلی الله علیه وسلم

فیقول: یامعشر الخلائق هذا قبر جدی رسول الله صلی الله علیه وسلم؟

فیقولون: نعم یامهدی آل محمد

فیقول: ومن معه فی القبر؟

فیقولون: صاحباه وضجیعاه ابوبکر وعمر

فیقول: اخرجوهما من قبریهما، فیخرجان ، غضین طریین، فیکشف عنهما اکفانهما ، ویامر برفعهما علی دوحه یابسة نخرة، فیصلبهما علیهما (کتاب الرجعة:186)

"مفضل نے دریافت کیا: میرے آقا پھر مہدی کہاں جائیں گے؟

(جعفر صادق علیہ السلام نے جواب دیا) مہدی میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر (یعنی مدینہ منورہ) کی طرف جائیں گے،(وہاں جا کر کہیں گے) لوگو! میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر یہی ہے؟ لوگ کہیں گے: جی ہاں! اے مہدی آل محمد! مہدی پوچھیں گے: ان کے ساتھ قبر میں کون مدفون ہیں؟ لوگ کہیں گے: ابوبکر و عمر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی ہیں اور آپ کے ساتھ آسودہ تربت بھی،مہدی کہیں گے: ان دونوں کو نکالو! چنانچہ ان کو نکالا جائے گا وہ دونوں حد درجہ نرم اور تر و تازہ ہوں گے،مہدی ان دونوں کے جسموں سے کفن اتارے گا اور ان کو ایک بڑے خشک اور بوسیدہ درخت پر چڑھانے کا حکم دے گا، پھر خود ہی ان دونوں کو پھانسی دے گا۔" (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

الاحسائی کی کتاب الرجعۃ میں ہی ایک روایت ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے:

وهذا القائم هوالذي يشفي قلوب شيعتك من الظالمين، والجاحدين والكافرين، فيخرج اللات والعزى طريين فيحرقهما

(كتاب الرجعة)

''یہی قائم ہی تیرے شیعوں کے قلوب کو ظالموں، منکروں اور کافروں کو زیر کر کے ٹھنڈک پہنچائے گا، پس وہ لات اور عزی (یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کو تر و تازہ حالت میں (ان کے مدفنوں سے) نکال کر جلائے گا۔''

2......شیعوں کا مہدی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر حد نافذ کرے گا:

شیعوں کا مہدی منتظر اپنی مزعومہ کے موقع پر طاہرہ، مطہرہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے عقیدہ کے مطابق یہی برتاؤ کرے گا۔ شیعی عالم الحر العاملی نے اپنی کتاب ''الایقاظ من الھجعۃ'' میں اور مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں عبدالرحمٰن القیصر کے واسطہ سے ابوجعفر علیہ السلام سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

اما لو قد قام قائمنا لقد رُدّت اليه الحميراء حتى يجلدها الحد

''اگر ہمارے قائم (مہدی منتظر) کا ظہور ہو گیا تو یقینی طور پر حمیرا (حمیرا، حمراء کی تصغیر ہے، اس سے مراد سیدہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اسی نام کے ساتھ پکارا کرتے تھے، کہ سیدہ بے مثال حسن و جمال سے متصف تھیں رضی اللہ عنہا) کو ان کے حوالہ کیا جائے گا وہ اس پر حد نافذ کرے گا۔''

3......مہدی شیعہ کے ہاتھوں صفا و مروہ کے درمیان حجاج کرام کا قتل عام ہو گا:

شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ان کے مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں اس کے کارناموں میں سے یہ کارنامہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ صفا و مروہ کے درمیان بے گناہ اور معصوم مسلمان حاجیوں کو قتل کرے گا، شیعی امام مجلسی نے بحار الانوار میں یہ روایت درج کی ہے:

كاني بحمران بن اعين وميسر بن عبدالعزيز يخبطان الناس بأسيا فهما بين الصفا والمروة (بحار الانوار: ج:٦٥ ص: 40)

''ایسا لگتا ہے کہ میں حمران بن اعین اور میسر بن عبدالعزیز کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ دونوں اپنی تلواروں کے ساتھ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو بے دریغ کاٹ رہے ہیں۔''

4......شیعوں کا مہدی حرم کے منتظمین کے ہاتھ پاؤں کاٹے گا:

شیعوں کا مہدی نمودار ہوتے ہی حرمین شریفین کے نظام کو کنٹرول کرنے والے افراد کے لیے تعذیب واذیت کا اہتمام کرے گا، اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کی شان وشوکت کو اوران کی عزت ووجاہت کو بے حساب برکتوں سے مالا مال فرمائے۔ شیعوں کو ان لوگوں کے ساتھ بغض وعناد محض اس لیے ہے کہ یہ لوگ بیت اللہ الحرام کے حجاج کرام کی خدمت کرتے اور حج کے انتظامات کو سنبھالتے اورزائرین بیت اللہ کے استقبال کے لیے مقدس مشاعر ومقامات کو سہولیات وضروریات سے آراستہ کرتے ہیں۔

شیعی عالم نعمانی نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں لکھا ہے:

كيف بكم او قد قطعت ايديكم وارجلكم وعلقت فى الكعبة ثم يقال لكم: نادوا نحن سراق الكعبة

''کیا ہوگی تمہاری حالت! اگر تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں اورانہیں کعبہ میں لٹکا دیا جائے، پھر تم سے کہا جائے کہ اپنے متعلق بلند آواز میں یوں کہو کہ ہم کعبہ کے چور ہیں۔''

اسی طرح ان کے عالم شیخ مفید نے اپنی کتاب ''الارشاد'' میں اورطوسی نے اپنی کتاب ''الغیبۃ'' میں یہ روایت نقل کی ہے۔

اذا قام المهدى هدم المسجد الحرام وقطع ايدى بنى شيبة وعلقها بالكعبة وكتب عليها هؤلاء سراق الكعبة

''جب مہدی کا ظہور ہوگا تو وہ مسجد الحرام کو گرادے گا، بنو شیبہ کے لوگوں کے ہاتھ کاٹ کر کعبہ کے ساتھ لٹکائے گا اوران پر لکھ دے گا کہ یہ لوگ کعبہ کے چور ہیں۔''

ایک تیسری روایت میں یوں لکھا ہے:

انه يجرد السيف على عاتقه ثمانيه اشهر يقتل هرجا فاول ما يبدأ ببنى شيبة ، فيقطع ايديهم ويعلقها فى الكعبة وينادى مناديه هوّلاء سراق الله ثم يتناول قريشا فلا ياخذ منها الا السيف ولا يعطيها الا السيف

''شیعوں کا مہدی منتظر آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر ننگی تلوار اٹھائے بے دریغ قتل کرے

گا، سب سے پہلے وہ بنو شیبہ کی خبر لے گا ان کے ہاتھوں کو کاٹ کر کعبہ پر لٹکائے گا، اس کے منادی اعلان کریں گے کہ یہ لوگ اللہ کے چور ہیں، پھر قریش کی گرفت کرے گا ان سے تو وہ سارا معاملہ تلوار کے ساتھ ہی کرے گا۔"

5......اہل السنۃ کے اموال کی چوری اور لوٹ مار:

شیعہ امامیہ اہل السنہ، جنہیں وہ ناصبی کہتے ہیں، کی املاک و ثروت کو اپنے لیے حلال قرار دیتے ہیں، شیعی ائمہ اور ان کے علماء اپنے پیروکاروں کے لیے اہل السنۃ کے اموال پر قبضہ کر لینے کو مباح قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہیں جب بھی اس کا موقعہ ملے یا جس وقت ان کے ایسا کر گزرنے کے لیے سازگار حالات میسر ہوں کسی قسم کی جھجک یا تردد کے بغیر ناصبیوں (یعنی سنیوں) کے مال و جائداد کو ہتھیا سکتے ہیں۔ ان کے امام طوسی نے اپنی کتاب "تہذیب الاحکام" میں لکھا ہے:

خُذْ مال الناصبی حیثما وجدته وادفع الینا الخمس

(تهذیب الاحکام:1/384)

"تجھے ناصبی (یعنی سنی) کا مال جہاں سے بھی ملے قبضہ کر لے اور اس کا خمس ہمارے سپرد کر دے۔"

یہ بھی لکھا ہے:

مال الناصب وکل شئی یملکه حلال (تهذیب الاحکام:1/384)

(بالکل یہی عقیدہ یہودیوں کا ہے کہ وہ غیر یہودیوں کی املاک کو اپنے لیے حلال سمجھتے ہیں)

"ناصبی کا مال اور اس کی ہر مملوکہ شیء حلال ہے۔"

6......بیت اللہ کے حجاج کرام پر زانی اور اولاد زنا ہونے کا شیعی بہتان:

بیت اللہ کے حجاج کرام اور زائرین سے نفرت و کراہت بھی عقائد شیعہ میں داخل ہے، یہاں تک کہ شیعہ عرفہ کے دن وقوف کرنے والے حاجیوں کو زانی قرار دیتے ہیں، ان کے چوٹی کے امام اور عالم کاشانی نے اپنی کتاب "الوافی" میں یوں لکھا ہے:

ان الله یبدأ بالنظر الی زوّار الحسین بن علی عشیة عرفة قبل نظره الی اهل الموقف لان اولئك اولاد زنی ولیس فی هؤلاء زناة

"عرفہ کی شام کو اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حسین بن علی کی زیارت کرنے والوں پر نظر کرتا

ہے، پھر عرفات میں وقوف کرنیوالوں پر (یعنی بیت اللہ کے حاجیوں پر) نظر کرتا ہے، اس لیے کہ زائرین حسین میں کوئی زانی نہیں ہوتا، جبکہ وقوف کرنے والے سب زنا کی اولاد ہوتے ہیں۔"

اسی طرح ان کے عالم مجلسی نے اپنی کتاب "بحارالانوار" میں اسی عقیدہ کے بیان میں ایک باب اس عنوان کیساتھ قائم کیا ہے"

باب انه يدعى الناس باسماء امهاتهم الا الشيعة

"(قیامت کے دن شیعوں کے علاوہ باقی سب لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا) اس باب کے تحت صاحب کتاب نے بارہ روایات نقل کی ہیں۔"

ایسے ہی ان کے ممتاز عالم کلینی نے اپنی کتاب "الکافی" میں اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے:

ان الناس كلهم اولاد بغايا ما خلا شيعتنا

"ہمارے شیعوں کے علاوہ سب لوگ بدکارہ عورتوں کی اولاد ہیں۔"

ان کے امام عیاشی اپنی تفسیر میں یوں لکھتا ہے:

ما من مولود يولد الا وابليس من الأبالسة بحضرته فان علم ان المولود من شيعتنا حجبه من ذلك الشيطان وان لم يكن المولود من شيعتنا اثبت الشيطان اصبعه فى دبر الغلام فكان مأبونا، وفى فرج الجارية فكانت فاجرة (تفسیر العیاشی: ج 2/337)

"جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے ابلیسوں میں سے ایک ابلیس اس کے پاس موجود ہوتا ہے سو اگر معلوم ہو جائے کہ نو مولود ہمارے شیعہ میں سے ہے تو وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے، اور اگر نو مولود کا تعلق ہمارے شیعوں سے نہ ہو تو شیطان اپنی انگلی لڑکے کی دبر پر رکھ دیتا ہے، پس وہ (بڑا ہو کر) لواطت کا عادی ہو جاتا ہے، اور لڑکی کی شرم گاہ پر انگلی رکھتا ہے تو وہ بدکارہ ہو جاتی ہے۔"

نویں بحث......

شیعہ کا حجرِ اسود کے متعلق عقیدہ

اسی طرح شیعہ امامیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حجرِ اسود کو مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے اکھیڑ کر ان کے مقدس شہر کوفہ لایا جائے گا۔ شیعی امام فیض الکاشانی نے اپنی کتاب ''الوافی'' میں اہل کوفہ کو بھی بشارت دی ہے، کہتا ہے:

یا اهل الکوفة لقد حباکم الله عزوجل بما لم يَحُبُ احدا من فضل، مصلاکم بيت آدم، وبيت نوح ومصلی ابراهيم، ولا تذهب الأيام والليالی حتی ينصب الحجر الاسود فيه انتهی کلامه

''اے اہل کوفہ! اللہ عزوجل نے تم پر وہ فضل کیا ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوا، تمہاری جو نماز کی جگہ ہے یہ آدم اور نوح کا گھر ہے اور ابراہیم کا مقامِ نماز، چند ہی شب و روز کے بعد حجر اسود کو اس میں نصب کر دیا جائے گا۔''

دسویں بحث......

شیعہ کا تقیہ کے متعلق عقیدہ

تقیہ کا عقیدہ شیعوں کا اہم ترین عقیدہ ہے بلکہ یہ ان کے نزدیک دین کا رکن ہے، خمینی نے اپنی کتاب ''کشف الاسرار'' میں تقیہ کی یہ تعریف لکھی ہے:

هى ان يقول الانسان قولا مغايرللواقع او يأتى بعمل مناقض لموازين الشريعة، وذلك حفاظا لدمه اوعرضه او ماله ......انتهى كلامه

''تقیہ یہ ہے کہ کوئی شخص ایسی بات کہہ ڈالے جو واقع اور حقیقت کے برخلاف ہو، یا ایسا عمل کرے جو شرعی معیار کے منافی ہو۔ اور یہ صرف اس لیے کرے کہ اس کی جان، مال اور عزت محفوظ ہو جائے۔''

اس عقیدہ کی حیثیت شیعہ امامیہ کے مذہب میں رخصت کی نہیں ہے بلکہ یہ ان کے نزدیک نماز کی طرح کا بلکہ اس سے بھی بڑا دینی رکن ہے۔ شیعی عالم ابن بابویہ نے اس حقیقت کی یوں صراحت کی ہے:

اعتقادنا فى التقية أنها واجبة، من تركها بمنزلة من ترك الصلاة

''تقیہ ہمارے اعتقاد کی رو سے واجب ہے، اس کے تارک کا وہی درجہ ہے جو تارک نماز کا ہے۔''

شیعی امام کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں اس عقیدہ کے متعلق ''باب التقیہ'' کے عنوان سے سرخی جمائی ہے، اس کے تحت اس نے 33۔ احادیث درج کی ہیں، ان سب احادیث سے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔ ''باب التقیہ'' کے بعد اس نے ایک باب ''باب الکتمان'' کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ اس باب کے ذیل میں 16۔ احادیث درج کی ہیں، ان احادیث میں بھی شیعہ امامیہ کے لیے اپنے دین اور عقیدہ کو چھپانے کی ہدایت موجود ہے۔ اسی طرح شیعی عالم مجلسی نے اپنی کتاب ''بحار الانوار'' میں 109 روایات ''باب التقیہ والمداراۃ'' کے عنوان کے تحت جمع کر دی ہیں، ان سب روایات سے بھی اس عقیدہ کی توثیق و تائید ہو رہی ہے۔

اہل السنۃ کے ساتھ ان کے تقیہ کی مثال:

شیعوں کے شیخ صدوق نے اہل السنۃ کے ساتھ اپنے عقیدہ تقیہ کی عملی مثال کے ضمن میں ابوعبداللہ سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

عن ابی عبدالله انه قال: ما منکم احد یصلی صلاة فریضة فی وقتها ثم یصلی معهم صلاة تقیة وهو متوضئ الا کتب الله له بها خمسا وعشرین درجة فارغبوا فی ذلك

''تم میں سے جو شخص وقت کے مطابق فرض نماز ادا کر لیتا ہے، پھر وہ ان کے ساتھ (اہل السنۃ کے ساتھ) بھی تقیہ کی نماز باوضو ہو کر پڑھ لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نماز کے بدلہ میں اس کے لیے پچیس درجات لکھ دیتے ہیں، لہٰذا تم اس عمل میں رغبت رکھا کرو۔''

اسی طرح شیعہ اثنا عشریہ اہل السنۃ کی آبادیوں کو ''دارالتقیہ'' کہتے اور ان کے اندر تقیہ اختیار کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں، شیعی امام مجلسی کی کتاب بحارالانوار میں اس امر کی صراحت ان الفاظ میں موجود ہے:

والتقیة فی دارالتقیة واجبة (بحارالانوار:75/411)

''دارالتقیہ میں تقیہ کا التزام واجب ہے۔''

سنیوں کی آبادیوں کے لیے ''دارالتقیہ'' کے علاوہ ''دولۃ الباطل'' (جھوٹ کا مُلک) کا نام بھی ان کے ہاں مستعمل ہوتا ہے، جیسا کہ مجلسی کی بحارالانوار میں کہا گیا ہے:

من کان یومن بالله والیوم الآخر فلا یتکلم فی دولة الباطل الا بالتقیة (بحارالانوار:75/412)

''جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ جھوٹ کے ملک میں تقیہ کے سوا گفتگو نہ کرے۔''

اسی طرح شیعہ امامیہ، اہل السنۃ کے ساتھ اختلاط آباد کی صورت میں بھی تقیہ کو واجب قرار دیتے ہیں، ان کے عالم الحر العاملی نے اپنی کتاب ''وسائل الشیعہ'' (11/479) میں ایک باب ''وجوب عشرة العامة بالتقیة'' (یعنی عامیوں (اہل السنت) کے ساتھ اکٹھے ایک آبادی میں رہنے کی صورت میں تقیہ واجب ہے) کے عنوان کے ساتھ قائم کر کے اس عقیدہ کی تاکید کی ہے۔ مجلسی کی کتاب بحارالانوار میں

لکھا ہے:

من صلی خلف المنافقین بتقیة کان کمن صلی خلف الائمة

"جو شخص منافقوں (یعنی اہل السنة والجماعت) کے پیچھے تقیہ کے طور پر نماز پڑھ لیتا ہے وہ اجر و ثواب میں اس شخص کی طرح ہے جس آئمہ کے پیچھے نماز ادا کی۔"

شیعہ کے تقیہ کی ایک مثال:

ایک سنی عالم دین کا بیان ہے کہ سنیوں کی آبادی میں رہائش پذیر ایک سنی نوجوان نے ایک ایسی شیعہ خاتون سے نکاح کر لیا، جو سنت سے اور اہل السنة سے محبت اور رغبت کا اظہار کیا کرتی تھی، پھر کچھ مدت کے بعد یہ خاتون حاملہ ہوگئی، اس نے ایک خوبصورت بچے کو جنم دیا، مذکورہ بالا عالم دین نے نومولود کے باپ کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے کا نام عمر رکھے، چنانچہ یہ نوجوان اپنی بیوی کے پاس آیا جو حمل اور ولادت کی مشقتوں کی وجہ سے بیمار تھی اور اسے کہا کہ میں اپنے بیٹے کا نام رکھنا چاہتا ہوں، بیوی نے حد درجہ ادب سے کہا: آپ اس نومولود کے باپ ہیں نام رکھنے کے لیے آپ کا حق فائق ہے، چنانچہ نومولود کے والد نے کہا تو پھر میں نے اس کا نام رکھ دیا ہے "عمر"!

اس کے بعد کیا ہوا؟ خاوند کا بیان ہے کہ میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ یہ عورت حیرت انگیز سرعت کے ساتھ اپنے بستر سے اٹھتی ہے اور چلاتے ہوئے کہتی ہے "اس نام کے علاوہ آپ کو کوئی دوسرا نام نہیں ملا؟!! یہ غضب اور ناراضگی صرف اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ شیعہ جلیل القدر صحابی سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے شدید نفرت اور عداوت رکھتے ہیں۔

اسی طرح خود اہل السنة کو بھی اس امر کا مشاہدہ اور ادراک ہے کہ انہی شیعہ امامیہ کے بہت سارے لوگ بڑی لمبی مدت تک جو بسا اوقات سالوں پر محیط ہو جاتی ہے، بعض سنی العقیدہ لوگوں کے ساتھ اکٹھے رہ رہ کر گزار دیتے ہیں مگر اس مدت میں کبھی بھی یہ رافضی اپنے فاسد عقائد کا اظہار تک نہیں کرتے، یہ سب کچھ اسی تقیہ کے تحت ہوتا ہے جسے وہ اپنے دین کا رکن تسلیم کرتے ہیں۔

تیسری فصل

شیعہ امامیہ کی عیدیں

شیعہ امامیہ کی متعدد عیدیں اور تہوار ہیں جن میں یہ لوگ خوب انتظام واہتمام اور حد درجہ خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں، انہیں ان عیدوں کا بڑے جذبہ وشوق سے انتظار رہتا ہے۔ان عیدوں میں سے درج ذیل عیدیں قابل ذکر ہیں:

پہلی بحث......

عیدِ غدیر خم

ان کے ہاں یہ عید ذوالحجہ کی اٹھارہ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور یہ عید ان کے نزدیک عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی افضل ہے۔یہی وجہ ہے کہ لوگ اسے عید اکبر کہتے ہیں اور اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔

....

دوسری بحث......

عیدِ نیروز

''نیروز'' کا معنی ہے''نیا دن'' اس عید کا تعلق فارسی مجوسیوں کے ہاں منائے جانے والے تہواروں کے ساتھ ہے۔اس دن کے متعلق فارسیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی دن میں نور کو تخلیق فرمایا تھا۔اور ان میں کچھ کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اس وقت کا ابتدائی دن ہے جب فلک کو گردش وحرکت کی قوت وصلاحیت ودیعت کی گئی،خمینی نے اپنی کتاب ''تحریر الوسیلہ'' میں عیدِ غدیر اور عیدِ نیروز کے موقع پر غسل کرنے اور روزہ رکھنے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

....

تیسری بحث......

عید بابا شجاع

''بابا شجاع'' سے مراد ابولولو مجوسی ہے،جس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا،ان کے عقیدہ کے مطابق یہ واقعہ 9 ربیع الاول کو ہوا تھا،اس دن یہ لوگ ذیل کے مختلف نام دیتے ہیں:

۱......یوم المفاخرہ:......فخر واعزاز کا دن
۲......یوم التجمیل:......خوشی ومسرت کا دن
۳......یوم الزکاۃ العظمیٰ:...... بڑی قربانی کا دن
۴......یوم البرکۃ:......مبارک دن

۵......یوم التسلیہ :......صبر و آسودگی کا دن

اس دن یہ لوگ غلیظ اور بدذات مجوسی کے ہاتھوں امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کی مناسبت سے مسرور و نہال ہوتے ہیں۔

چوتھی بحث......

یوم عاشوراء

یہ محرم کی دسویں تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ اس دن یہ لوگ تعزیتی مجلسیں منعقد کرتے ہیں، نوحہ خوانی ہوتی ہے اس کے علاوہ عدم برداشت، سینہ کوبی، ماتم اور سروں کو تلواروں، خنجروں، چاقوؤں اور زنجیروں سے زخمی کرنے کے مظاہر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ سب افعال و اعمال سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر غم و اندوہ کے اظہار کے لیے کیے جاتے ہیں۔

چوتھی فصل

پہلی بحث......

نکاح متعہ کی تعریف

دوسری بحث......

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ کی فضیلت

تیسری بحث......

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ میں حق مہر کی مقدار

چوتھی بحث......

ان کے مذہب کی روشنی میں کم سن لڑکی سے متعہ

پانچویں بحث......

خمینی کا چار سالہ بچی کے ساتھ متعہ

چھٹی بحث...... شیعہ امامیہ کے نزدیک عورت کی دبر میں مجامعت کی اجازت

پہلی بحث......

نکاح متعہ کی تعریف اور عقدِ نکاح کے کلمات

یہ ایک وقتی شادی ہوتی ہے، جو ایک مرد اور عورت کے مابین جنسی تعلقات قائم کرنے کی خفیہ مفاہمت کے طور پر طے پاتی ہے، اس کے لیے صرف ایک شرط عائد کی جاتی ہے کہ متعہ کے لیے حاصل کی جانے والی عورت کسی دوسرے شخص کے نکاح میں نہ ہو، ایسی صورت میں اس کے ساتھ زواج و شادی کے کلمات کہہ دینے سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔ اسکے لیے لوگوں کی ضرورت ہے نہ اس نکاح کے اعلان و تشہیر کی بلکہ اس کے لیے مذکورہ عورت کے ولی سے اجازت حاصل کرنا بھی لازم نہیں ہے۔

شیعی عالم طوسی نے اپنی کتاب ''النھایۃ'' میں لکھا ہے:

یجوز ان یتمتع بھا من غیر اذن ابیھا وبلا شھود ولا اعلان

''ایسی عورت کے ساتھ اس کے باپ کی اجازت، گواہوں اور اظہار و اعلان کے بغیر ہی متعہ کرنا جائز ہے۔''

رہے اس عقد کے صیغے و کلمات تو شیعہ امامیہ کے نزدیک عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر دینے والے اس نکاح و زواج کے صیغے اور کلمات صرف وہ باتیں ہیں جو مرد متعہ کے لیے حاصل کی گئی عورت بوقت خلوت ادا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے چوٹی کے عالم کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' کی الفروع میں جعفر صادق سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان جعفر الصادق سئل، کیف اقول لھا اذا خلوت بھا؟ قال: تقول: اتزوجك متعة علی کتاب اللہ وسنة نبیه، لا وارثة ولا موروثة کذا وکذا یوما وان شئت کذا وکذا سنة، بکذا وکذا درھما وتسمی من الاجر ما تراضیتما علیه قلیلا کان ام کثیرا

(الفروع من الکافی: 5/455)

''جعفر صادق سے دریافت کیا گیا کہ جب میں اس عورت سے خلوت کروں تو کیا کہوں؟

تو آپ نے کہا: تو یوں کہہ! کہ میں نے تجھ سے کتاب اللہ اور سنت نبی کے مطابق نکاح متعہ کیا ہے، نہ تو وارث ٹھہرے گی اور نہ ہی میں اتنے دنوں تک، مرضی آئے تو یوں بھی کہہ سکتا ہے اتنے سالوں تک، اتنے اور اتنے درہموں کے بدلے میں۔ اور جتنے معاوضہ پر تم دونوں راضی ہو جاؤ اس کا تعین بھی ضرور کرو، وہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔"

دوسری بحث......

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ کی فضیلت

شیعہ امامیہ اثناعشریہ نے ایسی روایات اور احادیث نکاح متعہ کی فضیلت کے متعلق گھڑ رکھی ہیں جن کے پڑھنے سے ان کے ہم مسلک افراد کے دلوں میں اس کی خوب رغبت و آرزو پیدا ہوتی ہے، اس حد تک کہ انہوں نے اس کھلی بے حیائی کو اور خفیہ طور پر عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کر لینے کے اس عملِ بد کو عظیم ترین عبادت اور تقرب کا ذریعہ قرار دے رکھا ہے جس کے توسط سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب تلاش کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متعہ کرنے والے شخص کے گناہوں کو اس جرم سے فراغت حاصل کرنے اور اس فاحشہ و بدکارہ عورت سے اٹھتے ہی اتنی مقدار میں معاف کر دیتا ہے، جس قدر پانی اس نے غسل جنابت کے لیے اپنے سر اور بدن پر ڈالا ہوتا ہے۔ شیعی امام مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں یہ روایت درج کی ہے:

عن صالح بن عقبه عن ابيه عن ابی جعفر علية السلام قال: قلت: للمتمتع ثواب؟ قال: ان كان يريد بذلك وجه الله تعالى، وخلافا على من انكرها لم يكلمها كلمة الا كتب الله له بها حسنة ولم يمد يده اليها الا كتب الله له حسنة فاذا دنا منها غفرالله له بذلك ذنبا، فاذا اغتسل غفرالله له بقدر ما صب من الماء على شعره قلت بعدد الشعر؟ قال: بعددالشعر (بحارالانوار:100/306)

"صالح بن عقبہ اپنے باپ کے توسط سے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے، اس کے باپ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے پوچھا "متعہ کرنے والے کو ثواب بھی ملتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اگر وہ اس عمل سے اللہ کی تعالیٰ کی رضا جوئی کا اور اس کے منکرین کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اس عورت سے (جس سے وہ یہ بے حیائی کر رہا ہے اور اسے اسلام اور دین کا نام بھی دے رہا ہے) جو بھی بات کرے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے

لیے نیکی لکھ دیتا ہے،اس کی طرف ہاتھ بڑھائے گا تو اس کے عوض میں بھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اجر وثواب لکھ دیتا ہے۔ جب وہ اس سے ہمبستر ہوگا تو اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے اور جب وہ غسل جنابت کرے گا تو جتنی مقدار میں وہ اپنے سر پر پانی ڈالے گا (تو اس کے قطرات کے برابر) اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ میں نے کہا: بالوں کی تعداد کے برابر؟ انہوں نے کہا (ہاں) بالوں کی تعداد کے برابر۔"

تیسری بحث......

شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ میں حق مہر کی مقدار

شیعوں نے اپنے مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں طور پر اس برائی اور بے حیائی سے مستفید ہونے کے لیے بڑی آسانی وسہولت کا اہتمام کیا ہے، کہ اس کے لیے فقط ایک درہم حتی کہ ایک مٹھی بھر طعام، آٹا یا کھجور کو بھی کافی قرار دیا ہے۔ معروف شیعی عالم کلینی نے اپنی کتاب "الکافی" کی "الفروع" میں نکاح متعہ کے حق مہر کی مقدار کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابی جعفر انه سئل عن متعة النساء قال: حلال وانه يحزئ فيه درهم فما فوقه

"ابوجعفر سے متعہ کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: "یہ حلال ہے اور اس کے لیے ایک درہم اور اس سے زائد کفایت کرسکتا ہے۔"

بلکہ شیعی علماء کی برکت سے شیعہ امامیہ کے ہاں عورت کے جسم کی قدر و قیمت اس سے بھی کمتر ہوگئی ہے کہ انہوں نے ان کے لیے عورتوں سے متعہ کی سرگرمی کا عوض، ستو یا کھجور میں سے کسی شئے کی مٹھی بھر مقدار کو طے کر دیا ہے۔ جو یہ شیعی مرد شیعی عورت کو ادا کرے گا، تا کہ اس کے بعد اس کے لیے اس عورت کی شرم گاہ حلال ہو جائے۔ شیعی عالم امام کلینی نے الکافی کی الفروع میں یہ روایت درج کی ہے:

عن ابی بصیر قال: سالت ابا عبدالله علیه السلام عن ادنی المهر المتعة ماهو؟ قال كف من طعام دقيق اوسويق تمر

"ابوبصیر کا بیان ہے، کہتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ متعہ میں حق مہر کی کم از کم مقدار کتنی ہے؟ انہوں جواب دیا: مٹھی بھر طعام، آٹا، ستو یا کھجور۔"

شیعوں کے جریدہ "الشراع" نے اپنے شمارہ نمبر 684 سال چہارم میں لکھا ہے کہ

"ایرانی صدر رفسنجانی نے اپنے ایک بیان میں قوم کو اس المناک حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ متعہ کی شادیوں کے سبب سے ایران کی گلی، کوچوں اور سڑکوں سے اڑھائی لاکھ نومولود اور لاوارث بچوں کو اٹھایا ہے، اس بنا پر انہوں نے اس نکاح کو معطل کرنے

اوراس پر آئینی طور پر پابندی عائد کرنے کی دھمکی دی ہے، کہ یہ اپنے پیچھے مشکلات ومسائل کے انبار چھوڑنے کا سبب بن رہا ہے۔"

اسی طرح مشہور مصنفہ شہلا حائری نے اپنی کتاب "المتعۃ فی ایران" (ایران میں متعہ) میں ایران کے معروف شہر مشہد، جس میں متعہ کی شادیوں کا کثرت سے رواج ہے اور باقی ایرانی شہروں یا علاقوں کی نسبت اس شہر کی حدود میں اس نکاح کا حد سے زیادہ پھیلاؤ ہے، کے متعلق لکھتی ہے:

المدينة الأكثر انحلالا على الصعيد الأخلاقي في آسيا

"یہ شہر پورے ایشیاء میں بدترین اخلاقی گراوٹ کا شکار ہے۔"

امام حسین الموسوی رحمہ اللہ جن کا شمار امام خمینی کے خاص شاگردوں میں ہوتا ہے اور آپ نے بعد میں شیعیت کو ترک کر کے اہل السنۃ کے مذہب کو اختیار کر لیا تھا۔ اپنی کتاب "لِلّٰہِ ثم للتاریخ" میں رقمطراز ہیں:

وكم من متمتع جمع بين المراة وأُمِها وبين المراة وأُختها وبين المراة وعمتها او خالتها وهو لا يدري۔ جاء تني امراة تستفسر مني عن حادثة حصلت معها اذ اخبرتني ان احدَ السادة وهو السيد حسين الصدرُ، كان قد تمتع بها قبل اكثر من عشرين سنة، فحملت منه فلما اشبع رغبته منها فارقها وبعد مدة رزقت ببنت واقسمت انها حملت منه هو اذ لم يتمتع بها وقتذاك احد غيره۔ وبعد ان كبرت البنت وصارت شابة جميلة متأهلة للزواج، اكتشفت الام ان ابنتها حبلىٰ فلما سئلتها عن سبب حملها، اخبرتها البنت ان السيد المذكور استمتع بها فحملت منه فدهشت الام وفقدت صوابها اذ أخبرت ابنتها ان هذا السيد هو ابوها، واخبرتها القصة فكيف يتمتع بالام واليوم ياتي ليتمتع بابنتها التي هي ابنته هو؟

ثم جاء تني مستفسرة عن موقف السيد المذكور منها ومن ابنتها التي ولدتها منه

"متعہ کرنے والوں میں کتنے ایسے افراد ہوں گے، جنہوں نے لاعلمی اور بے شعوری میں

(متعہ کے لیے حاصل کی گئی) عورتوں اوران کی ماؤں کویاان کی بہنوں کو یاان کی پھوپھیوں کویاان کی خالاؤں کونکاح متعہ میں جمع کردیا ہوگا۔میرے پاس ایک ایسی ہی عورت اپنے اوپر بیت جانے والے ایک حادثہ کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آئی، اس نے بتایا کہ بیس سال سے زائد عرصہ پہلے اس سے خاندان سادات میں سے ایک شخص سید حسین الصدر نے متعہ کیا تھا، وہ اس سے حاملہ ہوگئی اس دوران اس کا دل بھر گیا، اور وہ اس سے علیحدہ ہوگیا، کچھ مدت کے بعد اس خاتون کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی، وہ اپنی اس بیٹی کے متعلق حلفیہ طور پر کہہ سکتی ہے کہ یہ اسی شخص کے ہی نطفہ سے پیدا ہوئی ہے، اس لیے کہ ان دنوں میں اس کے ساتھ اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے شخص نے متعہ نہیں کیا تھا، اس کے بعد جب مذکورہ بچی بڑی ہوگئی اور نہایت ہی حسین وجمیل اور شادی کے قابل خوبصورت جوان لڑکی بن گئی، تو ماں کو پتہ چلا کہ اس کی بیٹی تو حاملہ ہے، ماں نے اپنی بیٹی سے اس کے حمل کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا کہ مذکورہ بالا سید نے اس سے متعہ کیا ہے اور اسی وجہ سے وہ حاملہ ہوئی ہے، بیٹی کی یہ بات سن کر ماں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حواس باختہ ہوگئی کہ جس شخص سے یہ حاملہ ہوئی ہے وہ تو اس کا حقیقی باپ ہے، چنانچہ ماں نے اپنی بیٹی کو تمام صورت حال سے آگاہ کیا۔سوال یہ ہے کہ یہ امر کس طرح جائز ہوسکتا ہے کہ ایک شخص ایک عورت سے متعہ کرتا ہے، پھر کچھ مدت کے بعد اسی عورت کی بیٹی سے بھی متعہ کرتا ہے جو قطعی طور پر اس کی ہی اپنی اور حقیقی بیٹی ہوتی ہے؟

یہ خاتون میرے پاس اس شخص کے (گھناؤنے) طرز عمل کے متعلق دریافت کرنے کے لیے آئی تھی، جو اس نے اس کے ساتھ اور اس سے پیدا ہونے والی اپنی ہی بیٹی کے ساتھ اختیار کیا تھا۔

علامہ موسوی رحمہ اللہ نے اپنے سلسلہ کلام کو جاری رکھتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

ان الحوادث من هذا النوع كثيرة جدا، فقد تمتع احدهم بفتاة تبين له فيما بعد انها اخته من المتعة ومنهم من تمتع بامراة ابيه

(انتهى كلامه)

”اس طرح کے حادثات بہت ہی زیادہ رونما ہوتے رہتے ہیں، بسا اوقات ایک شخص کسی جوان لڑکی سے متعہ کرتا ہے، بعد میں اسے پتہ چلتا ہے کہ یہ تو متعہ میں اس کی بہن ہے، اور بعض اوقات تو وہ اپنے باپ کی (نکاح متعہ سے) زوجہ سے بھی متعہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔“

چوتھی بحث......

ان کے مذہب کی روشنی میں کم سن لڑکی سے متعہ

شیعہ علماء نے صغیر السن لڑکی سے بھی متعہ کرنے کی اجازت دی ہے، ان کے امام طوسی نے اپنی کتاب ''الاستبصار'' میں اور کلینی نے اپنی کتاب ''الکافی'' کی الفروع میں یہ روایت نقل کی ہے:

سئل عن الجارية يتمتع بها الرجل؟ قال: نعم الا ان تكون صبية تخدع قال: قلت: اصلحك الله فكم حد الذى اذا بلغته لم تخدع؟ قال: بنت عشرين سنة

''دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی مرد چھوٹی عمر کی لڑکی سے متعہ کر سکتا ہے؟ کہا: ہاں! کر سکتا ہے مگر یہ دھوکہ دینے والی لڑکی نہ ہو، (روای کہتا ہے) میں نے پوچھا اللہ آپ کو سلامتی عطا کرے، لڑکی عمر کی کس حد کو پہنچتی ہے تو وہ دھوکہ نہیں دیتی؟ کہا: بیس سال کی لڑکی۔''

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث......

خمینی کا چار سالہ بچی کے ساتھ متعہ

امام خمینی کے خاص الخاص شاگرد علامہ حسین الموسوی نے ایک کتاب "للہ ثم للتاریخ" لکھی ہے اور اس کتاب کی تالیف کے بعد انہیں قتل کر دیا گیا تھا، آپ نے اپنی اس کتاب کے اندر لکھا ہے:

جن دنوں امام خمینی عراق میں قیام پذیر تھے، ہم ان کی خدمت میں وقتاً فوقتاً حاضر ہوا کرتے تھے، اور ان سے علمی استفادہ کرتے رہتے تھے، اس طرح سے ہمارا ان کے ساتھ ربط و تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہو گیا، اتفاق سے ایک مرتبہ ان کو ایک علاقہ سے دعوت کا پیغام پہنچا، آپ نے اپنے ساتھ سفر کے لیے مجھے حکم دیا، چنانچہ تعمیل امر کرتے ہوئے میں آپ کے ساتھ اس سفر میں شریک ہو گیا، میزبانوں نے ہمارا نہایت ہی گرمجوشی سے استقبال کیا اور ہماری حد سے زیادہ عزت و تکریم کی، سفر کا وقت ختم ہوا تو ہم واپس روانہ ہوئے واپسی کے سفر میں بغداد سے گزرتے وقت امام نے سفر کی تکان دور کرنے کے لیے آرام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور فرمایا کہ ہم عُطَیْفِیَہ کے علاقہ کی طرف جائیں گے، یہاں ایک ایرانی النسل سید شخص مقیم تھے، ان کے اور امام کے مابین انتہائی مضبوط تعلقات اور دیرینہ جان پہچان تھی۔

ان سید صاحب کے پاس ہم ظہر کے وقت پہنچے، ہماری آمد پر اس نے حد درجہ خوشی کا اظہار کیا، اس نے ہمارے لیے نہایت ہی پر تکلف ظہرانے کا انتظام و اہتمام کیا، اس کے لیے اس نے بعض قریبی دوستوں کو بھی مدعو کر لیا، وہ سب حاضر ہو گئے، اس طرح سید صاحب کا مکان ہماری توقیر و تکریم اور خیر مقدمی کے لیے بھر گیا، اسی دوران سید صاحب نے ہم سے یہ رات اس کے ہاں قیام کرنے کی درخواست کر دی، امام نے اس کی درخواست کو منظور کر لیا، عشاء کا وقت ہوا تو یہ لوگ ہمارے پاس رات کا کھانا لائے، اس موقع پر اندر موجود تمام لوگ امام کی دست بوسی کرتے، آپ سے دینی مسائل دریافت کرتے

اور آپ ان کے پیش کردہ سوالات کے جوابات دیتے رہے۔
نیند کا وقت ہوا، تو اہل خانہ کے علاوہ باقی سب لوگ واپس لوٹ گئے، اسی اثنا میں امام خمینی کی نظر ایک چار یا پانچ سال کی نہایت ہی حسین وجمیل لڑکی پر پڑی، اور آپ نے اس لڑکی کے باپ سید صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسے متعہ کے لیے ان کے پاس بھیجا جائے، لڑکی کے باپ نے غایت درجہ خوشی کے ساتھ اسے قبول کر لیا، چنانچہ ساری رات یہ لڑکی امام خمینی کی گود میں رہی، ہم اس کے رونے اور چیخنے کی آواز سنتے رہے۔
غرض یہ رات بیت گئی، صبح ہوئی تو ناشتہ کرتے وقت امام نے مجھ پر نظر ڈالی انہیں میرے چہرے پر ناگواری کے واضح آثار محسوس ہوئے کہ اس قدر کم سن لڑکی سے متعہ کرنے کی آخر وجہ کیا تھی؟ حالانکہ اسی گھر میں جوان سال، بالغہ اور سمجھ دار لڑکیاں بھی موجود تھیں، ان سے متعہ کرنا ممکن بھی تھا، تو پھر امام نے ایسا کیوں نہیں کیا؟
چنانچہ (امام خمینی) نے مجھ سے کہا: سید صاحب! کم سن لڑکی سے متعہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟
میں نے ان سے کہا: آپ امام اور مجتہد ہیں، آپ کا قول ہر لحاظ سے مقدم ہے اور آپ کا یہ فعل بھی صائب ہے، مجھ جیسے شخص کے لیے تو آپ کے قول یا آپ کی رائے سے انحراف کا تصور بھی ناممکن ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ اس وقت میرے پاس اعتراض وانکار کی گنجائش بھی نہ تھی۔
اس کے بعد انہوں نے (امام خمینی) کہا: سید صاحب! اس عمر کی لڑکی سے متعہ جائز ہے لیکن یہ بھی صرف خوش طبعی، بوس وکنار اور ران پر بٹھانے تک، رہا جماع، تو یہ کم سن لڑکی کی برداشت سے باہر ہے۔"

چھٹی بحث......

شیعہ امامیہ کے نزدیک عورت کی دبر میں مجامعت کا جواز

شیعہ امامیہ اثنا عشریہ عورتوں سے ان کی دبر میں مجامعت کو نہ صرف جائز بلکہ اسے شیعی خاوند کے مسلمہ حقوق میں سے ایک حق قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں ان کے چوٹی کے عالم کلینی نے اپنی کتاب الکافی کی الفروع میں اور طوسی نے اپنی الاستبصار میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن الرضا انه سأله صفوان بن يحيى: ان رجلا من مواليك امرني ان اسئلك قال: وما هي؟ قلت: الرجل ياتي امرته في دبرها؟ قال: ذلك له ، قال: قلت له: فانت تفعل؟ قال انا لا نفعل ذلك

"رضا سے مروی ہے کہ ان سے صفوان بن یحییٰ نے کہا: آپ کے وفاداروں میں سے ایک شخص نے مجھے ایک سوال دریافت کرنے کا حکم دیا ہے، انہوں نے کہا: وہ کیا سوال ہے؟ میں نے کہا: کیا کوئی شخص اپنی بیوی سے اس کی دبر میں مجامعت کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ایسا کر لینا اس کے لیے جائز ہے، میں نے پوچھا: کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم یہ کام نہیں کرتے۔"

اسی طرح دورِ حاضر کے شیعی عالم وامام خمینی نے بھی اس قبیح ترین جرم کو مباح قرار دیا ہے، اس نے اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں لکھا ہے:

والأقوى والأظهر جواز وطءِ الزوجة مع الدُبر

(تحریر الوسیلہ: 2/241)

"بیوی سے (قبل کے علاوہ) اس کی دبر میں بھی مجامعت کا جواز قوی اور راجح ہے۔"

☆☆☆☆☆

پانچویں فصل......

شیعہ اثنا عشریہ اور یہودیوں کے مابین تعلقات

اس فصل میں درج ذیل مباحث ہیں:

پہلی بحث...... شیعوں اور یہودیوں کی اپنے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر اور ان کی جان و مال کی حلت کے عقیدہ میں مشابہت

دوسری بحث...... شیعوں اور یہودیوں کے مابین کتاب اللہ میں تحریف کے معاملہ میں موافقت

تیسری بحث...... شیعوں اور یہودیوں کی امامت کے متعلق وصیت کے عقیدہ میں مماثلت

چوتھی بحث...... شیعوں اور یہودیوں کی منتظر مسیح اور منتظر مہدی کے عقیدہ میں مطابقت

پانچویں بحث...... شیعوں اور یہودیوں کی اپنے ائمہ اور حاخاموں کے متعلق غلو کی یکسانیت

چھٹی بحث...... شیعوں اور یہودیوں کے مابین انبیاء اور صحابہ کے متعلق طعن و تشنیع میں مشابہت

ساتویں بحث...... شیعوں اور یہودیوں کے درمیان اپنی ذاتی برتری کے عقیدہ میں موافقت

آٹھویں بحث...... شیعوں اور اسرائیلیوں کے مابین مسلح عسکریت کے سلسلے میں باہمی تعاون

پہلی بحث......

شیعوں اور یہودیوں کے اپنے علاوہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر اور ان کی جان ومال کی حلت کے عقیدہ میں مشابہت

یہودی بھی اپنے علاوہ دوسرے تمام لوگوں کی تکفیر کرتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ ایماندار صرف وہی ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام لوگ مشرک، بت پرست، اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے کلی طور پر محروم ہیں، ان کی کتاب ''تلمود'' میں لکھا ہے:

كل الشعوب ما عدا اليهود وثنيون وتعاليم الحاخامات مطابقة لذلك (تلمود: 100)

''تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخاموں کی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔''

یہودیوں کی اس عمومی تکفیر سے مسیح عیسیٰ علیہ السلام بھی محفوظ نہیں رہ سکے، تلمود میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ (معاذ اللہ) مسیح علیہ السلام کافر تھے انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ تھی۔ اسی تلمود کے اندر ایک مقام پر مسیح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے متعلق یوں لکھا ہے:

ان المسيح كان ساحراً ووثنيا فينتج ان المسيحيين وثنيون ايضا مثله (تلمود: 99)

''مسیح جادوگر اور بت پرست تھا جس کا کھلا مطلب یہ ہے کہ تمام مسیحی بھی انہی کی طرح بت پرست اور کافر ہیں۔''

نیز یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ جہنم میں داخل ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ اس کے اندر رہیں گے، تلمود میں لکھا ہے:

النعيم ماوى اليهود ولا يدخل الجنة الا اليهود، اما الجحيم

فماوٰی الکفار من المسیحین والمسلمین،ولا نصیب لھم فیھا سو
ی البکاء لما فیھا من المظلوم والعفوفة۔(تلمود:67)

”جنت یہودیوں کا ٹھکانا ہے کہ جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے۔ جو ہے جہنم، تو یہ کافروں یعنی مسیحیوں اور مسلمانوں کا ٹھکانہ ہے۔اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کے لیے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔“

دنیاوی زندگی کے اعتبار سے یہودیوں کا اپنے مخالفین کے متعلق موقف:

یہودیوں کا اپنے علاوہ دوسرے مذہب کے متعلق دنیوی زندگی کے اعتبار سے یہ عقیدہ ہے کہ ان کے مخالفین کسی بھی احترام، وقار اور حرمت کے مستحق نہیں ہیں،ان کے تمام حقوق رائیگاں اور باطل ہیں،اس اعتبار سے ان کے خون ،اموال اور ان کی عزت وآبرو یہودیوں کے لیے کلی طور پر مباح ہیں۔ بلکہ ان کے مقدس اسفار میں خاص طور پر تلمود میں ایسی نصوص وارد ہوئی ہیں،جن میں غیر یہودی افراد کو قتل کر دینے کی اور کسی بھی ممکن وسیلہ سے ان کے اموال کو غصب کر لینے کی بھی صریح ترغیب موجود ہے۔غیر یہودی افراد کے خون کو مباح کرنے والی ایک نص اور ملاحظہ فرمائیں،تلمود میں ہے:

حتی افضل القوم یجب قتلہ (تلمود:146)

”یہاں تک کہ (غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کر دینا ضروری ہے۔“

الکوٹ سیمونی تلمود کا بڑا عالم ہے، کہتا ہے:

کل من یسفك دم شخص غیر تقی عملہ مقبول عنداللہ کمن یقدم قربانا الیہ (کتاب ، فضح التلمود:146)

جو شخص کسی برے انسان (غیر یہودی شخص) کا خون بہا دیتا ہے،اس کا یہ عمل اللہ کے ہاں مقبول ہوتا ہے،گویا کہ اس نے اللہ کے حضور قربانی پیش کی ہے۔“

تلمود میں یہ لکھا ہے:

قتل الصالح من غیرالیھود، ومحرم علی الیھودی ان ینجر احدا من الاجانب من الھلاك اویخرجہ من حفرة فیھا بل علیہ ان یسدھا بحجر

”غیر یہودی صالح انسان کو بھی قتل کر دیا جائے، یہودیوں پر کسی اجنبی شخص کو ہلاکت سے

بچانا یا اسے کھائی یا گڑھے سے نکالنا حرام ہے۔ان پر تو یہ لازم ہے کہ پتھر کے ذریعہ سے گڑھے کے منہ کو بند کر دے۔"

یہودیوں کے دین کی رو سے جو شخص کسی اجنبی (غیر یہودی) انسان کو قتل کر دیتا ہے وہ دین یہود کی سربلندی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے۔ وہ اپنے اس عمل کے ذریعہ سے فردوس اعلیٰ میں دائمی سکونت کا مستحق بن جاتا ہے۔تلمود میں لکھا ہے:

ان من يقتل مسيحيًا اواجنبيا او وثنيا ، يكافأ بالخلود فی الفردوس

"جو شخص کسی مسیحی کو یا اجنبی کو یا بت پرست کو قتل کر دیتا ہے، اسے فردوس میں دوام اور خلود کا اعزاز عطا کیا جائے گا۔"

یہ یہودیوں کی قدیم وجدید کتب میں درج شدہ نصوص تھیں، جن میں یہ کھلی صراحت موجود ہے کہ یہودی اپنے مخالفوں کے خون بہادینے کو اپنے لیے مباح قرار دے رہے ہیں بلکہ ان نصوص کی روشنی میں ان کا یہ عقیدہ ہے کہ غیر یہودیوں کا قتل اہم ترین فریضہ اور اعلیٰ ترین ذریعہ ہے، قرب الٰہی کا، ایسا کرنے والا شخص جنت الفردوس میں ابدالآباد تک رہنے کا مستحق قرار پاتا ہے۔

مخالفوں کے اموال کی اباحت:

یہودیوں کے مقدس اسفار میں مخالفوں کے اموال کی حلت واباحت کے متعلق بہت ساری نصوص وارد ہوئی ہیں، جبکہ تلمود میں ہے:

ان السرقة غير جائزة من الانسان اما الخارجون عن دين اليهود فسرقتُهم جائزة

"کسی (یہودی شخص) کی چوری ناجائز ہے، البتہ غیر یہودیوں کی چوری کر لینا جائز ہے۔"

ایک دوسرے مقام پر یوں لکھا ہے:

حياة غير اليهود يملك لليهودی فكيف بأمواله

"غیر یہودیوں کی تو زندگی بھی یہودی کی ملکیت ہوتی ہے تو اس کا مال کیسے اس کے زیر تصرف نہیں ہوگا۔"

اسی طرح تلمود میں یہودیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ غیر یہودیوں کے مال ان کے مالکوں کے حوالے نہ کریں، جو شخص ایسا کرے گا وہ گنہگار ہے، یہودی روایات میں سے ایک روایت اس طرح وارد

ہوئی ہے۔

اذا رد احد الی غریب ما اضاعه فالرب لایغفر له ابدا

”جب کوئی (یہودی) شخص کسی اجنبی (غیر یہودی) کے ضائع شدہ مال کو واپس کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔“

یہودی تعلیمات کے مطابق یہودیوں کے مابین سودی لین دین حرام ہے، مگر غیر یہودیوں کیساتھ اس کی کھلی اجازت ہے۔ اس لیے کہ اس طریقہ سے غیر یہودیوں کے اموال کو اپنے قبضہ میں لایا جاسکتا ہے جسے وہ اپنے عقیدہ کے مطابق یہودیوں کی ہی ملک تصور کرتے ہیں۔ تلمود میں لکھا ہے:

غیر مصرح للیهودی ان یقرض الاجنبی الا بالربا

”کسی یہودی کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ غیر یہودی کو بلاسود قرضہ دے۔“

اسی طرح یہودی اپنے مخالفین کی عزت وآبرو کو اپنے لیے مباح جانتے ہیں، بلکہ ان کے نزدیک مخالفین کی عزتوں کو کوئی حرمت وتحفظ حاصل نہیں ہے۔ ان کے نزدیک غیر یہودیہ عورت سے زنا بدکاری جائز ہے۔ اس کے لیے وہ عجیب وغریب دلیل پیش کرتے ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

الیهودی لا یخطیء اذا اعتدی علی عرض الاجنبیة لأنّ کل عقد نکاح عند الا جانب فاسد، لا المراۃ غیر الیهودیة تعتبر بهیمة، والعقد لا یوجد بین البهائم

”جب کوئی یہودی مرد کسی اجنبیہ (غیر یہودیہ) سے زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ خطاوار نہیں ہوتا، اس لیے کہ اجنبیوں (غیر یہودیوں) کے نکاح کے تمام عقود فاسد ہوتے ہیں کہ غیر یہودیہ عورت جانور کی حیثیت رکھتی ہے اور جانوروں کے مابین عقد نکاح ہوتا ہی نہیں ہے۔“

تلمود کے دوسرے مقام پر لکھا ہے:

للیهودی الحق فی اغتصاب النساء غیر المؤمنات وان الزنا بغیر یهود ذکورا کانوا ام اناثا لاعقاب علیه لان الا جانب من نسل الحیوانات

”یہودی مردوں کو غیر مومنہ (غیر یہودیہ) عورتوں کی عصمت دری کا حق حاصل

ہے، غیر یہودی مرد ہوں یا عورتیں ان کے ساتھ زنا کاری کی کوئی سزا نہیں ہے، اس لیے کہ غیر یہودی حیوانات کی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔"

شیعوں کی اپنے مخالفین کی تکفیر:

یہودیوں کی اپنے مخالفین کی تکفیر اوران کے جان ومال کی اباحت وحلت کے عقیدہ سے واقفیت حاصل کر لینے کے بعد ہم شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی طرف منتقل ہوتے ہیں اور اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ کیا یہ بھی اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے مخالفین کو کافر اوران کے جان ومال کو اپنے لیے مباح جانتے ہیں میں کہتا ہوں کہ شیعوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل ایمان صرف وہی ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام مسلمان کافر اور مرتد ہیں ،ان کا دین اسلام کے ساتھ کوئی ربط وتعلق نہیں ہے۔ شیعہ اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کو اس وجہ سے کافر کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ولایت سے انکار کیا ہے۔ جس کے متعلق شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ارکانِ اسلام میں داخل ہے، لہٰذا جو شخص شیعوں کی طرح ولایت کا عقیدہ نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ بالکل اس شخص کی طرح کا کافر ہے جو شہادتین کا انکار کرتا ہے، یا نماز ترک کر دیتا ہے، بلکہ ان کے نزدیک ولایت کا درجہ ارکانِ اسلام سے فائق تر اور بلند ہے۔ ولایت سے یہ لوگ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اوران کے بعد آنے والے ائمہ کی امامت وولایت مراد لیتے ہیں، چونکہ شیعوں کے علاوہ باقی اسلامی گروہ اس فاسد عقیدہ کی مخالفت کرتے ہیں، لہٰذا اسی بنا پر ہر شیعہ ان تمام اسلامی فرقوں پر کفر کا حکم عائد کرتے اورانہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، نہ صرف یہی بلکہ یہ لوگ اپنے تمام مخالفین کی جانوں اوران کے اموال کو بھی اپنے لیے مباح سمجھتے ہیں۔ شیعوں کے مخالفین میں سرفہرست اہل السنۃ والجماعۃ کا گروہ ہے۔ جنہیں شیعہ کبھی ناصبی، کبھی عامی، کبھی سواد اور کبھی وہابیہ کا نام دیتے ہیں۔ شیعوں کی اہم ترین اور انتہائی معتمد کتابوں کے اندر ایسی روایات کثرت سے وارد ہوئی ہیں جن میں ان کا اپنے علاوہ دیگر مسلمان فرقوں کی تکفیر کا عقیدہ پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ برقی نے ابوعبداللہ علیہ السلام (جہاں بھی ابوعبداللہ کا نام وارد ہوا ہے اس سے شیعہ حضرات جناب جعفر صادق رحمہ اللہ کی شخصیت کو مراد لیتے ہیں) سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

انه قال: ما احد علی ملة ابراهيم الا نحن وشيعتنا وسائر الناس منها براء (كتاب المحاسن:148)

"ابوعبداللہ نے فرمایا: ہمارے اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی ملت ابراہیمی پر قائم

نہیں ہے باقی تمام لوگ اس سے لاتعلق ہیں۔"

اسی طرح کلینی نے "الکافی" کی الروضہ میں یہ روایت درج کی ہے:

عن علی بن الحسین انه قال: لیس علی فطرة الاسلام غیرنا وغیر شیعتنا وسائر الناس من ذلك براء (الکافی(الروضہ:8/145)

"علی بن الحسین کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت اسلام پر نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے محروم ہیں۔"

جی ہاں! شیعہ صرف اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، اپنے علاوہ باقی تمام اسلامی فرقوں کو کافر قرار دیتے ہیں، اس سلسلے میں یہ لوگ اہل بیت ﷺ کی طرف جھوٹی روایات اور من گھڑت اقوال منسوب کرتے ہیں جن سے یہ عالی قدر لوگ قطعی طور پر بری الذمہ ہیں۔ شیعہ جب اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کی تکفیر کا عقیدہ رکھتے ہیں، تو یہ ان کے ساتھ سلوک اور برتاؤ بھی کفار اور مشرکین والا ہی کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہ اپنے ماسوا مسلمانوں کا ذبیحہ نہیں کھاتے، اس عقیدہ کی بنا پر یہ مسلمانوں کو، مشرکوں کا حکم دیتے ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے:

عن حمران قال سمعت ابا عبدالله علیه السلام یقول فی ذبیحة الناصب والیهودی قال: لا تاکل ذبیحته حتی تسمعه یذکر اسم الله

(تفسیر العیاشی:1/375)

"حمران کا بیان ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو ناصبی اور یہودی کے ذبیحے کے متعلق یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس کا ذبیحہ مت کھاؤ یہاں تک کہ تم اسے اپنے ذبح پر اللہ کا نام لیتے ہوئے نہ سن لو۔"

اسی طرح شیعہ اہل السنۃ کے ساتھ نکاح وزواج کو بھی ناجائز سمجھتے ہیں، کلینی نے الکافی میں یہ روایت درج کی ہے:

عن الفضیل بن یسار قال: سالت ابا عبدالله علیه السلام عن نکاح الناصب قال: لا والله ما یحل (کتاب الکافی:5/350)

"فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے ناصبی (یعنی سنی) سے نکاح کے متعلق سوال کیا تو آپ نے کہا: "ہرگز نہیں" اللہ کی قسم! یہ حلال نہیں ہے۔"

طوسی کی کتاب "الاستبصار" میں یہ روایت منقول ہوئی ہے:

عن فضيل بن يسار عن ابی جعفر قال ذکر الناصب فقال لا تناکحهم ولا تاکل ذبیحتهم ولا تسکن معهم

(الاستبصار للطوسی: 3/184)

"فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ ابوجعفر کے سامنے ناصبیوں (یعنی سنیوں) کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کہا: ان کے ساتھ نکاح کرو، نہ ان کا ذبیحہ کھاؤ اور نہ ان کے ساتھ بودوباش اختیار کرو۔"

یہی نہیں، بلکہ خمینی نے بھی اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں اہل السنۃ کے ساتھ شیعوں کے نکاح کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

ولا یجوز للمومنة ان تنکح الناصب المعلن بعداوة اهل البیت علیه السلام

"مومنہ (یعنی شیعی عورت) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ناصبی (یعنی سنی) سے نکاح کرے کہ وہ اہل بیت علیہ السلام سے کھلی عداوت رکھتا ہے۔"

مزید لکھتا ہے:

وکذا الا یجوز للمومن ان ینکح الناصبیة

"اسی طرح مومن (شیعی مرد) کے لیے بھی یہ روا نہیں ہے کہ وہ ناصبیہ (یعنی سنی عورت) سے نکاح کرے۔"

مزید وضاحت کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے:

وکذا لا یجوز للمومن ان ینکح الناصبیة والغالیة لأنهما بحکم الکفار وان انتحلا دین الاسلام (تحریر الوسیلہ: 2/260)

"مومن (یعنی شیعی مرد) کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ ناصبی اور غالیوں کی عورتوں سے نکاح کرے اس لیے کہ یہ دونوں فرقے کفار میں شمار ہوتے ہیں، اگرچہ یہ دونوں اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

اہل السنۃ کے پیچھے نماز:

شیعہ اہل السنۃ کی اقتداء میں نماز کو ناجائز کہتے اور اس طرح پڑھی گئی نماز کو باطل قرار دیتے ہیں

، ماسوا اس صورت کے کہ یہ نماز رواداری یا تقیہ کے طور پر پڑھی گئی ہو، اس سلسلے میں شیعوں کی کتاب "المحاسن" میں یہ روایت وارد ہوئی ہے:

عن الفضیل بن یسار قال: سالت اباجعفر علیه السلام عن مناکحة الناصب والصلاة خلفه فقال: لا تناکحه ......ولا تصلی خلفه

(کتاب المحاسن:161)

"فضیل بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے ناصبیوں کے ساتھ نکاح کرنے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ابو جعفر علیہ السلام سے دریافت کیا تو آپ نے کہا: اس کے ساتھ نہ نکاح کرو۔"

ممتاز شیعی عالم نعمۃ اللہ الجزائری نے بھی اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں اس موقف کی تصدیق وتائید کی ہے، چنانچہ اس نے لکھا ہے:

واما الناصبی وأحواله وأحکامه فهو مما یتم ببیان امرین :الاول فی بیان معنی الناصب الذی ورد فی الأخبار انه نجس وانه شر من الیهودی والنصرانی والمجوسی وانه کافر نجس باجماع علماء الامامیه رضوان الله علیهم (الانوار النعمانیة:2/306)

"ناصبی (یعنی سنی) کے احوال واحکامات دو امور کی وضاحت کے محتاج ہیں، اولاً: اخبار و روایات میں مذکور ناصبی کا مطلب ومفہوم یہ ہے کہ وہ نجس ہے اور وہ یہودی، نصرانی اور مجوسی سے بھی زیادہ برا ہے۔ اور یہ علماء امامیہ رضوان اللہ علیہم کے نزدیک متفقہ طور پر کافر ونجس ہے۔"

اس کے علاوہ شیعہ، امام اھل السنۃ، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی شخصیت کیلئے بھی ناصبی کا لفظ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ نویں صدی کے مشہور شیعی عالم بیاطی نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق جاہل، پستان والے کی نسل اور بدترین ناصبی کے الفاظ استعمال کئے ہیں، یاد رہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور میں فرقہ خوارج کا ایک سربراہ تھا، جسے "ذوالثدیہ" (پستان والا) کہا جاتا تھا، بیاطی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے، لکھتا ہے:

ان الامام احمد من اولاد ذی الثدیة ، جاهل ، شدیدالنصب

(الصراط المستقیم الی مستحق التقدیم:3/322)

"امام احمد رحمہ اللہ پستان والے کی نسل سے، جاہل اور بدترین ناصبی ہے۔"

شیعوں کا مسلمانوں کی جانوں اور انکے اموال کے متعلق موقف:

شیعوں کے نزدیک مسلمانوں، خاص طور پر اہل السنہ کے مال وجان مباح ہیں، ان کی معتمد کتابوں کے اندر ایسی روایات موجود ہیں، جن میں اہل السنہ کو قتل کرنے اور ان کے مال ومتاع کو چھین لینے کی کھلی تلقین اور ترغیب دی گئی ہے۔ ان کے امام مجلسی نے اپنی کتاب "بحار الانوار" میں اپنی سند کے ساتھ ابن فرقد کی یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابن فرقد قال قلت لابی عبدالله علیه السلام ما تقول فی قتل الناصبی ؟ قال حلال الدم ، أتقی علیك ، فان قدرت ان تقلب علیه حائطا ، اوتغرقه فی ماء لكی لا يشهد به علیك فافعل

"ابن فرقد کا بیان ہے کہتا ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے ناصبی کے قتل کے متعلق دریافت کیا، تو انہوں نے کہا کہ ناصبی کا خون حلال ہے مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر ہو سکے تو ایسے انداز سے اس پر دیوار کو گرا دے یا اسے پانی میں ڈبو دے کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے ڈالے، اب ممکن ہو سکے تو اسے ضرور قتل کر دے۔"

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ شیعہ اہل السنہ کی جانوں اور ان کے مال واسباب کو بالکل اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے لئے مباح قرار دیتے ہیں، دور حاضر کے شیعوں کا بھی یہی عقیدہ ہے جیسا کہ عصر حاضر کے شیعی امام اور ان کے الحجۃ العظمی، آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں خمس کے بیان کے تحت یہ لکھا ہے:

والأقوى الحاق الناصبی باهل الحرب فی اباحة ما غنمتم منهم وتعلق الخمس به بل الظاهر جواز اخذ ماله این وجد وبأی نحو كان ووجوب اخراج خمسه (تحرير الوسيله)

"راجح بات یہ ہے کہ ناصبی (یعنی سنی) کو مال غنیمت اور اس سے خمس کے مسئلہ میں اہل حرب کافروں کے ساتھ شامل کیا جائے گا۔ بلکہ ناصبی کے مال کو جہاں بھی ملے اور جس بھی طریقہ سے ممکن ہو سکے چھین لیا جائے اور اس سے خمس کو نکالا جائے۔"

مذکورہ بالا قول میں خمینی نے اپنے پیروکاروں کو اہل السنہ کے مال ومتاع کو جہاں بھی ملے اور جیسے

بھی ممکن ہو سکے چھین لینے کی اباحت کا فتوی دیا ہے، اہل السنہ کے متعلق خمینی کے اس کھلے اور واضح موقف پر اس کے معاصر علماء میں سے کسی نے بھی رد نہیں کیا، اس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس موقف پر خمینی کے تمام معاصر شیعی علماء کا اتفاق ہے۔ اسی طرح شیعی علماء اپنے یہودی آقاؤں کی طرح اپنے مخالفین سے سودی لین دین کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کی معتمد کتابوں "کافی، من لا یحضرہ الفقیہ اور الاستبصار" میں رسول کریم ﷺ کی طرف یہ جھوٹی، من گھڑت اور خود ساختہ روایت منسوب کی گئی ہے کہ آپ کا ارشاد ہے:

لیس بیننا و بین اھل حربنا ربا ناخذ منھم الف درھم بدرھم وناخذ منھم ولا نعطیھم

"ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے مابین سود ممنوع نہیں ہے، ہم ان سے ایک درہم کے عوض ہزار درہم وصول کر سکتے ہیں، تاہم ہمیں ان سے سود لینے کی اجازت ہے، انہیں دینے کی نہیں۔"

ایسا ہی ایک قول کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" میں صادق سے مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

لیس بین المسلم وبین الذمی ربا ولا بین المرأۃ وبین زوجھا ربا

(ثواب الاعمال وعقاب الاعمال:215، بحار الانوار للمجلسی 27/235)

"مسلمان اور ذمی کے مابین سود ممنوع نہیں ہے، اسی طرح خاوند اور بیوی کے درمیان بھی سود کی ممانعت نہیں ہے۔"

اہل السنۃ کی اخروی زندگی کے متعلق شیعوں کا موقف:

اہل السنۃ کی اخروی حیات کے متعلق شیعوں کا جو موقف ہے وہ یہ ہے کہ ان کے عقیدہ کے مطابق اہل السنۃ اور دیگر تمام مخالفین ابدالآباد کیلئے جہنم میں رہیں گے، چاہے وہ کتنے ہی عبادت گزار، متقی اور پرہیزگار ہی کیوں نہ ہوں، ان کی عبادتیں اور اخروی محنتیں انہیں اللہ کے عذاب سے قیامت کے دن نجات نہ دلا سکیں گی، صدوق نے عقاب الاعمال میں صادق کا یہ قول نقل کیا ہے:

ان الناصب لنا اھل البیت لایبالی صام ام صلی ، زنا ام سرق انہ فی النار انہ فی النار

"ہمارا یعنی اہل بیت کا دشمن روزہ دار ہو، یا نمازی، زانی ہو یا چور فکر نہ کرے وہ جہنمی ہے وہ

جہنمی ہے"

اسی طرح ابان بن تغلب کی ایک روایت اسی کتاب میں مذکور ہے:

قال: قال ابوعبدالله عليه السلام "كل ناصب وان تعبّد واجتهد يصيرالى هذه الاية " عاملة ناصبة تصلى نارا حامية (ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، للصدوق:247)

"ابان بن تغلب کہتا ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا، ہر ناصبی (یعنی سنی) چاہے وہ کتنی عبادت وریاضت کر لے اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوگا، مصیبت جھیلتے ہوں گے، خستہ ہوں گے، جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔"

کتاب المحاسن میں علی الخدمی کی یہ روایت مذکور ہے:

عن على الخدمى قال: قال ابو عبدالله عليه السلام ان الجار يشفع لجاره والحميم لحميمه ولو ان الملائكة المقربين والانبياء المرسلين شفعوافى ناصب ما شفعوا (كتاب المحاسن: 184)

"علی الخدمی کا بیان ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے حق میں اور مخلص دوست اپنے گہرے دوست کے حق میں سفارش کرینگے (ان کی سفارش کو قبول بھی کر لیا جائے گا) مگر ناصبی (یعنی سنی) کے حق میں سفارش کو قبول نہیں کیا جائے گا، چاہے مقرب فرشتے اور انبیاء ومرسلین بھی ان کے لئے سفارش پیش کرنے والے ہوں۔"

شیعوں اور یہودیوں کے مابین اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کی جان ومال کی اباحت میں مشابہت

اولاً ......

یہودی اپنے سوا سب کو کافر کہتے ہیں اور ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ سب لوگ بت پرست ہیں اور صحیح دین سے محروم ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

كل الشعوب ما عدا اليهود وثنيون وتعاليم الحاخامات مطابقة لذلك

"تمام غیر یہودی اقوام بت پرست ہیں، یہ عقیدہ حاخاموں کی تعلیمات کے عین مطابق

ہے۔"

اسی طرح شیعہ بھی اپنے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو کافر گردانتے ہیں، ان کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ملت اسلام پر ان کے علاوہ کوئی بھی قائم نہیں ہے۔ اس سلسلے میں یہ لوگ اپنے ائمہ سے متعدد روایات نقل کرتے ہیں، مثلاً ایک روایت ہے:

ما احد علی فطرۃ الاسلام غیرنا وشیعتنا وسائر الناس من ذلك براء

"ہم اہل بیت کے علاوہ اور ہمارے شیعوں کے علاوہ کوئی بھی فطرت اسلام پر قائم نہیں ہے، باقی تمام لوگ اس سے لاتعلق ہیں۔"

ثانیاً......

یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے علاوہ تمام لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس میں ابدالآباد تک رہیں گے جیسا کہ تلمود میں ہے:

ان النعیم ماوی ارواح الیهود ولایدخل الجنة الا الیهود، اما الجحیم فمأوی الکفار من المسلمین ولا نصیب لهم فیما سوی البکاء لما فیها من الظلام والعفوفة

"جنت یہودیوں کا ٹھکانہ ہے کہ جنت میں صرف یہودی ہی داخل ہوں گے، رہی جہنم تو یہ کافروں، یعنی مسلمانوں اور مسیحیوں کا مستقر ہے، اس تاریک اور بدبودار مقام میں ان کیلئے رونے کے علاوہ اور کچھ مقدر نہ ہوگا۔"

بعینہ اسی طرح شیعوں کا اپنے علاوہ دیگر مسلمانوں کے متعلق عقیدہ ہے کہ وہ اور ان کے مذہبی پیشوا جہنم میں داخل ہوں گے، اپنے ائمہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

صرنا نحن وهم وسائر الناس همج للنار والی النار

"جنت میں ہم اور ہمارے شیعہ ہی داخل ہوں گے (ہمارے علاوہ) باقی سارے لوگ جہنمی درندے ہیں، جو جہنم کی طرف دوڑیں گے۔"

ثالثاً......

یہودی ہوں یا شیعہ، دونوں کا مذہب نسل پرستی اور عصبیت پر قائم ہے، یہ دونوں مذہب خاص

گروہوں اور انسانی طبقات کو قطعیت کے ساتھ جہنم کے لئے متعین کرتے ہیں، یہودی مسلمانوں سور مسیحیوں کو جہنمی قرار دیتے ہیں، تو شیعہ ناصبیوں (یعنی اہل السنۃ) کو ہمیشہ ہمیش کیلئے جہنمی کہتے ہیں جیسا کہ وہ اپنے ائمہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

كل ناصب وان تعبّد واجتهد يصير الى هذه الاية "عاملة ناصبة، تصلى نارا حامية"

''ہر ناصبی چاہے وہ کتنی ہی عبادت اور ریاضت کرلے، اس کا انجام اس آیت کے مطابق ہوگا'' مصیبت جھیلتے ہوں گے، خستہ ہوں گے، جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے''

رابعاً......

یہودیوں اور شیعوں کا مسلمانوں کے متعلق کامل اور قطعی اتفاق ہے کہ یہ جہنم میں داخل ہوں گے، یہ ان دونوں کی مسلمانوں کے خلاف بغض وعناد اور شدید عداوت میں موافقت واتحاد کی کھلی دلیل ہے۔

خامساً......

یہودی اپنے مخالفوں کے خون کو مباح سمجھتے ہیں، جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

حتى افضل القوم يجبُ قتله

''یہاں تک کہ (غیر یہودی) معتدل ترین شخص کو بھی قتل کردینا ضروری ہے۔''

اسی طرح شیعہ بھی اپنے مخالفین کا خون بہا دینے کو جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کی کتب کے اندر یہ لکھا ہے:

ان اباعبدالله سئل عن قتل الناصب فقال ''حلال الدم والمالِ''

''ابو عبداللہ سے ناصبی (یعنی سنی) کے قتل کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: اس کا خون حلال ہے اور اس کا مال بھی۔''

سادساً......

یہودی اپنے مخالفوں کو ہلاک کرنے کیلئے دھوکہ، فریب اور سازش کا حربہ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ تلمود میں لکھا ہے:

محرم على اليهودى ان ينجى احدا من الاجانب من هلاك او يخرجه من حفرة يقع فيها بل عليه ان يسدها حجر

یہودیوں پر کسی اجنبی (غیر یہودی) شخص کو ہلاکت سے بچانا یا اسے کھائی یا گڑھے سے بچانا یا نکالنا حرام ہے، ان پر تو یہ لازم ہے کہ پتھر کے ذریعہ سے گڑھے کے منہ کو ان پر بند کر دے۔"

شیعہ بھی اپنے مخالفوں سے خلاصی حاصل کرنے کیلئے یہی طریقہ استعمال کرتے ہیں، ان کی ابو عبداللہ سے بیان کردہ ایک روایت میں ہے:

سئل عن قتل الناصب فقال: حلال الدم والمال اتقی علیك فان قدرت ان تقلب علیه حائطا او تغرقه فی ماء لکی لایشهد به علیك فافعل

"ابو عبداللہ سے ناصبی (یعنی سنی) کے قتل کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: ناصبی کا خون حلال ہے، مگر سخت احتیاط کی ضرورت ہے، لہٰذا اگر ہو سکے تو اس پر دیوار کو گرا دے یا اسے پانی میں ڈبو دے کہ تیرے اس فعل پر اس کی نگاہ نہ پڑے، کہیں وہ تیرے خلاف گواہی نہ دے ڈالے، ایسا ممکن ہو سکے تو اسے ضرور قتل کر دے۔"

سابعاً......

یہودی اپنے مخالفین کی املاک وثروت کو اپنے لئے مباح سمجھتے ہیں اور اپنے پیروکاروں کو ان سے ہر ممکن وسیلہ وطریقہ سے چھین لینے کی ترغیب دیتے ہیں جیسا کہ تلمود میں مذکور ہے:

ان الله سلط الیهود علی اموال باقی الامم ودمائهم

"اللہ نے یہودیوں کو باقی (غیر یہودی) اقوام کی جانوں اور ان کے اموال پر اقتدار واختیار عطا کیا ہے۔"

اسی طرح شیعہ بھی دیگر مسلمانوں کے مال ومتاع کو اپنے لئے حلال سمجھتے ہیں اور اپنے ہم مذہبوں کو تلقین کرتے ہیں کہ یہ مال جہاں ملے اور جس بھی طریقہ سے ملے چھین لیں، اس سلسلے میں یہ لوگ صادق کا یہ قول بطور دلیل کے پیش کرتے ہیں:

انه قال: خذ مال الناصبی حیث وجدت وابعث بالخمس

"صادق نے کہا ہے کہ ناصبی کے مال کو جہاں سے بھی ملے غصب کر لو اور اس کا خمس بھیج دو۔"

اس کے علاوہ خمینی کا یہ فتویٰ بھی:

والظاهر جواز اخذماله اين وجد وبأي نحوكان

''ناصبی کے مال کو جہاں سے ملے اور جس بھی طریقہ سے ملے چھین لینے کا جواز بالکل راجح اور ظاہر ہے۔''

ثامناً......

یہودی اپنے مالی معاملات میں آپس میں سودی لین دین کو حرام جانتے ہیں جب کہ غیر یہودیوں سے سود لینے کو بالکل جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ ''سفر التثنیہ'' میں مذکور ہے:

للأجنبي تقرض بالربا لكن لأخيك لا تقرض بربا

''اجنبی (غیر یہودی) کو سود پر قرض دو مگر اپنے بھائی (یہودی) کو سود پر قرض نہ دیا کرو۔''

اسی طرح شیعہ بھی آپس میں سودی لین دین کو حرام سمجھتے ہیں جب کہ ذمیوں اور اہل السنۃ سے سود وصول کرنے کو جائز تصور کرتے ہیں جیسا کہ ان کی کتابوں میں مذکور ہے:

ليس بين الشيعي والذمي ولا بين الشيعي والناصبي ربا

''شیعوں اور ذمیوں کے درمیان اور شیعوں اور ناصبیوں کے درمیان سود ممنوع نہیں ہے۔''

تاسعاً......

یہودی مذہب کی رو سے یہودی شخص کا غیر یہودیہ عورت سے نکاح وزواج حرام ہے، ایسا کرنے والا شخص گناہگار اور یہودی تعلیمات کا مخالف گردانا جاتا ہے، جیسا کہ ''سفر الخروج'' میں مذکور ہوا ہے، اسی طرح شیعہ بھی غیر شیعوں خاص طور پر اہل السنۃ سے زواج کو حرام قرار دیتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی محرمات کو پامال کرنے والا سمجھتے ہیں، اس سلسلے میں شیعی کتب میں یہ روایت مذکور ہے:

عن أبي جعفر انه سئل عن مناكحة الناصبي والصلاة خلفه فقال:
لا تناكحه ولا تصلي خلفه

''ابو جعفر سے ناصبیوں سے نکاح اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بابت سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: ان کے ساتھ نہ نکاح کرو اور نہ ہی ان کی اقتداء میں نماز پڑھا کرو۔''

یہ چند ایک مسائل و معاملات ہیں، جن میں شیعہ اور یہودی اپنے مخالفین کی تکفیر اور ان کی جان و مال کی اباحت کے عقیدہ کی وجہ سے باہمی طور پر متفق ہیں، ان مقامات میں ان دونوں گروہوں کے

درمیان ظاہروبین مشابہت کو بخوبی ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، یہاں تک کہ دونوں کی متعلقہ معاملہ میں نصوص وروایات میں بھی کمال درجہ کی مماثلت پائی جاتی ہے،اس سے ہمارے اس موقف کو تقویت ملتی ہے کہ شیعوں میں یہ عقائد بنیادی طور پر یہودی صحائف واسفار اور تلمود سے ہی منتقل ہوئے ہیں، پھر ان روایات میں شیعی رنگ واسلوب کی مناسبت کے پیش نظر ردوبدل کر کے اور بعض عبارتوں میں تغیر کے ذریعہ سے آل بیت رضی اللہ عنہم کی طرف جھوٹ اور افتراء کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔

دوسری بحث......

شیعوں اور یہودیوں کے مابین کتاب اللہ کی تحریف کے معاملہ میں موافقت

یہودیوں کی مقدس کتاب (۱۲۹) اجزاء پر مشتمل ہے، ان میں سے پہلے پانچ اجزاء تو یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ اور اسے موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے تحریر کیا تھا۔ ان کے علاوہ عہد قدیم کے باقی اسفار کے متعلق انکا یہ مؤقف ہے کہ ان کو موسیٰ علیہ السلام کے بعد تشریف لانے والے دوسرے انبیاء بنی اسرائیل نے تحریر کیا ہے۔ لیکن سچی درست بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو الواح پر تحریر شدہ تورات عطا فرمائی تھی۔ اس میں بنی اسرائیل کے لیے نصیحت اور ہر معاملہ میں کھلی تفصیل موجود تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو تورات میں بیان شدہ احکامات کی اطاعت والتزام کا حکم فرمایا تھا اور انہیں یہ حکم بھی دیا گیا کہ وہ اپنی قوم کو توراۃ کے عمدہ اور احسن احکامات کی اتباع اور پیروی کا حکم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں ایک جگہ بیان فرمایا ہے کہ یہودیوں نے خود ہی تورات کو لکھا ہے لیکن انہوں نے توراۃ کی بہت ساری آیات کو چھپا دیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

> قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفونھا کثیرا وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباء کم قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون۔ (انعام۔91)
>
> ''آپ کہیے! وہ کتاب کس نے نازل کی تھی؟ جسے لے کر موسیٰ آئے تھے، نور اور لوگوں کے لیے ہدایت تھی جس کو تم نے (مختلف) اوراق کر رکھا ہے کہ انہیں ظاہر کر دیتے ہو اور بہت کچھ چھپا جاتے ہو۔ اور تم سکھائے گئے ہو وہ جو تم نہیں جانتے تھے نہ تم اور نہ تمہارے باپ دادا، آپ کہیے! کہ اللہ نے (اسے نازل کیا ہے) پھر انہیں ان کے مشغلوں میں بیہودگی سے پڑے رہنے دیجیے۔''

بلکہ یہودیوں نے توراۃ کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد و میثاق کو توڑ ڈالا

اس کیحفاظت کرنے کی بجائے انہوں نے کئی اشیاء کو بھلا دیا، یہ دلیل ہے اس چیز کی کہ انہوں نے اللہ تعالی کی طرف سے عطا فرمودہ امانت ''کتاب توارۃ'' کی حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرنے میں شدید ترین غفلت اور کوتاہی کا ارتکاب کیا، ارشاد الٰہی ہے:

فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا قلوبهم قسية يحرفون الكلم عن مواضعه ونسواحظا مما ذكروا به ولا تزال تطلع على خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين

(سورۃ المائدۃ:13)

''غرض ان کی پیمان شکنی ہی کی بناء پر ہم نے انہیں رحمت سے دور کر دیا ہے اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا ہے، وہ کلام کو اس کے موقع ومحل سے بدل دیتے ہیں اور جو کچھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اس کا ایک (بڑا) حصہ بھلا بیٹھے ہیں۔ اور ان میں سے بجز معدودے چند کے آپ کو ان کی ذہانت کی اطلاع آئے دن ہوتی رہتی ہے، سو آپ ان کو معاف کر دیجئے اور (ان سے) درگزر کیجئے، بے شک اللہ نیک کاروں کو پسند کرتا ہے۔''

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ وہ توراۃ جسے اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، وہ اس کے ایک حصہ میں یہودیوں کی طرف سے تحریف کی وجہ سے اور دوسرے حصہ کو یہودیوں کے بھلا دینے کی وجہ سے گم ہو گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جن لوگوں نے توراۃ کی مکمل صحت ودرستی کا دعوی کیا تھا، اللہ تعالی نے ان کو مکمل توراۃ پیش کرنے کا حکم دیا لیکن وہ مکمل توراۃ پیش نہ کر سکے، اس لئے کہ جو توراۃ ان کے پاس موجود تھی، یہ قطعاً وہ نہ تھی جسے اللہ تعالی نے وحی کے ذریعے نازل فرمایا تھا، ارشاد الٰہی ہے:

قل فأتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صدقين (سورۃ آل عمران: 93)

''آپ کہیئے! کہ توراۃ لاؤ اور اسے پڑھو! اگر تم سچے ہو۔''

اس آیت سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ توارۃ مکمل طور پر درست نہیں ہے، اگر یہودیوں کے پاس توراۃ کا ایک جز بھی صحیح موجود ہوتا تو وہ اسے ضرور پیش کرتے، اللہ تعالی کو معلوم تھا کہ یہودیوں کے پاس توراۃ کا صحیح اور حقیقی نسخہ موجود نہیں ہے، اسی لئے اللہ تعالی نے ان کو چیلنج فرمایا ہے، اللہ تعالی نے توراۃ کو ضائع کر دینے کی وجہ سے یہودیوں کی مذمت فرمائی ہے اور انہیں گدھوں کے ساتھ مشابہت دی ہے، اس لئے کہ یہودی اور گدھے کتاب کے حامل ہونے اور اس سے فائدہ نہ اٹھانے کی خاصیت میں

مکمل مماثلت رکھتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا بئس مثل القوم الذين كذبوا بايت الله والله لا يهدى القوم الظالمين (سورة الجمعة:5)

''جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کا حکم دیا گیا تھا، پھرانہوں نے اس پر عمل نہ کیا، ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جو کتابیں لادے ہو، (کیسی) بری مثال ہے ان قوم والوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ اور اللہ ظالم لوگوں کو (توفیق) ہدایت نہیں دیا کرتا۔''

جو شخص بھی توراۃ کی نصوص وعبارات کا باریک نظری سے جائزہ لے گا اسے کامل یقین ہو جائے گا کہ ان نصوص کو لکھنے والا موسیٰ علیہ السلام نہیں بلکہ کوئی اور ہے، اسی طرح جو شخص عہد قدیم کے پہلے پانچ صحیفوں (اسفار) جن کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہی انہیں لکھا تھا اور اسی عقیدہ کی بناء پر وہ ان اسفار کو ان کی طرف منسوب کرتے ہیں کو اپنے سامنے رکھے گا تو اسے اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں ذرا سا بھی تردد نہیں ہوگا کہ پانچوں اسفار سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے تحریر فرمودہ نہیں ہیں بلکہ ان کا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے لکھا ہوا ہونا ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ کیونکہ خود ان اسفار کی نصوص دلالت کرتی ہیں کہ انہیں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور بہت بڑی مدت کے بعد لکھا گیا ہے۔ قدیم وجدید محققین نے ایسی متعدد مثالیں بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اسفار کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرنے کا معاملہ کلیۃً باطل اور محال ہے۔

یہودیوں کی اپنی کتاب مقدس میں تحریف کی چند مثالیں:

پہلی مثال......

سفر تثنیہ کی چونتیسویں فصل میں مذکور ایک روایت میں موسیٰ علیہ السلام کی وفات اور پھر موآب کے علاقہ میں ان کی تدفین کے متعلق بیان ہوا ہے۔ توراۃ میں مذکورہ آیت کے الفاظ یہ ہیں:

فمات هناك موسى عبدالرب فى ارض مؤاب حسب قول الرب ودفنه فى الجواء فى ارض مؤاب مقابل بيت فغور ولم يعرف انسان قبره الى هذا اليوم وكان موسى ابن مائة وعشرين سنة حين مات۔ انتهى،

"اس وقت موآب کی سرزمین میں رب کے حکم کے تحت رب کے غلام موسیٰ کو وفات آ گئی اور انہیں موآب کی زمین فغور کے گھر کے مقابل جواء (نام مقام) میں دفن کر دیا گیا، ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ وفات کے وقت موسیٰ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔"

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا کسی عقل مند انسان کے لیے اس بات کو سچا تسلیم کر لینا ممکن ہو سکتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بذات خود توراۃ کے اندر اپنی وفات، تدفین اور بنو اسرائیل کے آپ پر رونے کی تفصیلات کو قلمبند کر دیا ہے۔ پھر مذکورہ بالا عبارت میں سے "ان کی قبر کے متعلق تا حال کسی کو معلوم نہیں ہو سکا" کے جملہ پر غور و فکر کے ذریعہ سے ایک نہایت ہی اہم بات معلوم ہوتی ہے جس سے پوری قطعیت سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ جملہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے طویل ترین مدت کے بعد لکھا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قبر کی شناخت اسی لمبی مدت کی وجہ سے ناممکن ہوئی اور اس طرح کی صورت عام حالات کے مطابق اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے کہ جب یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد اور اس صحیفہ کی تالیف کے دوران یہودیوں کی کئی نسلیں گزر چکی تھیں۔

دوسری مثال......

سفر الخروج میں لکھا ہے:

فقال الرب موسى انظر انا جعلتك الها لفرعون وهارون اخوك يكون نبيك

"رب نے موسیٰ سے کہا: دیکھ! میں نے تجھے فرعون کا معبود بنا دیا ہے اور تیرا بھائی ہارون تیرا نبی ہوگا۔"

یہودیوں کے پاس موجودہ توراۃ کی اکیلی ہی عبارت ہمارے اس دعویٰ کی مضبوط اور ٹھوس دلیل ہے کہ توراۃ میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ وگرنہ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرمایا ہو کہ "میں نے تجھے معبود کا منصب عطا کیا ہے۔" جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ سمیت جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو بھیجا ہی اس کام کے لیے گیا تھا وہ لوگوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی الوہیت و ربوبیت میں اس کی وحدانیت کا پرچار کریں اور اسی کی دعوت دیں۔

ہماری طرح یہودیوں کے علماء و احبار بھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ میں کی گئی تحریف کا اعتراف کرتے ہیں، یہودیوں کے بہت بڑے عالم سامویل ابن یحیٰ نے اسلام کی دولت سے

مالا مال ہونے کے بعد اپنی کتاب میں لکھا ہے:

علمائهم واحبارهم يعلمون ان هذه التوراة التى بايديهم لا يعتقد احد من علمائهم واحبارهم انها المنزلة على موسىٰ البتة لان موسىٰ صان التوراة عن بنى اسرائيل ولم يبثها فيهم وانما سلمها الى عشيرته اولاد ليوى ولم يبذل موسى من التوراة لبنى اسرائيل الا نصف سورة يقال لها؛ هائينزو، وهؤلاء والائمة الهاروينون الذين كانوا يعرفون التوراة ويحفظون اكثرها قتلهم بختنصر على دم واحد يوم فتح بيت المقدس ولم يكن حفظ التوراة فرضا ولا سنة بل كان كل واحد من الهارونيين يحفظ فصلا من التوراة

(کتاب افحام الیہود:135)

''یہودی علماء واحبار اس حقیقت سے کما حقہ آگاہ ہیں کہ یہ توراۃ جو ان کے پاس موجود ہے، اس کے متعلق ان کے احبار وعلماء میں سے کوئی ایک بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ واقعتاً یہ وہی توراۃ ہے جسے موسیٰ پر نازل کیا گیا تھا، اس لیے کہ موسیٰ نے بنو اسرائیل سے توراۃ کو محفوظ کر کے رکھا اور اسے انہوں نے عام نہیں کیا تھا، انہوں نے تو اسے اپنے خاندان، یعنی لیوی کی اولاد کے حوالہ کیا تھا۔ بنو اسرائیل کے لیے موسیٰ نے توراۃ کی صرف آدھی سورت کو عام کیا تھا، اس سورۃ کا نام ہائینزو ہے اور یہ ہارونی امام تھے۔ یہ توراۃ کے عالم اور اس کے اکثر حصہ کو زبانی یاد رکھتے تھے، انہیں تو بیت المقدس کی فتح کے موقع پر بخت نصر نے مجموعی طور پر قتل کر ڈالا تھا، پھر توراۃ کو یاد کرنا نہ فرض تھا اور نہ ہی سنت بلکہ ہارونیوں کا ہر فرد از خود توراۃ کے ایک حصہ کو حفظ کر لیا کرتا تھا۔''

عزراء وراق ہی کتاب مقدس کا حقیقی مؤلف ہے:

یہ بات تو ہمیں معلوم ہوگئی کہ محرف توراۃ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے نہیں لکھا ہے لیکن یہاں ایک بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس تحریف شدہ توراۃ کا کاتب کون ہے......؟

ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتے ہیں کہ اس موضوع پر محققین علماء کی لکھی ہوئی تحقیقات کے مطالعہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سب کی پختہ رائے یہ ہے کہ تحریف کے بعد توراۃ کا کاتب ''عزراء

الوراق" ہے۔ اور اس نے یہ کتاب یروشلم پر بابلی حکمران بخت نصر کی یلغار، ہیکل سلیمانی کی بربادی اور یہودیوں کی بہت بڑی تعداد کے قتل ہو جانے کے بعد لکھی ہے، چنانچہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الفیصل" میں لکھا ہے:

ان عزراء الوراق هوالذی املی علی الیهود التوراة من حفظه وکان املاء عزراء للتوراة بعد ازید من سبعین سنة من خراب بیت المقدس

"عزراء الوراق ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی یادداشت سے یہودیوں کو تورات لکھوائی تھی اور عزراء کا تورات لکھوانے کا عمل بھی بیت المقدس کی ویرانی وتباہ حالی سے ستر سے بھی زائد سالوں کے بعد وقوع پذیر ہوا تھا۔"

اس کی تائید امام ساموئیل ابن یحیٰ المغربی کے ان کلمات سے ہوتی ہے، لکھتے ہیں:

فلما رای عزراء ان القوم قد احرق هیکلهم وزالت دولتهم، وتفرق جمعهم ورفع کتابهم جمع من محفوظاته ومن الفصول التی یحفظها الکهنة ما لفق منه هذه التوراة التی بایدیهم الآن ولذلك بالغوا فی تعظیم عزراء هذا غایة المبالغة وزعموا ان النور الی الآن یظهر علی قبره الذی عند بطائح العراق لانه عمل لهم کتابا یحفظ دینهم فهذه التوراة التی بایدیهم علی الحقیقة کتاب عزراء ولیس کتاب الله (کتاب "افحام الیهود:139)

"جب عزراء نے یہ دیکھا کہ یہودیوں کا ہیکل نذر آتش کر دیا گیا ہے ان کی حکومت زوال سے دوچار ہو گئی ہے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور ان کی کتاب بھی ان سے اٹھا لی گئی ہے تو اس نے اپنی یادداشت سے اور کاہنوں کے حفظ کردہ اجزاء کی مدد سے اس تورات کو مرتب کیا جو اس وقت یہودیوں کے پاس موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ یہودی عزراء کی حد درجہ تعظیم وتوقیر بجالاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ عراق کے میدانوں میں موجود اس کی قبر سے ابھی تک نور کی برسات ہو رہی ہے کہ اس نے انکے لیے ایسی کتاب مرتب کر دی ہے جس سے ان کا دین محفوظ ہو گیا ہے، لہٰذا یہودیوں کے پاس موجود تورات عزراء کی لکھی ہوئی کتاب ...... "کتاب اللہ" ہرگز نہیں۔"

شیعہ اور ان کی قرآن پاک میں تحریف:

شیعوں کا قرآن کریم کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اس میں تحریف اور تبدیلی ہوئی ہے، بہت ساری آیات کو اس میں بڑھا دیا گیا ہے اور کچھ کو اس میں سے نکال دیا گیا ہے۔ اور نکال دی گئی آیات اس وقت مسلمانوں کے پاس موجودہ قرآن سے دوگنا زائد تھیں بلکہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن میں سے سرفہرست خلفاء ثلاثہ "ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم ہیں نے قرآن میں تحریف کی ہے اور اس میں سے بہت سارے حصے کو نکال دیا ہے، کہتے ہیں: ساقط شدہ آیات کا تعلق درج ذیل دو بڑے اور بنیادی موضوعات کے ساتھ ہے۔

1 ...... اہل بیت اور خاص طور پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کی امامت کے متعلق قرآنی تصریحات

2 ...... مہاجرین وانصار کے عیوب اور نقائص، ان مہاجرین وانصار کو شیعہ منافق کہتے ہیں۔ بقول ان کے یہ لوگ اسلام میں سازش زنی کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔

شیعوں کا قرآن کے متعلق یہی عقیدہ ہے جیسا کہ ان کی مشہور کتب تفسیر وحدیث میں اس کے متعلق ان کے علماء کی تصریحات موجود ہیں لیکن موجودہ دور کے شیعہ علماء اس عقیدہ کا انکار کرتے ہیں اور ان کا یہ انکار اس وجہ سے نہیں ہوا ہے کہ انہیں اس عقیدہ کی خرابی کا علم ہو گیا ہے یا وہ حق کی طرف رجوع کے طلبگار ہو گئے ہیں بلکہ بعض اوقات ان کی زبانی لغزشوں اور قلموں کی بے اعتدالی سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ابھی تک اپنے قدیمی خبیث عقیدہ پر قائم ہیں اور اس سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے۔ وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جب دیکھا کہ علماء مسلمان اس عقیدہ سے نفرت کرتے اور اس سے حد درجہ کراہت کرتے ہیں تو انہیں خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر وہ اس کا کھل کر اظہار واعلان کر دیتے تو اس کے ردعمل میں پیدا ہونے والے نتائج ان کے لیے انتہائی مشکل ثابت ہوں گے۔ اسی لیے وہ اسے نفاق فریب اور دھوکہ کے پردہ میں لپیٹ لینے پر مجبور ہو گئے، جسے شیعہ اثنا عشریہ کی لغت میں تقیہ کہا جاتا ہے۔

شیعوں کے بڑے بڑے علماء جو پہلی صدی سے تیرھویں صدی کے طویل ادوار میں پیدا ہوتے رہے کا اجتماعی طور پر اس عقیدہ پر اتفاق ہے کہ قرآن میں تحریف اور تغیر وتبدل واقع ہوا ہے۔ ماسوا چار اشخاص کے کہ انہوں نے اس عقیدہ کی صراحت نہیں کی ہے، ان کے علاوہ ان کے باقی محدثین اور مفسرین قرآن میں تحریف کی صراحت کرتے ہیں۔ میں یہاں ان بڑے شیعی علماء کا تذکرہ کرنا چاہتا

ہوں جنہوں نے اپنی معتمد مؤلفات میں قرآن میں تحریف کے عقیدہ ودعویٰ کو مکمل کر بیان کیا ہے۔ جس سے قرآن میں تحریف کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ ان علماء کے تذکرہ کے دوران ان کے زمانہ کی ترتیب کو ملحوظ رکھوں اور ان کی وفیات کی تاریخ کو بھی بیان کروں۔

(1)......ان کا پہلا عالم:

سلیم بن قیس الھلالی متوفی 90ھ ہے اس نے اپنی کتاب ''کتاب سلیم بن قیس' میں ایسی متعدد روایات درج کی ہیں جن کا لب لباب یہ ہے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ انہی روایات میں سے ایک روایت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کی اپنی سند کے ساتھ موجود ہے۔ اس میں ہے:

ان الاحزاب تعدل سورة البقرة والنور ستون ومائة آية والحجرات ستون آية والحجر تسعون ومائة آيه فما هذا (كتاب سليم بن قيس:122)

''سورۃ الاحزاب سورۃ البقرہ کے مساوی تھی اور سورۃ نور کی ایک سو ساٹھ آیات تھیں، حجرات کی ساٹھ آیات اور سورۃ الحجر کی ایک سو نوے آیات تھیں (یہ تحریف نہیں) تو پھر کیا ہے......؟''

شیعی امام سلیم بن قیس کی اس بات کا مطلب یہ ہے کہ سورۃ الاحزاب جس کی آیات کی تعداد 73 ہے اصل میں اور تحریف کے بغیر دوسواسی آیات پر مشتمل سورۃ البقرہ کے مساوی تھی۔ سورۃ النور سلیم بن قیس کے موقف کے مطابق ایک سو ساٹھ آیات پر مشتمل تھی جب کہ موجودہ مصحف میں یہ سورۃ مبارکہ کل 64 آیات پر مشتمل ہے۔ سورۃ الحجرات کی سلیم بن قیس کے نزدیک ساٹھ آیات تھیں جبکہ موجود مصحف میں یہ سورۃ کل 18 آیات پر مشتمل ہے۔ سورۃ الحجرات ان کے مذہبی قائد سلیم بن قیس کے نزدیک ایک سو نوے آیات کی تھی لیکن مسلمانوں کے پاس موجود محفوظ قرآن کریم میں یہ کل 99 آیات پر مشتمل ہے۔ شیعہ امامیہ کے علماء کا اور ان کے انتہائی سرکردہ اولین عالم سلیم بن قیس کا یہی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں سے ایسی آیات کو بڑی مقدار میں نکال دیا گیا ہے جو اہل بیت کی فضیلت پر اور خاص طور پر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب پر مشتمل تھیں۔

(2)......ان کا دوسرا عالم:

محمد بن حسن الصفار المتوفی (290ھ) ہے اس نے اپنی کتاب ''بصائر الدرجات'' میں ابوجعفر صادق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہے:

ما من احد من الناس يقول انه جمع القرآن كله كما انزل الله الا كذاب وما جمعه وما حفظه كما انزل الا علی بن ابی طالب والأئمة من بعده (بصائر الدرجات للصفار:213)

''لوگوں میں سے جو شخص بھی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے قرآن کریم کو اس کے نزول کے مطابق جمع کیا ہے تو وہ کذاب ہے۔ اس لیے کہ نزول کے مطابق قرآن کو صرف علی بن ابی طالب نے اور ان کے بعد آنے والے ائمہ نے ہی محفوظ اور جمع کیا ہے۔''

ان سے ایک دوسری روایت یوں بیان کرتا ہے:

ما یستطیع احد ان یدعی انه جمع القرآن کله ظاهره وباطنه غیر الاوصیاء

''ائمہ کے علاوہ کوئی شخص یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب نہیں ہے کہ اس نے قرآن اس کے ظاہر و باطن سمیت مکمل طور پر جمع کیا ہے۔''

③......ان کا تیسرا عالم:

علی بن ابراہیم القمی المتوفی 307ھ ہے اس نے اپنی تفسیر کے پہلے جزء میں مقدمہ کے اندر یہ لکھا ہے:

فالقرآن منه ناسخ ومنسوخ ومنه محکم ومنه متشابه ومنه عام ومنه خاص ومنه تقدیم ومنه تاخیر ومنه مقطع ومنه معطوف ومنه حرف مکان حرف وانه علی خلاف ما انزل الله (تفسیر القمی:8/1)

''قرآن میں ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی ہے، اس میں محکم بھی ہے اور متشابہ بھی، اس میں عام بھی ہے اور خاص بھی، اس میں تقدم بھی ہے اور تاخر بھی، اس میں مستقل بھی اور معطوف بھی، اس میں ایک کلمہ کی بجائے دوسرا کلمہ بھی ہے اور اللہ کے اتارے گئے کلام کے مخالف بھی۔''

☆ پھر اس نے حدود پامال کرتے ہوئے اور بہتان طرازی کرتے ہوئے قرآن کریم سے اپنے مزعومہ موقف کی صداقت کے لیے کئی مثالیں بھی درج کی ہیں، وہ اپنی بیان کردہ مثالوں میں تغیر و تبدل کرتا ہے اور آیات کو آگے پیچھے کرتا ہے وہ یہ سب کچھ کتاب اللہ میں اپنے یہودی استاذوں

کی مکمل موافقت میں کرتا ہے جو آیات کو ایک جگہ سے ہٹا کر اپنی مقدس کتاب میں تحریف کیا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ)

ان کا چوتھا عالم:

قمی کے بعد اس کا شاگرد محمد بن یعقوب الکلینی المتوفی 338ھ ہے جسے شیعوں کے بہت بڑے محدث ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس نے ان کے لیے الکافی لکھی ہے جسے شیعہ کے نزدیک وہی مرتبہ دیا جاتا ہے جو صحیح البخاری کو اھل السنۃ کے نزدیک دیا جاتا ہے۔ ذرا دیکھیے تو، شیعی کلینی نے اپنی کتاب الکافی میں کیا لکھا ہے؟ کلینی نے علی بن محمد سے اس کے بعض شاگردوں کے واسطہ سے محمد بن محمد بن ابی نصر سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال دفع الی ابوالحسن علیه السلام مصحفا و قال: لا تنظر فیه ففتحته و قرأت فیه" لم یکن الذین کفروا " فوجدت فیه اسم سبعین رجلا من قریش باسمائهم واسماء آبائهم قال: فبعث الی ابعث الی بالمصحف(اصول الکافی ج۲ 631)

"احمد بن محمد بن ابی نصر کا بیان ہے کہ ابوالحسن علیہ السلام نے ایک مصحف میرے سپرد کیا اور کہا: "اس میں دیکھنا نہیں ہے۔" میں نے اسے کھولا اور اس میں میں نے "لم یکن الذین کفروا" (یعنی سورہ البینہ کی تلاوت کی میں نے اس میں قریش کے ستر اشخاص کے نام اور ان کے آباء کے نام لکھے دیکھے۔ احمد بن محمد بن نصر کہتا ہے کہ پھر ابوالحسن نے میری طرف پیغام بھیجا کہ یہ مصحف ان کی طرف بھیج دوں، چنانچہ میں نے یہ مصحف ان کی طرف بھیج دیا۔

کلینی نے ابو عبداللہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے:

قال:ان القرآن الذی جاء به جبریل علیه السلام الی محمد ﷺ سبعة عشر الف آية

"وہ قرآن جسے جبریل علیہ السلام محمد ﷺ کی طرف لائے تھے وہ ستر ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

اس قول کی رو سے تو یہ لازم آتا ہے کہ قرآن کریم کے دو تہائی حصے غائب ہو گئے ہیں صرف یہی نہیں بلکہ شیعوں کے امام کلینی نے ایک روایت کے مطابق یہ کہا ہے کہ ان کے پاس ایک دوسرا قرآن ہے جو مسلمانوں کے پاس موجود قرآن کریم سے تین گنا زائد

ہے۔کافی کی کتاب الحجہ میں ہے:

عن ابی بصیر عن ابی عبداللہ انہ قال وان عندنا لمصحف فاطمۃ ومایدریھم ما مصحف فاطمۃ ﷺ قال: قلت وما مصحف فاطمۃ ﷺ قال مصحف فیہ مثل قرآنکم ھذا ثلاث مرات ، واللہ مافیہ من قرآنکم حرف واحد۔

''ابو بصیر ابو عبداللہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہمارے پاس فاطمہ کا مصحف موجود ہے۔لوگوں کو کہا: معلوم کہ فاطمہ ﷺ کا مصحف کیا ہے؟ راوی کہتا ہے: میں نے کہا: فاطمہ ﷺ کا مصحف کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جو مصحف تمہارے اس قرآن سے تین گنا زائد ہے۔اللہ کی قسم! اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی موجود نہیں ہے۔

ان کا پانچواں عالم:

یہ ان کا امام محمد بن مسعود بن لیاش المعروف بالعیاش ہے اس کا شمار ان کے مشہور شیعی علماء میں ہوتا ہے جن کو خصوصی طور پر قرآن کریم میں تحریف کے عقیدہ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی ہے۔ان میں امام عیاشی بھی ہے۔یہ تفسیر العیاشی کا مولف ہے اس تفسیر کو شیعوں میں اہم ترین اور قدیم ترین تفسیر کا مرتبہ حاصل ہے۔عیاشی نے اپنی اسی تفسیر کے پہلے جزو میں یہ روایت درج کی ہے:

عن ابی عبداللہ قال: لو قرئ القرآن کما انزل لأ لفیتنا مسمین(تفسیر العیاش ج1-13)

''اگر قرآن کو اس کے نزول کے مطابق پڑھا جائے تو تمہیں اس کے اندر ہمارے نام لکھے ہوئے مل جائیں گے۔''

یعنی اگر قرآن میں تحریف کا ارتکاب نہ ہو چکا ہوتا تو آپ کو قراءت کے دوران اہل بیت کے نام لکھے ہوئے ملتے۔لیکن اس میں صحابہ نے ؓ (بقول عیاشی بموجب عقیدہ شیعہ) تحریف کر دی ہے اور انہیں بدل ڈالا ہے۔اس تفسیر میں ابو جعفر سے ان کا یہ قول بھی نقل ہوا ہے۔

ان القرآن قرطرح منہ ای کثیر و لم یزد فیہ الاحرف اخطات بہ الکتبۃ و توھمھا الرجال (تفسیر عیاشی 1/180)

'' قرآن میں سے بہت ساری آیات کو نکال دیا گیا ہے۔اس میں صرف ایک حرف کا

اضافہ کیا گیا ہے جو کاتبوں کی غلطی اور وہم کا نتیجہ ہے۔"

6......ان کا چھٹا عالم:

امام المفید المتوفی 413ھ ہے جسے شیعی عقائد کا موس اور بانی قرار دیا جاتا ہے، اس نے تحریف کے عقیدہ کے متعلق باقی تمام اسلامی فرقوں کے مقابلہ میں اپنے علماء کا اجماع نقل کیا ہے، اس شیعی عالم مفید نے اپنی کتاب "اوائل المقالات" میں لکھا ہے:

واتفقوان ائمة الضلال خالفوا فی کثیر من تألیف القرآن و عدلوا فيه عن موجب التنزیل و سنة النبی ﷺ واجمعت المعتزلة والخوارج والمرجئة واصحاب الحدیثِ علی خلاف الامامیة فی جمیع ما عددناه (اوائل المقالات 48)

"شیعوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ گمراہ اماموں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے قرآن کی بہت ساری تراکیب میں مخالفت کی ہے۔ اور انہوں نے قرآن کے اور سنت نبی ﷺ کے تقاضوں سے انحراف کیا ہے۔ جبکہ معتزلہ، خوارج، مرجئہ اور محدثین امامیہ کی بیان کردہ تمام باتوں کی مخالفت پر متفق ہیں۔"

7......ان کا ساتواں عالم:

ابو منصور الطبرسی المتوفی 620ھ ہے۔ اسی طبرسی نے ان کی کتاب "الاحتجاج" میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے:

عن ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ قال لما توفی رسول اللہ ﷺ جمع علی علیه السلام القرآن و جا و به الی المهاجرين والانصار وعرضه علیهم لما قد أوصاه رسول الله ﷺ فلما فتحه ابو بکر خرج فی اول صفحة۔فتحها فضائح القوم ، فوثب عمر وقال: یا علی أردده فلا حاجة لنا فيه فاخذه علیه السلام وانصرف ثم احضروا زید بن ثابت و کان قارئا للقرآن فقال له عمر ان علیا جاء بالقرآن و فيه فضائح المهاجرين والانصار و قد رأینا ان تؤلف القرآن و تسقط منه ما کان فضیحة و هتکا للمهاجرين والأنصار فأجابه زید الی

ذلك۔ (كتاب الاحتجاج للطبرسی 156)

"ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، علی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق مہاجرین وانصار کی طرف لائے۔ اور اسے ان پر پیش کیا۔ جب اسے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھولا تو کھولتے ہی پہلے ہی صفحہ پر انہیں قوم، یعنی صحابہ کی برائیوں کے تذکرے نظر آئے عمر تیزی سے اٹھے اور کہنے لگے: "علی! تم اسے واپس لے جاؤ، ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ اسے اٹھا کر واپس چلے گئے۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت کو جو قرآن کے قاری تھے بلایا۔ اس سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ علی قرآن لایا ہے لیکن اس میں مہاجرین وانصار کے عیوب مذکور ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ایک قرآن کو جمع کریں اور اس میں سے مہاجرین وانصار کے عیوب و نقائص کو خارج کر دیں، تو زید رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق تعمیل کر دی۔"

بلکہ طبرسی کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں جرائم کا ذکر کیا ہے وہیں اس نے ان جرائم کے مرتکبین کے ناموں کی بھی صراحت کر دی تھی لیکن صحابہ نے ان ناموں کو حذف کر دیا۔ اس طرح یہ واقعات اور قصے وضاحت کے بغیر ادھورے رہ گئے۔ اس نے اپنی کتاب "الاحتجاج" میں لکھا ہے:

ان الكناية عن اصحاب الجرائر العظيمة من المنافقين فی القرآن ليست من فعله تعالى وانها من فعل المغيرين والمبدلين الذين جعلوا القرآن عضين و اعتاضوا الدنيا من الدين۔

"قرآن کریم میں بڑے بڑے جرائم کرنے والے منافقوں کے متعلق اشارہ و کنایہ کا انداز اللہ تعالیٰ کی طرف سے قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ قرآن میں تغیر وتبدل کرنے والوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) کی طرف سے ہوا ہے۔ (مزید کتاب) یہ قرآن کو بدلنے والوں کا کام ہے جنہوں نے قرآن کو تقسیم کر دیا۔ اور دین کے بدلہ میں دنیا کو خرید لیا۔"

یہ ہے شیعوں کے امام طبرسی کا قرآن کریم کے متعلق عقیدہ، اس نے جتنا کچھ ظاہر کیا ہے یہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو اس نے اپنے نفس میں پوشیدہ رکھا ہے اور یہ سب کچھ منافقت اور دھوکہ جسے وہ تقیہ کا نام دیتے ہیں کی بنیاد پر ہے اس کے خیالات ونظریات کی نسبت سے دیکھا جائے، تو یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جس کی طرف طبری نے خود ہی اپنی اسی کتاب میں یوں نشاندہی کر دی ہے لکھتا ہے:

ولو شرحت لك كل ما أُسقط و حُرف ، وبدل مما يجرى هذا

المجری لطال وظهر ماتحضر التقية اظهاره من مناقب الاولياء ومثالب الاعداء كتاب "الاحتجاج" 254)

"اگر میں ساقط کیے گئے، تحریف یا تبدیل کردیئے گئے ہر مقام کی تیرے سامنے مکمل تشریح کردوں تو کلام حد سے زیادہ لمبی ہوجائے۔ اور اولیاء کے فضائل اور دشمنوں کے عیوب و نقائص تمام کے تمام ظاہر ہوجائیں۔ جس کے اظہار میں تقیہ مانع ہے۔"

⑧......ان کا آٹھواں عالم:

یہ ان کا امام الفیض الکاشانی التوفی 1091 ھ ہے۔ اس کا شمار کبار شیعی مفسرین وعلماء میں ہوتا ہے۔ یہ تفسیر الصافی کا مؤلف ہے اس نے اپنی اس کتاب کی تمہید میں بارہ مقدمات لکھے ہیں ان میں چھٹے مقدمہ کو اس نے قرآن کریم میں تحریف کے ثبوت کے لیے مختص کیا ہے۔ اور اس مقدمہ کا عنوان ان الفاظ میں قائم کیا ہے:

المقدمة السادسة فی نبذمما جاء فی جمع القرآن و تحريفِهٖ و زيادتِهٖ و نقصهٖ و تأويل ذلك۔

"یعنی قرآن کے جمع میں کی گئی تحریف زیادتی، اور کمی کے متعلق مجموعے اور ان سب کی حقیقت کا بیان۔

پھر یہ مؤلف اپنے متعدد مستند مصادر سے نقل کردہ ایسی روایات جو قرآن میں تحریف کے اثبات پر مشتمل ہیں کو بیان کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچتا ہے، کہتا ہے:

والمستفاد من هذه الأخبار و غيرها من الروايات من طريق اهل البيت عليه السلام ان القرآن الذی بين اظهرنا ليس بتمامه كما انزل على محمد صلی الله عليه وسلم بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ، و منه ما هو مغير محرف وانه قد حذف منه اشياء كثيرة۔ منها اسم علی عليه السلام فی كثير من المواضع و منها لفظة آل محمد صلی الله عليه وسلم غير مرة ومنها اسماء المنافقين فی مواضعها و منها غير ذلك وانه ليس ايضا على الترتيب المرضی عندالله وعند رسول الله صلی الله عليه وسلم (تفسير الصافی 1/44)

"ان احادیث سے اور ان کے علاوہ اہل بیت سے مروی دوسری روایات سے یہ ثابت

ہوتا ہے کہ یہ قرآن جو ہمارے درمیان موجود ہے، یہ پورے کا پورا وہ قرآن نہیں ہے جسے محمد ﷺ پر نازل کیا گیا تھا بلکہ اس میں اللہ کے اتارے گئے کلام کے خلاف بھی مجموعہ ہے، تبدیل شدہ اور تحریف شدہ آیات بھی ہیں۔ اس میں بہت سی اشیاء کو خارج کر دیا گیا ہے، علی کے نام کو بیشتر مقامات سے ہٹایا گیا ہے، آل محمد ﷺ کے الفاظ کو متعدد مقامات سے حذف کیا گیا ہے، منافقین کے ناموں کو تمام جگہوں سے ساقط کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے ردو بدل بھی کیے گئے ہیں، پھر یہ قرآن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ ترتیب پر بھی قائم نہیں ہے۔"

کاشانی نے قرآن کریم میں بعض آیات کو حذف کر دینے کی جو صراحت کی ہے اس کے متعلق میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مستقل اور مفصل عنوان "شیعہ اور قرآن کریم" کے تحت گفتگو کروں گا۔ اور اس موقع پر شیعوں کے بقول حذف آیات کی انواع و اقسام پر بھی روشنی ڈالوں گا۔ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق قرآن کریم میں حذف شدہ آیات کی تین اقسام ہیں۔

1 ...... پہلی قسم:

مکمل سورتوں کا حذف، یعنی قرآن کریم میں سے کافی ساری مستقل سورتوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔

2 ...... دوسری قسم:

حذف کی دوسری قسم یہ ہے کہ بعض آیات کو قرآن کریم سے ساقط کر دیا گیا ہے۔

3 ...... تیسری قسم:

شیعہ امامیہ کے عقیدہ کے مطابق کچھ کلمات کو آیات سے حذف کر دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ائمہ اور اولیاء کے نام وغیرہ، ان ساری اقسام کو میں آئندہ بحث "شیعہ اور قرآن" میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کروں گا۔

9 ...... ان کا نواں عالم:

یہ ان کا امام محمد باقر مجلسی المتوفی 1111ھ ہے۔ یہ شیعوں کا شیخ الاسلام ہے۔ اس نے اپنے "بحار الانوار" نامی انسائیکلو پیڈیا میں ایسی سینکڑوں روایات درج کر دی ہیں جن میں کھلی صراحت موجود ہے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ انہی روایات میں سے ایک یہ ہے:

عن ابی عبداللہ انہ قال: واللہ ماکنی اللہ فی کتابہ حتی قال یاویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا۔ وانما ھی فی مصحف علی ؑ یاویلتی لیتنی لم اتخذ الثانی خلیلا۔ (بحارالانوار:4/19)

''ابوعبداللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہے: اللہ کی قسم! اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے فرمان ''ہائے میری شامت...... کاش! میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا'' میں کنایہ واشارہ فرمایا ہی نہیں ہے، بلکہ علی علیہ السلام کے مصحف میں اسکی کھلی صراحت مذکور ہے اس میں ہے ''ہائے میری شامت...... کاش! میں نے دوسرے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

اس روایت میں ''دوسرے'' کے لفظ سے شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ابوبکر رضی اللہ عنہ معاذاللہ عمر رضی اللہ عنہ سے اظہار براء ت کریں گے اور یہ الفاظ بولیں گے...... جو شخص مزید مطالعہ کا خواہشمند ہے اسے چاہیے کہ وہ بحارالانوار کی جلد نمبر ۲۴ کا مطالعہ کرے۔ اس میں دسیوں صفحات شیعہ امامیہ کے اس عقیدہ کی تشریح کے لیے بھرے ملیں گے کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔ اور اسے نظر آجائے گا کہ اس عقیدہ میں قائدانہ کردار شیعی امام محمد باقر مجلسی نے ادا کیا۔

⑩...... ان کا دسواں عالم:

یہ ان کا امام نعمۃ اللہ الجزائری المتوفی 1112ھ ہے۔ اس نے اپنی کتاب ''الانوار النعمانیہ'' میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر قرآن کریم میں تحریف کی تہمت عائد کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

لا تعجب من کثرۃ الاخبار الموضوعۃ فانھم بعد النبی قد غیرھا وبدلوا فی الدین ما ھو اعظم من ھذا کتغییرھم القرآن وتحریف کلماتہ وحذف مافیہ مدائح آل الرسول والائمۃ الطاھرین وفضائح المنافقین واظہار مساویھم (الانوار النعمانیہ:1/79)

''موضوع روایات کی کثرت وبہتات تجھے حیرت کا شکار نہ بنا دیں، اس لیے کہ ان لوگوں (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی دین کو بدل ڈالا تھا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سنگین جرم کے مرتکب ہوگئے۔ قرآن کو بدل ڈالا، کلمات میں تحریف کر دی اور قرآن میں مذکور آل رسول اور آئمہ کے فضائل ومدائح کو ساقط کر دیا اور منافقوں کے

عیوب و جرائم کو بھی قرآن سے نکال دیا۔"

اس ساری بحث سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ شیعوں اور ان کے یہودی آقاؤں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتب میں تحریف کے جرم میں کس قدر قوی مشابہت موجود ہے اور اس سے ہمارے اس مؤقف کو بھی تقویت ملتی ہے کہ شیعی عقائد و نظریات بنیادی طور پر بندروں اور خنزیروں کی اولاد مغضوب علیہ جماعت یہودیوں کے عقائد و نظریات سے اخذ شدہ ہیں۔

تیسری بحث......

شیعیت اور یہودیت کا امامت کی وصیت پر ایک ہی نظریہ ہے

عقیدہ یہود میں وصی مقرر کرنے کا ثبوت:

پہلے ہم یہودیوں کے اس عقیدہ کی وضاحت کرتے ہیں کہ یہودی اس بات کے قائل ہیں کہ نبی موسیٰ علیہ السلام کے بعد لازماً ایک وصی ہونا چاہیے جو ان کا قائم مقام بن کر ان کے بعد لوگوں کی رہنمائی کرے، اس بارے میں تورات وغیرہ یہودیوں کی دیگر کتابوں میں متعدد نصوص موجود ہیں، جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ یوشع بن نون کو اپنا وصی مقرر کردیں تاکہ تمہارے بعد وہ بنواسرائیل کی رہنمائی کرتے رہیں، جس کے الفاظ کا یہ ترجمہ ہے:

"رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا! یوشع بن نون ایسے آدمی ہیں جن میں روح ہے، انہیں ساتھ لو اور ان پر ہاتھ رکھو اور انہیں عازر کاہن اور بنواسرائیل کی جماعت کے سامنے کھڑا کرو اور ان کے سامنے انہیں وصیت کرو، تو موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کیا تھا جس طرح ان کے رب نے حکم دیا تھا، یوشع کو ساتھ لیا ان کے سامنے کھڑا کیا اور جسطرح رب نے کلام کیا تھا، یوشع پر ہاتھ رکھا اور انہیں وصیت کی۔" (سفر الاصحاح:27)

چند وجوہ کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ یوشع حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد وصی (جسے وصیت کی گئی ہو) مقرر کیے گئے تھے:

(۱)...... یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ اپنی موت سے پہلے وصیت کر جائیں۔

(۲)...... وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وصی مقرر کرنے کا اختیار نہ تو موسیٰ علیہ السلام پر چھوڑا ہے، نہ ہی بنواسرائیل پر، بلکہ خود واضح حکم دیا ہے اور جسے وصی مقرر کیا ہے بقول ان کے وہ یوشع علیہ السلام ہیں۔

یہودیوں کے ان بیانات سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ

(1) وصی کا تعین کرنا واجب ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ بذات خود وصی مقرر کرتا ہے۔

(3) یہودیوں کے نزدیک وصی کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ نبی کے مرتبہ کے برابر ہے۔

(4) وصی کی طرف وحی اسی طرح ممکن ہے جسطرح نبی کی طرف ممکن ہے۔

امامت کے بارے میں شیعہ کا نظریہ:

عقیدۂ وصیت کے بارے میں بات کرنے سے پہلے، ہم یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ شیعوں کے نزدیک امامت کا کیا رتبہ ہے؟

شیعوں کے نزدیک امامت ایک بڑا رابطہ ہے ان کے نزدیک امامت ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے جو امامت نہیں مانتا اس کا ایمان ہی ناقص ہے۔ اصول کافی میں حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں:

بنى الاسلام على خمس على الصلاة والزكاة والصوم والحج والولاية ولم يناد بشيء كما نودي بالولاية (اصول کافی:2/18)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، نماز، زکاۃ، روزہ، حج اور ولایت پر اور کسی بھی چیز پر اتنا زور وار انداز نہیں اپنایا گیا جتنا ولایت و امامت پر اختیار کیا گیا ہے۔"

بلکہ امامت تمام ارکانِ اسلام پر ان کے نزدیک مقدم ہے۔ کلینی نے ابو جعفر سے بیان کیا ہے اور اوپر مذکورہ ارکان کا ذکر کیا اور کہا ان میں سے سب سے زیادہ افضل، ولایت و امامت ہے (حوالہ مذکورہ)

اس سے بڑھ کر یہاں تک شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی تمام ارکان اسلام ادا کرتا ہے مگر ولایت و امامت کا حق ادا نہیں کرتا تو نہ تو اس سے کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔ نہ اسے عذابِ الٰہی سے نجات ملے گی اور شیعہ اس بارے میں یہاں تک مبالغہ کرتے ہیں کہ امامت بغیر روئے زمین باقی نہیں رہ سکتی، اگر دنیا ایک گھڑی بھی بغیر امام کے گزارے گی تو زمین میں دھنس جائے گی۔ صفار نے باقاعدہ باب باندھا ہے اور اس کے تحت روایات بیان کی ہیں۔ ایک روایت حضرت ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتا ہے:

لو ان الامام رفع من الارض ساعة لساخت بأهلها كما يموج البحر بأهله (بصائر الدرجات:558)

"اگر زمین سے امام کو ایک گھڑی کے لیے اٹھا دیا جائے تو یہ اس طرح اپنے باسیوں کو لے کر دھنس جائے گی جس طرح سمندر کی موجیں چیزوں کو لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔"

شیعہ کا عقیدہ وصیت:

درج ذیل نکات میں بیان ہوتا ہے:

(۱)......ان کا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وصی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وصی کے طور پر پسند کیا ہے۔ انہیں نبی کریم ﷺ نے اس منصب پر نہیں بٹھایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بن کر آئے ہیں۔ صفار نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو ایک سو بیس مرتبہ آسمان پر لے جایا گیا جب بھی اوپر لے جایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو یہ وصیت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے بعد ائمہ کی ولایت ہے۔ یہ حکم دیگر فرائض سے بڑھ کر دیا۔ (بصائر الدرجات)

(۲)......شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی، ان کا شیخ مفید لکھتا ہے کہ حمران بن اعین نے کہا: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا: اس بات کا مجھے پتہ چلا ہے کہ رب تبارک وتعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی میں بات کی تھی، انہوں نے کہا: ہاں! اللہ تعالیٰ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان طائف میں سرگوشی ہوئی تھی، درمیان میں جبریل علیہ السلام اترے تھے۔

(کتاب الاختصاص:328)

اور یہ بات انہوں نے خود نبی اکرم ﷺ سے بیان کی ہے کہ طائف عقبہ کے دن تبوک اور خیبر کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سرگوشی کی۔" (کتاب الاختصاص:328) یہ کتنا بڑا جھوٹ اور بہتان ہے نبی ﷺ پر!

(۳)......شیعہ کا عقیدہ ہے کہ جو وصی ہوتا ہے اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صفار لکھتا ہے:

"سماعہ بن مہران کہتا ہے: میں نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے سنا: وہ کہتے ہیں روح، یعنی وحی ایک ایسی مخلوق ہے جو جبریل اور میکائیل علیہ السلام سے بڑی ہے یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی جو آپ ﷺ کو درست رکھتی تھی اور رہنمائی کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بعد یہ وصی کے ساتھ رہتی ہے۔" (کتاب بصائر الدرجات:476)

محمد باقر مجلسی بیان کرتا ہے کہ ابوعبداللہ رحمہ اللہ نے کہا:

"ہم میں سے بعض ایسے ہیں جن کے کان میں بات کی جاتی ہے اور بعض ایسے ہیں جو اپنے خواب میں دیکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اس طرح کی آواز سنتے ہیں جس طرح زنجیر کو جب تھالی پر پھینکا جائے تو آواز سنی جاتی ہے۔" (بحار الانوار:55/26)

یعنی جس طرح فرشتے آنے پر نبی ﷺ سنتے تھے۔

(۴)......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ائمہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے برابر ہیں۔ محمد بن مسلم کہتا ہے، میں نے ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے:

الأئمة بمنزلةِ الرسول صلى الله عليه وآله وسلم الا انهم ليسوا بانبياء......الخ

''ائمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ پر ہیں مگر وہ انبیاء نہیں اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عورتیں حلال تھیں۔ ان کے لیے اس طرح حلال نہیں اس کے علاوہ ہر چیز میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا رتبہ رکھتے ہیں۔'' (کتاب الکافی: 1/275)

حاصل گفتگو یہی ہے کہ وصیت کے بارے میں شیعہ کا عقیدہ ان کے مطابق اور ان کے معصوم اماموں کی زبانی اور ان کی اہم ترین معتبر کتابوں کے مطابق یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصی تھے اور انہیں یہ منصب ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ نے دیا تھا اور ولایت وامامت بھی ان کی تھی اور ان کے بعد آئمہ کے لیے امامت تھی۔

درج ذیل نکات میں وصیت وامامت کے بارے میں جو شیعوں اور یہودیوں کے درمیان مشابہت ہے اس کا ذکر کرتے ہیں:

۱)...... یہودیوں اور شیعوں کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وصی کا ہونا لازمی ہے، یہودیوں کا نظریہ ہے کہ بغیر وصی کے امت ایسے ہے جیسے بکریاں بغیر چرواہے کے ہوتی ہیں۔ اور شیعہ کہتے ہیں: اگر دنیا بغیر امام کے ہو تو زمین میں دھنس جائے۔

۲)...... یہودیوں اور شیعوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وصی اللہ تعالیٰ خود متعین کرتا ہے، نبی کو بھی اس کے مقرر کرنے کا اختیار نہیں، جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ یوشع کو وصی بنائیں۔ یہی بات شیعہ روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصی بنائیں۔ ساتوں آسمانوں کے اوپر حکم دیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اعلان کردیں۔

۳)...... یہودیوں اور شیعوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ اللہ تعالیٰ وصی سے کلام کرتے ہیں اور اس کی طرف وحی کرتے ہیں۔ یہودی بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یوشع کو مخاطب کیا تھا۔ اور شیعہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی بار سرگوشی کی۔

۴)...... یہودیوں اور شیعوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ وصی، نبی کے مرتبہ پر ہوتا ہے۔

چوتھی بحث......

شیعہ اور یہودیوں کا مسیح اور مہدی کے نظریہ میں مشابہت

یہودیوں کے نزدیک مسیح کا ظہور:

یہودی منتظر ہیں کہ آل داود علیہ السلام سے ایک آدمی نمودار ہوگا جو دنیا پر حکمرانی کرے گا اور یہود کا عزوشرف دوبارہ بحال کرے گا۔ تمام قبائل کو غلام بنائے گا اور انہیں یہودیوں کی خدمت پر معمور کرے گا۔ ان کے بقول یہ آدمی جو آنے والا ہے یہ آخر زمانہ میں آئے گا اور اس کا نام مسیح منتظر ہے، تلمود میں ہے کہ مسیح ملک کی باگ ڈور دوبارہ بنی اسرائیل کے ہاتھ میں دیگا، قبیلے اس کی خدمتگاری کریں گے، بادشاہ اس کے سامنے سرنگوں ہوں گے اس وقت ہر یہودی اٹھائیس 28 سو غلاموں کا مالک ہوگا اور تین سودس 310 بہادر اس کی امارت کے تحت کھڑے ہوں گے۔ اس عقیدہ کی تاکید یہودیوں کے بہت بڑے امام سموئیل بن یحییٰ مغربی نے بھی کی ہے۔ انہیں اللہ نے اسلام کی طرف راغب کیا، انہوں نے یہودیوں کے رد میں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام انہوں نے ''افحام الیہود'' رکھا۔ (یعنی یہودیوں کو مسکت جواب) اس میں بھی آتا ہے:

> ''یہودی منتظر ہیں کہ ان کے پاس آل داود سے ایک نبی آئے گا جب وہ دعا کے لیے لبوں کو حرکت دے گا تو تمام دیگر امتیں مر جائیں گی، صرف یہودی باقی رہ جائیں گے یہ جس کا انتظار ہو رہا ہے یہ وہی مسیح ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ جب یہ منتظر آئے گا تو ان سب یہودیوں کو بیت المقدس میں جمع کرے گا اور پھر حکومت و دولت یہودیوں کی ہوگی، دنیا میں صرف یہی ہوں گے اور کافی مدت یہ زندہ رہیں گے۔''

یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ مسیح منتظر جب نمودار ہوگا تو بکھرے ہوئے یہودیوں کو اکٹھا کرے گا، ہر گوشے سے یہ اکٹھے ہوں گے ان کا ایک لشکرِ جرار ہوگا، ان کا اجتماع بیت المقدس کے یروشلم کے پہاڑوں پر ہوگا۔ اس کے الفاظ ہیں:

ویحضرون کل اخوانکم من کل الأمم تقدمة للرب علی خیل

وبمركبات وبهوا دج وبغال وهجن الى جبل قدسي أور شليم

(سفر اشبعا الاصباح)

"ہر امت سے اپنے بھائیوں کو حاضر کریں گے۔تا کہ رب کے سامنے پیش کریں گھوڑوں ،سواریوں ، چھولداریوں، خچروں اوراونٹوں پرسوار ہوں گے اور یروشلم کے مقدس پہاڑ کی طرف آئیں گے۔"

ان کا کہنا ہے یہ اجتماع صرف زندوں تک ہی محدود نہ ہوگا بلکہ فوت شدہ یہودیوں کو بھی اللہ تعالیٰ زندہ کریں گے اورانہیں قبروں سے نکالیں گے تا کہ یہ بھی اس لشکر میں شامل ہو جائیں جس کی قیادت مسیح منتظر کرر ہے ہیں، جب مسیح ہر گوشۂ زمین سے یہودیوں کو جمع کرلیں گے تو پھر دوسری امتوں کو بھی اکٹھا کریں گے،جنہوں نے یہودیوں پر ظلم کیا ہوگا۔ان کے خلاف فیصلہ دیں گے اورانہوں نے جوطرزِ عمل یہودیوں کے خلاف اختیار کیا تھا اس کا قصاص لیں گے۔ (سفر حزقیال۔الاصحاح)

اس فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دنیا کا دوتہائی حصہ یہودیوں کے مسیح منتظر کے ہاتھوں اس دن قتل ہوگا۔(سفرزکریاالاصحاح)

یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مسیح منتظر کے عہد میں یہودیوں کے جسم بدل جائیں گے ان کی عمریں طویل ہو جائیں گی کئی سینکڑوں سال تک ان کی عمریں دراز ہوں گی ان کے جسم کی لمبائی دوسو ہاتھ تک پہنچ جائے گی۔تلمود میں آتا ہے:

"ان دنوں انسانوں کی زندگیاں صدیوں پر محیط ہوں گی۔جو بچہ فوت ہوگا اس کی عمر سو برس ہوگی اور آدمی کا قد وقامت دوسو ہاتھ ہوگا۔"

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مسیح منتظر کے عہد میں پہاڑوں سے دودھ اور شہد کے چشمے پھوٹیں گے اورزمین اون کے لباس اُگلے گی۔

سفر یوئیل صحاح (۳) میں الفاظ ہیں:

"اس دن پہاڑوں سے جوس ٹپکے گا اور ٹیلوں سے دودھ کی نہریں بہیں گی اور یہوذا مقام کا ہر چشمہ پانی بہائے گا۔"

شیعہ کا عقیدہ منتظر مہدی کے بارے میں:

اثنا عشری شیعوں کا سب سے اہم عقیدہ ہے جس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں مہدی منتظر

کا عقیدہ ہے۔ مہدی منتظر سے ان کی مراد یہ ہے کہ اس کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔ یہ ان کے بارہویں امام ہیں۔ اسے حجت کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اسے قائم بھی کہتے ہیں۔ ان کے قول کے مطابق یہ 255ھ میں پیدا ہوئے اور ''سُرّ'' کے غار میں چھپ گئے ہیں، یہ 265ھ میں اس غار میں چھپے تھے۔

یہ لوگ ان کے نمودار ہونے کے منتظر ہیں کہ آخر زمانہ میں یہ آئیں گے اور دشمنوں سے انتقام لیں گے، شیعہ کی حمایت کریں گے۔ یہی وجہ ہے یہ اس وقت سے لے کر آج تک ''سُرّ'' غار کی زیارت کرتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں ''کہ اب نکل آؤ''

مجلسی لکھتا ہے کہ ابوالحسن کے ایک مولیٰ نے بیان کیا ہے میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا، کہ قرآن پاک میں آتا ہے ''تم جہاں بھی ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کرے گا'' اس کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ہمارا قائم، یعنی مہدی منتظر آئے گا تو تمام شیعہ کو اللہ تعالیٰ اس کے پاس جمع کر دے گا ہر شہر اور علاقہ سے یہ جمع ہو جائیں گے۔ (بحار الانوار: ۵۲/291)

یہی عقیدہ یہودیوں کا ہے کہ تمام یہودی مسیح منتظر کے پاس جمع ہو جائیں گے، یہی عقیدہ شیعہ ہے کہ ہر گوشہ زمین کا شیعہ مکمل طور پر قائم مہدی منتظر کے پاس جمع ہوں گے۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ شیعوں کا یہ مہدی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی قبروں سے نکال کر انہیں سزا دے گا، سب سے پہلے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو نکالے گا اور انہیں سزا دے کر جلائے گا۔ اور وہ پوچھے گا: لوگو! بتاؤ یہ کس کی قبر ہے؟ اور مہدی خود ہی کہے گا: یہ میرے نانا کی قبر ہے۔ پھر پوچھے گا: ان کے ساتھ کس کی قبر ہے؟ وہ کہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لیٹنے والے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں، حکم دے گا انہیں نکالو! یہ تر و تازہ ہوں گے ان میں ذرہ برابر تبدیلی نہ ہوئی ہوگی نہ رنگت میں فرق پڑے گا ان کے کفن کھولے جائیں گے اور انہیں اٹھا کر ایک خشک، کھوکھلے درخت کے پاس لے جائے گا اور انہیں سولی دے گا (حوالہ مذکورۃ)

ان شیعوں کے عقیدہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہدی منتظر سخت متعصب ہوگا۔ یہ عقیدہ و دین کے لیے نہیں لڑے گا، اس کی جنگ کسی سے ہوگی، کسی سے نہ ہوگی، یہ خود ساختہ مہدی عرب لوگوں سے لڑے گا، خصوصاً قبیلہ قریش سے اس کی جنگ ہوگی۔ مجلسی کہتا ہے:

''ابو عبداللہ نے کہا: جب ''قائم'' یعنی منتظر مہدی نمودار ہوگا تو پھر عرب اور قریش اور اس کے درمیان تلوار چلتی ہی رہے گی۔'' (بحار الانوار: 52/355)

''ابو جعفر سے روایت ہے کہ اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ یہ قائم کیا کارنامے

سرانجام دے گا تو ان میں سے اکثر کی یہ تمنا ہو کہ اس سے نہ ہی واسطہ پڑے، یہ لوگوں کو قتل کرے گا اور اس قتلِ عام کا آغاز وہ قریش سے کرے گا اور لینا دینا صرف تلوار ہوگی، تو یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مہدی آل محمد سے ہے اگر یہ آل محمد سے ہوتا تو اتنی بے دردی کا مظاہرہ نہ کرتا۔" (بحارالانوار:52/254)

اس مہدی سے فوت شدگان بھی نہیں بچ سکیں گے انہیں قبروں سے نکال نکال کر ان کی گردنیں اڑادے گا، جیسا کہ شیخ مفید اور مجلسی نے بیان کیا ہے کہ

"ابوعبداللہ کہتے ہیں: جب یہ مہدی منتظر آئے گا، پانچ سو قریش کے آدمیوں کو (قبروں) سے نکالے گا ان کی گردنیں اڑائے گا اسی طرح چھ مرتبہ کرے گا۔"

(ارشاد:364۔بحارالانوار:52/338)

یہ شیعوں کا مہدی دنیا کے دو تہائی حصہ کو مار ڈالے گا، ایسا ہی یہودیوں کا مسیح کرے گا صرف تیسرا حصہ دنیا کا باقی رہے گا۔ احسائی بیان کرتا ہے کہ

"ابوعبداللہ علیہ السلام نے بیان کیا ہے: مہدی کا کام تب پورا ہوگا جب وہ لوگوں کا دو تہائی حصہ دنیا سے ملیا میٹ کر دے گا۔ کسی نے پوچھا: پھر باقی کیا رہے گا؟ کہا: وہ تہائی حصہ تم ہو گے جو باقی بچیں گے اب تم خوش ہو۔" (کتاب الرجعۃ:51)

شیعوں کا یہ مہدی منتظر جب آئے گا تو ہر مسجد کو منہدم کردے گا اس کارِ خیر کا آغاز کعبہ اور مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی سے کرے گا جو بھی روئے زمین پر مسجد ہوگی وہ اسے گرادے گا۔ مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ

"میں نے جعفر بن محمد صادق سے مہدی منتظر کے حالات کے متعلق چند سوال کیے، میں نے پوچھا: آقا یہ بتائیں، مہدی منتظر کعبہ سے کیسا سلوک کرے گا؟ انہوں نے کہا: وہ کعبہ پہلا گھر ہے مکہ میں آدم علیہ السلام کے عہد میں جس کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اس کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اسے انہی بنیادوں سے اٹھایا تھا۔ اس کی صرف بنیادیں باقی چھوڑے گا دوسرا سارا گرادے گا۔" (کتاب الرجعۃ:184)

امام مفید کہتا ہے:

"ابوجعفر علیہ السلام نے کہا: جب شیعوں کا مہدی منتظر اٹھے گا تو کوفہ جائے گا وہاں چار مساجد کا انہدام کرے گا اور روئے زمین پر کوئی بھی بلند مسجد ہوگی تو اسے گرادے گا اور سب برابر

کر دے گا۔" (الارشاد:365)

اور شیعوں کے اس مہدی منتظر کے لیے پانی اور دودھ کے دو چشمے پھوٹیں گے اور یہ مہدی اپنے ساتھ موسیٰ علیہ السلام والا پتھر اٹھائے ہوگا جس سے بارہ چشمے نکلیں گے اور جب بھی کھانا پینا ہوگا اسے گاڑ لیں گے اور کھانے پینے کی چیزیں حاصل کر لیں گے کیونکہ مہدی اپنے شیعوں سے کہہ دے گا کوئی شخص اپنے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے کر نہ جائے، نہر کوفہ کی طرف جانے والا جس منزل پر رکے گا اس پتھر سے بارہ چشمیں جاری ہو جائیں گے جو پیاسا ہوگا وہ سیراب ہو جائے گا جو بھوکا ہوگا وہ سیر ہو جائے گا۔ اور جب "نجف مقدس" میں پہنچیں گے تو وہاں پانی اور دودھ کے ہمیشہ بہنے والے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ (بحار الانوار:52/335)

اور ان شیعوں کا یہ نظریہ بھی ہے کہ مہدی کے عہد میں ان کے جسم متغیر ہو جائیں گے اور ان کی قوت سماعت تیز ہو جائے گی اور ان کی نظر دوربین بن جائے گی۔ ایک آدمی کے اندر چالیس آدمیوں کی قوت پیدا ہو جائے گی۔

کلینی لکھتا ہے کہ ابوربیع شامی بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا وہ کہتے ہیں:

ان قائمنا اذا قام مَدَّاللهُ عزوجل لشيعتنا في أسماعهم وأبصارهم حتى لا يكون بينهم وبين القائم بريد يكلمهم فيسمعون وينظرون اليه وهو في مكانه (الكافي:8/241)

"ہمارا "قائم" مہدی منتظر جب ظاہر ہوگا تو اللہ عزوجل ہمارے شیعوں کے کانوں اور آنکھوں میں بڑی طاقت پیدا کر دیں گے، اس مہدی اور شیعہ کے درمیان ایک برید، یعنی چار میل کا فاصلہ ہوگا تو ہمارا شیعہ امام کو دیکھ بھی رہا ہوگا اور اس کی بات سن بھی رہا ہوگا۔"

امام منتظر کے متعلق یہودیوں اور شیعوں کی مطابقت:

درج ذیل نقاط میں ہم یہودیوں اور شیعوں کے عقیدہ امام منتظر کے بارے میں جو مشابہت پائی جاتی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

(۱)...... یہودیوں کا مسیح موعود جب لوٹے گا تو ان کے منتشر یہودیوں کی شیرازہ بندی کرے گا اور یہودیوں کا اجتماع ان کے مقدس مقام بیت المقدس میں ہوگا جسے یہ یوروشلم کہتے ہیں۔ اور جب شیعوں کا مہدی منتظر نکلے گا تو یہ بھی ہر جگہ کے شیعہ کو یکجا کرے گا اور ان کا اجتماع ان کے نزدیک مقدس

شہر کوفہ میں ہوگا۔

(۲)......ان میں یہ مناسب ہے کہ یہودیوں کا مسیح جب نمودار ہوگا تو مردہ یہودیوں کو زندہ کرے گا یہ قبروں سے نکل کر اس کے لشکر میں شامل ہوں گے۔اور جب شیعوں کا مہدی ظاہر ہوگا یہ بھی اپنے شیعہ پیروکاروں کو زندہ کرے گا اور یہ اٹھ کر مہدی کے لشکر میں مل جائیں گے۔

(۳)......مسیح موعود جو یہودیوں کا ہے وہ نافرمانوں کے مردہ جسم نکال کر سزا دے گا تا کہ یہودی بنظر خود اس سزا کا مشاہدہ کر لیں۔اور جب شیعوں کا امام منتظر آئے گا تو یہ بھی نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کی قبروں سے نکال کر انہیں سزا دے گا۔خصوصاً حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سزا دے گا۔

(۴)......یہودیوں کا مسیح موعود ان پر ظلم کرنے والوں سے بدلہ لے گا تو شیعوں کا مہدی بھی ان پر ظلم کرنے والوں سے قصاص لے گا۔

(۵)......یہودیوں کا مسیح دنیا کے لوگوں کا دو تہائی حصہ فنا کر دے گا تو شیعوں کا مہدی بھی ایسا ہی کرے گا۔

(۶)......یہودیوں کا مسیح نمودار ہوگا تو ان کی جسمانی حالت متغیر ہوگی دو سو ہاتھ تک ان کی قد درازی پہنچ جائے گی اور ان کی عمریں صدیوں پر محیط ہوں گی۔شیعوں کے مہدی کے ظہور کے وقت بھی ان کی جسمانی ساخت بڑھ جائے گی ایک آدمی میں چالیس آدمیوں کی قوت پیدا ہو جائے گی لوگوں کو اپنے قدموں سے روندیں گے اور ان کی قوت سماعت و بصارت میلوں تک کام کرے گی۔

(۷)......مسیح موعود کے عہد میں یہودیوں پر خیرات کی بارش ہوگی، پہاڑوں سے دودھ اور شہد ٹپکیں گے، زمین لباس اُگلے گی۔شیعوں کے مہدی کے دور میں بھی کوفہ کی سرزمین میں یہ سب کچھ ہوگا

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث......

ائمہ اور علماء کے بارے میں یہودیوں اور شیعوں کا نظریہ

یہودیوں کا اپنے علماء کے بارے میں غلو:

یہودیوں کا اپنے علماء کے بارے میں جو غلو ہے، ان کی کتابوں سے صراحت کے ساتھ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کتاب میں لکھا ہے:

"اے بیٹو! علمائے یہود کی باتوں کی طرف توجہ دو، اس سے بھی بڑھ کر ان پر توجہ دو جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر توجہ دیتے ہو۔" (تلمود: 45)

ثابت ہوا ان کے نزدیک علمائے یہود کی بات تورات سے بھی افضل ہے، حالانکہ تورات اللہ نے نازل کی ہے اور تلمود ان کی خود ساختہ کتاب ہے۔ تلمود ہی میں دوسری جگہ ہے کہ "علمائے یہود کے اقوال انبیاء کرام علیہم السلام کے اقوال سے افضل ہیں بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے اقوال سے بھی زیادہ معتبر ہیں کیونکہ یہ اقوال اللہ زندہ رہنے والے کی مانند ہیں، یہ کہتا ہے:

"یہودی عالم اگر تمہارے بائیں ہاتھ کو دایاں اور دائیں ہاتھ کو بایاں کہیں تو اس کی تائید کرو۔ اختلاف نہ کرو جب یہ صحیح بتائیں تو یہ تو بالا ولی ماننا ہوگا اور یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے علماء کے اقوال بعینہٖ اللہ تعالیٰ کے اقوال ہیں انہیں بغیر کسی حیل و حجت کے ماننا واجب ہے اگرچہ غلط بھی ہوں ان سے تکرار ممنوع ہے۔

تلمود ہی میں ہے کہ "جو ہمارے ان علماء کے اقوال سے تکرار کرتا ہے گویا کہ وہ الٰہی عزت کے خلاف تکرار کرتا ہے۔"

بلکہ ان کا یہ خیال ہے کہ "اللہ تعالیٰ (نعوذ باللہ) ہمارے علماء سے مشورہ کرتا ہے۔" اور تلمود ہی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی زمین پر مشکل پیدا ہوتی ہے جس کا آسمان پر حل نہیں ہوتا تو علمائے یہود سے مشورہ لیتا ہے۔ نیز یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ علمائے یہود معصوم عن الخطا ہیں۔

شیعوں کا عقیدہ اپنے اماموں کے بارے میں:

اثنا عشری شیعہ بھی اپنے اماموں کے بارے میں غلو میں انتہا کر دیتے ہیں۔ انہیں انسان سے

اعلیٰ صفات سے متصف کرتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ والی صفات ان میں بیان کرتے ہیں۔یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے امام غیب دان ہیں۔زمین وآسمان کی کوئی چیز ان پر مخفی نہیں۔جو ہو چکا ہے وہ بھی اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی جانتے ہیں۔ (العیاذ باللہ) اللہ اس کفر سے بچائے۔

مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے کہا:

والله لقد اعطينا علم الاولين والاخرين (بحار الانوار:26/27)

''واللہ! ہمیں پہلوں اور پچھلوں کا علم دیا گیا ہے۔''

ایک آدمی نے سوال کیا: حضرت میں قربان جاؤں۔آپ کے پاس علم غیب ہے؟ جواب دیا: ''افسوس! تم یہ بات کرتے ہو، ہم مردوں کے نطفے اور عورتوں کے رحموں کا بھی علم رکھتے ہیں، آنکھیں کھول کر دیکھ لو اور دل کے دریچے کھول کر یہ بات محفوظ کر لو کہ ہم اللہ کی مخلوق پر حجت ہیں۔'' عبداللہ بن بشر کے حوالہ سے مجلسی اور کلینی لکھتا ہے کہ ابوعبداللہ نے کہا:

انى لأعلم ما فى السموت وما فى الارض وأعلم ما فى الجنّة واعلم ما فى النار واعلم ما كان وما يكون (الکافی:1/261،بحار الانوار:26/28)

''میں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ جنت اور دوزخ میں ہے اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے میں سب جانتا ہوں۔'' نعوذ باللہ

ائمہ کے بارے میں شیعوں کا یہ غلو بھی ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ یہ معصوم ہیں اس بات پر تمام شیعوں کا اجماع ہے۔شیخ مفید شیعہ لکھتا ہے کہ'' ائمہ کرام، احکام کے نفاذ میں اور حدود قائم کرنے میں انبیاء کرام علیہم السلام کے قائم مقام ہیں۔شریعتوں کی حفاظت میں اور مخلوق کو ادب سکھانے میں یہ ائمہ انبیاء کی مانند معصوم ہیں۔ (اوائل المقالات:71)

ان کے دورِ حاضر کا عظیم امام آیت اللہ خمینی کا خیال ہے کہ ائمہ شیعہ اتنے زیادہ معصوم ہیں کہ مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی ان کے پائے کے نہیں۔وہ کہتا ہے:

''ہمارے امام مقام محمود پر فائز ہیں۔ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ان کی خلافت پوری کائنات پر ہے، کائنات کا ہر ذرہ اس کی زیرِ ولایت ہے۔''

مزید کہتا ہے کہ

وان من ضروريات مذهبنا ان لِأئمتنا مقاما لا يبلغه ملك مقرب ولا نبى مرسل (حکومت اسلامی:52)

"یہ چیز ہمارے مذہب کا لازمہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ ہمارے امام ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی مرسل نبی ان تک پہنچ سکتا ہے۔"

ائمہ اور علماء کے بارے میں شیعوں اور یہودیوں کے غلو میں ہمنوائی:

درج ذیل میں ہم نقطہ وار یہودیوں اور شیعوں نے جو ائمہ اور علماء کے بارے میں حد درجہ غلو کیا ہے، اسے بیان کرتے ہیں:

1)...... یہودیوں کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ان کے علماء غیب جانتے ہیں اسی طرح شیعوں کا بھی یہ اعلان ہے کہ ان کے امام غیب جانتے ہیں اور زمین آسمان کی ہر چیز کا انہیں علم ہے اور باپوں کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں کیا ہے.....؟ یہ بھی یہ جانتے ہیں اور یہ جنت اور دوزخ کا علم بھی رکھتے ہیں اور قیامت تک کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔

2)...... یہ مطابقت ہے کہ یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ ان کا دین تین چیزوں سے کامل ہوتا ہے ❶ تورات کی تعلیم ❷ مشنیٰ کی تعلیم سے ❸ غامارا کی تعلیم سے۔ ان تینوں پر یہودیوں کے مذہب کا دارومدار ہے۔

اسی طرح شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اسلام کی تکمیل نبی اکرم ﷺ کی رسالت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تعلیمات اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کے بغیر ممکن نہیں۔

3)...... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے علماء انبیاء سے افضل ہیں، شیعہ کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے امام، انبیاء سے افضل ہیں۔

4)...... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے علماء معصوم عن الخطاء ہیں۔ شیعوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ان امام معصوم ہیں، بھولتے ہیں نہ ہی غافل ہوتے ہیں اور نہ ہی خطا کرتے ہیں۔

5)...... یہودیوں میں یہ غلو پایا جاتا ہے ان کے علماء کے اقوال عین شریعت کی مانند ہیں اور تورات کی طرح ہیں۔ شیعوں کا بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے اماموں کی تعلیمات، قرآن کی تعلیمات کی مانند ہیں ،انہیں جاری کرنا واجب ہے۔ یہودی کہتے ہیں: علماء سے تکرار کرنا عزت الٰہی سے تکرار کرنے کے مترادف ہے۔ شیعہ بھی کہتے ہیں: اماموں پر بات لوٹانے والا ایسے ہے جیسے اللہ پر بات لوٹانے والا ہے۔

6)...... ایک بات یہودیوں اور شیعوں میں اور بھی مشترک ہے یہودی اپنے علماء کے بارے میں اتنا زیادہ غلو رکھنے کے باوجود مشکل حالات کے وقت انہیں بے یارومددگار چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو سخت ترین ضرورت ہے وہ یہودیوں سے کہہ رہے ہیں: ارضِ مقدس میں داخلہ کے لیے وہاں کے لوگوں سے لڑو یہ پھر بھی جواب دے دیتے ہیں، حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی محنت سے ہی انہیں مصر میں فرعون کی غلامی سے آزادی دلوائی گئی تھی مگر یہود نے موسیٰ علیہ السلام کو شرمندہ کیا اور صاف کہہ دیا:

يَامُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا أَبَدًا مَّا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ (المائدہ:24)

"اے موسیٰ! بے شک ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ لوگ وہاں موجود ہیں پس تو اور تیرا رب جاؤ ان سے لڑو ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔"

اسی طرح شیعوں نے اپنے اماموں کو کئی مقامات پر اور مشکل ترین حالات میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ انہوں نے اپنے امامِ اول حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کئی بار چھوڑا اور ان کے ساتھ مل کر لڑنے سے پست ہمت ہوئے، حالانکہ انہیں سخت ترین معرکہ پیش تھا، ان کے بعد ان کے بیٹوں سے دست تعاون اٹھالیا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا، حالانکہ انہوں نے متعدد خطوط لکھے تھے کہ امام ہمارے پاس آئیں جب وہ آئے ان کے ساتھ اہل خانہ اور اعزہ و اقارب اور بیٹیاں اور ساتھی بھی تھے مگر شیعوں نے بے سہارا چھوڑ دیا اور ان کی نصرت و حمایت سے دستکش ہو گئے، مدد تو در کنار رہی یہ ان کے دشمن کے ساتھ مل گئے کوئی خوف و ہراس سے کوئی طمع و لالچ سے حضرت امام سے پیچھے ہٹ گئے اور ان کی شہادت کا باعث بنے رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل خانہ اور معصوم بچوں اور عزت مآب خواتین کی دردناک شہادت واقع ہوئی اللہ ان سب کو جنت میں جگہ دے۔ آمین!

انہوں نے حضرت زید بن علی بن حسین رحمہم اللہ کو بھی بے یار و مددگار چھوڑ دیا، حالانکہ شیعوں نے ان سے ان کی نصرت و حمایت کا معاہدہ بھی کیا گیا جب معاملہ گھمبیر ہو گیا اور لڑائی جوبن پر تھی تو شیعوں نے ان کی امامت سے انکار کر دیا وجہ یہ بتائی کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ تینوں خلفاء (ابوبکر، عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) کو اچھا کہتے ہیں ان سے بیزار نہیں ہوتے۔

یہ بہانہ بنا کر انہوں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کے حوالے کر دیا حتی کہ وہ شہید ہو گئے۔ رحمہ اللہ!

چھٹی بحث......

یہودیوں اور شیعوں میں......انبیاء علیہم السلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنے میں موافقت ہے

یہودیوں کی انبیاء پر تنقید:

انبیائے کرام علیہم السلام پر تنقید کرنا اور ان کی تنقیص کرنا یہودیوں کی نمایاں نشانی ہے۔ جو یہودیوں کی کتابوں کو پڑھے گا وہ ان میں پائے گا کہ یہودیوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی ذوات گرامی پر طعن و تشنیع کی ہے۔ یہیں تک ہی معاملہ بس نہیں نہایت ہی بدترین جرائم کی ان پاکیزہ ہستیوں پر الزام تراشی کی ہے، حالانکہ یہ عظیم لوگ ان الزامات سے بالکل بری ہیں۔ انہی تہمتوں میں سے ایک بدترین اور ظالمانہ تہمت یہ ہے کہ یہ یہودی حضرت لوط علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی دو بیٹیوں سے برائی کی تھی۔ (سفرِ تکوین۔ صحاح:19) (نعوذ باللہ)

اور حضرت ہارون علیہ السلام پر یہ بہتان طرازی کرتے ہیں کہ انہوں نے بنو اسرائیل کے لیے سونے کا بچھڑا بنایا تھا۔ تاکہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور پر جانے کے بعد اس کی عبادت کریں۔ اور داؤد علیہ السلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنے ایک فوجی کی بیوی سے زنا کیا تھا اور ستم کی بات ہے ساتھ یہ کہتے ہیں اس عورت کے خاوند کو قتل کروا دیا تھا اور اس سے زنا کیا جس سے وہ حاملہ ہو گئی (نعوذ باللہ)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ پر ہر جرم کا الزام لگا دیا ہے اور ان کی افتراء پردازیوں اور جرائم کیشیوں میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زنا سے پیدا ہوئے تھے۔ (نعوذ باللہ) بلکہ یہودیوں کو یہاں تک جرأت ہوئی ہے کہ انہوں نے تمام انبیائے کرام پر ہر نجاست کی تہمت لگائی ہے۔ ان کا کہنا ہے، رب کہتا ہے: تمام انبیاء اور کاہنوں نے نجاست اختیار کی ہے بلکہ ان کی شر میرے گھر میں پائی گئی ہے۔ (سفرِ ارمیا۔ صحاح:23)

شیعوں کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تنقید کرنا:

شیعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر تنقید کرتے ہیں اور عداوت و بغض رکھتے ہیں انہیں امہات

المومنین رضی اللہ عنہا سے بھی شدید ترین بغض ہے اوران کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فراور مرتد ہیں بلکہ انہیں شیعہ گالیاں دینا، اللہ تعالیٰ کی قربت کا بہترین ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ محمد بن باقر مجلسی لکھتا ہے کہ

"ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم چار بتوں، یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، معاویہ رضی اللہ عنہم اور چار عورتوں، عائشہ، حفصہ، ہند اور ام حکم رضی اللہ عنہن سے اوران کے تمام پیروکاروں اور گروہوں سے اعلان بیزاری کریں یہ تمام روئے زمین میں سے ساری مخلوق سے برے ہیں، ان سے بیزاری اختیار کیے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ پر اور نہ اس کے رسول پر اور نہ ہی ائمہ پر ایمان پورا ہوتا ہے۔"

(حق الیقین:519)

قمی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہا:

"ہر نبی کے بعد اس کی امت میں شیطان ہوتا ہے۔ جو اذیت دیتا ہے اور لوگوں کو اس کے بعد گمراہ کرتا ہے۔ نوح کے بعد اس کے دو ساتھی تھے ایک "فحطیفوس" اور خرام ہے۔ ابراہیم کے ساتھی مکفل اور رزام ہیں۔ موسیٰ کے بعد ان کے ساتھی سامری اور مرعقیب عیسیٰ کے ساتھی پولس اور موریتون، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی حبتر اور زریق ہیں۔ حبتر سے مراد عمر رضی اللہ عنہ اور رزیق سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لیے ہیں۔"

شیعوں کا امام عیاشی اپنے دل میں چھپے بغض کے بادل یوں چھوڑتا ہے، جعفر بن محمد سے بیان کرتا ہے:

يُؤتى بجهنّم لها سبعةُ ابواب

"جہنم کو جب لایا جائے گا اس کے سات دروازے ہوں گے" پہلا دروازہ ظالم زریق، یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور دوسرا دروازہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور تیسرا دروازہ عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور چوتھا دروازہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہوگا اور پانچواں دروازہ عبدالملک کے لیے ہوگا اور چھٹا دروازہ عسکر بن ہوسر کے لیے ہوگا اور ساتواں دروازہ ابوسلامہ کے لیے ہوگا۔ (تفسیر عیاشی:2/243)

صدوق، ابی جارود سے بیان کرتا ہے کہ

میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے کہا: مجھے بتاؤ! دوزخ میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟ کہا: ابلیس، اور ایک آدمی اس کی دائیں جانب والا اور ایک آدمی اس کی بائیں جانب والا، ان سے مراد ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔" (کتاب ثواب الاعمال:255)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر طعن و تشنیع کے یہ چند نمونے ہم نے بیان کیے ہیں، وگرنہ اس امت کے بہترین افراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ان کی زبان درازی اور ان کے بغض اور دلی کینہ کی بھڑاس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں جس میں یہ اپنے اماموں کی زبان کو ذریعہ بنا کر ان نیک ہستیوں کی توہین کرتے ہیں۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید میں مشابہت:

انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع میں جو یہودیوں اور شیعوں میں موافقت پائی جاتی ہے انہیں ہم درج ذیل میں نقل کرتے ہیں:

(۱)...... یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار کافر اور مرتد ہیں، دین سے خارج ہیں۔ اور شیعہ بھی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافر اور مرتد ہیں دین میں منافقت اور ریاکاری کے طور پر داخل ہوئے تھے۔

(۲)...... یہودیوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر فاحشہ ہونے کی، الزام تراشی کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے پاک قرار دیا ہے۔ شیعوں نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر یہ الزام لگایا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بری قرار دیا ہے۔

(۳)...... یہودیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ کے درمیان میں عذاب دیا جائے گا اور شیعوں کا گمان بھی ہے کہ تینوں خلفائے راشدین کو ایک تابوت میں رکھ کر دوزخ کی آگ میں سزا دی جائے گی۔ اس تابوت کی گرمی سے دوزخ والے بھی پناہ چاہیں گے۔

(۴)...... یہودی رموز و اشارات کے ذریعہ اپنی کتابوں میں طعن و تشنیع کرتے ہیں تاکہ لوگوں کے درمیان رسوا نہ ہوں۔ اسی طرح شیعہ بھی اپنی کتابوں میں خلفائے راشدین اور امہات المومنین کے لیے بھی رموز و اشارات استعمال کرتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے جبت اور طاغوت، فرعون و ہامان وغیرہ اشارات کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھی اشارات بنا رکھے ہیں، مثلاً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اول اور ثانی کہتے ہیں اس امت کے اعراب، فلاں وغیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے نعثل یا ثالث کا لفظ کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رابع اور بنوامیہ کو ابوسلامہ کہتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ام شرور، صاحبۃ الجمل اور عسکر ابن حوسر کہتے ہوئے اشارہ کرتے ہیں۔

ساتویں بحث......

یہودیوں اور شیعوں میں یہ مساوات ہے کہ خود کو پاکیزہ قرار دیتے ہیں

یہودیوں کا خود کو پاکیزہ قرار دینا:

یہودیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے سب لوگوں سے زیادہ پسند کیا ہے اور برتری دی ہے زمین میں جتنے بھی قبائل ہیں ان میں سے ممتاز قبیلہ یہود کو ہی قرار دیا ہے۔ انکی کتاب میں اس پسندیدگی کی وجہ بیان ہوئی ہے:

لانك انت شعب مقدس للربِّ الهك (سفر التثنيه)

"چونکہ یہودیوں کا قبیلہ اپنے رب کے ہاں جو کہ تیرا الٰہ ہے مقدس ہے۔"

دوسری کتاب میں ہے:

تتميز ارواح اليهود عن باقي الارواح بانها جزء من الله كما أن الابن جزء من والده (التلمود)

"یہودیوں کی ارواح باقی لوگوں کی ارواح سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں، کیونکہ یہ اللہ کا اسی طرح جزء ہیں جسطرح بیٹا اپنے باپ کا جزء ہوتا ہے۔"

اتنا ہی نہیں یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دوسرے لوگوں پر تمام احکام میں امتیاز سے نوازا ہے خواہ وہ دنیوی احکام میں قانون سازی ہو یا اخروی معاملات میں قانون سازی ہو، ان کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو پیدا نہ کرتا تو اس کائنات کو ہی پیدا نہ کرتا۔ اور اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے وہ سارا کچھ یہودیوں کی ملکیت میں ہے اور ان کی خدمت پر مامور ہے جیسا کہ ان کی کتاب میں واضح لکھا ہے

لو لم يخلق الله اليهود لا نعدمت البركة من الارض ولما خلقت الأمطار والشمسُ (تلمود)

"اگر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو پیدا نہ کرتے تو زمین سے برکت اٹھ جاتی اور نہ آفتاب کا وجود

ہوتا نہ ہی بارشوں کا سلسلہ ہوتا۔"

یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہودی آگ میں داخل نہ ہونگے جیسا کہ ان کی کتاب میں ہے کہ:

"بنواسرائیل کے جو گنہگار ہیں، آگ میں طاقت ہی نہیں کہ انہیں جلا سکے اور نہ ہی آگ کے بس میں ہے کہ حکماء کے شاگردوں کو جلائے۔"

اور جنت کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ اس میں داخلہ ہی صرف یہودیوں کا ہوگا:

وهذه الجنة اللذيذة لا يدخلها الا اليهود الصالحون أما الباقون فيزجون بجهنم النار (التلمود)

"یہ لذتوں سے بھرپور جنت جو ہے اس میں صرف یہودی داخل ہونگے کیونکہ یہی نیک ہیں جو باقی لوگ ہیں وہ آتش دوزخ کے حوالے ہونگے۔"

ایک دوسری جگہ پر کہتے ہیں:

"نعمتیں لوٹنا صرف یہودیوں کی ارواح کا مقام ہے اور صرف یہودی ہی جنت میں جائیں گے، اور دوزخ کفار کا ٹھکانہ ہے۔"

اس سے مراد مسیحی اور مسلمان ہیں، ان کے نصیب میں تاریکی، بدبو اور مٹی میں بیٹھ کر رونے کے سوا چارہ کار نہ ہوگا

شیعہ کی خودستائی:

جو آپ یہودیوں کے نظریات اپنی خودستائی پڑھ چکے ہیں یہی چیز شیعوں میں موجود ملتی ہے یہ اپنی پاکیزگی کا دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ بھی اس زمین پر اللہ کے خاص بندے اور منتخب افراد ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں ممتاز بنایا ہے دیگر لوگوں پر انہیں زیادہ خوبیوں سے نوازا ہے، اور یہ امتیازات شروع سے اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں، یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ نے ان کی روحیں اپنے نور عظمت سے پیدا کی ہیں اور یہ ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہونگے، ان کی تخلیق کا خمیر جس مٹی سے بنایا گیا ہے وہ دوسرے انسانوں کی مٹی سے منفرد تھی جو کہ اللہ کے نور اور عرش کے نیچے والی مٹی سے یہ پیدا ہوئے ہیں، ایک شیعہ ابوعبداللہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

ان الله جعل لنا شيعة فجعلهم من نوره وصبغهم في رحمته

(بصائر الدرجات: 70)

"اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیعوں کو اپنے نور سے تیار کیا ہے اور انہیں اپنی رحمت کے رنگ سے رنگا ہے۔"

کلینی لکھتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نورِ عظمت سے پیدا کیا ہے ہم اس مٹی سے پیدا ہوئے ہیں جسے عرش کے نیچے خزانہ سے لیا گیا ہے۔" (الکافی:1/389)

ان کا امام مفید لکھتا ہے کہ امام صادق فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے نورِ عظمت سے بنایا اور اپنی رحمت سے تیار کیا اور تمہیں پھر آگے شیعوں کے اماموں سے پیدا کیا۔" (الاختصاص:۲۱۶)

شیعوں کا امام عیاشی کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن کثیر نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن!

شيعتنا والله لا يتختم الذنوب والخطايا هم صفوة الله الذين اختارهم لدينه (تفسير عياشى:2/105)

"ہمارے شیعہ کے گناہوں اور خطاؤں کو لکھا نہیں جاتا یہ اللہ کے وہ چنے ہوئے لوگ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے دین کے لئے پسند کرلیا ہے۔"

طوسی نے اپنی کتاب امالی میں جعفر بن محمد علیہ السلام سے بھی ایسے ہی تاثرات بیان کئے ہیں، گناہوں کے متعلق شیعوں کا یہ نظریہ ہے کہ ان کے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں، اللہ کے فرشتے انہیں مٹا دیتے ہیں، یہ بات امالی کتاب میں ان کے امام نے لکھی ہے۔ اور ایسا ہی بہتان "بحار الانوار" میں مجلسی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے علی رضی اللہ عنہ! تمہارے شیعہ بخش دیئے گئے ہیں خواہ ان میں کتنے ہی زیادہ گناہ اور عیب ہوں، بلکہ شیعہ کا یہ خیال بھی ہے کہ آگ انہیں نہ تو دنیا میں جلائے گی نہ ہی آخرت میں جلائی گی، اگرچہ یہ کتنے ہی قبیح اور کبیرہ گناہ کریں آگ انہیں کچھ نہ کہے گی۔ "عیون معجزات" کا مؤلف لکھتا ہے:

"ایک شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میں چاہتا ہوں دنیا سے جانے سے پہلے پاکیزہ ہو جاؤں انہوں نے دریافت کیا، تو کیا گناہ کرتا ہے؟ کہا: میں لواطت کرتا ہوں، دو مرتبہ اس نے یہ بات دہرائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا، درے کھانے پسند کرتے ہو یا دیوار گرانے کو پسند کرتا ہے یا آگ میں جلنا چاہتا ہے، اس جرم کی یہ سزائیں ہیں تم کو

اختیار ہے، اس نے کہا: آقا! آگ میں جلا دو، اس پر ہزار گٹھے ایندھن کے رکھ دیئے گئے اور اسے دیا سلائی سے آگ لگانے کا حکم دیا اور کہا: اگر تو شیعان علی سے ہوگا تو آگ نہ جلائے گی اگر تو مخالف ہوگا اور اس دعوی شیعیت میں جھوٹا ہوگا تو آگ تجھے توڑ کر رکھ دے گی آدی نے السی کے کپڑوں کا لباس پہنا تھا جسے آگ جلدی چھوتی ہے، اس کے باوجود آگ تو در کنار دھواں تک نہ اس تک پہنچا تھا"

باقی رہی جنت کی بات تو شیعہ کا یہ اعلان ہے کہ جنت پیدا ہی ان کے لئے کی گئی ہے یہ بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے، فرات کوفی کہتا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک منادی رب العزت کے قریب سے صدا لگائے گا، اے علی رضی اللہ عنہ!

"تم اور تمہارے شیعہ بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ داخل ہو کر جنت میں دادِ عیش پائیں گے۔"

یہودیوں اور شیعوں کی مشابہت کا خلاصہ:

درج ذیل میں ہم خود کو پاکباز قرار دینے میں یہودیوں اور شیعوں کے درمیان جو ہمنوائی پائی جاتی ہے، ترتیب وار اسے بیان کرتے ہیں:

(۱)...... یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ ہم اللہ کے پسندیدہ ہیں اور بندگانِ خاص ہیں اور شیعوں کا بھی یہ دعوی ہے کہ یہ بھی اللہ کا گروہ اور اس کے اعوان و مددگار اور خاص و منتخب بندے ہیں۔

(۲)...... یہودیوں کا دعوی ہے کہ یہ اللہ کے محبوب ہیں یہی دعویٰ شیعوں کا ہے۔

(۳)...... یہودیوں کا دعوی ہے کہ اللہ تعالی سب پر ناراض ہوتا ہے صرف یہودیوں سے راضی ہے، شیعہ بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ سوائے شیعوں کے اللہ کسی پر راضی نہیں۔

(۴)...... یہودیوں کا خیال ہے ہماری روحیں اللہ کا حصہ ہیں، یہ شرف کسی دوسرے کو حاصل نہیں، شیعہ کا وہم بھی یہی ہے کہ ان کی ارواح نور الٰہی سے پیدا شدہ ہیں۔

(۵)...... یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر یہودی پیدا نہ ہوتے تو کائنات ہی پیدا نہ ہوتی اور روئے زمین برکت سے محروم ہو جاتی، یہی شیعوں کا اعتقاد ہے کہ اگر شیعہ نہ ہوتے تو یہ کائنات ہوتی نہ ہی زمین پر نعمت برستی۔

(۶)...... یہودیوں کا دعوی ہے کہ جنت میں صرف یہودی جائیں گے اور غیر یہودی آگ میں

جائیں گے، شیعوں کا بھی دعویٰ ہے کہ یہی جنت میں جائیں گے ان کے دشمن دوزخ میں جائیں گے۔

قارئین کرام! اسی آخری نقطہ سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہودیوں اور شیعوں کے عقیدہ میں کتنی زیادہ ہمنوائی ہے، اس سے ہم یہ یقینی طور پر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی اصل خالص یہودیت سے ہے، اسلام ایسے جاہلانہ عقائد سے بالکل بری ہے اور ہر آن اور مکان پر شیعہ کے نظریات سے اسلام کا دامن محفوظ ہے، اس میں ہرگز ان کی گنجائش نہیں۔

آٹھویں بحث......

اسلحہ کے میدان میں شیعی اور اسرائیلی تعاون کا ثبوت

حکومت ایران کے لئے اسلحہ فراہم کرنے کے لئے اسرائیلی تعاون پر دلائل موجود ہیں۔ حالانکہ عراق اور ایران کے درمیان جنگ بند ہو چکی ہے۔اس کے باوجود اسرائیل کا اسلحہ سپلائی کرنے کا کام ہوتا رہتا ہے۔یہ اسرائیل ایران کو اسلحہ دیتا رہتا ہے اسکی تفصیل یہ ہے کہ رومانیہ حکومت اسلحہ کی تجارت کرتی ہے جس کی قیمت کروڑوں اور اربوں ڈالر ہے۔ 1980ء سے لے کر آج تک کی طویل مدت کا راز اس تجارت نے آشکارا کیا ہے کہ حکومت ایران کو اسلحہ سپلائی ہو رہا ہے۔اس کا ذریعہ وہ دلال اور اسرائیلی اسلحہ کے تاجر ہیں جو پوری دنیا سے رابطہ میں ہیں اور وہ ایران کو اسلحہ کی فراہم کرنے کے لئے میں حرکت میں رہتے ہیں۔اسرائیل اس مرحلہ سے گزر چکا ہے اس نے ہتھیاروں کی خرید وفروخت کی خمینی کے سامنے پیشکش کی تھی کہ وہ خفیہ طور پر عالمی منڈی سے اسے اسلحہ پہنچائے گا، اسرائیل کی جنگ کے دوران مجمل طور پر یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ اسرائیلی اسلحہ کی قسطیں حکومت ایران تک پہنچ چکی ہیں۔یہ خبر فرانس کے اخبار (نوپران) نے اور اخبار ''اسٹراٹیجک'' نے جو لبنان کا ماہنامہ ہے نے بھی ذکر کی تھی۔اسرائیل سے،ایران کو اسلحہ کی یہ کھیپ ملنا اور اس کی فوجی طاقت مضبوط کرنا اس چیز کے عوض ہے جو حکومت اسرائیل نے ایران میں اپنا اقتصادی تسلط جمایا ہے، مطلب یہ ہے کہ ایران کے یہودیوں نے جو اقتصادی معاملات پر غلبہ حاصل کر رکھا ہے ان کے ذریعے یا یہودی کمپنیوں کے ذریعے جو کہ شاہ ایران کے دور سے کام کر رہی ہیں پھر انہوں نے وقتی طور پر اپنا کام روک لیا تھا۔اس کے بعد خمینی کے حکم سے پھر پوری تندہی سے کاروبار شروع کر دیا تھا۔ان کے ذریعے یہ اسلحہ ایران منتقل ہوتا ہے۔ یہ اسرائیل کا تسلط جو ایران کی اقتصادیات پر بڑا مضبوط جما ہوا ہے یہ خمینی کے حکم سے ہی ہوا ہے۔ایک کمپنی آرگو ہے اس نے اپنا کاروبار موقوف کیا ہوا تھا یہ بہت بڑی اسرائیلی کمپنی ہے۔خمینی نے باقاعدہ اسے جاری کیا اور اس سے شراکت کی، اسی طرح ''کوکا کولا'' کمپنی ہے، یہ بھی اسرائیلی ہے، حالانکہ یہ ایران میں ہے اس سے بھی خمینی نے شراکت کر رکھی تھی۔

عجیب وغریب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسرائیل کی خواہش ہے کہ یہ ایرانی منڈی اور اس کی پیداوار کا بیڑا غرق کر دے مگر اسے ایران میں واپس بلا لیا گیا ہے۔ پیرس کے مراکز سے اس بات

کا انکشاف ہوا ہے کہ وہ اسلحہ کے تاجر حکومت ایران کے لیے اسلحہ جمع کرنے کام کررہے ہیں ان کے اور اسرائیلیوں کے درمیان ایک ہی مرکز ہے جس پر یہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ پہلے یہ شاہ ایران کا تھا اب یہ موجود ایرانی حکومت کے ہاتھ میں لوٹ آیا ہے۔ یہ مرکز ''بحیرۂ چینیف'' کے راستے پر جو کہ فرانس کے قریب ''سان پول'' کی بستی کے قریب ہے۔ اس کی مسافت 28 ہزار مربع میٹر ہے۔ یہاں اس اسلحہ کو جمع کرتے ہیں جسے اسرائیلی خریدتے ہیں اور پھر وہ اس اسلحہ کو یورپ کے راستہ سے ایران بھیجنے کے لیے اسے لوڈ کرتے ہیں وہاں سے پھر تاجروں کے ذریعے یا پھر خود اسرائیلیوں کے ذریعے ان مراکز میں پہنچایا جاتا ہے، یہیں ایرانیوں کی جنگی مشقوں کا مرکز ہے اور فوجی ساز و سامان بھی یہاں ہی ہے۔ اور یہی ان فوجی ساز و سامان کی اور اسلحہ کی تجارتوں کی قیمتیں اسرائیل کے حوالے کی جاتی ہیں الصحف الکویتیہ 30 ستمبر 1980۔

اسی 1980ء میں اکتوبر کے مہینہ کا واقعہ ہے۔ متحدہ امریکہ کی حکومتیں بھی اسرائیل کے طیاروں کو اپنے ایئرپورٹ استعمال کرنے اجازت دیتی ہیں کہ اسرائیلی فوج سامان، ایران ترسیل کرسکیں۔

اخبار لندن ''آبزرور'' ماہ نومبر 1980ء لکھتا ہے، اسرائیلی جہاز اور دیگر جنگی سامان بیڑوں پر لاد کر ایرانی بندرگاہوں کی طرف بھیج دیتے ہیں ان میں سے خصوصاً بندر عباس ایرانی بندرگاہ پر سامان آتا ہے اور یہی بیڑے سلطنت ہائے متحدہ امریکہ سے گزر کر حکومت ایران تک سامان پہنچانے کے لیے اسرائیل کی تحویل میں دینے کے لیے لاتے ہیں۔ کانگرس کے حوالہ سے مارچ 1981ء میں اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ اسرائیل اسلحہ اور دیگر سامان جنگ حکومت ایران میں منتقل کررہا ہے۔ جب امریکہ کی وزارت خارجہ سے اس بارے میں سوال ہوا تو اس نے بھی اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کے امریکی صدر کارٹر اور اس کے سٹاف نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ امریکہ سے اسرائیل نے رخصت مانگی ہے کہ اس نے ایران کے ساتھ اسلحہ کی خرید و فروخت کرنی ہے اس کی اجازت دی جائے۔ اور اس نے جنگی طیارے بھی اس کے ہاں فروخت کرنے ہیں اور دیگر فوجی سامان ایران کے ہاں فروخت کرنا ہے۔ اور اخبار یہ بھی لکھتا ہے کہ فرانس کا ایئرپورٹ بھی اس میں استعمال ہوتا ہے اور فرانس کا اسلحہ کا ڈیلر بھی طیاروں کو ایندھن دینے میں مدد کرتا رہا جو اسرائیل کی ایران کے ساتھ اسلحہ کی خرید و فروخت میں شریک تھا۔ اس کے بعد ایران کو اسرائیل کی طرف سے قبرص کے جزیرہ سے اسلحہ بھیجا گیا جس میں طیارے توپیں اور دیگر جنگی سامان تھا جس کا وزن 360 ٹن تھا۔ اس کے بعد اسرائیل نے ایران کے ہاں 136 ملین ڈالر، یعنی اربوں روپوں کا اسلحہ فروخت کیا۔

ایک اسرائیلی تاجر یعقوب نمرودی جو کہ اسرائیلی فوج کا منتظم بھی ہے اس کے ذریعہ یہ سودا طے پایا تھا۔ان تمام سودوں کا علم روس کے طیارے کے گرنے کے بعد ہوا یہ گرا تو پتہ چلا یہ قبرص کے راستہ سے اسرائیلی اسلحہ ایران منتقل کرتا تھا۔ یہ خبر اخبار ''الصانڈی ٹائمز'' لندن نے نشر کی اور ایران کو اسرائیل کے اسلحہ فروخت کرنے کا یہ معاملہ 1986ء تک جاری رہا تھا۔

ماہ جنوری 1983ء میں ایران نے لاکھوں کی تعداد میں گولے، ہزار سے زائد وائرلیس سیٹ، اسرائیل سے خریدے تھے۔ یہ اطلاع بوسٹن اخبار نے دی تھی۔اسی طرح ماہ جولائی 1983ء میں ایک تجارت کی خبر منظر عام پر آئی جو 136 ملین ڈالر کی تھی۔ یہ اسلحہ آہستہ آہستہ لوڈ کیا گیا تھا یہ سارے کا سارا امریکی فیکٹریوں میں تیار شدہ تھا اور اسے سوائے اسرائیل کے دوسروں کو سپلائی کرنے پر پابندی تھی، یہ پہلے اسرائیل نے حاصل کیا آگے ایران بھیج دیا اور مزید اسرائیل نے اپنی طرف سے طیارہ شکن میزائل اور جنگی جہازوں کا اضافہ کر کے ایران کو دیئے ہیں۔ یہ خبر ''الیپورن سیون'' نے شائع کی ہے جو کہ فرانس کا دائیں بازو کا اخبار ہے اس کی تائید دو اسرائیلی اخبارات ''یدعوث احرونوٹ'' اور ہا آرٹس'' نے بھی کی ہے۔جنوری 1983ء میں ایک سالانہ اخبار شائع ہوا ہے اس میں امور خارجہ اور دفاع سے متعلقہ معلومات بیان ہوئی ہیں۔اس میں لکھا ہے کہ وہ میزائل جنہیں فروخت کرنا ممنوع ہے وہ اسرائیل نے ایران کو سپلائی کیے ہیں اور **F-14** آٹومیٹک طیارے ایران میں کم تھے اسرائیل نے پورے انتظامات کے ساتھ خفیہ طیاروں کے ذریعے ایران بھیجے ہیں۔

اخبار ''اشٹیرم'' نے جو کہ المانیہ سے شائع ہوتا ہے۔مارچ 1984ء میں اس تجارت کی تفصیلات بیان کی تھیں کہ یہ اسلحہ اسرائیلی فضائی طیاروں کے اوپر رکھا گیا اور ''سوریہ'' کے راستہ سے اسے ایران پہنچایا گیا۔وہ معاہدہ جو اسرائیلی فوج اور ایرانی فوج کے درمیان طے پایا تھا ان کے انکشاف سے یہ پتہ چلا ہے کہ اسرائیل اور ایران کے درمیان خفیہ تعاون ہے۔ 1977 میں ایرانی وزیر دفاع جس طوفانیاں اور اسرائیل کے صباروخ کے درمیان میں معاہدہ طے ہوا تھا۔اسرائیل کے وزیر خارجہ یہودی ڈیفید لیفی نے واضح کہا تھا جسے ''ہا آرٹس'' اخبار نے نقل کیا ہے جو کہ یہودی اخبار ہے 1-6-1977 میں یہ وزیر کہتا ہے اسرائیل نے ایک دن بھی یہ بات نہیں کہی کہ ایران اس کا دشمن ہے۔یہودی صحافی اروی شحونی کہتا ہے:

''ایران ایک ایسی سلطنت ہے اس میں ہمارے بہت زیادہ مفادات ہیں اور یہ حادثات کے وقت بہت زیادہ مؤثر ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ایران کو دھمکیاں ہماری طرف سے

نہیں آتیں بلکہ اس کے پڑوسی عرب ممالک اسے دھمکی دیتے ہیں، اسرائیل، ایران کا قطعاً دشمن نہیں اور نہ ہی آئندہ ہوگا۔" (معاریف 23-9-1997)

حکومت اسرائیل نے ایک فیصلہ جاری کیا ہے جو اسرائیل اور ایران کے درمیان ہر قسم کا فوجی اور تجارتی اور زرعی تعاون بند کرنے کے متعلق ہے۔ یہ پابندی ایک راز کے کھل جانے کی وجہ سے لگائی گئی تھی ایک آدمی جو یہودی نمائندہ تھا کیمیائی سامان ایران بھیجتا تھا۔ یہ اسرائیل کے لیے بڑی رسوائی کا معاملہ تھا۔ اس کے خارجی تعلقات اس سے متاثر ہوئے تھے۔ تل ابیب کی عدالت نے بتایا کہ اس یہودی نمائندہ نے 50 ٹن سے زیادہ کیمیائی مواد ایران بھیجا تھا۔ ایک یہودی وکیل نے جس کا نام امنون زخرونی ہے نے پہلی خلیجی جنگ میں بہت سارا اسلحہ ایران منتقل کیا تھا (اخبار شرق اوسط، شمارہ 7359)

ایک بہت بڑی کمپنی جو موشیہ ریجیف کے تحت چلتی ہے یہ اسرائیلی فوجی قیادت کو اسلحہ کی ترسیل کا کام کرتا تھا۔ اسکی کمپنی نے 1992 اور 1994ء میں اسلحہ کے پرزے اور فنی معلومات ایران تک پہنچانے کی ذمہ داری لی تھی۔ اس تعاون کا انکشاف "موشے" جو کہ اس کمپنی کا بڑا ہے اور بیالوجی اور اسلحہ کے ایرانی وزیر دفاع ڈاکٹر ماجد عباس کے درمیان طے پانے والے معاہدوں سے ہوا ہے۔ جس کی اطلاع "ھا آرٹس" یہودی اخبار نے شائع کی اور اخبار "شرق اوسط" نے بھی اپنے (۷۱۷۰) شمارے میں بیان کی تھیں۔

اسی طرح اخبار "الحیاۃ" شمارہ (۱۳۰۷۰) میں ذکر کرتا ہے کہ موساد جو کہ اسرائیلی تنظیم ہے یہ کیمیائی مواد ایران کو سپلائی کرتی ہے۔ اور ایک یہودی صحافی "یوسی مان" کہتا ہے کہ یہ بات یقینی ہے کہ ایران نے اسرائیل سے بہت زیادہ اسلحہ لیا ہے۔ اسرائیل اس کے آلات جنگ پر حملہ نہیں کرسکتا، حالانکہ ایران اس کے باوجود زبانی طور پر اسرائیل کو اپنا دشمن باور کراتا ہے۔ یہ بات اخبار "الانباء" شمارۃ (7931) میں کہتا ہے۔ اسی طرح وکیل "رویڑے" نے (۱-۷-۱۹۸۲) میں کہا تھا: جنوبی لبنان میں جب یہودی اور صیہونی طاقتیں اس کے زشہر "النبطیہ" میں داخل ہوئیں تو ان کا مقصد شیعی مقامات اور اسلحہ کی حفاظت کرنا تھا۔

شیعی لیڈر رحید رداخ خود اعتراف کرتا ہے:

"ہم تو اسرائیل سے بس سلام، دعا تک ہی تعلق میں رہنا چاہتے تھے لیکن اسرائیل نے ہمارے لیے اپنے دونوں بازو کھول دیئے اور اس نے ہم سے بھرپور تعاون کرنا چاہا اور جنوبی لبنان سے فلسطینی خود دور کرنے میں اسرائیل نے ہماری بھرپور مدد کی ہے۔"

اسی صحافی روئیٹر کی ملاقات اس شیعی لیڈر حیدر سے (1983-10-24) میں ہوئی تھی۔ ہفتہ وار اخبار "العربی")

ایک اسرائیلی وزیر زراعت نے کہا تھا لبنانی شیعوں اور اسرائیل کے درمیان علاقہ میں امن قائم رکھنے کے لیے شیعوں اور اسرائیل کے تعلقات غیر مشروط ہیں۔ اسی لیے فلسطینی لوگ جو تحریک جہاد اور حماس کے حمایتی ہیں ان کا اثر ورسوخ توڑنے کے لیے اسرائیل شیعہ عناصر کی مکمل رُو رعایت کرتا ہے اوران شیعوں سے اس نے مفاہمت کر رکھی ہے۔ (یہودی اخبار معاریف 1997-9-8)

چھٹی فصل......

ان مظالم کے بیان میں جو شیعوں نے سنیوں پر ڈھائے

پہلی بحث: شیعوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کو اکھاڑنے کی کوشش کی

دوسری بحث: انہوں نے امام آیت اللہ البرقعی کو قتل کیا

تیسری بحث: علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے شہید کیا

چوتھی بحث: خمینی انقلاب کے بعد ایران میں اہل سنت علماء کو دھوکے سے قتل کیا گیا

پانچویں بحث: ملک عبدالعزیز بن محمد بن سعود پر ناگہانی حملہ کیا

چھٹی بحث: حکومت سعودیہ کے بانی ملک عبدالعزیز آل سعود کو دھوکہ دہی سے قتل کرنے کی کوشش ان شیعوں نے کی

ساتویں بحث: ابن علقمی شیعہ کے ہاتھوں جب بغداد قتل گاہ بن گیا

آٹھویں بحث: جب ان شیعوں کے ہاتھوں فلسطینی خیمہ بستیاں مقتل بنیں

نویں بحث: حرم مکہ کی ان کے ہاتھوں تحقیر ہوئی

دسویں بحث: اور ایران میں موجود "فیض سنی" مسجد کا انہدام شیعوں کے ہاتھوں ہوا، ان شیعوں کے جرائم کی بھینٹ بے شمار علماء، امراء، قاضی صاحبان، واعظین، بادشاہ، خلفاء وزراء چڑھ چکے ہیں، جن پر تاریخ گواہ ہے۔ بلکہ جو بھی فقیہ، عالم واعظ ان کے عقائد باطلہ کی تردید کے لیے کھڑا ہوا اور ان کے افکار غلط کی تردید کی تو انہوں نے اپنی تنظیم کے افراد کے ہاتھوں اس کا وجود ختم کر دیا جیسا کہ آئندہ قارئین کرام کی خدمت میں ہم پیش کرنے والے ہیں

پہلی بحث......

حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبر اکھاڑنے کی کوشش

حلب کے شیعوں کی ایک جماعت، مدینہ آئی اور اس وقت کے امیر مدینہ کو بے شمار مال کی پیشکش کی کہ وہ ان کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جسموں تک رسائی ممکن بنائے۔ تاکہ انہیں قبروں سے نکال کر لے جائیں اور انہیں جلا دیں۔ امیر نے اس بات کو قبول کر لیا، وجہ یہ ہے کہ اس وقت علاقۂ حجاز میں شیعوں کا اثر ونفوذ تھا۔

امیر مدینہ، مسجد نبوی کے خدام کے بڑے کے پاس گیا اس کا نام شمس الدین صواب تھا۔ یہ ایک نیک آدمی اور مال خرچ کرنے والا اچھا آدمی تھا، امیر نے ان سے کہا: اے صواب! رات مسجد نبوی کا دروازہ کچھ لوگ کھٹکھٹائیں گے، اسے کھول دینا اور جو یہ چاہتے ہیں انہیں کرنے دینا۔ شمس الدین صواب ان کے ارادۂ بد کو جان چکا تھا سخت غمگین ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا قریب تھا کہ اس کی عقل ماری جاتی۔ نمازِ عشاء کے بعد جب لوگ نماز سے فارغ ہو کر چلے گئے تو مسجد نبوی کے دروازے بند ہو گئے تو اچانک ''باب السلام'' پر دستک ہوئی اس وقت اس کا نام باب مروان تھا۔ اس دربان شمس الدین صواب نے دروازہ کھولا تو چالیس آدمی اندر آئے، انہوں نے کدال اور کسیاں اٹھا رکھی تھیں اور دیواریں گرانے والے اور زمین کھودنے والے ہتھیار بھی تھے۔ یہ حجرۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے منبر تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین کھل گئی اور اس نے انہیں نگل لیا اور ساتھ ہی سامان کو نگل لیا۔ یہ کچھ مسجد نبوی کے خدام کے شیخ شمس الدین صواب کے روبرو ہوا تھا یہ تو خوشی سے اڑنے لگے اور ہر قسم کا غم اور پریشانی دور ہوئی۔

جب کچھ دیر گزری تو امیر نے شیخ سے ان کے متعلق پوچھا تو شیخ نے کہا: آؤ! میں تمہیں دکھلاتا ہوں، انہوں نے امیر کا ہاتھ پکڑا اور اسے مسجد کے اندر لے گیا، اس نے دیکھا کہ زمین میں گڑھا پڑا ہوا ہے یہ سب اس میں دھنس چکے ہیں یہ نیچے اترتے جا رہے ہیں آہستہ آہستہ زمین انہیں اپنے اندر دھنسا رہی ہے اور وہ چیخ وپکار کر رہے ہیں، فریاد رسی کی التجاء کر رہے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر امیر ڈر گیا اور واپس ہوا اور جاتے ہوئے شمس الدین کو دھمکی دی کہ اگر اس نے کسی کو بتایا اور اس واقعہ کی خبر دی تو میں تجھے قتل کر کے سولی پر لٹکا دوں گا۔ تاہم وہ سب ظالم زیر زمین چلے گئے تھے۔ (الدر الثمین)

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

امام آیت اللہ ابوالفضل البرقعی کی شہادت

سید ابوالفضل بن رضا البرقعی، ایک عالم وامام اور مجاہد انسان تھے۔ایران کے مرکزی شہر قم کی یونیورسٹی سے علوم حاصل کیے اور اثنا عشری جعفری مذہب میں درجۂ اجتہاد تک پہنچ گئے تھے۔انہوں نے سینکڑوں تالیفات کیں اور رسائل تصنیف کیے۔اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا موقع عطا فرمایا اور انہوں نے متعدد کتب شیعوں کے رد میں تالیف کیں، ان میں سے سب سے زیادہ نفیس ان کی کتاب ''کسر صنم'' ہے یعنی ''بت شکن''۔

شیعہ کے ایرانی انقلاب کے پاسبانوں نے ان کے گھر میں حملہ آور ہو کر جبکہ وہ نماز میں مصروف تھے، آتشیں اسلحہ سے ان پر گولیاں برسائیں، جو ان کے بائیں رخسار پر لگیں اور دائیں سے باہر نکل گئیں جس سے ان کی کان کی قوت متاثر ہوئی اور کان میں تکلیف بھی ہوئی جب کہ شیخ رحمہ اللہ کی عمر 80 برس سے تجاوز کر چکی تھی۔ جب انہیں علاج کے لیے ہسپتال میں منتقل کیا گیا تو حکام بالا نے ڈاکٹروں کو انکا علاج کرنے سے روک دیا۔اب ہسپتال سے گھر منتقل ہو گئے تا کہ گھر ہی پر علاج معالجہ کریں مگر کچھ دیر بعد انہیں جیل بھیج دیا گیا۔اس مرتبہ انہیں ''اوین'' کی جیل میں بھیجا گیا۔جو ایران میں سخت ترین جیل شمار ہوتی ہے، انہیں تقریباً ایک سال تک اس اذیت ناک کال کوٹھڑی میں سزائیں دی جاتی رہیں، پھر انہیں ''یزد'' شہر میں جلاوطن کر دیا گیا اس کے بعد دوبارہ پھر انہیں جیل بند کر دیا گیا۔

آخر کار 1992ء میں اسی قید کی حالت میں ان کی وفات کی اطلاع ملی رحمہ اللہ، یہ بھی ممکن ہے انہیں وہاں اچانک قید کے اندر شہید کر دیا گیا ہو۔جس طرح رحمہ اللہ نے وصیت کی تھی مجھے شیعوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے، انہیں سنیوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا

اللہ کی بارگاہ میں التجاء ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس کی نہروں میں سے سیراب فرمائے۔

آمین! ثم آمین۔

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت

انہی شیعوں کے ہاتھوں ۱۴۰۷ھ میں علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جام شہادت نوش کیا۔ جمعیت اہل حدیث لاہور کی طرف سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں حضرت علامہ صاحب خطاب فرما رہے تھے کہ ایک بم دھماکہ ہوا جو کہ کانفرنس کے انعقاد والی جگہ کے قریب پھٹا تھا جس میں تقریباً 18۔ افراد تو اسی وقت فوت ہو گئے اور تقریباً 100۔ افراد زخمی ہوئے، کئی عمارتیں گریں اور کئی گھر متاثر ہوئے۔

علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شدید زخمی ہوئے ،بائیں آنکھ، گردن، سینہ اور دونوں بازو سخت متاثر ہوئے۔ حضرت علامہ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے خادمین شریفین سے التماس کی کہ انہیں پاکستان سے ریاض میں منتقل کیا جائے تا کہ علاج ہو سکے، انہوں نے حکم دیا کہ علامہ صاحب کو پاکستان سے ریاض لایا جائے آپ کو لایا گیا لیکن آپ علاج مکمل ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ وہیں انہیں غسل دیا گیا اور وہاں ریاض کے لوگوں کی بہت زیادہ تعداد نے ان کی نماز جنازہ پڑھی جن میں ان کے چاہنے والوں اور طلباء کی بہت زیادہ تعداد نے حصہ لیا، ان میں سے خاص الخاص امام علامہ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ ہیں انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آہ و بکا اور آہوں اور سسکیوں میں لوگوں کا غم ڈھلا ہوا تھا۔ اس مجاہد کبیر پر دنیا غم سے نڈھال تھی۔

ان کے پاکیزہ جسدِ خاکی کو بعد ازاں بذریعہ طیارہ مدینہ منورہ لایا گیا اور انہیں بقیع کے قبرستان میں ان باوفا لوگوں کے درمیان دفن کر دیا گیا۔ جن کے دفاع میں جان دی تھی ،یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اس جانثار کو ان کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ (اب علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید اپنے محبوب ساتھیوں کے ساتھ آسودۂ خاک ہیں رحمۃ اللہ علیہ)

☆☆☆☆☆

ان کے علاوہ بہت سارے مشائخ اور علماء کو جو کہ سنی علماء تھے انہوں نے شہید کیا جیسا کہ علامہ سبحانی سلفی عشاللہ ہیں، انہوں نے پھانسی کی رسی کو چوم لیا اور کہا: مجھے اس میں وہ کچھ نظر آرہا ہے جو کچھ تمہیں نظر نہیں آرہا، اس طرح انہوں نے علامہ شیخ عبدالوہاب صدیقی کو بھی شہید کر دیا اور سید عبدالباعث قتالی اور ڈاکٹر احمد میرین صیاد کو جو کہ جامعہ اسلامیہ مدنیہ یونیورسٹی سے فارغ تھے جو کہ علم حدیث میں یکتائے روزگار تھے، انہیں قید کر دیا گیا شیعوں نے ڈاکٹر صاحب کو پندرہ برس کے لئے قید کرنے کا فیصلہ دیا۔ اسی طرح شیخ حیدر علی قلم داران جو کہ ''قم'' شہر میں اقامت پذیر تھے، یہ درس دیتے تھے اور شیعہ کی آراء وقیاس آرائیوں پر تنقید کرتے تھے، جب خمینی انقلاب نیا نیا آیا تو شیعوں کے بقول ایک خود ساختہ آیت اللہ، شیخ حیدر کے گھر گیا اور ان کی بے خبری میں انہیں چھری سے ذبح کر دیا، شیخ بے ہوش ہو گئے، تو یہ آیت اللہ بھاگ گیا، اس کا خیال تھا یہ وفات پا چکے ہیں لیکن چھری نے ساری شریان نہ کاٹی تھی، اس کے بعد وہ کئی سالوں تک زندہ رہے اور شیعوں کے رد میں کتابیں تحریر کیں اور ان میں ان کی سخت ترین تردید کی۔

پانچویں بحث......

ملک عبدالعزیز بن محمد بن سعود پر قاتلانہ حملہ

ان شیعوں کے ظالمانہ ہاتھوں 1218ھ میں رجب کے آخر میں زہد وتقوی کے پیکر امام عبدالعزیز بن محمد بن سعود ''درعیہ'' کی مشہور مسجد ''الطریف'' میں شہید ہوئے نماز عصر تھی اسی کے دوران حالت سجدہ میں حضرت شیخ کو شہید کیا گیا، قاتل نے تیسری صف سے کود کر حملہ کر دیا، لوگ سجدہ میں تھے ،اس ظالم نے پیٹ کے نیچے کوکھ میں خنجر کا وار کیا، اس نے خنجر چھپا رکھا تھا اور اسی مقصد کے لئے اس نے اسے تیار کیا تھا، مسجد والے سخت بے قرار تھے لیکن وہ حیران تھے کیا معاملہ ہوا؟ کوئی کھڑا تھا کوئی بیٹھا تھا اس مجرم نے امام عبدالعزیز کو زخمی کرنے کے بعد ان کے بھائی عبداللہ پر حملہ کی کوشش کی، جو کہ حضرت امام کی ایک جانب تھے، یہ گھٹنوں کے بل ہو کر ان پر حملہ آور ہوا تو انہوں نے اس پر حملہ کر دیا اور آپس میں گتھم گتھا ہو گئے ،تاہم عبدالعزیز شدید زخمی تھے اور عبداللہ نے اس قاتلانہ حملہ کرنے والے کو پچھاڑا اور تلوار سے مارا اور دیگر لوگوں نے بھی اس پر حملہ کیا اور اسے مار ڈالا۔

اس کے بعد حضرت امام عبدالعزیز کو ان کے گھر لے جایا گیا، بے ہوش تھے، نزع کا عالم طاری تھا، کیونکہ زخم پیٹ تک گہرا تھا محل تک پہنچتے ہی شیخ رحمہ اللہ وفات پا گئے مورخ علامہ ابن بشر اپنی کتاب (المجد فی تاریخ نجد) میں لکھتے ہیں کہ جس نے عبدالعزیز رحمہ اللہ کو شہید کیا رافضی شیعہ تھا۔

امام سعود بن ہزلولی نے اپنی کتاب (تاریخ ملوک آل سعود) میں لکھا ہے:

امام عبدالعزیز کو ایک رافضی شیعہ نے شہید کیا تھا جس کا نام عثمان تھا یہ عراق کے شہر نجف کا رہنے والا تھا، یہ بھیس بدل کر ''درعیہ'' میں آیا تھا اور امام عبدالعزیز رحمہ اللہ سے عذر کرتے ہوئے دھوکہ سے انہیں شہید کر دیا، اللہ امام پر رحمت بے پایاں کرے، آمین۔

چھٹی بحث......

حکومت سعودیہ کے بانی ملک عبدالعزیز آل سعود پر قاتلانہ حملہ

یمن کے شیعوں نے بادشاہ عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ پر قاتلانہ حملہ کیا، حالانکہ یہ وہ عدل پرور بادشاہ ہیں جنہوں نے جزیرہ عرب کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا اور کلمہ توحید کا پرچار کیا، اللہ تعالیٰ نے ان بدعت پروروں اور گمراہوں کی آرزو پوری نہ ہونے دی، ماہ ذوالحج کی دس تاریخ 1353ھ میں ''یوم النحر'' میں ملک عبدالعزیز نے اور ولی عہد امیر سعود بھی ساتھ تھے طواف افاضہ (جو کنکریاں مارنے کے بعد منی سے کیا جاتا ہے) کر رہے تھے، حاشیہ بردار اور باڈی گارڈ بھی ان کے ساتھ تھے اور پولیس کا دستہ بھی موجود تھا، جب چوتھا چکر ختم ہوا اور حجر اسود کا استلام کرنے (چومنے کے بعد) شاہ عبدالعزیز جب پانچویں چکر میں چلنا شروع ہوئے اور ولی عہد اور دیگر اہلکاران کے پیچھے چل رہے ہیں اچانک ایک آدمی خنجر لہراتے ہوئے ایسی آواز نکالتا ہے جس کا مفہوم سمجھ میں نہ آتا تھا، آگے بڑھتا ہے اور شاہ عبدالعزیز کو خنجر مارنا چاہتا ہے، ایک پولیس والا اس قاتل کے سامنے آجاتا ہے۔ اس کا نام احمد بن موسیٰ عسیری تھا، وہ شیعہ اسے زخمی کرتا ہے، وہ شہید ہو جاتا ہے، پھر اسے دوسرا پکڑتا ہے جس کا نام مشجوع بن شباب تھا، اسے بھی وہ قاتل خنجر مارتا ہے، اس کے بعد بادشاہ عبدالعزیز کا خاص باڈی گارڈ کود کر مجرم بوچ لیتا ہے جس کا نام عبداللہ البرجاوی تھا، اس نے بندوق چلائی اور اس مجرم کو ہلاک کر دیا، بادشاہ تک اسے نہ پہنچنے دیا۔

اسی دوران لحظہ بھر میں اس مجرم کا ایک اور ساتھی اسی کی مانند شاہ عبدالعزیز کی طرف پیچھے سے ہو لیا اور اس نے ولی عہد پر حملہ آور ہونا چاہا، یہ بھی حطیم سے ہو کر رکن یمانی کی طرف سے بیت اللہ میں آیا اور خنجر لہراتا ہوا مارنے کے لئے لپکا تو ولی عہد کے خصوصی باڈی گارڈ نے گولی سے اس کا خاتمہ کر دیا، جب تیسرے مجرم نے ان دونوں کا انجام دیکھا تو ایک اور مجرم کے ساتھ مل کر اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر پولیس والوں نے انہیں گولیوں سے ڈھیر کر دیا، کچھ دیر وہ زندہ رہا اس سے مرنے سے پہلے پوچھا گیا تیرا کیا نام ہے اس نے کہا: میں علی ہوں، اللہ عزوجل نے اس نیک عبدالعزیز آل سعود رحمہ اللہ کو بچا لیا اور ان بدعتیوں کے خبث باطن اور جرائم پیشہ ذہن کو شکستِ فاش دی۔

ساتویں بحث......

جب ابن علقمی کے ہاتھوں بغداد قتل گاہ بنا

656ھ میں ابن علقمی جو کہ شیعہ تھا اور یہ وزیر تھا۔ اس نے تاتاریوں کے ہلاکو خاں کو لکھا اور نہایت ہی خفیہ انداز میں تحریر کیا کہ اے ہلاکو خاں! اگر تو یہاں حملہ آور ہوگا تو میں یہ سلطنت تیرے حوالے کردوں گا، ہلاکو خاں نے جواب میں لکھا: بغداد میں فوج بہت زیادہ تعداد میں ہے۔ اگر تو سچا ہے اور ہمارا وفادار ہے تو پھر بغداد کے لشکر میں تفریق ڈال دے میں بغداد آ جاؤں گا۔ اب اس نے کارروائی شروع کردی۔ اس شیعہ وزیر نے عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کو مشورہ دیا کہ وہ فوج کا حصہ جو خلافت بغداد کی سرحدوں پر بٹھا رکھا ہے اسے بانٹ دو۔ اس طرح حکومت کے میزانیہ میں مالی بوجھ کم ہو جائے گا۔ خلیفہ نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ اس کے فوراً بعد اس شیعہ وزیر نے پندرہ ہزار فوجی بغداد سے دور کر دیئے اور ایک ماہ بعد بیس ہزار اور نکال دیئے۔ یہ خبیث وزیر اسی حساب سے بغداد کو فوج سے خالی کرتا رہا، حتی کہ بغداد میں صرف دس ہزار فوجی رہ گئے اور اس نے خباثت یہ کی کہ جو فوجی سنی تھے انہیں باہر نکال رہا تھا جبکہ مستعصم سے پیشرو خلیفہ مستنصر کے زمانہ میں اہل سنت میں سے ایک لاکھ فوجی بغداد میں تھے۔ اب اہل سنت فوجیوں کو اس خبیث نے چن چن کر نکال دیا اور جو باقی تھے وہ اب صرف شیعہ و سنی مل کر دس ہزار تھے۔

جب دارالخلافہ بغداد میں فوجیوں کی تعداد کم ہوئی تو اس ابن علقمی نے ہلاکو خاں کو دعوت دی جب ہلاکو خاں بغداد کی مشرقی جانب سے، خشکی کے راستہ سے بغداد کے قریب آیا تو اس شیعہ وزیر ابن علقمی نے عباسی خلیفہ کو مشورہ دیا کہ اس ہلاکو خاں سے صلح کر لی جائے اور اس کے ساتھ شیعہ بھی تھے۔ اب واپس آتا ہے اور خلیفہ عباسی سے کہتا ہے: اے امیر المؤمنین! سلطان ہلاکو خاں اپنی بیٹی کا نکاح تمہارے بیٹے امیر ابو بکر سے کرنا چاہتا ہے اور منصب خلافت پر تمہیں ہی بٹھانا چاہتا ہے۔ عباسی خلیفہ اس کے دھوکے میں آجاتا ہے اس کے ساتھ 700 سو سوار تھے۔ قاضی اور فقہا تھے اور افسران بالا تھے اور حکومت کے سربرآوردہ لوگ اور اسلامی دارالخلافہ بغداد کے سنی تھے۔ جب یہ سفاک ہلاکو خان کے قریب پہنچے تو ان سب کو اس نے پکڑ لیا، صرف سترہ افراد قابو نہ آئے۔ جب عباسی خلیفہ ہلاکو خاں کے پاس پہنچا

تو اس نے خونی کھیل کھیلا کہ ان سب کو لوٹا اور سب اول و آخر قتل کر دیئے اس کے بعد خلیفہ کے بیٹوں کو حاضر کیا اور سر عام ان کی گردنیں مار دیں۔ اب خلیفہ عباس کو ہلاکو نے رات کو طلب کیا اور اسے بھی قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ہلاکو کے خاص افراد نے کہا: اگر اس کا خون بہایا گیا تو دنیا تاریک ہو جائے گی کیونکہ یہ رسول اکرم ﷺ کے چچا کی اولاد سے ہے یہ سن کر ہلاکو خاں ڈر گیا مگر ایک خبیث شیعہ نصیر الدین طوسی نے کہا: اسے قتل بھی کیا جا سکتا ہے اور خون بھی نہ بہے گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے کہا: اسے چادر میں لپیٹ دو اور اس کا منہ اور سانس بند کر دو، حتی کہ یہ مر جائے گا اور خون بھی نہ بہے گا انہوں نے یہی کیا ایک قول یہ بھی ہے اس کا گلا گھونٹ دیا تھا اور ایک یہ قول بھی ہے، خلیفہ رحمہ اللہ کو پانی میں غرق کر دیا تھا۔

اس کے بعد دارالخلافہ میں تاتاریوں نے خلافت اسلامی کی بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ ان دو خبیث رافضیوں نصیر الدین طوسی اور ابن علقمی نے خلافت کا نام ونشان مٹا دیا، کیونکہ تاتاری ان دونوں خبیث انسانوں ابن علقمی اور طوسی کے تعاون سے دارالخلافہ میں داخل ہوئے تھے، سونا وچاندی، زیورات، جواہرات اور دیگر قیمتی اشیاء انہوں نے سب لوٹ لیں، پھر اس کے بعد بغداد کے سنی لوگوں کو چن چن کر قتل کیا۔ مرد ہوں یا خواتین ہوں، مشائخ ہوں یا بوڑھے ہوں یا نوجوان ان کے دستِ ستم کیش سے کوئی بھی نہ بچا، بہت سارے مسلمان کنوؤں میں یا قضائے حاجت کی جگہوں میں یا گندی جگہوں میں گھس گئے اور لوگ کسی گھر میں جمع ہو جاتے اور دروازے بند کر لیتے تھے تو تاتاری آتے ابن علقمی خبیث کی سرکردگی میں تاتاری یا تو دروازے کھول لیتے یا توڑ دیتے، یا آگ سے جلا دیتے اور ان مسلمانوں کو قتل کر دیتے، اتنی زیادہ خونریزی تھی کہ پرنالوں سے خون پانی کی طرح بہنے لگا اور مقتولوں کی تعداد تقریباً اٹھائیس لاکھ ہے اور یہ سب اہل سنت، مسلمان تھے۔ اس خبیث شیعہ نصیر الدین طوسی اور وزیر شیعہ ابن علقمی کے ہاتھوں ان معصوم سنیوں کا خون پانی کی طرح بہایا گیا۔

خمینی ان دونوں خبیث النفس آدمیوں کے بارے میں کہتا ہے:

”آج اس چیز کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی جیسے لوگ نہیں، جنہوں نے اسلام کی خاطر بے شمار خدمات سرانجام دی ہیں۔ (الحکومۃ الاسلامیہ 128)“

دیکھیں جو دنیا کی بدترین سفاکی کا باعث ہیں۔ یہ دشمن اللہ انہیں خراج تحسین پیش کر رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں بحث......

جب فلسطینی خیمہ بستیاں قتل گاہ میں بدل گئیں

''حزب امل'' شیعوں کی ایک تحریک ہے۔ جو لبنانی شیعوں پر مشتمل ہے اور یہ مسلح افراد پر مشتمل ہے، اثنا عشری، امامیہ کا جو عقیدہ ہے وہی ان کا ہے۔ اس تنظیم اور تحریک کی بنیاد لبنان میں 1975ء میں موسیٰ صدر نے رکھی تھی۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا شیعہ کے مفادات کا دفاع کرے۔ بعد میں اس کا نام ''لبنانی فوج'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔ شیعی تنظیم نے جو قتل و غارت گری کی ہے 1985-5-19ء اتوار کے دن بوقت نو بجے اس خونی شیعی تنظیم نے خیمہ بستیوں کو ''بچڑ خانہ'' بنا دیا تھا۔ یہ ایک نوجوان کو پکڑنا چاہتے تھے مگر یہ ناکام ہوئے وہ نوجوان ان کے ہاتھوں سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔ بس یہ واقعہ ایک خونریز لڑائی بن جاتا ہے جو ایک ماہ تک جاری رہتی ہے۔ اب دوسرے دن حزب امل شیعہ تنظیم کے افراد فلسطینی خیموں میں آتے ہیں اور غزہ کے ہسپتال کے سارے عملہ کو باندھ لیتے ہیں اور ہاتھ کھڑے کرواتے ہیں اور انہیں ''حزب امل'' کے دفتر میں لے آتے ہیں اور جتنی بھی شیعہ تنظیمیں ہیں انہوں نے ہلال احمر جو دفاعی تنظیم ہے اور جتنی طبی ساز و سامان کی گاڑیاں ہیں۔ انہوں نے انہیں فلسطینی خیموں میں آنے سے روک رکھا ہے اور فلسطینی ہسپتالوں کو بجلی اور پانی کی امداد بھی روک رکھی ہے۔ بعض عینی شاہدوں کے مطابق فلسطینی ہسپتالوں میں آگ بھی لگا دیتے ہیں اور یہ ''حزب امل'' والے شیعہ میزائل گرا کر لبنان میں مسلمانوں کو مارنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور سال تک یہ قتل و غارت جاری رکھتے ہیں اور یہ بات قابل ذکر ہے شیعہ کے تمام گروہ اہل سنت کے خلاف کینہ رکھتے ہیں اور مغربی بیروت میں اہل سنت کے خلاف انہوں نے کینہ پروری کی حد کر دی ہے کہ اہل سنت سے علیحدگی کا برملا اظہار کرتے ہیں اور اس کے لیے بطور علامت انہوں نے جھنڈا بھی بنا رکھا ہے۔

منگل کے روز 1985-5-21ء میں سات بجے صبح اس شیعی حزب امل نے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ اناؤنس کیا کہ ان خیموں میں جو سنی رہائش پذیر ہیں وہ ان خیمہ بستیوں کو خالی کر دیں۔ اب خاندانوں نے فوراً بھاگ دوڑ کی، مدارس میں، مساجد میں پناہ لی، حزب امل شیعی تنظیم نے ہنگامہ آرائی ایک بجے شروع

کردی ہے، توڑ پھوڑ کا آغاز کر دیا، ان زخمیوں کے بچوں میں سے ہر بچہ پانچ منٹ بعد مرتا تھا مگر انہیں کوئی پرواہ نہیں ۔ دودنوں میں سوافراد مقتول ہوئے اور پانچ سو کے قریب سنی زخمی ہوئے ، اس شیعی "حزب امل" نے بچوں اور سنی عورتوں اور مردوں کو جو فلسطینی خیموں میں تھے ، گاجر، مولی کی طرح کاٹا۔ اس پر بس نہیں ان خیموں کے علاوہ ان کے ظلم کے ہاتھ ہسپتالوں اور بے نواؤں کے اداروں تک بھی دراز ہوئے۔

اور المناک ترین بات یہ ہے کہ خیموں میں پر امن فلسطینی اگر حزب امل شیعہ تنظیم کے سامنے ہاتھ جوڑ کر التجاء بھی کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہوتا تھا کہ اس معصوم کا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا تھا (اخبار ریپولیکا جو کہ اٹلی سے شائع ہوتا ہے) یہ اس نے لکھا ہے۔ ایک اخبار "سنڈے ٹیلیگراف" نے مراسلہ میں بتایا تھا کہ بیروت میں جو فلسطینی ہسپتالوں میں قتل ہوئے ان میں سے زیادہ تر افراد کو اس طرح ذبح کیا گیا تھا جس طرح بکرے ذبح کیے جاتے ہیں۔ ایک فلسطینی ترجمان نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ 1985-5-26ء میں حزب امل نے اتنے تشدد کا مظاہرہ کیا کہ اس کی کمینی بربریت کا شکار بوڑھے، بچے اور عورتیں کثرت سے ہوئے تھے۔ ایک عینی گواہ خاتون نے بتایا کہ میں نے خود یہ دیکھا ہے کہ ایک فلسطینی نرس کے ایک فلسطینی زخمی پر احتجاج کرنے پر حزب امل شیعہ کی اس تنظیم کے ایک فرد نے اسے بندوق کی سنگین سے غزہ کے ہسپتال میں ذبح کر دیا تھا۔ اسی طرح اخباری نمائندوں نے بتایا کہ حزب امل کے شیعہ افراد نے خیموں سے ان کے گھر والوں کے سامنے 25 فلسطینی نوجوان لڑکیوں کو چھین لیا تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

شیعوں کے ہاتھوں حرم مکہ کی بے حرمتی

1409ھ میں کویت کے شیعہ جو خمینی کے نقش قدم پر چلنے کے دعویدار ہیں اور حزب اللہ شیعوں کی تنظیم کی شاخ ہیں۔ منصور حسن محمد، علی عبداللہ کاظم، عبدالعزیز حسین خمینی، عادل محمد خلیفہ، صالح عبدالرسول یاسین، یہ سب مکہ مکرمہ میں توہینِ حرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ انہوں نے 1409ھ ماہ ذوالحج میں بیت اللہ معظم ومحترم کی تحقیر کی۔ انہوں نے یہ توہین آمیز مواد کویت کے سفیر کے ذریعہ بیت اللہ میں پہنچایا جس سفیر نے یہ کام کیا اس کا نام "محمد رضا غلون" تھا۔ اس بیت اللہ میں تخریب کاری کا نتیجہ یہ نکلا کہ بیت اللہ کے حاجی صاحبان مارے بھی گئے، زخمی بھی ہوئے اور حجاج کرام کا نقصان بھی بہت زیادہ ہوا، جلاؤ گھیراؤ ہوا اور کئی قسم کے خطرات نے جنم لیا اور خونریزی ہوئی اور ہتکِ عزت ہوئی اور اعصاب شکن داخلی خرابی پیدا ہوئی اور قدم شل ہو گئے۔

دسویں بحث......

ایران میں ''فیض'' سنی مسجد کا انہدام

1414ھ سوموار کی رات ماہِ شعبان کی انیس 19 تاریخ تھی جب ایران کے شیعہ مشہد میں سنیوں کی مسجد ''فیض'' کو منہدم کر دیا گیا اس کا انہدام شیعوں کے ہاتھوں ہوا، یہی تاریخ خمینی کے ایران میں پہنچنے کی ہے، اس مناسبت سے حکومتِ ایران محفلیں منعقد کرتی ہے کہ خمینی حکومت اس سال میں برسرِ اقتدار آئی تھی اس کی یاد منانی ہے۔ ایرانی کارندوں نے سنیوں کی مسجد ''فیض'' کے گرد سخت حصار قائم کر کے اسے گھیر لیا اس کے بعد 15 کرینیں استعمال کیں اور مسجد میں لوگوں کی آمد و رفت بالکل بند کر دی۔ یہ شیعوں کی کرینیں اپنا عمل شروع کرتی ہیں۔ مسجد کے باہر سے آغاز کیا رات کے ایک حصہ میں اس مسجد کی دیواریں گرا دیں اور دروازے گرائے اور اندر سے نہ تو قرآن پاک نکالے، نہ ہی جائے نماز اٹھائے اور لائبریری بھی تھی اس کی کتابیں بھی اندر ہی تھیں سب کچھ گرا دیا اور جو بھی مسجد میں تھا اسے قید میں ڈال دیا، کوئی کرین کی زد میں آ کر مارا گیا، اہلِ سنت کا یہ حشر ہوا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ساتویں فصل......

شیعوں کے بارے میں علمائے اہل سنت کے فتویٰ جات

پہلی بحث	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فتاویٰ
دوسری بحث	اہل فقہ کے فتاویٰ
تیسری بحث	اہل حدیث کے فتاویٰ
چوتھی بحث	علمائے نجد کے فتاویٰ
پانچویں بحث	فتاویٰ لجنہ دائمہ
چھٹی بحث	ایک شیعہ کی توبہ کا واقعہ

پہلی بحث......

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے فتاویٰ

شیعہ کا امامیہ فرقہ گمراہ ہے۔ ہر شر اور انحراف ان کے عقائد میں موجود ہے۔ جمہور علمائے کرام نے ان کے کفر اور ان کی زندیقیت کا فیصلہ دیا ہے۔ سب سے پہلے سید الاولین والآخرین، امام العلماء والمتقین، خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان امامیہ شیعوں کے مشرک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

❶ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کی وصیت کی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ سَيَكُونُ فِيْ أُمتي قوم ينتحلون حبنا اهل البيت لهم نبذ يسمون الرافضة فاقتلوهم فانهم مشركون (معجم الكبير طبراني:12/232، رقم:12998 واسناده حسن)

”اے علی! عن قریب میری امت میں ایسی قوم ہوگی جو ہم اہل بیت ہیں ان کی محبت کا دعویٰ کرے گی، ان کا نام رافضی ہوگا، انہیں قتل کردو یہ مشرک ہیں۔“

❷ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے بعد ایک قوم ہوگی جو ہماری دوستی کا دم بھرے گی، جھوٹ بولے گی، دین سے نکل جائے گی، اس کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دے گی۔ (یہ شیعہ امامیہ ہیں)

❸ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے عمرو بن غالب بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تنقید کی تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا برا ہے کہ یہاں سے چلا جا کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیوی کو اذیت دیتا ہے۔ (ترمذی باسنادہ حسن)

❹ سعید کہتے ہیں میں نے اپنے والد محترم عبدالرحمٰن بن ابزی سے کہا: اس آدمی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے؟ انہوں نے کہا:

اسے قتل کر دیا جائے، پھر میں نے کہا: جو آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گالی دے؟ کہا: اسے بھی قتل کیا جائے۔

5. سالم بن ابی حفصہ جو کہ شیعہ ہے یہ کہتا ہے میں نے ابو جعفر اور اس کے بیٹے جعفر سے سنا، ان کا پورا نام ہے۔ جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ثابت ہوا۔ یہ اہل بیت کے امام فرما رہے ہیں اور سالم نے سوال کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ انہوں نے فرمایا: اے سالم! ان دونوں سے دوستی رکھو، اور جو ان کا دشمن ہے۔ اس سے اظہار بیزاری کرو، یہ دونوں راہ ہدایت کے پیشوا تھے۔ اور کہا: اے سالم! کیا کوئی آدمی اپنے دادا کو گالی دے سکتا ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے دادا ہیں۔ اگر میں ان دونوں سے دوستی نہ رکھتا ہوں تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ہی حاصل نہ ہو، میں ان کے دشمنوں سے اعلان بیزاری کرتا ہوں اور جو ان دونوں سے بیزار ہے اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔

دوسری بحث......

فقہاء کے فتاویٰ

① ۔ حضرت علقمہ بن قیس نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

”شیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اسی طرح غلو کیا ہے جس طرح عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا ہے۔“

② ۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”میں نہ تو رافضی شیعہ کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں نہ تقدیر کے منکر، نہ ہی جہمیہ کے پیچھے۔

③ ۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

”رافضی شیعہ کا حصہ مالِ غنیمت میں سے کچھ بھی نہیں۔ اور مزید فرماتے ہیں: میں نے لوگوں سے میل جول رکھا ہے اور علم کلام والوں سے بھی بات چیت کی ہے۔ میں نے رافضیوں اور شیعوں سے بڑھ کر زیادہ گندی بکواس کرنے والا اور نفرت انگیز بات کرنے والا اور دلیل میں کمزور ترین اور احمق ترین کسی کو نہیں پایا۔“

④ ۔ حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور معاویہ بن خازن نے ان سے بیان کیا ہے کہ میں نے لوگوں کو یہی پایا ہے کہ وہ رافضیوں اور شیعوں کو جھوٹا ہی قرار دیتے ہیں۔

⑤ ۔ امام دارالہجرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے، اس کا اسلام میں کوئی نام ونصیب نہیں۔“

ان سے شیعوں کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا:

”ان سے بات نہ کرو اور نہ ہی ان کی بات کا جواب دو، یہ جھوٹے ہیں۔“

⑥ ۔ حرملہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں:

”شیعوں سے بڑھ کر میں نے جھوٹی گواہی دینے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔“

⑦ ۔ خلال، ابوبکر سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: جو شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا:

"میری رائے کے مطابق وہ اسلام پر نہیں رہا۔ مزید کہا: جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے وہ دین سے خارج ہو جاتا ہے۔"

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور قول ہے:

"جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا ہے اور گالیاں دیتا ہے اور صرف چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمار، علی، مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کو مسلمان قرار دیتا ہے اس کا اسلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں۔"

ابن عبدالقوی کہتے ہیں امام احمد رحمہ اللہ:

"جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیزاری ظاہر کرتا ہے اور جس نے بھی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دی، اسے کافر قرار دیتے تھے۔ اور قرآن کی تلاوت کرتے، سورہ نور کی ۱۷ نمبر آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے اس طرح کی حرکتیں کبھی نہ کرو اگر صاحب ایمان ہو۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال ہوا کہ جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالی دے کیا اسکے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟ فرمایا: نہ تو اس کے پیچھے نماز پڑھی جائے نہ اسکی عزت کی جائے۔"

⑧۔ امام محمد بن حسین آجری رحمۃ اللہ علیہ یہ اہل حدیث کے ایک اہم امام ہوئے ہیں۔ انہوں نے شیعوں کے مذہب کی بدترین الفاظ میں مذمت کی ہے۔ اور ان سے بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت جو کہ پاکیزہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے گندے نظریات سے بالاتر کیا ہے۔ امام آجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"شیعہ رافضی بدترین لوگ ہیں یہ فاجر اور جھوٹے ہیں جو کچھ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی طرف منسوب کر کے بیان کرتے ہیں، اللہ کے نزدیک یہ اہل بیت اس سے سب کچھ سے بری ہیں اور جو یہ گند اچھالتے ہیں، اہل بیت رضی اللہ عنہم اس سب سے پاک اور صاف ہیں۔"

⑨۔ امام احمد بن یونس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر ایک بکری یہودی ذبح کرتا ہے اور دوسری بکری رافضی شیعہ ذبح کرتا ہے تو میں یہودی کی ذبح کی ہوئی بکری کا گوشت کھاؤں گا، شیعہ کی ذبح کی ہوئی بکری کا گوشت نہیں کھاؤں گا کیونکہ یہ دین اسلام سے مرتد ہو چکے ہیں۔"

⑩۔ امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تمام بدعات مردود ہیں اوران سے اختلاف کی تلوار چلتی ہے،ان بدعات میں سے سب سے زیادہ بدترین شیعوں کی بدعت ہے۔جوبدترین کفرکرتے ہیں،ان میں سے سب سے زیادہ بڑھ کر رافضی،یعنی شیعہ،معتزلہ اور جہمیہ ہیں یہ لوگوں کو بے دینی کی اوراللہ کی صفات سے خالی ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔''

⑪۔ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''بدعت پرور فرقوں میں سے ایک جارودی ہے، ھاشمیہ ہے جہمیہ اور امامیہ فرقے ہیں ،امامیہ شیعوں نے بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیا ہے،ہم ان شیعوں کو کافرقرار دیتے ہیں اوران کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ ہی ان کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔مزید فرماتے ہیں: جوقسم بھی کفر کی ہم نے سنی ہے اسے ہم نے رافضی شیعوں کے مذہب میں موجود پایا ہے۔''

(12)۔امام ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کہ عیسائیوں نے جو رافضیوں کا یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ قرآن پاک تبدیل ہو چکا ہے ،میں کہتا ہوں ان کی بات کی کیا حیثیت ہے،یہ رافضی شیعہ کا تو خود اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ ایک ایسا فرقہ ہے اس کی ابتداء نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے (25) برس بعد ہوئی، جھوٹ اور کفر میں یہ یہود ونصاریٰ ہی کے قائمقام ہیں۔''

(13)۔امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کہ رافضیوں کا جو یہ عقیدہ ہے کہ امام نبیوں سے افضل ہیں،اس کی بناء پر ہم ان کے قطعی کفر کا فیصلہ دیتے ہیں،کہ یہ کافر ہیں۔''

(14)۔سنت کے کوہ گراں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جس کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن پاک سے کچھ حصہ چھپالیا گیا ہے بلکہ یہ کہے ایک آیت بھی چھپائی گئی ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھے کہ اس کے شرعی اعمال کا باطنی حصہ بھی ہے۔جس سے یہ ظاہری احکام قرآن ساقط ہو چکے ہیں تو یہ بلا اختلاف کافر ہیں۔

اور جس کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے تھے،پس چند افراد باقی رہ گئے تھے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فاسق قرار دے تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ جو اس

کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ بلکہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ہے کہ جس طرح خارجیوں کے خلاف لڑائی کرنے کا حکم ہے اس سے بڑھ کر شیعوں کے خلاف لڑنا ضروری ہے۔ ان کے پیشوا زندیق ہیں، یہ بدعتیوں میں سے بدترین ہیں، یہ اسلام کے گرانے کا طریقہ اپناتے ہیں جس طرح ملحد بے دین پیشوا کرتے ہیں۔

مزید امام صاحب فرماتے ہیں:

"جو شیعوں کی تقریروں اور تحریروں کا تجربہ رکھتا ہے وہ جان جائے گا کہ یہ کائنات میں سے ساری مخلوق میں سے سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔"

"مزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نے رفض "شیعیت" پیدا کی وہ یہودی تھا، اس نے پس بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھا تھا اندر سے منافق تھا (یعنی عبداللہ بن سباء۔ لعنہ اللہ) اور اس نے جاہلوں کے سامنے ایسی ایسی دسیسہ کاری کی کہ دین کی جڑیں کھوکھلی کر دیں اور پتا تک نہیں چلنے دیا یہی وجہ ہے کہ شیعوں میں منافقت اور بے دینی بہت زیادہ ہے اور پھر ان شیعوں کے پیشوا اسماعیلی، نصیری، قرامطہ، باطنیہ وغیرہ زندیقوں اور نفاق کے سرغنوں کے ساتھ مل گئے ہیں اور ان کے ساتھ ساز باز کر لی۔" (مجموعہ الفتاویٰ)

منہاج السنۃ میں حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ

"ہر صاحب دانش کو اپنے دور میں پیدا ہونے والے فتنوں اور شر انگیزیوں اور اسلام میں فساد ڈالنے والوں پر گہری نظر رکھنی چاہیے اور جب یہ اس پر غور کرے گا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ فتنے زیادہ تر رافضیوں (شیعوں) کی طرف سے وجود میں آئے ہیں اور انہیں فتنہ پروری اور شر انگیزی میں بدترین عنصر پائے گا۔"

(15)۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اگر آپ نے خنزیر پن کا نسخہ پڑھنا ہے اور ان کی شکل وشباہت دیکھنی ہے تو انبیاء علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین کے بہترین لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے چہروں سے پڑھ لو۔ یہ بالکل نمایاں تحریر ہوگی، یہ رافضی شیعہ دلی طور پر جتنی خنزیریت اور خباثت رکھتا ہوگا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے خلاف یہ شیعہ جو عداوت رکھتے ہیں اسے ہر مومن پڑھ سکتا ہے، خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا نہ پڑھا لکھا ہو۔ بہر حال اس خنزیر کی خباثت اس کے چہرے پر نمایاں ہوگی، خنزیر حیوانات میں سے بہت زیادہ خبیث

اور خسیس ہے، اس کی خصوصیت ہے، یہ پاکیزہ چیزیں نہیں کھاتا اور انسان کا پاخانہ جلدی سے کھا جاتا ہے۔ یہی حال ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مخالف خنزیروں کا ہے۔"

مزید فرماتے ہیں کہ ان رافضی شیعوں نے اہل بیت کی محبت کے رنگ میں اور انکی دوستی کے ڈھنگ اور تعصب کی امنگ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے گروہ کے خلاف الحاد، کفر اور تنقید کی آگ نکالی ہے۔

(16)۔امام علی بن سلطان قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"جو کسی بھی صحابی کو گالی دیتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے، اس پر اجماع ہے اور ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ صحابی رضی اللہ عنہ کو گالی دینا جائز ہے جیسا کہ شیعوں کا خیال ہے۔ یا سمجھے یہ کار ثواب ہے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل سنت کے کفر کا اعتقاد رکھتا ہے تو یہ بالا جماع کافر ہے۔"

(17)۔امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ہر رافضی شیعہ خبیث اور کافر ہے اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کافر کہیں تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ جب سوائے چند کے سب کو کافر قرار دے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے؟

(نثر الجواہر علی حدیث ابی ذر)

اپنی کتاب "طلب العلم" میں امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رافضی شیعہ صرف اپنے مذہب میں امانت والا ہے، وگرنہ ان میں امانت داری کا نام ونشان نہیں بلکہ جو رافضی نہ ہو یہ اس کے مال وخون کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ داؤ لگانے کے لیے "تقیہ" کا سہارا لیتے ہیں۔ فرصت ملنے پر غیر شیعی کو نقصان پہنچانے میں ذرہ برابر کسر نہیں چھوڑتے۔"

(18)۔امام محمود شکری آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رافضیوں شیعوں کا عقیدہ ہے کہ سوائے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سب ظالم تھے (نعوذ باللہ) مجھے قسم ہے ان رافضیوں شیعوں کا کفر ابلیس سے بھی بڑا کفر ہے۔"

(صب العذاب علی من سب الاصحاب)

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

فتویٰ اہل حدیث

(۱)......امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الدين لاهل الحديث ، والكلام والحيل لأهل الرأى والكذب للرافضة

"دین اہل حدیث کے پاس ہے، تاویلات اور حیلہ سازیاں اہل رائے کا وتیرہ ہے اور جھوٹ شیعوں کی عادت ہے۔"

(۲)......امیر المؤمنین فی الحدیث امام ثوری رحمہ اللہ تعالی

حضرت ابراہیم بن مغیرہ فرماتے ہیں:

"میں نے امام ثوری رحمہ اللہ سے دریافت کیا: جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ کہا: نہیں جائز!"

(۳)......امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شیعوں میں یہود و نصاریٰ کی بہت زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے"

(۴)......جہمیہ، قدریہ اور مرجئہ فرقوں میں سے کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور نہ شیعوں کے پیچھے نماز پڑھو"

(۵)......مؤمل بن اھاب کہتے ہیں: "میں نے امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ سے سنا فرماتے ہیں:

"ہر بدعتی سے حدیث لکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی بدعت کی حمایت نہ کرے، شیعوں سے نہ لکھی جائے یہ جھوٹے ہیں۔"

(۶)......امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہودی اور عیسائی کے پیچھے نماز پڑھو یا شیعہ یا جہمیہ فرقہ کے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھو ایک ہی بات ہے۔ شیعوں کی عیادت نہ کی جائے، نہ ان سے نکاح کیا جائے، نہ ہی ان کے جنازوں میں حاضر ہو، کیونکہ یہ ملت اسلامی پر نہیں مرتے، نہ ہی ان کا ذبح کیا جانور

کھایا جائے۔"

(۷)......حضرت طلحہ بن مصرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"شیعوں رافضیوں سے نہ تو ان کی عورتوں سے نکاح کیا جائے نہ ہی ان کا ذبیحہ کھایا جائے کیونکہ یہ مرتد ہیں۔"

(۸)......خلال بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون بن زیاد نے کہا، میں نے امام فریابی سے سنا،

"ان سے ایک آدمی نے پوچھا کہ آدمی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گالی دیتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ فریابی نے کہا: وہ کافر ہے، پھر سائل نے پوچھا: اس کی نمازِ جنازہ پڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں پڑھ سکتے، اس نے کہا: وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے، کہا: تم کہتے ہو، وہ کلمہ پڑھتا ہے، میں کہتا ہوں: اپنے ہاتھ بھی اسے نہ لگائیں، لکڑی کے ساتھ اسے گڑھے میں پھینک دو یہ زندیق ہے۔"

(۹)......جرح وتعدیل کے امام ابوزرعہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص کرتا ہے وہ زندیق ہے، اس نے قرآن وسنت کا ابطال کیا ہے۔"

(۱۰)......امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"رافضیوں اور شیعوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کے لبادہ میں بہت ساری احادیث ان کے فضائل میں خود گھڑی ہیں، ان میں سے ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے اور ایسی بے دست وپا خرافات بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، شیطان نے ان کے لئے انہیں مزین کر دیا ہے انہوں نے تراش لی ہیں۔"

(۱۱)......رافضیوں شیعوں کو کافر قرار دینے میں امت کا اجماع ہے وجہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ

صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم گمراہ ہیں اور نامناسب باتیں ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔"

(۱۲)......امام ذھبی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الکبائر" میں فرماتے ہیں:

"جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع کرتا ہے وہ ملت اسلامی سے اور دین سے خارج ہے۔"

(۱۳)......امام محمد مقدسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ہر صاحب بصیرت ودانش جانتا ہے کہ شیعوں کے عقائد جو ہم نے بیان کئے ہیں یہ صریح

کفر ہیں بدترین جہالت اور عناد پر مبنی ہیں، ان کی روشنی میں ان کے کفر کا اور دین اسلام سے خارج ہونے کا فیصلہ دینا ہی پڑتا ہے۔"

(۱۴)......نواب صدیق الحسن خان صاحب قنوجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بغیر کسی رُورعایت کے یہ بات واضح دلائل کی روشنی میں کہی جاسکتی ہے کہ رافضی شیعہ اعلانیہ کافر ہیں ان پر کافروں والے معاملات جاری کیے جائیں، ان سے نکاح نہ کیا جائے، ان کی تردید میں زبانی، قلمی اور ہر قسم کا جہاد کیا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے یہ مسلمان نہیں، یہ دنیا کے خبیث ترین گروہوں میں سے ہیں۔" (الدین الخالص)

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

علمائے نجد کے فتاویٰ

۱)......مجدد دعوت سلفیہ، جزیرہ عرب کے مجدد، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بے شمار آیات قرآنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل میں اور بہت سی احادیث بھی ان کی خوبیوں کے بارے میں علی الاعلان ان کے کمال کا اظہار کر رہی ہیں۔ ان کے باوجود اگر کوئی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق فسق اور ارتداد کا اعتقاد رکھتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا ہے۔"

مزید فرماتے ہیں:

"ثابت ہوتا ہے کہ یہ رافضی شیعہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اور اس کی حرام کردہ باتوں سے دور رہنے میں سخت نافرمان ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کی پیدائش نکاح متعہ سے ہے جو کہ نطفۂ حرام سے پیدائش ہے یہی وجہ ہے یہ نطفہ بھی حرام اور حرام ہی رحم ٹھہرا۔ یہ شیعہ عملاً اور عقیدتاً خبیث ہی ہوتے ہیں۔ صحیح مقولہ ہے: کل شیء یرجع الی اصلہ "ہر چیز اپنی اصل کی جانب لوٹتی ہے"

امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

"یہ شیعہ رافضی سنت سے خارج ہیں اور ملت دین سے باہر ہیں اور نکاح متعہ کے نام پر انہوں نے زناکاری کے اڈے کھول رکھے ہیں اور قبل و دبر میں زنا کرتے ہیں یہ پیداوار ہی زنا کی ہیں۔"

۲)......امام عبداللطیف بن حسن آل الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"شیعوں کے نزدیک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت گاہ (کربلا) ہے۔ جسے انہوں نے ایک بت بنا رکھا ہے۔ بلکہ ایک مدبّر وخالق، رب ہی بنا رکھا ہے، انہوں نے ایران میں پھر مجوسی مذہب کی تجدید کر دی ہے۔ لات ومنات کی عبادت کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے اور انہوں نے جاہلیت کے بتکدے دوبارہ لوٹا دیے ہیں، حضرت

عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اوران پر نذرونیاز کی صورت میں اتنا زیادہ مال خرچ کرتے ہیں اوران قبروں اورآستانوں پر اتنے زیادہ اخراجات اٹھاتے ہیں، رب کائنات کے لیے اس کا دسواں حصہ بھی خرچ نہیں کرتے ،قطیف، بحرین وغیرہ علاقوں میں حد درجہ جہالت ہے۔ان شیعوں نے بہت زیادہ بدعات جاری کررکھی ہیں،اوران آستانوں میں ایسی مجوسیت اور بت پرستی پھیلا رکھی ہے جو دین حنیف کے اصولوں کے بالکل خلاف ہے۔'' (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ)

۳)......محمد بن عبداللطیف فرماتے ہیں:

''شیعوں کوسلام کہنا،ان کے ساتھ بیٹھنا اورمیل جول رکھنا،اس کے باوجود یہ عقیدہ بھی ہو کہ یہ کافراور گمراہ ہیں تو یہ خودکودھوکہ میں ڈالنا ہے۔جو یہ کرتا ہےاس کے ساتھ بول چال نہ رکھا جائے اوراس بارے میں اس سے بحث نہ کی جائے کیونکہ یہ دعوت اسلامیہ کی تربیت سے نا آشنا ہےاور طریق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ناواقف ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

''یہ جوہم نے کہا ہے، یہ پہلے شیعوں کے بارے میں ہے اب تو ان کی حالت اس سے بھی بدترین ہے۔انہوں نے مزید اضافہ یہ کردیا ہے کہ اہل بیت میں سے اولیاء اور نیک بندوں کے بارے میں غلو سے کام لیتے ہیں۔اب جوشخص ان کے کفر میں شک کرتا ہے ،دراصل وہ ان کی حقیقت سے نا آشنا ہےاوراس سے بے خبر ہے جو پیغمبر لے کرآئے ہیں اورکتابوں میں نازل ہوا ہے۔ایسے آدمی کو چاہیے کہ لحد میں اترنے سے پہلے اپنے دین سے وابستہ ہوجائے۔'' (الدررالسنیہ فی الاجوبۃ النجدیہ)

۴)......امام عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''رافضی شیعہ،امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نمودار ہوئے۔ انہوں نے شرک ایجاد کیا اورامت کے شروع ہی کے دور میں قبروں پرعمارتیں بنائیں اور مصیبت پیدا کردی ان کے بہت ہی برے عقائد ہیں'' (مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ)

۵)......ابوبطین عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متاخر شیعہ رافضیوں کا حکم یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا،جس کا مظاہرہ

یہ آستانوں میں کرتے ہیں۔ یہ ایسا شرک کرتے ہیں وہ مشرک جن کی طرف رسول اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تھے انہوں نے بھی ایسا شرک نہ کیا تھا۔"

(مجموعۃ الرسائل والمسائل النجدیہ)

۶)......امام سلیمان بن سحمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ جو شیعہ ہیں ان کے برے اقوال اور خطا کار عادات اور خود ساختہ نظریات ہم نے بیان کیے ہیں بلکہ ان کی جھوٹی عادات جنہیں کان سننا برداشت نہیں کرتے، اس بناء پر ہم کہتے ہیں یہ مسلمان نہیں"

مزید فرماتے ہیں:

"ہمارے اس فتویٰ کے خلاف کسی نے رائے نہیں دی، جنہوں نے اختلاف کیا ہے ان کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ ان فضولیات کو ایک عناد پرور کافر ہی بیان کر سکتا ہے، مسلمان نہیں اپنا سکتا۔" (الحجج الواضحہ الاسلامیہ، فی رد شبہات الرافضہ والامامیہ)

۷)......امام محدث شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ جو کہ برصغیر ہندوستان کے عظیم محدث ہیں، فرماتے ہیں:

"ان رافضیوں کے عقائد کی روشنی میں ہم یہ کہتے ہیں: ان کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں اور یہ پکے کافر ہیں۔" (تحفہ اثنا عشریہ)

۸)......امام محمد بن ابراہیم بن عبداللطیف آل الشیخ مفتی اعظم سعودیہ عربیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان رافضی شیعوں نے متعدد بدترین جرائم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتے ہیں اور لعن وطعن کرتے ہیں اس سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف ان کی عداوت اور خباثت کا پتہ چلتا ہے۔" غیرتمند مسلمانوں کو چاہیے ان افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان دشمنوں کے خلاف مضبوطی اور باریک بینی سے فیصلہ کریں اور قاطع تلوار بن کر ان پر واقع ہوں۔ (فتاویٰ رسائل شیخ محمد بن ابراہیم 249/1)

شیخ رحمہ اللہ نے رافضیوں اور شیعوں کے ایک داعی کے قتل کا فتویٰ دیا تھا۔ اس خبیث کو قتل کرنا جائز ہے وجہ یہ ہے کہ اس نے فتنہ کا اظہار کیا ہے اس کا سر ابھی کچل دیا جائے تو یہ بجھ جائے گا اگر اس میں نرمی برتی گئی تو یہ خطرناک رخ اختیار کر سکتا ہے۔ امام وقت کو اختیار ہے ایسے فسادیوں کو روکیں اور بدعت کے اس مواد کو ابھی ختم کر دیں اور بدعت وفتنہ کا دروازہ بند کریں۔

امام صاحب رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

پانچویں بحث......

دائمی فتویٰ کمیٹی کی طرف سے ایک فتویٰ کا اجراء

یہ وہ کمیٹی ہے جو علامہ، محدث اور بقیہ السلف افراد پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کے ارکان علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، علامہ عبدالرزاق عفیفی، علامہ عبداللہ بن غدیان، علامہ عبداللہ بن قعود رحمہم اللہ ہیں جو سب جنت کو سدھار چکے ہیں۔ ان سے سوال ہوا جعفریہ کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے......؟

تو کمیٹی نے جواب دیا: بصورت صحت سوال کہ یہ جعفریہ والے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور سادات کو پکارتے ہیں اگر یہی صورت ہے تو یہ مشرک اور مرتد ہیں ان کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں، یہ مردار ہے اگرچہ اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کیا ہو۔ یہی کمیٹی ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہے: ایسا کرنے والے، یعنی ان بزرگوں کو پکارنے والے ملت اسلام سے خارج ہیں۔ مسلمان اپنی خواتین کا ان سے نکاح نہ کریں اور نہ ہی مسلمان ان کی عورتوں سے نکاح کریں اور نہ ہی ہمارے لیے ان کا ذبیحہ کھانا حلال ہے۔ یہی کمیٹی کہتی ہے: جو یہ کہتا ہے کہ قرآن میں تحریف واقع ہوئی ہے جیسا کہ شیعہ کا عقیدہ ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ قرآن غیر محفوظ ہے۔ یا اس میں نقص ہے تو یہ گمراہ ہیں۔ اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اگر توبہ کر لیتا ہے تو درست ہے، وگرنہ حاکم وقت پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے یہ مرتد ہے۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمہ)

1408ھ ماہِ ربیع الاول میں رابطہ عالم اسلامی کی میٹنگ نے یہ فیصلہ جاری کیا، اس کانفرنس میں شریک تمام افراد نے متفقہ فیصلہ دیا کہ خمینی گمراہی کا داعی ہے اس نے مسلمانوں کو مصائب اور فتنوں سے دوچار کیا ہے۔ مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کیا ہے۔ اس کا منہج و طریقہ اسلامی تعلیمات سے باہر ہے۔ اس کا معاملہ امت مسلمہ کے لیے خطرناک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس وجہ سے ہم اسلامی ممالک کے حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس سے ہر میدان میں قطع تعلق رکھیں اور اس کی اسلامی میدان کے خلاف جو سرگرمیاں ہیں انہیں روکا جائے۔

❶ علامہ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کا فتویٰ:

بقیۃ السلف، محدث اعظم، امام مفتی اعظم سعودی عرب رحمہ اللہ، اثنا عشری شیعوں کے بارے میں

کہتے ہیں:

''میں ایک مفید بات بتاتا ہوں کہ شیعوں کے بہت زیادہ فرقے ہیں اور ہر فرقہ کے پاس کئی اقسام کی بدعات ہیں،ان میں سے خطرناک ترین فرقہ خمینی ہے۔ ان کی زیادہ تر دعوت شرک کی دعوت ہے۔ یہ اہل بیت سے مدد طلب کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اہل بیت غیب دان ہیں۔ خصوصاً بارہ امام غیب دان ہونے کے دعویدار ہیں۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے باطل نظریات سے سلامت رکھے۔'' (مجموع فتاویٰ:439/4)

برادران اسلام! علامہ ابن باز رحمہ اللہ کی بات پر کان دھریں۔ یہ گمراہ فرقوں اور ادیانِ باطلہ سے خبردار کررہے ہیں۔ان میں سے ایک شیعہ امامیہ کو بھی گمراہ فرقہ قرار دیا ہے۔ اور مذاہبِ باطلہ کا انکشاف کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اپنے دین میں فقاہت رکھنے والے اور اس میں غوروفکر کرنے والے کے سامنے ہر باطل اور فاجر واضح ہوجاتا ہے۔ یہ دین کی برکت ہے یہ فکر خواہ دین سے کلی طور پر باہر کی ہو،قومیت کی ہو،اس بارے میں یہ دین والا باطل کو پالتا ہے۔ یہ باطل قومیت میں ہو،یہودیت میں ہو،مہدیت میں ہو،شیعیت میں ہو، بوذیت میں ہو،نصرانیت میں ہو۔کتاب اللہ اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان غلط مذاہب سے آگاہ کردیا ہے کہ یہ سب چیزیں باطل ہیں۔حق صرف اور صرف قرآن وسنت میں ہے۔

2 امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خمینی کے اقوال ظاہراً کفریہ ہیں۔اور صریح شرک ہیں،یہ قرآن پاک اور سنتِ مطہرہ اور اجماع امت سے ٹکراتے ہیں جو ان کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے۔اگرچہ نماز،روزہ رکھتا ہو اور اسے گمان ہو کہ میں مسلمان ہوں۔'' (الشیعۃ فی میزان الاسلام)

برادران گرامی قدر! امام ومحدث البانی رحمہ اللہ کی بات پر غور فرمائیں،جو نہایت ہی تاکید کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ اہل سنت اور شیعوں کے درمیان جو اختلاف ہے یہ اصولی اختلاف ہے کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ قرآن پاک میں تحریف ہوئی ہے اور ان کا امام خمینی جو دعوت دیتا ہے وہ کفر کی دعوت ہے۔

البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں دمشق میں تھا میں نے شیعوں سے کہا: تم صحیح بخاری پر اعتماد نہیں کرتے؟ تو ہم تمہاری کلینی کی کتاب پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔"

آج یہ بات بہت ہی خطرہ سے بھرپور ہے عام تو عام رہے بہت سارے اسلام کے داعی بھی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شیعوں اور اہلِ سنت کے درمیان اصولی اختلاف نہیں، یہی وجہ ہے خمینی نے جب حکومت کا اعلان کیا تو بہت سارے نوجوان اس بیعت ہوئے اور اس کے دست و باز و بن گئے۔ ان کا خیال یہی تھا کہ مسلمانوں اور شیعوں کے درمیان فروعی اختلاف ہے دراصل یہ شیعوں کے اصولی اختلاف سے بے خبر ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور اصولی اختلاف کیا ہوگا کہ شیعہ ہمارے قرآن کو ہی اپنے قرآن کا چوتھا حصہ مانتے ہیں اور خمینی نے اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں جو اپنا عقیدہ بیان کیا ہے وہ بھی کفریہ ہے۔

❀ شیخ فاضل امام ومجتہد عبداللہ بن عبدالرحمٰن جبرین فرماتے ہیں:

فالرافضةُ بلا شك كفارٌ (اللؤلؤ المكنون)

"رافضی شیعہ بغیر کسی شک وشبہ کے کافر ہیں"

اس بارے میں مزید تحقیق کے لیے کتاب "قفاری" اور "الخطوط العریضۃ" اور علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کی کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

برادرانِ اسلام! علامہ جبرین حکومت سعودیہ کی علماء کمیٹی کے اہم رکن ہیں وہ شیعوں کے مشرک ہونے کا فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ یہ شیعوں کے خلاف ایک حجت قائم ہوئی ہے اور ہمارے یہی امام جبرین وہ صورت حال بھی بیان کرتے ہیں جو ایران میں ہمارے اہل سنت بھائیوں کو درپیش ہے۔ وہ بہت مشقت اٹھا رہے ہیں اور شیعوں نے انہیں ہر سہولت سے محروم رکھا ہے اور یہ شیعہ جب بھی اہل سنت پر قابو پاتے ہیں ان کے ساتھ سخت برا سلوک کرتے ہیں اور اگر ان کے اس مشرکانہ نظریہ پر تنقید کی جائے کہ ان بزرگوں کو پکارنا شرک ہے تو یہ اس بات کو قبول کرنے کے لے تیار نہیں اور یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ تم "وھابی" ہو اور ہر آزمائش اور مصیبت میں غیر اللہ کو پکارنے پر اصرار کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم ان کے اعمالِ بد کو دیکھتے ہوئے اصحاب بسط وکشاد اور حکمرانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے ہاتھ رد کیں، انہیں اسلامی علاقوں میں بدعات نہ پھیلانے دیں، اگر انہوں نے یہ کام کرنا ہے تو اپنے علاقوں ایران اور عراق تک ہی محدود رہیں۔ جن علاقوں میں شریعت پر عمل ہو رہا ہے ان

میں ہم عقیدہ شرک پھیلانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ ایران میں لاکھوں کی تعداد نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں سنی لوگ ہیں مگر انتہائی درجہ ذلت ورسوائی کا شکار ہیں۔ وہ اپنے اسلام اور عبادات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ ہر اہم عہدہ پر شیعہ ہیں۔ خطباء، مدرس بھی شیعہ ہیں اور حکومتی عہدے پر صرف شیعوں کا قبضہ ہے۔ اور سنی اتنی زیادہ کسمپرسی کی حالت میں ہیں کہ دستی روزی کما کر گزارہ کر رہے ہیں۔ ہر قسم کا عہدہ صرف شیعوں کے لیے ہے۔ اس کے برعکس ہماری حکومت اور دیگر اسلامی حکومتیں جہاں اللہ کے فضل سے اکثریت اہل سنت کی ہے وہاں شیعوں کو تدریس وغیرہ میں عہدوں تک رسائی حاصل ہے۔ اور صنعت میں بھی یہ دسترس رکھتے ہیں صرف اس وجہ سے یہ یہاں تک پہنچ جاتے ہیں کہ انکی سندیں انہیں اس کی اہل ثابت کرتی ہیں اور اس عہدہ کی شرائط اس میں پائی جاتی ہیں اور یہ سعودی باشندے ہیں لیکن ان کے مضر عقائد پر نظر نہیں کی جاتی اور نہ ہی انہیں ان عہدوں پر بٹھانے والے سوچتے ہیں کہ یہ اہلیت تو تم نے دیکھی مگر جو یہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف سازش کر سکتے ہیں اسے بھی مدنظر رکھیں مثلاً جب انہیں شعبہ تدریس میں ذمہ داری سونپی جائے گی تو ظاہر ہے یہ مسلمان بچوں کا عقیدہ خراب کریں گے انہیں ایسا مشکوک کر دیں گے وہ صحیح عقیدہ نہ پاسکیں گے۔ اسی طرح اگر انہیں ڈاکٹری پیشہ سے منسلک کر دیا جاتا ہے تو اس بات کی ضمانت نہیں یہ علاج کرنے کی بجائے سنی لوگوں کی بیماری میں اضافہ کر دیں۔ یہ اتنے متعصب ہوتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بچوں کو پیدائش کے وقت ناکارہ کر دیں اور عورتوں کو بانجھ کر دیں، ان کی سنت دشمنی کی بنا پر سب کچھ ممکن ہے۔

لہٰذا ہماری گزارشات پر غور کریں......!

☆☆☆☆☆

چھٹی بحث......

ایک شیعہ کی توبہ کا واقعہ

ہمارے محترم بھائیو! ایک شیعہ کا ایمان افروز واقعہ سماعت فرمائیں۔ اس کا نام حمزہ ہے۔ ایک سنی واعظ سے انٹرنیٹ کے ذریعہ اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے راہِ ہدایت قبول کر لی اور باقاعدہ کلمہ پڑھا اور جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے اس کا سینہ کھولا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے دفاع میں کمر بستہ ہے۔

آیئے! یہ فکر انگیز گفتگو ہم بھی پڑھتے ہیں!

حمزہ: اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ اس اللہ نے مجھے ہدایت دی اور اس کی بارگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ وہ مجھے اب ثابت قدم رکھے کیونکہ میں گمراہ کن مجالس میں رہا ہوں میرے پاس اس گمراہ کن چیز کا علم بھی ہے، میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں ابھی میں زندہ ہوں اور اس نے مجھے ہدایت دی۔ میں اپنی زندگی میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں، اللہ وحدہ لاشریک ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

شیخ نے کہا: حمزہ خوش ہو جاؤ، اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نورِ اسلام غالب کرنا چاہتا ہے اور اسلام کو عزت دینا چاہتا ہے۔ حمزہ! اب تم ہمارے پیارے بھائی ہو، ہمیں اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز ہو اور یہ جو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ اللہ کے ڈر سے رونے والی آنکھ ہیں ان پر دوزخ کی آگ حرام ہو چکی ہے ہم تمہارے بارے میں اچھے جذبات رکھتے ہیں اور ہم تمہارے لیے اچھی امید رکھتے ہیں۔

حمزہ: اے میرے بھائی! جزاک اللہ، میرے پاس ایک چھوٹا سا جملہ ہے میں بار بار اسے دہراتا ہوں۔

اللهم العن كل من سب الصحابة او احذى امهات المؤمنين

"اے میرے اللہ! اس پر لعنت کر جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے یا امہات المومنین میں سے کسی کو گالی دیتا ہے۔"

یہ بات حمزہ نے تین بار دہرائی۔ حمزہ بات کو آگے چلاتے ہوئے کہتا ہے: یہ امہات المومنین

ہماری مائیں ہیں۔ ہم ان پر فدا ہوتے ہیں۔ یہ ہم سے اور ہماری بیویوں سے افضل ہیں، ہماری ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں سے بہتر ہیں۔ یہ بات میرے سینہ ودل میں کافی دیر سے موجود تھی لیکن ہمیں یہ بات کہنے کی ہمت نہ ہوئی، واللہ! اگر میرے پاس موت کا فرشتہ آئے گا تو مجھے جنت سے دور نہ کیا جائے گا۔ مجھے سرزمین شیعہ پر افسوس ہے میں تو وہاں دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھا، اللہ نے مجھے نجات دی۔

شیخ صاحب: حمزہ! میں آپ کے لیے اللہ سے ثابت قدمی کی التجا کرتا ہوں، تمام تعریفات اس اللہ کے لیے جس نے آپ کو دوزخ سے نجات دی۔ اے ہمارے پیارے بھائی! یہ ہم پر اللہ کا فضل ہے اور اس کے بعد ہمارے شیوخ کی مہربانی ہے کہ حقیقت آشکارا ہوئی ہے۔ جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا اسے اللہ کے شکریہ کا بھی ڈھنگ نہیں آتا۔ بھائی! ہماری درخواست ہے اپنے عقیدہ کی وضاحت فرما دیں اور یہ کہ اس خیر تک رسائی کس چیز سے متاثر ہو کر ہوئی۔ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے۔ وضاحت کریں!

حمزہ: میرے ایک بھائی کا نام سعد ہے دوسرے بھائی کا نام ابوعلی ہے اور شیخ ابومعتصر سے میں متاثر تھا۔ میں ہر موقع پر ان کے ہاں حاضر ہوتا وہ شیعیت کے موضوع پر طویل گفتگو کرتے تھے۔ اللہ عزوجل نے مجھے حقیقت دکھا دی۔ اسی دوران میں نے اہل سنت کی کتاب، کتاب اللہ جس کا نام ہے، یعنی قرآن پاک کو میں نے دو تین مرتبہ پڑھا تو مجھے عجیب سا لگا کہ میں کہاں رہا ہوں۔ تاہم میں نے سید حسین کی تحریر پڑھی تو اس میں لکھا تھا (یہ شیعہ مذہب) دین نہیں، بلکہ امت پر ایک مصیبت ہے اور امت اسلامیہ کے لیے خوفناک اور دردناک المیہ ہے۔ الحمد للہ! میں حق سمجھ گیا۔ ایک اور بات بتا دوں کہ شیعوں کے بارے میں اکیلا ہی نہیں جسے شک تھا بلکہ میرے جیسے ہزاروں اور لوگ بھی ہیں جو ان کے بارے میں شک میں مبتلا ہیں صرف انہیں تحقیق کی ضرورت ہے، جب آپ ان پر دلیل پیش کرو گے تو وہ اسے قبول کریں گے۔ کیونکہ وہاں نہ تو ہم بات کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی مسئلہ کے بارے میں بحث وتکرار کر سکتے ہیں، ہم کمزور تھے، وہاں اماموں کا چرچا تھا۔ تم دلیل دیتے ہوئے یہ کہتے ہو، اللہ کا فرمان ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے لیکن شیعہ یہ کہتے ہیں: حجۃ الاسلام نے کہا، حسین رضی اللہ عنہ نے کہا، فلاں امام نے کہا، وہاں کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

شیخ صاحب: بھائی! اللہ اکبر۔ میں اپنے بڑے اللہ سے آپ کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں فصل......

اس بارے میں ہے کہ

قریب والے سنی لوگوں کو شیعہ بنانے کے خدوخال کیا ہیں؟

پہلی بحث:

ایرانی تحریک کی مجلس ثقافت کی شوریٰ کے اعلیٰ ارکان کا پیغام۔

دوسری بحث:

جو خفیہ خاکوں کے ذریعے نکات سامنے آئے ہیں ان کی وضاحت۔

تیسری بحث:

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ کو انہوں نے شہید کیا۔

چوتھی بحث:

شیعہ کے خفیہ خاکے کا خلاصہ۔

پہلی بحث......

مجلس ثقافت کا پیغام

جو ہم بیان کرنے والے ہیں یہ ایک نہایت ہی اہم اور بہت ہی زیادہ خطرناک معاملہ ہے، شیعہ علماء اور ان کے آیات اللہ کہلوانے والوں نے حکومت ایران کے پڑوس ممالک میں اور علاقوں میں شیعیت پھیلانے کا خفیہ خاکہ تیار کر رکھا ہے۔ اس کا انکشاف مجلّہ ''البیان'' شمار (۱۲۳) ماہ ذوالقعدہ 1418ھ بمطابق 1998ء نے کیا۔ یہ ایک پیغام ہے جو اس مجلس ثقافت نے اپنے تمام محافظوں اور اپنے مذہب والوں کو ارسال کیا ہے۔ ایران کے مختلف شہروں میں اسے بھیجا ہے۔ اس پوشیدہ خاکہ کو تقریباً پچاس برس تک پورا کرنے کا ہدف دیا گیا ہے۔ ہدف یہ ہے کہ ایرانی علاقوں میں جن پر شیعوں کا تسلط ہے اس میں اہل سنت لوگوں کو شیعہ بنائیں اور سعودی عرب، عراق، کویت، بحرین، قطر، امارات، عمان وغیرہ ممالک جو ایران کے پڑوس میں ہیں ان میں بھی شیعیت کا جال پھیلائیں اور مزید یہ کریں کہ ان پر فوجی معاشرتی اور ثقافتی سطح پر غلبہ پائیں اور ان ملکوں کا سارا نظام تباہ کر دیا جائے اور شیعیت کا تسلط جمایا جائے۔ سو اب اس شیعی مقصد سے سب کو آگاہ ہونا چاہیے اور ہر سطح پر اس کا سدباب کیا جائے، حکمران بھی، علماء بھی، مرد بھی، خواتین بھی سب اس کا دفاع کریں کیونکہ یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔ ہم سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ اس کی حفاظت کرنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

اور کہتے ہیں: ہم سب اسلام کی سرحد ہیں اور اسلام کی سرحد کو تمہاری طرف سے نقصان نہ ہو۔

اس خطرناک پوشیدہ منصوبہ کی تحریر:

ہم اپنی قریب والی حکومتوں میں اپنی تحریک جاری کرنے سے قاصر ہیں، ان علاقوں کی ثقافت اور تہذیب مغرب سے ملی ہوئی ہے۔ وہ ہمارے اوپر حملہ کر سکتے ہیں اور غلبہ پا سکتے ہیں۔ اب اللہ کے فضل سے اور اس بہادر امام خمینی کی امت کی قربانیوں سے کئی صدیوں بعد اثنا عشری شیعوں کی حکومت ایران میں قائم ہو چکی ہے۔ اور شیعہ لیڈروں کے ارشادات کی روشنی میں ہمارے اوپر بہت ہی بھاری اور خطرناک ذمہ داری آن پڑی ہے، وہ ہے اس تحریک کو جاری رکھنا۔ لیکن عالمی حالات کے پیش نظر اور حکومتوں کے قوانین کو دیکھتے ہوئے اس تحریک کو جاری رکھنا ممکن نہیں بلکہ اسے جاری رکھنے کے لیے

تباہ کن بڑے بڑے خطرات درپیش ہیں۔اس بنا پر ہم نے مختلف آراء کے مطابق اور تین مرتبہ کمیٹی بٹھانے کے بعد ان کے متفقہ مشورہ سے اس منصوبہ کی تکمیل کو پانچ مراحل میں طے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہر مرحلہ دس برس کا ہوگا، اس طرح پچاس برسوں میں ہم مرحلہ وار یہ تحریک قریب کے تمام ممالک پر برپا کر سکیں گے۔ جن خطرات کا ہمیں سامنا کرنا ہوگا وہ وھابی حکام ہیں اور سنیوں کی اکثریت ہے ان کا خطرہ یورپ سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ وہابی اور اہل سنت کی اکثریت ہماری تحریکوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے یہ ولایتِ فقیہ اور ائمہ معصومین کے دشمن ہیں حتیٰ کہ یہ شیعہ مذہب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ یہ ولایتِ فقیہ اور ائمہ معصومین کے دشمن ہیں حتی کہ یہ شیعہ مذہب کو مخالف شریعت و دستور قرار دیتے ہیں۔ اور انہوں نے شیعہ مذہب اور اسلام کو دوسرے کے متضاد قرار دیا ہے۔

اس بنا پر اب ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ایران کے اندر سنی علاقوں میں ہم اپنا اثر و نفوذ زیادہ کریں ،خصوصاً سرحدی علاقوں میں اور ہم اپنی امام بارگاہیں زیادہ تعداد میں تعمیر کریں اور اپنی مذہبی مجالس پہلے سے زیادہ منعقد کریں اور ان شہروں میں جن میں 90 یا 100 فیصد آبادی سنیوں کی ہے وہاں ہم شریعت کے لیے فضا تیار کریں تا کہ اندرونی شیعوں کی تعداد میں مرحلہ وار اضافہ ہو اور یہ رہائش کے لیے کام کے لیے اور تجارت کے لیے یہاں ٹھہریں۔ اس کے بعد حکومت اور اداروں کی ذمہ داری ہے کہ ان سنی لوگوں سے ہمارے شیعہ مذہب کی طرف آنے والوں کو وطنی تسلیم کریں۔ یہ خاکہ جو ہم نے تیار کیا ہے کہ اس تحریک کو پھیلایا جائے زیادہ تر اہل نظر اسے مفید اور مناسب تصور نہیں کرتے اور اس سے بہت زیادہ خونریزی ہونے کا کہتے ہیں اور اس کے خلاف عالمی بڑی طاقتوں کے ردعمل ظاہر ہونے کا خیال بھی ظاہر کرتے ہیں اور اس پر اٹھنے والے اخراجات کو بے سود قرار دیتے ہیں اور اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں کہ اہل رائے کا یہ فیصلہ بارآور ہوگا اور مفید ثابت ہوگا۔

دوسری بحث......

ایرانی سلطنت کی مضبوطی کا طریقہ

کسی بھی حکومت یا جماعت یا شعبہ کے ارکان کی حفاظت یا مضبوطی تین بنیادوں پر ہوتی ہے:

① قوت حاکمہ ② علم ومعرفت ③ اقتصادیات

جب بھی حکومتوں کی بنیاد کو متزلزل کرنا ہو تو حکام اور علماء کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا جائے اور اس شہر یا ملک کے صاحب مال لوگوں کو بکھیر کر اپنے علاقہ میں لے آئیں یا دنیا کے دوسرے ممالک میں بھیج دیا جائے تو ہم نے یقینی کامیابی حاصل کر لی اور توجہ کے قابل ہو جائیں گے۔ بقیہ آبادی اس قوت اور حاکمیت کے تابع ہوتی ہے اور وہ اپنی معیشت میں مگن ہوتی ہے اور اپنی روٹی اور رہائش کے چکر میں ہوتی ہے یہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والے معاملے کے تحت قوت سے دبی رہتی ہے۔ ہمارے ہمسائے ممالک جو اہل سنت اور وہابی بھی ہیں مثلاً ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان متحدہ عرب امارات، خلیج فارسی وغیرہ یہ بظاہر متحد نظر آتے ہیں مگر حقیقت میں مختلف ہیں۔ ان علاقوں کو ایک بہت بڑی اہمیت اس وجہ سے بھی ہے جو گذشتہ اور موجودہ دور میں رہی ہے کہ یہ کرۂ ارض کی شاہ رگ ہیں، ان میں تیل کی دولت ہے یہ دنیا کے حساس ترین ممالک ہیں ان علاقوں کے حکام تیل کی تجارت کی وجہ سے زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان علاقوں کے رہائشی تین طبقات میں تقسیم ہیں: [1] بدو، صحرانشین، جو سینکڑوں سال سے یہاں آباد ہیں [2] وہ لوگ ہیں جو بنجر علاقوں اور بندرگاہوں سے ہجرت کر کے ہماری اس سرزمین میں آباد ہوئے، انکی ہجرت کا آغاز شاہ اسماعیل صفوی، نادر شاہ، کریم خان تاجار بادشاہوں، پہلوی خاندان کے زمانہ میں ہوا تھا اور اس اسلامی تحریک، یعنی شیعوں کے انقلاب ایران کے دور میں بھی وقفہ وقفہ سے انہوں نے بھی ہجرت کی۔ [3] وہ لوگ ہیں جو ادھر ادھر کی چھوٹی چھوٹی عربی حکومتیں ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ایران کے اندرونی شہروں میں ہیں تجارت، امپورٹ، ایکسپورٹ کمپنیاں اور عمارتیں وغیرہ پر ان لوگوں کا تسلط ہے ان علاقوں کی رہائشی عمارتوں کے کرایوں اور زمینوں کی خرید وفروخت پر گزارہ کرتے ہیں اور بااثر ہیں وہ تیل کی تجارت سے حاصل ہونے والی تنخواہوں پر گزر اوقات کرتے ہیں۔

معاشرتی فساد، ثقافتی اور کاروباری خرابی اور اسلام کے خلاف طرز عمل یہ ان میں بالکل واضح ہے۔ ان علاقوں کے رہائشی زیادہ تر اپنی زندگی دنیاوی لذات اور فسق وفجور میں ڈوب کر گزار رہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر نے یورپ اور امریکہ میں فلیٹ بنا رکھے ہیں اور وہاں کی صنعت میں حصہ ڈالا ہے اور اپنا روپیہ وہاں کے بنکوں میں رکھا ہوا ہے، خاص طور پر جاپان، انگلینڈ، سویڈن اور سوئس بنکوں میں کہ انہیں یہ خوف ہے کہ ان کے ملک کے حالات مستقبل کے لیے اچھی غمازی نہیں کر رہے یہاں وہ غیر محفوظ ہیں۔ جب ہم شیعہ ان عربی ممالک پر قبضہ جمالیں گے گویا کہ ہم نے آدھی دنیا فتح کر لی ہے۔

تیار شدہ خاکہ کے نفاذ کا طریقہ کار:

یہ پچاس سالہ خاکہ بروئے کار لانے کے لیے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اردگرد والی حکومتوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھیں بلکہ ہم صدام کے معزول ہونے کے بعد عراق کے ساتھ بھی ہم اپنے تعلقات اچھے رکھیں گے وجہ یہ ہے کہ ہزار دوست کو زیر کرنا آسان ہے جب کہ ایک دشمن کو زیر کرنا مشکل ہے۔ ان سیاسی اور ثقافتی اور اقتصادی تعلقات کی آڑ میں بہت سارے ہمارے ایرانی لوگوں کی تعداد، ان حکومتوں کی طرف پہنچ جائے گی، اس سے ہم مہاجروں کے لبادہ میں اپنے کارندے بھیجیں گے جن کی ہم تنخواہیں دیں گے اور انہیں حق خدمت دیا جائے گا۔ اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں کہ پچاس سال ایک طویل عرصہ ہے ہماری تحریک بیس سال بعد کامیابی سے ہمکنار ہوئی تھی۔ ہمارا مذہب بھی ایک دن میں نہیں پھیلا بلکہ ملکوں میں ہمارے وزراء اور وکیل اور حاکم نہ تھے بلکہ معمولی عہدار بھی نہ تھا حتیٰ کہ وہابی، شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی تو ہمیں مرتد قرار دیتے ہیں اور بارہا شیعوں کا قتل عام بھی ہوا۔ یہ پہلے کی بات ہے مگر آج اس دور میں ہمارے آباؤ اجداد کے نظریات اور ان کی آراء اور مساعی نتیجہ خیز ہیں اگرچہ ہم آئندہ خود نہ ہوں گے لیکن ہماری تحریک اور مذہب دونوں باقی رہیں گے۔ اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے لیے قربانی کی ضرورت ہے۔ ہمارا پروگرام ہونا چاہیے اور خاکہ بندی تیار رکھی جائے، خواہ پچاس سال کی بجائے پانچ سو سال لگ جائیں، ہم لاکھوں شہداء کے ورثاء ہیں جو مسلم نما شیطانوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ اور ان کے خون تاریخ کی راہ پر اب بھی بہہ رہے ہیں۔ یہ خون خشک نہیں ہوئے اور یہ بہتے ہی رہیں گے یہ لوگ جب تک اپنے بڑوں کی خطاؤں کا اعتراف نہ کر لیں گے اور شیعہ مذہب کو اسلام کی اصل قرار نہ دیں گے خون پیش کرتے رہیں گے۔

مرحلہ وار فہم:

1. ہمارے لیے افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق اور بحرین میں مذہب شیعہ کی ترویج واشاعت میں کوئی رکاوٹ نہیں۔ ہم نے جو دوسرے دس سال کا خاکہ تیار کیا ہے ہم اسے ان ملکوں میں پہلا خاکہ بنا کہ کام کر سکتے ہیں ہمارے کارندوں کو تین چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

① یہ ہمارے نمائندے، زمینوں، گھروں، فلیٹوں کی خریداری کریں اور کاروبار بنائیں اور زندگی کی سہولیات اور آسانیاں شیعہ مذہب والوں کو فراہم کریں تاکہ وہ ان گھروں میں رہیں اور تعداد بڑھے، یہی کام فلسطین میں یہودیوں نے کیا ہے۔

② تعلقات بڑھائیں اور بازار میں حکومتی اداروں میں اور بڑے بڑے رؤساء اور مشاہیر اور حکومتی محکموں میں اثر ورسوخ رکھنے والے لوگوں سے دوستی رکھیں۔

③ بعض ملکوں میں عمارتوں کی تعمیر جدا جدا ہے لیکن ان میں بستیوں اور چھوٹے شہروں میں ٹاؤنز تعمیر ہوتے ہیں۔ ہمارے ان کارندوں کو چاہیے وہ انہیں خریدیں اور مناسب قیمت پر بیچیں اور ان افراد کو دیں جنہوں نے اپنی جائیدادیں شہر کے مراکز میں فروخت کی ہیں۔ اس انداز پر شیعوں کی آبادی گھنی ہوسکتی ہے اور سنیوں کے ہاتھوں سے جائیداد نکالی جاسکتی ہے۔

2. دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ شیعہ پر لازم ہے کہ وہ قانون کا احترام کریں اور قانون نافذ کرنے والوں کی بات مانیں اور حکومت کے ملازموں کی بات بھی تسلیم کریں اور مذہبی مجلسوں کے انعقاد کے لیے رخصت طلب کریں۔ امام بارگاہیں بنوائیں کیونکہ مذہبی رسومات مستقبل کے لیے ہمارا اعتماد بحال رکھیں گی اور حساس مقامات پر بلند وبالا اور اعلیٰ رہائشیں تیار کریں اور ان دو مرحلوں سے گزرنے کے لئے یہ ضروری ہے جہاں بھی ہمارے کارندے رہتے ہیں اس ملک کی شہریت حاصل کریں اس کا طریقہ یہ ہے کہ دوستوں کو تحائف دیے جائیں اور نوجوانوں کو ترغیب دیں کہ حکومتی اداروں میں ملازمت اختیار کریں اور خاص طور پر فوج میں سلیکٹ ہوں اور اس نقشہ کے دس سالوں کے نصف ثانی میں یہ خفیہ طریقہ اختیار کرنا لازمی ہے کہ علمائے اہل سنت کو آپس میں بھڑکایا جائے کسی علاقے میں معاشرہ کی خرابی یا اسلام مخالف اعمال کثرت سے ہوں تو کسی دینی تنظیم یا شخصیت کے حوالے سے پمفلٹ بانٹ دیے جائیں جن میں تنقید کی گئی ہو۔ ظاہر ہے اس طرح مختلف شعبوں میں بھڑکاؤ پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یا تو دینی قیادت پر پابندی لگ جائے گی یا دینی شخصیت کی زبان بندی ہوگی یا یہ ہوگا وہ اس غلط نشریات کی

تردید کریں گے اور دین کی طرف منسوب ان نشریات کا دفاع کریں گے۔ بہر صورت شک کی فضا پیدا ہو جائے گی علماء اور دینی لوگ حکمرانوں سے بدظن ہوں گے اور حکمران علماء سے بدگمان ہوں گے اور دین پسند لوگوں کا تقدس اس علاقہ میں پامال ہوگا اور مساجد دینی ادارے اور دینی نشر و اشاعت کا کام رک جائے گا۔ تمام دینی خطابات اور مذہبی مجالس ان کے نظام میں خرابی کا باعث ہوں گی اس سے بڑھ کر یہ فائدہ ہوگا کہ علماء اور حکام کے مابین کینہ اور نفرت جنم لے گی جب ان وہابی اور اہل سنت کو ان کے اندرونی مراکز سے حمایت حاصل نہ ہوگی تو پھر باہر سے یہ کچھ حمایت حاصل نہ کر سکیں گے۔

③ اسی دس سالہ مرحلہ میں یہ بات حاصل ہوگی کہ ہمارے کارندوں کی دوستی مالداروں اور حکومتی ملازموں کے ساتھ گہری ہوگی اور زیادہ تر فوج میں اور قوت نافذہ میں تعلق کی بنا پر یہ شیعہ پورے آرام وسکون سے کام کریں گے یہ دینی تحریکوں میں دخل اندازی نہ کریں اس سے حکام بالا ان سے پہلے سے بھی زیادہ مطمئن ہوں گے۔ اس مرحلہ میں جو دین والوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے ہوں گے تو اس صورت میں ہمارے اس علاقہ کے شیوخ پر یہ فرض ہے وہ حکام کی حمایت کریں اور ان کا دفاع کریں۔ خاص طور پر مذہبی رسومات میں حکمرانوں کا ساتھ دیں اور جب خطرہ نہ ہو تو اپنے شیعہ ہونے کا اظہار کر دیں اور حکام کی نظروں میں نہ کھٹکیں بلکہ ان کی رضا حاصل کریں اور ان کے حکومتی احکام کی بلاخوف وخطر بات مانیں اسی مرحلہ میں ہم بندرگاہوں، جزیروں اور شہروں میں جو ہمارے ملک میں دوسرے ملکوں کے بنک ہیں ان سے رابطہ کریں گے تاکہ قریبی ملکوں کے ساتھ اقتصادی تبادلہ کر سکیں۔ یہ بات یقینی ہے مالدار اقتصادی مضبوطی کی خاطر اپنے وفد ہمارے ملک میں بھیجیں گے اور جب ہم انہیں تجارتی آزادی دیں گے تو وہ ہمارے وطن میں خوش ہوں گے اور ہم ان سے اقتصادی فوائد حاصل کریں گے۔

④ اور چوتھے مرحلے میں حکمرانوں اور علماء کے درمیان کینہ پیدا ہو چکا ہوگا اور تاجر پیشہ لوگ یا تو مفلس ہو جائیں گے یا راہ فرار اختیار کر جائیں گے اور لوگوں میں اضطراب پیدا ہوگا یہ اپنی جائیداد آدھی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ہوں گے تاکہ پرامن جگہ پر منتقل ہو جائیں اس پس وپیش کی صورت میں ہمارے نمائندے حکمرانوں کی حمایت حاصل کریں اسی کشمکش میں اگر ہمارے نمائندے بیدار مغزی سے کام لیں گے تو یہ شہر کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں اور عدالت اور حکام کے متعلقہ اداروں تک رسائی میں تھوڑی سی مسافت باقی رہ جائے گی۔ ہم اتنے اخلاص کا مظاہرہ کریں گے کہ یہ حکام یہ تصور کریں کہ پہلے ملازم تو خائن تھے اس سے وہ انہیں محکموں سے باہر نکال دیں گے یا پھر اس

سے ہمارے افراد شیعہ کو لیں گے۔ اس سے دو فوائد ملیں گے 1 اس سے ہمارے عناصر، حکام کا زیادہ اعتماد حاصل کرلیں گے 2 جب اہل سنت کسی فیصلہ پر ناراض ہوں گے تو شیعہ کی قدر حکام کے نزدیک زیادہ ہوگی اور اہل سنت حکومت کے خلاف احتجاج کریں گے تو اس صورت میں ہمارے نمائندے حکام کا ساتھ دیں اور لوگوں کو صلح کی دعوت دیں اور جو جانا چاہتے ہیں ان کی جائیدادیں خرید لیں۔

5 مرحلہ یہ ہے کہ جب کسی ملک میں فضا تحریک کے لیے تیار ہو چکی ہوگی اور یہ اس وجہ سے ہوگی ہم نے امن وسکون، راحت اور حکومتی فیصلہ کن حالت کردی ہے۔ اب حکومت طوفان میں پھنسی کشتی کی مانند ہوگی جو غرق ہونے کے لیے ہچکولے کھا رہی ہے اور ہر ایک اس کی نجات کا مطالبہ کر رہا ہوگا۔ اس وقفہ میں ہمارا مطالبہ ہوگا قابل اعتماد شخصیات کی کمیٹی بنائی جائے تاکہ وہ ہر در میں سکون پیدا کرے۔ ہم حکام سے حکومتی اداروں کی نگرانی پر تعاون کریں گے اور ملک کو کنٹرول کریں گے وہ یہ تعاون قبول کریں گے اور ہماری اکثریت کرسیوں پر براجمان ہوگی تو ہم اپنی اسلامی تحریک بغیر کسی جنگ اور خونریزی کے دوسرے ملکوں میں برپا کرسکیں گے۔ اگر بالفرض یہ مرحلہ جو آخری ہے حاصل نہیں ہوتا تو پھر ہم خاندانی تحریک برپا کردیں گے اور حکام سے غلبہ چھین لیں گے اور ہمارے شیعہ عناصر ان ملکوں کے رہائشی تو ہوں گے اور ہم اللہ کے ہاں اور دین کے سامنے فریضہ کی ادائیگی میں سرخرو ہوں گے۔ ہمارا ہدف کسی معین شخص کو تختِ حکومت پر بٹھانا نہیں، ہمارا مقصد تو صرف تحریک برپا کرنا ہے اور اس دین الٰہی کا علم بلند رکھنا ہم تو ہر ملک میں اپنا وجود منوانا چاہتے ہیں وہ ہم نے کرلیا ہے۔ ہم کفر کی دنیا کے سامنے اس بڑی قوت کے ساتھ ابھریں گے اور ہم نورِ اسلام سے دنیا کو روشن کرلیں گے۔ امام مہدی موعود کے ظہور تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔
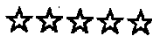
تیسری بحث......

شیعہ کے ان خفیہ خاکوں پر تبصرہ

ہم اس خاکہ کی بعض شقوں پر تبصرہ کرتے ہیں:
یہ خاکہ ایسا ہے جس میں جدید مفہوم کے موافق تحریک برپا کرنے کا اظہار کیا گیا ہے اور اس کے دو ہدف بیان کیے گئے ہیں۔

1. ایک ہدف تبشیری ہے۔

2. دوسرا ہدف اس میں بیان ہوا ہے کہ اہل سنت کی دعوت کو پھیلنے سے روکنا ہے، یہ خاکہ یہ بھی بتا رہا ہے یہ اثنا عشری شیعہ کے لیڈر مذہبی حکومت کی تحریک برپا کرنے کو اپنا اولین فریضہ تصور کرتے ہیں۔ تاہم موجودہ اور عالمی قوانین پر نظر رکھنا ہوگی، کیونکہ اس تحریک میں تباہ کن خطرات درپیش آسکتے ہیں۔ اصل میں یہ اس خاکہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے کہ وہ ایسی منظم حکومت کا قیام چاہتے ہیں جو اس مذہبی خاکہ کی حفاظت کرے اور مال سے نوازے۔ مگر اس سے پہلے بقول ان کے دعوت اسلام کو عام کیا جائے۔ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ عقیدۂ امامت پھیلایا جائے جو اس کا قائل نہ ہو اسے کافر قرار دیا جائے۔ اس خطہ اور خاکہ کے مطابق ان کی حکومت مذہبی ہے اور پڑوسیوں کے ساتھ اس تحریک کو برپا کرنے کا طریقہ مذہب اور عقیدہ کے اختلاف کے مطابق اپنایا جائیگا۔ یہ شیعہ کی عدم تمیز ہے ورنہ عرب لوگوں نے عراق اور فارس کے علاقوں کو جب فتح کیا ہے تو ایران میں دین اسلام ان فاتح عربوں کے ذریعے ہی پہنچا تھا۔ اور اس خطہ اور خاکہ میں جو پچاس برسوں میں مرحلہ وار منصوبہ بتایا گیا ہے وہ یہ بھی ہے کہ اس میں اہل سنت اور وہابیوں کو شرق و غرب جو کہ یورپین وغیرہ ہیں سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیا گیا ہے کہ یہ لوگ شیعہ کی اس تحریک کے خلاف اٹھیں گے اور انہیں ولایت فقیہ اور ائمہ معصومین کا اصلی دشمن قرار دیا گیا ہے۔

ولایتِ فقیہ کا مطلب:

خمینی اور اس کے پیروکاروں کے مطابق ولایت فقیہ سے مراد یہ ہے کہ ''امام مہدی'' کا نیابت کرنا ہے۔ یہ فقیہ، محمد بن حسن عسکری جو کہ شیعوں کے بارھویں غائب امام ہیں کا نائب ہوتا ہے اسے اتنی

طاقت حاصل ہے کہ ان کے آنے تک یہ جس حکم کو چاہے معطل کر سکتا ہے۔اس خاکہ میں بیان کردہ ان کا اسلوب وبیان جو خطرناک ترین ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے اہل سنت سے عداوت اور مشرق ومغرب کے غیر مسلموں سے دوستی کا ہاتھ بڑھانے کا عزم ظاہر کیا ہے۔اور آج یہ عملاً ظاہر ہو رہا ہے موجودہ ایرانی سیاست والے دوسرے شہریوں اور قوموں کے ساتھ مذاکرات کی بات کرتے ہیں حکومت ایران کا صدر کاتمی پوپ یوحنا پولس کی ملاقات کے لیے گیا تھا اور اس نے جو بیانات جاری کیے وہ ان کی اس اندرونی سیاست کی تمہید ہے یورپ کے ساتھ ان کا یہ طرزِ عمل ہے مگر اسلامی ملکوں کے ساتھ ان کا رویہ اس سے مختلف ہے۔یہ اسلامی سنی ملکوں میں ہمیشہ اپنے شرک کے کاموں اور بدعات پر بضد ہوتے ہیں اور اپنی پرانی تاریخ پر اصرار کرتے ہیں اور پوپ سے مل کر کہتے ہیں: ہمیں رواداری سے کام لینا چاہیے کہ یہ حرکت ان کے خاکہ میں بیان کردہ عبارت پر واضح دلیل ہے تاکہ وہ کفار سے دوستی اور مسلمانوں سے عداوت رکھتے ہیں جن کا نام انہوں نے وہابی اور سنی رکھا ہوا ہے اور وجہ اس عداوت کی یہ بتاتے ہیں کہ یہ سنی ولایت فقیہ کے نظریہ کے مخالف ہیں، حالانکہ نجف شہر میں خمینی نے اس بدعت کو ایجاد کیا ہے یہ وہابیوں اور سنیوں کو اپنے لیے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں اس کی تائید ان مذاکرات سے بھی ہوتی ہے جو ایرانی نمائندوں اور علامہ شیخ محمد بن صالح ضیائی رحمہ اللہ کے درمیان ہوئے تھے یہ ان کی زندگی کی بات ہے اور بعد میں تو ظالموں نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے بنا کر شہید کر دیا تھا۔

ایرانیوں نے ان سے کہا تھا:

> ”تم جو جامعہ اسلامیہ مدینہ یونیورسٹی میں پڑھائی کے لیے طلباء بھیج رہے ہو وہ صدام کی توپوں سے بھی زیادہ ہمارے لیے خطرناک ہیں۔“

اسی بنا پر یہ شیعہ ایران کے سرحدی علاقوں اور خصوصاً جہاں سنیوں کی اکثریت ہے اس خاکہ کو پیش نظر رکھ کر اپنا اثر ورسوخ بڑھاتے ہیں اور حسینی ماتم امام بارگاہیں اور اپنی مذہبی مجلسیں زیادہ قائم کرتے ہیں یہ ان کے خاکہ میں بیان کردہ بات کے مطابق سنیوں کے علاقوں میں فضا تیار کرنے والی تجویز پر عمل کر رہے ہیں اور جو انہوں نے کہا ہے: تحریک شیعہ برپا کرنے میں جو ہم روپیہ لگا رہے ہیں وہ ضائع نہ جائے گا۔“ یہ بات بھی روبعمل لائی جا رہی ہے یہ کروڑوں ڈالر جو لگا رہے ہیں عنقریب واضح اور جلدی فوائد حاصل کر سکتے ہیں کہ ہر شہر میں شیعیت پھیل جائے گی یہ آج ہم دیکھ رہے ہیں سعودی حکومت کے مشرق میں کویت اور بحرین میں امارت اور یمن میں یہ کام ہو رہا ہے، علاوہ ازیں سوریا، عراق، پاکستان، افغانستان میں بھی یہ کام ہو رہا ہے۔

اگر سابقہ تاریخ دیکھیں تو خود ایران میں سنیوں کی بھاری اکثریت موجود رہی ہے۔ جب شاہ اسماعیل صفوی آیا تو اس سے پہلے یہاں سنی بہت زیادہ تعداد میں تھے۔ لیکن تھوڑی ہی مدت بعد قتل وغارت کی گئی، انہیں منتشر کردیا گیا اوران کا جسمانی خاتمہ کردیا گیا۔ تا آخراب ایران کی جو حالت ہے یہاں تک نوبت پہنچی کہ اب ایران شیعیت کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کی پناہ گاہ بن گیا ہے۔ وہ اس خطہ کے ماحول کو تقسیم کرتے ہیں جہاں شیعہ آبادی زیادہ ہے وہاں ان کا سیاسی طریقہ اور ہے، جہاں کم ہے سنی زیادہ ہیں، وہاں طریقہ اور ہے اب ایران میں سنی تقریباً تیسرا حصہ ہیں، دو حصے شیعہ ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کا حسینی ماتم قائم کرنا اس علاقہ پر ان شیعوں کا مذہبی رنگ اثر ڈال رہا ہے۔

حسینیات کی تعریف:

''حسینیات'' وہ جگہیں ہیں جن میں شیعہ جمع ہوتے ہیں خاص طور پر ماہ محرم میں وہاں رخسار پیٹے جاتے ہیں۔ گریبان چاک کرتے ہیں، زنجیر زنی کرتے ہیں اس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد مناتے ہیں اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں، ان حسینی مراکز کا یہ بہت اہتمام کرتے ہیں اتنا یہ امام بارگاہوں کا بھی اہتمام نہیں کرتے۔ جو ایران سے باہر حسینی مراکز ہیں یہ اصل میں ایران کے جاسوسی مرکز ہیں۔ اخبار ''انقلاب اسلامی'' میں ابوحسن بنی صدر نے خود اس کی تفصیل بتائی ہے۔ جیسا کہ اخبار نے خلیج کی ریاستوں میں جاسوسی مراکز کا ذکر کیا ہے ان میں سے ان حسینی مراکز کو بھی جاسوسی کا مرکز قرار دیا ہے۔ ایرانی کاروباری لوگ حکومت امارات میں رہنے والے ایرانی تاجروں سے مال جمع کرتے ہیں تاکہ ان مراکز کو مضبوط کریں۔ اور یہ خاکہ ان علاقوں میں خاص طور پر روبعمل لایا جاتا ہے جہاں اہل سنت کی اکثریت ہے یہ شیعی نقشہ کے مطابق ہی ہو رہا ہے کہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ شہروں سے ہجرت کرکے آنے والوں کو کام اور تجارت کی سہولتیں دی جائیں تاکہ وہ دلجمعی سے یہ عمل جاری رکھیں۔ عراق میں انہوں نے اس کا تجربہ کیا ہے جو انہوں نے مرحلہ وار پچاس سالہ منصوبہ دیا ہے۔ وہاں (۱۰) فیصد شیعہ آبادی تھی اب اس مرحلہ کے بعد تقریباً (۵۰) فیصد ہو چکی ہے۔ جو شیعیت کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ شیعہ اکثر ذرائع ابلاغ پر مالی حیثیت میں، ثقافت پر، تجارت پر اور ادب پر قابض ہیں۔ یہ اپنے نقشہ کے مطابق عراق کے کئی علاقوں میں چھا رہے ہیں، موصل شہر کے ساٹھ دیہات شیعہ ہوئے ہیں اور بہت سارے خاندان سنی عقیدہ چھوڑ کر شیعہ عقیدہ اپنا رہے ہیں، سعدون، دلیم، بنوخالد، جنابی، جبور وغیرہ قبائل شیعہ ہو چکے ہیں حتیٰ کہ سنیوں کے مرکزی

شہر بھی ان کے زیر اثر آ چکے ہیں۔ ابنار میں بھی یہ داخل ہو چکے ہیں اور بعض شہر تو ان کا مرکز ثقل بنے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ صنعتی اداروں پر غلبہ پا چکے ہیں۔ اور جو ان کے اس مرحلہ وار خاکہ میں یہ بات درج ہے کہ ارکان سلطنت کو مضبوط کرو یہ بات نہایت خطرناک ہے۔ یہ ان کا سیاسی جوہر ہے جس کی وجہ سے یہ ایک سلطنت بناتے ہیں، دوسری سلطنت گراتے ہیں اور یہ اپنے شیعہ مذہب کی روشنی میں کرتے ہیں۔ اس کے مطابق نہ ہو سکے تو اپنے تیار کردہ طریقہ کے مطابق یہ غلبہ حاصل کرتے ہیں اور قرار اور اثر و نفوذ غلبہ سے ہی حاصل ہوتا ہے اور علماء ہی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ احکام کی وضاحت کریں اور بعض شیعہ عہدۂ قضا پر غالب ہوتے ہیں اور اقتصادیات، معاشرہ کو متحرک رکھنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور اسی سے زندگی طاقت پکڑتی ہے جب یہ تین اہداف اقتصادی غلبہ، علم و معرفت کا غلبہ اور قوت قضا کا غلبہ پا لیتے ہیں تو پھر یہ مالداروں کو منتشر کر دیتے ہیں اور خود مالی مضبوطی حاصل کر لیتے ہیں اگرچہ ان کی اقلیت بھی ہے یہ فتنہ انگیزی کرنے علماء اور حکام کے درمیان تصادم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا یہ پچاس سالہ مرحلہ وار تسلط حاصل کرنے کا عملی آغاز ہو جاتا ہے جسے یہ اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی تعلقات کہتے ہیں اور جنہیں یہ اپنے نمائندے اور کارندے کہتے ہیں یہ اصل میں ان کی چالبازیاں ہوتی ہیں اور ان کے جاسوس ہوتے ہیں تو ان فسادزدہ علاقوں میں مختلف مقامات پر منقسم ہو جاتے ہیں۔ فوجیوں کی صورت میں، تاجروں کے روپ میں، اساتذہ کی صورت میں طلباء کی صورت میں، تبصرہ نگاروں کے روپ میں آتے ہیں مگر یہ حقیقت میں جاسوس ہوتے ہیں۔

ہمارے اصحاب بست اختیار اس خطرناک سازش سے آگاہ ہو کر بیدار ہو جائیں یہ بڑا ہولناک خاکہ ہے جو شیعیت کی سیڑھی بن رہا ہے۔ آئندہ اسی سیڑھی کے ذریعہ یہ سارا نظام شیعیت میں بدل جائے گا جیسا کہ ایران میں اس وقت عراق میں کر رہا ہے۔ اور سعودی عرب، کویت، بحرین، قطر، امارات، عمان، ترکی، عراق، افغانستان، پاکستان وغیرہ کے ساتھ جو ایران مضبوط راستہ استوار کرنے کا کہتا ہے یہ اس کی سیاست ہے اسے علاقائی امن و تعاون کی کوئی ضرورت نہیں، یہ اس کا ظاہری اعلان ہے، اندرون خانہ یہ ان حکومتوں کو شیعیت کے زیر اثر لانا چاہتا ہے۔ اور اس پچاس سالہ خاکہ میں جو ثقافتی، سیاسی اور اقتصادی تعلقات مضبوط رکھنے کی شق بیان ہوئی ہے یہ علوم کے تبادلہ اور علمی تعاون کی صورت میں پوری کرتے ہیں۔ حکومت ایران کی یونیورسٹیاں اور ان کے پڑوسی ممالک کی یونیورسٹیوں کے درمیان علوم کا تبادلہ کر کے یہ ہدف حاصل کیا جاتا ہے۔ اور کبھی مفکرین اور ثقافتی وفود کو میدان میں لا کر شیعیت کا پرچار کرتے ہیں اور کبھی علمی ملاقاتوں اور اہل سنت کی یونیورسٹیوں کے طلباء کے سامنے

لیکچرز کے نام پر شیعیت کا زہریلا پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور یہ ہدف بھی فوجی میدان میں مشترکہ مصلحتوں اور علاقہ میں امن مستقل قائم رکھنے کے بہانے، فوجی مخبر آتے جاتے ہیں، ایران کے مخبر دوسرے ممالک میں آتے ہیں اور دوسرے ان کے ملک میں آتے ہیں اور بہانہ یہ ہوتا ہے کہ فوجی حساس معاملات پر مشورہ کرنا ہے اسی دوران یہ شیعہ اہم حساس معاملات کے راز مسلمان فوج سے حاصل کر لیتے ہیں۔ اقتصادی تعلقات کے روپ میں یہ شیعہ اپنا ہدف اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ تجارت میں وسعت پیدا کرتے ہیں اور ہر عام وخاص سطح پر چھوٹی یا بڑی کمپنیاں قائم کرتے ہیں جو صرف شیعہ کے مال سے قائم ہوتی ہیں یا شیعہ اور سنی کے مال سے ملا کر قائم کرتے ہیں اور پھر رسمی طور پر تجارتی تبادلہ کرتے ہیں وزارت صنعت وتجارت ایران اسے ترتیب دیتی ہے اور یہ پچاس سالہ مرحلہ وار شیعہ کا ہدف جو ہے اس کے خاکہ میں یہ درج ہے کہ اس کے پچاس سال کو طویل مدت نہ سمجھو۔ الخ

اور مسلمانوں کو اور اہل سنت کو یہ شیطان نما مسلمان کہتے ہیں۔ اس پر تبصرہ کی ضرورت نہیں، فرقہ واریت کی دعوت دینا اور علیحدگی پسندی اور دھمکی دینا یہ شیعہ مذہب کی روح ہے ان کی دعوت وطنی، ملکی بھی ہو تو فرقہ واریت کی ہے یہ تو عقیدہ اور دین کا معاملہ ہے اس میں ان کی علیحدگی تو ان کی فطرت میں داخل ہے۔ اس خاکہ میں اس شیعہ نے کہا ہے: ہماری قربانیوں کے خون خشک نہیں ہوئے اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کی خطاؤں کا بھی اعتراف کیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ہم سنیوں کا ان شیعوں کے ساتھ رہنا ممکن نہیں، وہ صرف اپنا مذہب ہی قبول کرتے ہیں جو خرافات اور خونیات پر مبنی ہے۔ ان سے عہد و پیمان لینا اور ان سے حسن سلوک کرنا فضول ہے اس کے بعد اس مرحلہ وار خاکہ میں یہ درج ہے کہ شیعہ کامیابی کے لیے مذہبی مجالس قائم کریں۔ ہم اس خطرناک اعلان سے خبردار ہو جائیں انہیں اعلانیہ مذہبی شعائر ادا کرنے کی گنجائش نہ دیں کیونکہ ان کے ذریعے یہ اپنی سیاست کھیل رہے ہیں، جیسا کہ محاورہ ہے "ایک پکڑو دوسرے کا مطالبہ نہ کرو" کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں، اس لیے پہلے ہی انہیں مجلسی چھوٹ نہ دی جائے وگرنہ اس سیلاب کا بند باندھنا مشکل ہو جائے گا اور جب یہ رسمیں شیعہ جاری کر لیں گے تو پھر اسے حکومتیں بھی نہ روک سکیں گی اور پھر یہ خاکہ بتا رہا ہے، حکام اور علماء کے درمیان کینہ اور نفرت پیدا کریں گے جس سے حکومتوں کی اندرونی اور بیرونی معاونت بند ہو جائے گی۔ اس اختلاف سے خبردار رہیں! علمائے کرام اپنی صفوں میں اتحاد رکھیں اور حکمران بغیر واضح دلیل کے علماء کا موقف قبول نہ کریں۔ علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ خوشی ناخوشی میں آسانی میں تنگی میں امراء کی خیر خواہی کریں اور ان کی اطاعت کریں اس سے آپ اس خاکہ والی تیار کردہ سازش سے محفوظ رہ سکتے ہیں اور شیعوں کی

خبیث آرزؤں اور کینہ پروریوں کو مات دے سکتے ہیں۔

وگرنہ یہ دشمن اپنی گندی آرزؤں کو پورا کرلیں گے۔نعوذ باللہ! وہ ہماری دنیا اور آخرت اور دین برباد کرنے کی ذرہ برابر پرواہ نہ کریں گے۔اس کے بعد یہ خاکہ بتاتا ہے کہ ہمارے شیعہ مشائخ اپنے دفاع میں لگ جائیں اور ولایت فقیہہ کا دفاع کریں۔اس کا آغاز ان کے شیوخ کر چکے ہیں اور ان کے شیوخ کی سرگرمیاں ظاہر ہونا شروع ہو چکی ہیں۔سیارہ ڈائجسٹ میں جو کہ سنی اخبار ہے۔شیعہ کے ایک شیخ کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔جس میں اس نے بظاہر ملک کے امن وامان اور اس کی حفاظت کرنے پر زور دیا ہے اور اندرونی اختلافات دور کرنے پر زور دیا ہے مگر مکر و دغا کا انداز اختیار کیا تھا۔

اب ہم دیکھ رہے ہیں ان کی تحریک کی کتابوں کو اہل سنت کے حکام میں بانٹا جا رہا ہے۔ان کی لندن سے نشر واشاعت ہوتی ہے۔اور جب کوئی امیر یا حکمران وہاں کے دورہ پر جاتا ہے اسے مناسب طریقہ سے یہ شیعہ کی کتابیں دی جاتی ہیں یہ سب کچھ ان کے خاکہ میں رنگ بھرنے کے لیے ہی ہے۔شیعہ تکنیکی طور پر یہ ایک بہت ہی خطرناک مشق کر رہے ہیں یہ اسی اصول پر عمل کر رہے ہیں، پہلے ڈراؤ، پھر قابو پاؤ، جب مال ہو تو دشمن کو خرید لو۔اس پر ہم یہی کہتے ہیں:

بھیڑیا، بھیڑیا ہی ہے اگرچہ اس نے بکریوں میں پرورش پائی ہے۔کوئی ہے جو ہماری پکار پر کان دھرے......؟

خاکہ کے عملی نفاذ کا طریقہ:

اس خاکہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے شیعوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ دوسرے ملکوں میں جانے والے جاسوسوں کو چاہیئے خصوصاً جوان کا ہدف ہیں۔افغانستان، پاکستان، ترکی، عراق، کویت، بحرین وغیرہ میں یہ تین کام کریں ① زمینیں، گھر اور فلیٹ خریدیں، جس میں زندگی کی تمام سہولیات ہوں۔② یہ کریں کہ صاحب مال لوگوں اور اثر ونفوذ والے عہدیداروں سے دوستانہ تعلقات پیدا کریں۔③ شہر کے مرکز میں نئے گھر خریدیں۔دراصل یہ وہی طریقہ کار ہے جو یہودیوں نے اپنایا ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام کی سرزمین فلسطین میں انہوں نے وسیع پیمانے پر بیت المقدس کے اردگرد یہودی آبادکاری کر رکھی ہے۔اور انہوں نے اس زمین کو اپنی شرعی ملکیت گردان رکھا ہے اب انہیں وہاں سے نکالنا بہت ہی مشکل ہے۔اسی خطرہ کو بھانپ کر ہم سنی لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی یہ لازمی ذمہ داری ہے کہ یہ شیعوں کو زمینیں، گھر اور فلیٹ نہ فروخت کریں تاکہ یہ مسلمانوں پر غلبہ کا جو خواب دیکھتے ہیں اس

میں نا کام ہوں۔ یہ سنی عوام کا بھی فرض ہے اور ان ملکوں کا بھی فرض ہے جنہیں انہوں نے اپنا ہدف بنا رکھا ہے۔ اور اصحاب مال اور جائیداد کا بھی فرض ہے کہ ان سے تعاون کریں۔ اور ان کے اس خاکہ میں جو یہ کہا گیا ہے کہ شیعہ جس ملک میں یہ مرحلہ وار کام کریں وہ اس کی قوت نافذہ اور قانون کا احترام کریں اور حساس اداروں میں اثر ورسوخ پیدا کریں۔

اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ شیعہ، امراء کے ساتھ تجارتی رابطے پیدا کرتے ہیں، خصوصاً جو حکومتی خاندان کے افراد ہوتے ہیں ان سے تعلقات بڑھاتے ہیں اور ایسا چالبازی کا طریقہ اپناتے ہیں کہ سنیوں کو ان کے منافقانہ اندرونی خطوط کا پتہ تک نہیں لگتا اور یہ تحائف کی صورت میں اس مرحلہ وار تیار شدہ منصوبہ کو رشوت سے آگے چلاتے ہیں اور دوستوں کو مال دیتے ہیں۔ اصل میں وہ اس مال کے ذریعے عہدے خریدتے ہیں جن کے ذریعے یہ اپنا دین اور عقیدہ کو ان ملکوں میں ہر عہد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پھیلاتے ہیں۔ یہ لوگ فارسی خواتین کو جو کہ عربی زبان بولنے کی دسترس رکھتی ہیں اور فہم وذکاء میں اور پرکشش شخصیت ہونے میں نمایاں ہوتی ہیں ان کو بھی ہدیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں جو کہ جمال میں بے مثال تو ہوتی ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ انتہاء درجہ کی خباثت اور چالاکی کا پلندہ بھی ہوتی ہیں جس کی بنا پر یہ اپنے شکار کو جال میں پھنسا لیتی ہیں یہ سب کچھ یہ بے حیائی کا بدترین انداز اور طور طریقہ نکاح متعہ کے پردہ میں اختیار کرتے ہیں۔ اور اس خاکہ کے مطابق اس کی یہ شق کہ نوجوانوں کو ترغیب دیں یہ حکومتی ملازمت اختیار کریں اور خصوصاً فوج میں سلیکٹ ہوں۔ اس شق کو بھی انہوں نے عملاً شروع کر دیا ہے۔ یہ فوجی کالجوں میں نام بدل کر سنیوں کے ناموں پر نام رکھ کر داخلہ لیتے ہیں تا کہ ان کے مقاصد سے کوئی آگاہ نہ ہو، اس طرح یہ شیعہ اس ملک کی مسلح افواج کی صفوں میں گھس جاتے ہیں اور اب تو ان کی تعداد بعض ممالک میں ان کی فوج میں (۳۰) فیصد تک پہنچ چکی ہے اور بڑھ رہی ہے۔ قریبی ممالک کی ایئر فورس میں تو ان کی تعداد تقریباً (۴۰) فیصد تک پہنچ چکی ہے۔ اور اب یہ ایئر پورٹ پر اپنے ہم مذہب شیعوں کے ساتھ مل کر جو چاہیں کریں انہیں امرا کی طرف سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا یہ بات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے اس کا سدباب کریں وگرنہ عباسی دور میں سقوط بغداد والی قتل وغارت کا انتظار کریں۔

یہ شیعہ تعلیم کے اداروں میں معلم بن کر اور صحت کے اداروں میں ڈاکٹر بن کر پھیل رہے ہیں اور اہم حساس مناصب پر فائز ہو رہے ہیں۔ تعلیمی سلسلہ تمام ان کے ہاتھ میں آ رہا ہے۔ پرائمری، مڈل اور میٹرک حتی کہ یونیورسٹی تک میں ان کی اتنی زیادہ مداخلت ہے کہ اہلِ سنت بچوں کو متاثر کر رہے ہیں

اور اہل سنت کے ہسپتالوں میں ہر شعبہ کے اہم اور حساس عہدہ پر یہ چھائے ہوئے ہیں حتی کہ طبی طور پر مشترکہ تعاون کے نام پر کھلے عام شیعہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایران سے نرسیں اور ڈاکٹر سنی ملکوں میں آ کر پھیل رہے ہیں جب کہ حالت ہے تو دنیا اور دین کی بربادی بیان سے باہر ہے۔ اس خاکہ کے آخر میں انہوں نے مرحلہ وار یہ شق پیش کی ہے کہ سنی ملکوں کے حالات بگاڑ کر ہم دین الٰہی کا جھنڈا لہرائیں گے اور مہدی موعود کے آنے سے پہلے نورِ اسلام سے دنیا کو روشن کریں گے اور شیعیت کو عام کریں گے۔ یہ اس مرحلہ وار خاکہ کی آخری شق ہے اس سے یہ بات پختہ ہو جاتی ہے کہ ان شیعوں کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات بے فائدہ ہیں اور ملکی سطح پر اس کی صفوں میں اندرونی وحدت اور یکجہتی پر بات چیت کرنا بے معنی ہے۔ اس کا سبب کھلا کھلا یہ ہے کہ یہ شیعہ مہدی موعود کا انتظار کرتا ہے کہ وہ غار سے باہر آنے والا ہے اور وہ آ کر عربوں، حرمین شریفین کے خدمتگاروں حتی کہ کعبہ کے خادموں کو قتل کریں گے اور ان کے ہاتھ کاٹیں گے جیسا کہ ان کے ثقہ اماموں کی کتابوں میں لکھا ہے۔

چوتھی بحث......

شیعہ کے اس خفیہ خاکہ کا خلاصہ

یہ خفیہ منصوبہ جو شیعہ کی خاص میٹنگ میں تیار ہوا ہے اور جسے ان کی کمیٹی نے تین نشستوں میں طے کیا ہے۔یوں سمجھیں یہ ان کی اجماعی آراء ہیں جو اس منصوبہ بندی کو کارگر بنانے کے لیے اس میں بیان کی گئی ہیں۔اس میں انہوں نے جس چیز کو حکومت کے لیے ہر شعبہ میں خطرناک قرار دیا ہے۔وہ سنی لوگ ہیں جسے یہ وہابیوں یا مشرکوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، خواہ بظاہر یہ سنی لوگ اپنی دینداری میں خود کوتاہ نظر ہوں اور فسق فجور کرتے ہیں یہ سب ان کی نگاہوں خطرہ ہیں۔یہ منصوبہ بندی اس بات کا اظہار کرتی ہے کہ ایران کے داخلی حصہ میں اور خصوصاً ان ملکوں کے ساتھ والی سرحدوں میں جو ان کے ہدف پر ہیں ان میں شیعہ پھیل جائیں، امام بارگاہیں حسینی مراکز وغیرہ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ بنائیں اور مذہبی مجالس مثلاً عاشورہ کے دن کی مجالس، مولود کعبہ کے نام سے، تعزیہ کے علم کی صورت میں ان ملکوں میں جو ان کا ہدف ہیں، کثرت سے برپا کریں اور لبنان کی حزب اللہ نام کی شیعہ تنظیم اسے بہت سپورٹ کر رہی ہے اور تین ہدف، قوت حاکمہ، علم ومعرفت اور اصحاب مال سے روابط، یہ شیعہ اپنے ملک ایران میں اور پڑوسی ملکوں میں حاصل کرنے پر کاربند ہیں۔اس خاکہ اور منصوبہ بندی میں یہ بات بھی ہے کہ حکام اور علماء کے درمیان انتشار کو ہوا دی جائے۔خصوصاً پڑوسی ملکوں میں جو انکے اس خطرناک منصوبے کا خاص ہدف ہیں۔ان شیعوں کا اہم ہدف یہ بھی ہے کہ خلیج کی ریاستیں ان کے زیر اثر آئیں جب ان پر غلبہ ہوگا تو گویا آدھی دنیا پر غلبہ ہوگا، وجہ یہ ہے کہ یہ ریاستیں دنیا کی شہ رگ ہیں، اس میں تیل کی دولت ہے، ہماری اس بات کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ خلیج عرب میں جتنی بھی پٹرول کی کمپنیاں ہیں ان میں یہ انتشار اور بے چینی پیدا کرتے رہتے ہیں۔سعودی تیل کی ''ارامکو'' کمپنی میں انکا انتشار اس کی زندہ مثال ہے اور اسی منصوبہ بندی کا یہ حصہ ہے کہ شیعہ اپنے پڑوسی ممالک کے ساتھ خصوصاً سعودی عرب سے اور خلیجی ریاستوں سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں یہ دراصل ان شیعوں کے عقیدہ وفکر کی ترویج کی تمہید ہے اس سے یہ اپنا مذہبی مقصد پورا کرنا چاہتے ہیں۔ثقافتی، سیاسی، اقتصادی لحاظ سے ان ممالک سے ان کے رابطے ہیں جو ان کا ہدف ہیں اور ان ممالک میں اپنے جاسوس پھیلا

رہے ہیں، جو زمینیں گھر، فلیٹ وغیرہ خرید رہے ہیں اور اہل سنت سے ان کے جاسوس گہرے تعلقات اور مضبوط دوستی پیدا کرتے ہیں۔ خصوصاً اصحاب مال اور ملازمت پیشہ افراد وغیرہ بہت زیادہ رابطہ میں ہیں اور اپنے ہدف زدہ ممالک کا قانونی احترام کرتے ہیں اور ان تعلقات کی آڑ میں ان سے مذہبی مجالس حسینی مراکز اور امام بارگاہوں کی تعمیر کی اجازت لیتے ہیں اور ریاض اور دبئی میں اسی ہدف کے تحت زیادہ آبادی والے علاقوں میں اپنا مرکز قائم کرر ہے ہیں اور نہایت ہی تیزی سے یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں شہریت حاصل کرر ہے ہیں۔ اسی منصوبہ بندی کے تحت یہ اپنے سنی دوست جو ان کے دھوکہ میں آجاتے ہیں انہیں قیمتی تحائف دیتے ہیں۔ یہ تحائف نہیں بلکہ یہ رشوت ہے اس چیز کی کہ جوانہوں نے ان شیعوں کے ہاں اپنا دین فروخت کیا ہے اور اپنے ملک اور امراء سے جو غداری کی ہے۔ اسی منصوبہ بندی کے ساتھ یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں بہت تیزی کے ساتھ فوجی محکموں اور حکومتی ملازمتوں سے منسلک ہو رہے ہیں۔ مقصد صرف یہی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی اہم سرحدوں پر غلبہ پائیں۔ اس بات کی تائید میں ہم یہ واقعہ پیش کرتے ہیں کہ شیعوں کے ہدف میں جو ملک ہیں "حزب اللہ" کی لبنانی تنظیم نے ان کے فوجی مقامات کا دورہ کیا ہے اور فنون جنگ کی مشق لی ہے یہ اسی خاکہ میں رنگ بھرنے کی بات ہے جو دوسرے ملکوں میں شیعہ پھیلانے کے منتظر ہیں۔ اس منصوبہ بندی میں یہ شق بھی ہے کہ یہ شیعہ اپنے ہدف زدہ ملکوں میں معاشرتی اخلاقی اور سیاسی بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ دین کے نام پر کوئی پمفلٹ شائع کر دیا یا معروف شخصیت کے حوالہ سے کوئی شوشہ چھوڑ دیا جو امراء اور حکام کے درمیان عداوت اور نفرت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے۔ اور یہ اپنے شیعہ مذہب کے پھیلانے اور شیعی مراکز بنانے کے فوائد اٹھاتے ہیں اور حکمران اپنے سنی علماء سے متنفر اور شیعوں سے متاثر ہوتے ہیں، حالانکہ یہ صریح دھوکہ بازی کرتے ہیں اور یہ شیعہ حکام اور امراء کے خود کو دوست ثابت کرتے ہیں اور یہ تاثر دیتے ہیں کہ شیعیت میں کوئی خطرہ نہیں اس طرح انہیں شیعہ مذہب پھیلانے میں امراء کی اور ان کے کارندوں کی خوشنودی حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی پر بس نہیں، یہ سنی امراء سے اتنا زیادہ اعتماد حاصل کر لیتے ہیں کہ یہ اپنے ہدف زدہ ملکوں سے سرمایہ ایران منتقل کرتے ہیں تاکہ ایران اقتصادی طور پر مضبوط ہو اور یہ ملک کمزور ہو جائیں اور ان شیعوں کی یہ چالبازی بھی اس منصوبہ کا حصہ ہے کہ بڑے بڑے حکومتی اور شہری اداروں میں پوری بیداری اور آہستہ رفتاری سے ان کے حساس مقامات تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور حکام کے مخلص کارندوں کے متعلق یہ چغلی کرتے ہیں کہ یہ دھوکہ دے رہے ہیں اور یہ اتحاد میں رخنہ ڈال رہے ہیں

اور ملکی وحدت پارا پارا کر رہے ہیں، یعنی اپنی فریب کاری دوسروں پر ڈال دیتے ہیں۔ یہ وہ مختصر سا خلاصہ ہے جو ہم نے شیعوں کی پچاس سالہ منصوبہ بندی جو انہوں نے ہر دس سال میں مرحلہ وار روبعمل لانی ہے اور لا رہے ہیں ہم نے حسب توفیق پیش کیا ہے۔

میں علمائے کرام اور حکام کرام کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتری کی توفیق کا سوال کرتا ہوں کہ وہ انہیں ہر خیر اور تقویٰ کے کاموں میں مدد دے اور انہیں اور مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے ملکوں کو ہر برائی اور ناپسندیدہ چیز سے بچائے۔ اور میں دعا گو ہوں جو بھی اہل سنت کو رسوا کرنے کا آرزومند ہے، اللہ تعالیٰ اسے ہر شر اور برائی سے شرمندہ کرے اور مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سنت کو ہر جگہ پر عزت افزا کرے اور اس کی نصرت فرمائے۔ اور یہ خصوصی دعا ہے کہ حرمین کے علاقے کے ملکوں کے امراء اور علماء کو اللہ غلبہ دے اور طاقتور بنائے۔ اللہ جانتا ہے کہ ہماری اس تحریر کا مقصد اور اس موضوع پر گفتگو صرف بھائیوں کی خیر خواہی کے لیے ہے کہ انہیں ان مکروہ منصوبہ بندیوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ میری یہ آرزو ہے میری یہ خفیف سی آواز اس مسلمانوں کی ہچکولے کھاتی ہوئی ناؤ کے سواروں تک پہنچ جائے کیونکہ ہم سب اس پر سوار ہیں یہ عالم اسلام کی کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہے گی تو اس میں ہم سب کی سلامتی ہے۔ علماء امرا جو بھی رعیت کے امور کے ذمہ داران ہیں ان تک یہ صدا پہنچ جائے۔ شاید کوئی سلامتی کی راہ نکل آئے۔

اللہ کی بارگاہ میں میری التجا ہے کہ وہ ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے۔ ہمیں دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے بچائے۔ اور دنیا سے رخصتی کے وقت ''لا الٰہ الا اللہ'' کا کلمہ ہماری زبانوں پر سے جاری فرما دے اور ہماری قبروں کو جنت کا باغیچہ بنائے اور روز قیامت حبیب کبریا حضرت محمد ﷺ کے جھنڈے تلے ہمارا حشر کرے۔

وصلی اللہ علی نبینا وحبیبنا محمد وعلی آلہ وصحبہ!

☆☆☆☆☆

نویں فصل......

نصیریہ شیعہ کا بیان

اس کے عنوان درج ذیل ہیں:

پہلی بحث...... نصیریہ شیعہ کا تعارف

دوسری بحث...... ان کی نسبت کی وجہ تسمیہ

تیسری بحث...... یہ اپنا عقیدہ چھپاتے ہیں

چوتھی بحث...... نصیریہ کے گروہ

پانچویں بحث...... نصیریہ شیعہ کے اہم داعیوں کا ذکر

چھٹی بحث...... عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کا طریقہ

ساتویں بحث...... نصیریہ شیعہ کا عقیدہ

آٹھویں بحث...... نصیریہ کی عیدیں

نویں بحث...... ان کے ان علاقوں کا ذکر جہاں یہ موجود ہیں

دسویں بحث...... اہل سنت کی جو انہوں نے خونریزی کی اس کا ذکر

گیارھویں بحث...... موجودہ دور میں امت اسلامیہ سے ان کی خیانتوں کا ذکر

بارھویں بحث...... حماۃ کی قتل گاہ

پہلی بحث......

نصیریہ شیعوں کا تعارف

نصیریہ ایک باطنی فرقہ کی تحریک ہے، یہ تیسری صدی ہجری میں نمودار ہوئی۔ اس فرقہ کے لوگ غالی شیعہ ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں اتر آئے ہیں۔ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام کو مٹایا جائے اور اس کا مضبوط کڑا توڑ دیا جائے۔ نصیریہ فرقہ کلی طور پر مسلمانوں کی سرزمین پر حد سے زیادہ زیادتی کرنے والے ہیں۔ فرانس کی استعماری قوتوں نے انہیں علویوں کے نام سے پکارا ہے، یہ ان کی سازش ہے اور اس خبیث رافضی اور باطنی شیعہ فرقہ کی حقیقت چھپانے کی کوشش ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

ان کی اس نسبت کا بیان

نصیریہ فرقے کی نسبت محمد بن نصیر نمیری کی طرف ہے۔ یہ تیسری صدی ہجری میں پیدا ہوا ہے۔ یہ غالی شیعہ تھا، نصیریہ فرقے نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت غلو کیا ہے۔ یہ انہیں الٰہ کہتے ہیں، مزید ان کا نظریہ تھا کہ روح جون بدل کر آتی ہے، یعنی تناسخ کے قائل ہیں اور باطنی تاویل کرتے تھے، ان کے مذہب میں آسو یہ فرقہ، مجوسیہ، یہودیوں اور عیسائیوں کی بت پرستی کی آمیزش تھی۔ خصوصاً یہ حلول کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ بدن انسانی میں اتر آتا ہے۔ نصیریہ فرقہ عبدالرحمٰن بن ملجم جو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قاتل تھا اس سے محبت رکھتا ہے بلکہ اسے بہت پسند کرتا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ ابن ملجم نے لاہوت کو ناسوت سے علیحدہ کیا ہے، لہٰذا جو اسے لعنت کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

نصیریہ اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتے

نصیریہ فرقہ اپنے اعتقادات کو چھپانے میں بہت زیادہ پابند ہیں،ان کے ہاں گہرے رازوں کو چھپا کر رکھنا اہم ترین مذہبی دیانتداری ہے۔ اسے غیروں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں،انکے عقیدے کو جو ظاہر کرے اس کی سزا قتل ہے،خواہ وہ نصیریہ فرقے سے ہو یا نصیریہ سے نہ ہو،سلیمان افنی نصیری نے جب عقیدہ ظاہر کیا یہ اصل میں نصیریہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا ،یہ عیسائی مذہب میں داخل ہوا،اس نے اپنے عقائد ظاہر کیے،یہ امریکیوں کے پادریوں سے متاثر ہو کر عیسائی ہوا تھا یہ لاذقیہ میں پلا آیا اس نے بڑی اہم کتاب لکھی جس کا نام ''الباکوراۃ السلمانیہ'' تھا،اس میں اس نے عقیدہ نصیریہ کے راز کھولے،امریکہ کے پادریوں نے 1863ء میں بیروت سے اسے طبع کروایا،یہ لاذقیہ میں ایک مدت تک رہا اور عیسائیت پر ہی قائم تھا،اس کے قریبی رشتے دار اس سے خط وکتابت کرتے اور اسے واپسی پر آمادہ کرتے رہے،اسے یقینی دہانی کروائی ،اسے دوستی ،حسن سلوک اور محبت سے رکھیں گے اور وہ ان کے ہاں مکمل امن میں رہے گا۔ آخر ان کی یقین دہانیوں کی وجہ سے وہ وطن واپس لوٹ آیا اور اپنے نصیری رشتے داروں کے پاس رہنے لگا۔انہوں نے اسے وہاں بدترین انداز میں قتل کیا حتی کہ اسے میدان میں سرعام آگ میں جلا کر راکھ کردیا۔اسے جلانے کے بعد شیعہ نصیریہ نے پوری کوشش کی اور مکمل عزم وہمت سے کام لیا کہ وہ کتاب جس میں ان کی رسوائیوں سے پردہ اٹھایا ہے اسے قبضے میں لیں ،اور وہ کامیاب ہوئے ،اسے آہستہ آہستہ چھپا دیا اب اس کا ایک نسخہ بھی موجود نہیں ۔ یہ ہمیشہ اس شخص کا خیال رکھتے ہیں اور اس کی کھوج میں رہتے ہیں جو ان کے حوالہ سے کچھ بیان کرتا یا ان کے خبیث باطنی عقائد کی طرف اشارہ کرتا ہے جو کہ بت پرستی اور واضح شرک پر مبنی ہے۔تو یہ صرف اس کا دفاع صرف اسی طریقے سے کرتے ہیں کہ اس بزدلانہ طرزِ عمل سے اس کا جسمانی طور پر خاتمہ کردیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

شیعہ فرقہ نصیریہ کے اہم گروہ

①......فرقہ جزانہ: ان کا یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ ان کی بستی ہے مگر 1011ھ میں یہ کلازیہ کے نام سے پکارے جانے لگے، انہیں قمریہ بھی کہتے ہیں، کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چاند میں اتر گئے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں انسان جب صاقی شراب پیتا ہے تو چاند کے قریب ہو جاتا ہے۔

②......فرقہ غیبیہ: یہ اپنے مقدر پر راضی رہتے ہیں جو غیب سے ان کے لیے قضاوقدر فیصلہ کرے اسے پسند کرتے ہیں، حیلہ ووسیلہ کے قائل نہیں، تاہم 9ویں صدی ہجری میں ان میں ایک علی حیدر نامی آدمی نمودار ہوا اس کے ماننے والے کثرت تعداد میں ہو گئے تو اس کے بعد اس کا نام "حیدریہ "فرقہ رکھا گیا۔

③......فرقہ ماخوسیہ: یہ ان کے لیڈر ماخوس کی طرف نسبت ہے۔ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے انہیں ماخوسیہ کہا گیا، اسے فرقے کی دوسری قسم سلیمان مرشد کے پیروکار ہیں۔

④......فرقہ نیاصفہ: ان کی نسبت ان کے لیڈر ناصر حاصوری کی طرف ہے جو لبنان کے شہر "نیصاف" سے تعلق رکھتا ہے۔

⑤......فرقہ ظہورانیہ: یہ ان کے بڑے شیخ یوسف ابراہیمی عبیدی کی طرف نسبت رکھتے ہیں

⑥......فرقہ بناویہ: یہ سلیمان مرشد اور اس کے بیٹے مجیب کی طرف منسوب ہیں۔

ان میں بعض فرقے آفتاب اور بعض چاند اور بعض ہوا کی عبادت اور تقدیس کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور ہوا کو تو یہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس کی خرافات اور باطلات ہیں جو اس شیعہ کے نصیریہ باطنی فرقہ میں پائی جاتی ہیں۔ یہ وہی خرافات اور داستانیں ہیں جو پرانے یونانی لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔

نصیریہ کے شیعہ فرقے کے مشہور اشخاص:

اس گمراہ فرقہ نصیریہ کا بانی ابوشعیب محمد بن نصیر بصری نمیری ہے۔ اس کی وفات 270ھ میں

ہوئی۔ یہ شیعہ کے تین آئمہ کا معاصر ہے، ایک جوان کے ہاں دسواں امام ہے۔علی ہادی اوردوسرا گیارھواں امام حسن عسکری اور تیسراامام جوتمام شیعوں کے نزدیک محمد بن حسن عسکری ہے۔ جسے یہ مہدی منتظر کہتے ہیں یاغائب حجت کالقب دیتے ہیں۔ یہ نصیری ان کااہم عصر ہے۔اس نصیری نے یہ دعویٰ کیاتھا کہ میں منتظرامام کے علم کاوارث ہوں اور میں ہی حجت ہوں۔امام مہدی کے غائب ہونے کے بعد میں شیعوں کامرکز ہوں۔حتی کہ اس خبیث نے نبوت ورسالت کابھی دعویٰ کردیاتھااوراپنے ائمہ کے بارے میں اتنازیادہ حد سے گزر گیا تھا کہ انہیں الوہیت ''معبود'' کے مقام تک لے گیا۔یہ توہرشیعہ کے فرقہ کانظریہ ہے۔(نعوذباللہ) اس کے بعداس گروہ کاجوسربراہ بنااس کانام محمد بن جندب ہے۔اس کے بعدابومحمدعبداللہ بن محمد جنان جنبلانی ہواہے۔یہ فارس کے علاقہ جنبلا سے تھا،اس کی کنیت عابد، زاہد اورفارسی بیان کی جاتی ہے۔اس نے مصر کاسفر کیاوہاں اس نے اپنی دعوت پیش کی،جس پر یہ دعوت پیش کی ،اس کانام خصیبی تھا۔مکمل اس کانام ونسبت یہ ہے،حسین بن علی بن حسین بن حمدان خصیبی، یہ 206ھ میں پیدا ہوا تھا۔یہ اصل میں مصرکارہنے والاتھااپنے شیخ کے ساتھ جوکہ عبداللہ بن محمدجنبلانی ہے،اس نے مصر سے جنبلا کاسفرکیا،اوراس کے بعداس گروہ کابڑابنا۔حلب بن حمدانیہ حکومت کے زیرسایہ رہا،جہاں اس نے نصیریہ فرقے کے دومرکز بنائے۔ایک حلب کے شہر''سوریہ'' میں بنایا،اس کاسربراہ محمدعلی جیلی تھا،دوسرامرکز بغداد میں ''العراقیہ'' میں تھااس کابڑاعلی جسری تھا۔یہ خصیبی حلب میں مرا۔وہاں اس کی قبر معروف ہے،اس نے اپنے مذہب نصیریہ کے بارے میں تالیفات بھی کیں ہیں اوراہل بیت کی مدح میں اشعار بھی کہے ہیں،یہ خبیث آدمی روحوں کے تناسخ،یعنی شکل بدل کردوبارہ آنے کاعقیدہ رکھتاتھااوریہ مخلوقات میں اللہ کے حلول''اترجانے کا'' قائل تھا۔یہی نصیریہ کابنیادی عقیدہ ہے۔

جب ہلاکوخان نے بغداد پرحملہ کیاتواس نے بغدادوالامرکز بندکردیااوراسے حلب میں لاذقیہ منتقل کردیاوہاں اس کاسربراہ ابوسعدالمیمون سرور بن قاسم طبرانی بنا۔اہل سنت کے فردوں نے اورترکوں نے جب نصیریہ فرقہ پرحملے کیے،یہ اس وقت کی بات ہے جب امیر حسن مکوون سنجاری نے اس مذہب کوبربادکرنے کے لیے ترکوں اورکردوں سے مدد مانگی،تب انہوں نے حملے کیےاوراس نصیریہ مذہب کو بنیادوں سے اکھاڑکرلاذقیہ کے پہاڑوں میں دفن کردیاتھا،اس کے بعد وقفہ سے نصیریہ کے فرقہ کے معمولی اکٹھ ہوتے رہے لیکن جماعتی صورت نہ رہی تھی۔اسے شاعر قمری محمد بن یونس کلاذمی نے انطاکیہ کے قریب منتقل کیااورعلی ماخوس ناصر نصیلی،اور یوسف عبید نے منتقل کیا۔ان کے بعدسلیمان افندی اضنی

ہوا ہے۔ جو 1250ء میں انطاکیہ میں پیدا ہوا ہے اوپر ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد نصیریہ مذہب پر "الباکورۃ السلیمانیہ" لکھی۔ پھر ایک مشنری کے ہاتھوں عیسائی ہوا اور انہوں نے اسے دھوکے سے بلا کر سرعام جلا دیا تھا۔ اس کے بعد محمد امین غالب طویل ہوا ہے، یہ ان دنوں اس نصیریہ فرقے کا سربراہ تھا جب سوریہ میں فرانس نے قبضہ کیا تھا اس امین نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "تاریخ علویین" ہے اس میں اس نے اس باطنی گمراہ فرقہ نصیریہ کی بنیادی باتیں بیان کی ہیں۔ 1920ء میں ایک سلیمان احمد ہوا ہے جو علویوں کی حکومت میں ان کے دین ومنصب پر فائز رہا ہے۔ اس گمراہ فرقے کا ایک اہم آدمی سلیمان مرشد ہوا، یہ ایک چرواہا تھا۔ فرانسی استعماریوں نے اور ایجنڈوں نے جو سوریہ پر قابض ہوئے تھے اور اس کی پرورش کی اور اسے ربوبیت کا دعویٰ کرنے پر ابھارا اور اس ایک رسول بھی تیار کیا، جس کا نام سلیمان میدہ تھا۔ یہ بھی بکریوں کا چرواہا تھا۔ 1946ء میں حکومت نے مطلب نکلوا کر قتل کروا دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مجیب آیا، اس نے الوہیت کا دعویٰ کر دیا، یہ 1951ء میں سوریہ میں وزیر زراعت کے ہاتھوں مارا گیا، ان میں سے نصیریہ کا فرقہ ماخوسیہ اپنے جانور ذبح کرتے وقت اب تک بھی یہ اسی مرشد نامی آدمی کا نام پکارتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) سلیمان مرشد کا دوسرا بیٹا مغیث تھا اس نے اپنے باپ کے بعد رب ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ سوریہ میں نصیریہ فرقے کے علوی خفیہ طور پر اجتماعات کرتے ہیں اور سوریہ کی حکومت نے 1965ء میں ان کا اثر ورسوخ اچھا ہو چکا تھا، ان کے ساتھ قومیت پرست اور بے دین بعث پارٹی نے 12 مارچ 1971ء میں فوج کشی کر کے ان نصیریوں کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے یہ نصیریہ فرقہ والے شیعہ سنیت کے پردے میں اپنی خباثت پھیلاتے رہے اور آخر کار جمہوریہ سوریہ کے والی بن گئے۔

چھٹی بحث......

عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کی رسومات

عقیدہ نصیریہ میں داخل ہونے کا بہت ہی عجیب و غریب طریقہ ہے کہ شان آدمیت پانی پانی ہوجاتی ہے اور شان انسانیت شرمندہ ہوجاتی ہے اور کرامت و عزت سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔اس میں داخل ہونے والے شاگرد کو لایا جاتا ہے، وہاں ان کے بہت زیادہ شیوخ موجود ہوتے ہیں، جنہیں یہ روحانی والد کہتے ہیں۔اس کے بعد شاگرد کے دل میں شیخ کا تقدس بٹھایا جاتا ہے اور اسے بتایا جاتا ہے مطلق طور پر تم نے اس کے سامنے سرنگوں رہنا ہے اور صوفیوں کے طریقے کی مانند اسے کہا جاتا ہے:

كُن بين يدى شَيخك كالميِّت بين يدى الغَاسِلِ

''اپنے شیخ کے سامنے تمہاری یہ کیفیت ہو جیسے میت کی غسل دینے والے کے سامنے ہے''

جب وہ آتا ہے تو اسے دروازے کی ایک جانب کھڑا کیا جاتا ہے۔وہ بالکل خاموش کھڑا ہوتا ہے اور شیخ کے جوتے اس نے سر پر اٹھائے ہوتے ہیں۔پھر اس کا شیخ دوسرے شیوخ سے کہتا ہے کہ اس سامنے کھڑے انسان کا بوسہ لیں تاکہ وہ ان کے گروہ میں شامل ہوجائے۔اس کے بعد اس کے سر سے جوتے اٹھا لیے جاتے ہیں اور وہ سب موجود شیوخ کے ہاتھ اور پاؤں چومتا ہے۔پھر اپنی اس جگہ پر کھڑا ہوجاتا ہے اور اس کے بعد سر پر ایک سفید گوڈری سی رکھی جاتی ہے،اس کے بعد اس کا شیخ وہ عہد و پیمان پڑھتا ہے جو شیخ اور شاگرد کے درمیان طے ہوتا ہے یہ بھی بالکل نکاح کے پڑھنے کی مانند ہے۔اسی سے یہ خطبہ نکاح کے قائم مقام قرار دیتے ہیں اور جو کلام یہ سنتا ہے اسے نکاح کا درجہ دیتا ہے اور جو یہ علم اٹھاتا ہے اسے حمل کا درجہ دیا جاتا ہے اور جب اسے علم حاصل ہوتا ہے یہ وضع حمل کے قائم مقام ہے۔اس مرحلے سے گزرنے کے بعد شاگرد سے کہا جاتا ہے کہ پانچ سو مرتبہ کلمہ توحید کو دہرائے،ان کا کلمہ توحید یہ ہے'' بحق ع،م،س'' ع سے مراد ''علی'' اور میم مراد ''محمد'' اور س سے مراد سلمان ان کا بڑا مرشد ہے۔اب اس شاگرد کی تعلیم مکمل ہوئی،شیعہ کے نصیریہ فرقہ میں شامل ہوجاتا ہے،ان سخت آزمائش کے مرحلوں سے گزر کر ان کا شاگرد بن چکا ہے اب یہ ان کی ہر چیز کو پسند کرے گا اگرچہ اسے کتنا ہی زیادہ ذلیل کریں اور اس کی عزت پامال کردیں۔

مذہب نصیریہ میں شامل ہونے کی چند اہم شرائط:

1. ان کے نزدیک اس مذہب کی تعلیم لینے والا انیس برس سے اوپر ہونا چاہیے، اس سے کم عمر نہ ہو

2. ان درج ذیل مراحل سے گزرا ہو۔

1. مرحلہ جہل ہے اس میں اس نصیریہ مذہب والوں کو راز میں رکھنے کا کہا جاتا ہے اور اس نشست میں شراب نوشی اور خواتین پرستی ہوتی ہے اور سحری تک خواب شیریں کے مزے ہوتے ہیں۔

2. تعلیق کا مرحلہ ہے، اس میں یہ کرتے ہیں کہ اسے مذہب نصیریہ کی تعلیمات دی جاتی ہیں۔ سال یا دو سال تک اس علاقے کے شیخ کی نگرانی میں دیا جاتا ہے، وہ اُسے آہستہ آہستہ مذہب کے رازوں سے آگاہ کرتا ہے، جب یہ جان لیتے ہیں کہ اس میں قبولیت کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے تو اسے تیسرے مرحلے تک منتقل کرتے ہیں وگرنہ اسے اپنے حلقے سے باہر نکال دیتے ہیں۔

3. مرحلہ ''سماع'' کا ہے یہ سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ شیعہ کے مذہب نصیریہ کے اصول سے اسے مطلع کرتے ہیں اس کے بعد اس کے روحانی پیشوا مذہب نصیریہ کے دیگر خاص اسرار و رموز سے آگاہ کرتے ہیں، تب اسے شیخ کے درجے پر منتقل کرتے ہیں اور گواہوں اور اس کے کفیلوں کی موجودگی میں اس آدمی کی رازداری اور مذہب کی حفاظت کی مکمل استعداد کی گواہی ہوتی ہے۔ پھر ان کے نزدیک جو پختہ قسمیں ہیں کہ یہ مذہب کا راز رکھے گا اس سے وہ حلف لیا جاتا ہے کہ اس کا خون بہا دیا جائے بھی تو وہ مذہب کے سربستہ راز نہیں بتائے گا۔ یہ حلف لینے کے بعد اسے نصیریہ شیعہ مذہب کے شیخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

ساتویں بحث......

نصیریہ فرقہ کے شیعوں کا عقیدہ

نصیریہ فرقے کے شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔ ان کا روحانی ظہور انسانی جسم میں ہوا ہے، جس طرح حضرت جبرائیل علیہ السلام بعض آدمیوں کی صورت ڈھال لیتے تھے، یہ ناسوت میں، یعنی انسانی صورت میں مخلوق سے ناموس ہونے کے لیے آئے ہیں، اصل میں یہی اللہ ہیں۔ یہ نصیریہ فرقہ کے شیعہ عبدالرحمٰن بن ملجم جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ہے اس کی بہت زیادہ تعظیم کرتے ہیں اور اسے بہت پسند کرتے ہیں کہ اس نے ناسوت سے، یعنی انسانی صورت سے لاہوت کو، یعنی الٰہی صورت کو علیحدہ کر دیا ہے۔ نصیریہ شیعہ کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بادلوں میں سکونت پذیر ہیں۔ جب سے ان کی اس انسانی جسم سے رہائی ہوئی ہے وہ بادلوں میں رہنے لگے ہیں۔ جب بادل ان کے قریب سے گزرتے ہیں تو یہ پکارتے ہیں ''اے ابوحسن! تم پر سلام ہو'' اور ان کا کہنا ہے کہ بادل کی گرج حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ شیعہ کے اس نصیریہ فرقہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو پیدا کیا ہے اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے پانچ یتیم پیدا کیے ہیں۔

1. ...... یتیم حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے متعلق کا عقیدہ ہے کہ یہ لوگوں کے رب اور ان کے خالق ہیں اور بادلوں کی گرج وغیرہ ان کے سپرد ہیں۔
2. ...... یتیم ابوذر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ ستاروں کو گردش میں رکھے ہوئے ہیں۔
3. ...... یتیم عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جو انسانی روحوں کو قبض کرتے ہیں اور ہوائیں ان کے سپرد ہیں۔
4. ...... یتیم عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ انسان کے امراض اور جسمانی حرارت اور معدہ پر قدرت رکھتے ہیں۔
5. ...... یتیم قنبر بن کادان ہیں۔ ان کے سپرد انسانی جسموں میں روح پھونکنا ہے۔

نصیریہ شیعوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک انہوں نے رات رکھی ہوئی ہے کہ جسے یہ باطنی فرقے والے یہ کہہ کر مناتے ہیں کہ اس میں حائل اور نائل آپس میں ملیں گے، یہ فرقہ شراب کی بہت تعظیم کرتا ہے اور اسے کارِ ثواب تصور کرتا ہے۔ اور یہ انگور کے درخت کو بھی بہت محترم گردانتے ہیں اور اسے اکھاڑنا یا کاٹنا بہت ہی برا قرار دیتے ہیں اور شراب کا نام "نور" رکھتے ہیں۔ مگر قرآن پاک اسے حرام قرار دے رہا ہے یہ اسے نور قرار دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یاایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوا لعلکم تفلحون○ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضآء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکرالله وعن الصلاة فهل انتم منتهون ○ (مائدہ:91-90)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! بے شک شراب اور جوا اور استھان اور تیروں سے تقسیم پلید ہے۔ یہ شیطانی عمل ہے اس سے اجتناب کرو تاکہ تم کامیاب قرار پاؤ۔ بیشک شیطان چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کی وجہ سے تمہارے درمیان عداوت اور نفرت پیدا کر دے اور تمہیں اللہ کے ذکر سے روکے، کیا تم باز آتے ہو؟"

مگر یہ خبیث جب شراب نوشی کرتے ہیں تو کہتے ہیں:

"تو نے اس نور (شراب) کو حلال قرار دیا ہے اور اپنے عارف دوستوں کے لیے مطلق طور پر حلال قرار دے کر اسے بہت فضیلت دی۔ اور اسے تو اپنے منکروں اور دشمنوں (مسلمانوں) کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ اے ہمارے مولا! (مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) جس طرح تو نے اس شراب کو ہمارے لیے حلال قرار دیا ہے اسی طرح ہمیں امن وامان بھی دے اور بیماریوں سے صحت دے اور ہم سے غم اور پریشانیاں دور کر دے۔"

نصیریوں کی نماز:

نصیریہ فرقہ کے شیعے ایک دن میں پانچ نمازیں ہی پڑھتے ہیں مگر ان کا طریقہ مختلف ہے ان کی نماز میں سجدہ نہیں، کبھی معمولی قسم کا رکوع کر لیتے ہیں۔ ان کی پہلی نماز ظہر ہے اس کی آٹھ رکعات ہیں، اس کے بعد نمازِ عصر ہے اس کی چار رکعات ہیں، پھر نمازِ مغرب ہے اس کی پانچ رکعات ہیں، اس

کے بعد نمازِ عشاء ہے اس کی چار رکعات ہیں، پھر نمازِ فجر ہے اس کی دو رکعات ہیں۔ ان کی کتاب "الباکورۃ السلیمانیہ" میں لکھا ہے: نمازِ ظہر محمد ﷺ کے لیے، نمازِ عصر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے، نمازِ مغرب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے اور نمازِ عشاء حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے اور نمازِ صبح محسن خفی کے لیے۔ یہ نمازِ جمعہ نہیں پڑھتے، نہ ہی وضو کرتے ہیں نہ ہی نماز سے پہلے لکھا جنابت کو دور کرتے ہیں، نہ ہی ان کی مسجدیں ہیں یہ اپنے گھروں میں نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز خرافات کی تلاوت ہے۔

نصیریوں شیعوں کے خاص اذکار:

عیسائیوں کی مانند ان کے بھی خاص اذکار ہیں۔ ایک ذکر ہے: ① پاکیزہ بھائی اچھا رہے ② خوشی اور مسرت پر کہتے ہیں: الخمور فی روح مایدور ③ ان کی اذان کا ذکر یہ ہے واللہ المستعان۔

یہ نصیریہ فرقہ حج کو نہیں مانتا، یہ کہتے ہیں کہ بیت اللہ کا حج کفر اور بتوں کی عبادت کرنا ہے، نہ ہی یہ شرعی اذکار کے قائل ہیں۔ یہ اپنے مشائخ کو ٹیکس اور نذرانہ دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں: ہم نے اپنے مال کا خمس (پانچواں حصہ) نکال دیا ہے۔

نصیریوں کا روزہ:

ان کا روزہ بس یہی ہے کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ بیویوں سے جماع سے رک جانا ہے۔

نصیریوں کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض:

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے شدید بغض رکھتے ہیں اور حضرت ابوبکر، عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ کام سارے شیعہ بھی کرتے ہیں۔ نصیریہ شیعہ کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ شریعت کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے، ان کا دعویٰ ہے کہ تمام پوشیدہ راز صرف ہم جانتے ہیں اور ان کا یہ بھی نظریہ ہے کہ جو باطنی علم کے مخالف ہے، ان سے دوستی رکھنا جنابت ہے اور طہارت یہ ہے کہ علم باطنی کے دشمنوں سے دشمنی رکھی جائے۔ ان کا روزہ یہ ہے کہ تیس آدمیوں کے راز محفوظ رکھنا اور اتنی تعداد کی عورتوں کے راز محفوظ رکھنا۔ ان کی زکوٰۃ یہ ہے کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو پانچ یتیموں کا خالق ماننا۔ ان کا جہاد یہ ہے کہ ان کے راز کھولنے والوں اور دشمنوں پر لعنت کرنا، ان کی ولایت یہ ہے کہ نصیریہ شیعوں کے خاندان کے ساتھ اخلاص پیدا کیا جائے اور ان کے دشمنوں کو ناپسند کیا جائے۔

نصیریوں کا قرآن:

نصیریہ فرقے کے شیعوں کا قرآن یہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ اخلاص برتا جائے۔ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام کے روپ میں قرآن سکھایا ہے۔ان کی نماز پانچ ناموں کا ورد کرنا ہے۔"حضرت علی، حسن، حسین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم اور محسن، محسن کو یہ نصیریہ شیعہ سر خفی (پوشیدہ راز) کہتے ہیں،ان کے عقیدے کے مطابق یہ ولادت کی عمر سے پہلے پیدا ہوئے تھے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں پھینک دیا تھا۔یہی پانچ بزرگوں کے نام لیں تو وضو ہو جاتا ہے اور جنابت کا غسل بھی ان کا نام لینا ہی ہے۔عورتوں کے بارے میں شیعوں کا نظریہ ہے کہ یہ دین اور اس کے واجبات حاصل کرنے کی اہل نہیں ہیں۔ان کا عقیدہ ہے کہ عورت روح پر اختیار نہیں رکھتی۔جس طرح دوسرے حیوانات ہیں یہ عورت بھی ایک حیوان ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے کہ عورتوں کے مرنے کے ساتھ ہی ان کی روح مر جاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ ایک دوسرے کی بیویوں سے زنا کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ان کا ایمان کامل ہی تب ہے جب ان کی عصمتوں کو ایک دوسرے مومن کے لیے حلال کریں۔یہی وہ عصمتوں کی ضیافت طبع ہے جس نے انہیں اپنا نصیری مذہب چھپانے پر مجبور کیا ہے۔

نصیری شیعوں کے نزدیک قیامت کا مفہوم:

ان شیعوں کے نزدیک قیامت کا تصور یہ ہے کہ یہ چھپے ہوئے امام علی بن ابی طالب کا ظہور ہے ،یہ اپنے پیروکاروں کے درمیان فیصلہ کریں گے اور ان کی سیادت کو ثابت کریں گے۔اور یہ کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا آفتاب سے ظہور ہوگا، ہر جان ان کے قبضے میں ہوگی، شیر پر سوار ہوں گے اور ذوالفقار تلوار ان کے ہاتھ میں ہوگی، فرشتے ان کے پیچھے ہوں گے اور سید سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ان کے آگے ہوں گے اور ان کے قدموں سے پانی پھوٹے گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آواز دیں گے: یہ تمہارے مولیٰ علی بن ابی طالب ہیں انہیں پہچانو! ان کی تسبیح بیان کرو، ان کی تعظیم کرو، ان کی کبریائی بیان کرو، یہی تمہارے رازق ہیں، یہی تمہارے خالق ہیں، ان کا انکار نہ کرو۔

نصیریہ شیعوں کا عقیدہ تناسخ:

نصیریہ فرقہ کے شیعہ تناسخ کے قائل ہیں، تناسخ کی تعریف یہ ہے کہ ایک روح ایک حالت سے

دوسری حالت میں منتقل ہو جائے یا ایک جسم سے دوسرے جسم میں چلی جائے۔تناسخ کی چار اقسام بیان کرتے ہیں۔

① پہلی قسم نسخ ہے، وہ یہ ہے کہ روح ایک آدمی کے جسم سے دوسرے آدمی کے جسم میں منتقل ہو جائے۔

② دوسری قسم مسخ ہے، آدمی کی روح حیوان کے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔

③ تیسری تناسخ کی قسم فسخ ہے، روح آدمی کے جسم سے نکل کر زمین کے کیڑوں مکوڑوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔

④ چوتھی قسم رسخ ہے، اس سے مراد یہ تناسخ ہے کہ روح آدمی کے جسم سے نکل کر درخت ، پودے یا جمادات میں منتقل ہو جائے۔

نصیریہ فرقہ کے شیعوں کے عقائد اور ان کی تعلیمات ایک چھوٹے سے کتابچے میں موجود ہے اس کا نام ہے، ''کتاب تعلیم الدیانۃ النصیریہ'' اس کا مخطوطہ پیرس کے مکتبہ میں موجود ہے۔یہ سوال وجواب کے انداز میں ہے۔ایک سو ایک سوال جواب ہیں، چند ایک سوالوں کے جواب ہم درج کئے دیتے ہیں:

سوال: ہمارا خالق کون ہے......؟

جواب: امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے خالق ہیں۔

سوال: ہمیں یہ کیسے پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے الٰہ ہیں......؟

جواب: انہوں نے خود کہا ہے جب کہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے'' میں ایک گہرا بھید ہوں، میں انوار کا درخت ہوں، میں ہی اول ہوں ، میں ہی آخر ہوں، میں ہی باطن ہوں ، میں ہی ظاہر ہوں وغیرہ جھوٹ بیان کرتے ہیں۔

سوال: مختلف لغات میں امیر المومنین ہمارے مولیٰ کے کیا کیا نام ہیں......؟

جواب: عرب نے ان کا نام علی رکھا، خود انہوں نے اپنا نام ارسطو رکھا ہے، انجیل میں ان کا نام الیاس ہے معنی اس کا بھی علی ہی ہے۔ہندوان کا نام ابن کنکرار کہتے ہیں۔

سوال: جو شہد کی مکھیوں کا امیر ہے ہم اسے مولانا کیوں کہتے ہیں......؟

جواب: وجہ یہ ہے کہ سچے مومن شہد کی مکھیوں کی مانند ہیں جو کہ اچھے پھولوں پر بیٹھتی ہیں، اس لیے ان کے امیر کو امیر النحل کہا جاتا ہے۔

سوال: قرآن کیا ہے......؟

جواب: یہ ہمارے مولیٰ علی کا بصورت بشر ظہور ہے۔

سوال: ہمارے سچے بھائی مومنوں کی علامت کیا ہے......؟

جواب: ع، م، س، علی، محمد، سلمان کی گواہی دیتے ہیں۔

سوال: نیروز کی دعا کیا ہے......؟

جواب: پیالوں میں شراب بھرنا۔

سوال: جو شراب مقدس مومن پیتے ہیں اس کا نام کیا ہے......؟

جواب: عبدالنور ہے۔

سوال: یہ کیونکر شراب مقدس ہے......؟

جواب: کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ظہور ہے۔

سوال: مومن نماز میں آفتاب سے پہلے اپنا چہرہ کیوں پھیر لیتا ہے......؟

جواب: یہ جان رکھو! سورج نورالانوار ہے۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں بحث......

نصیریہ شیعوں کی عیدیں

1...... نصیریہ فرقوں کے شیعوں کی عید کا نام "عید غدیر" ہے۔ اسے اٹھارہ ذوالحج کو مناتے ہیں، اس عید کی رات نماز پڑھتے ہیں اور اس کی صبح کو زوال سے پہلے دو رکعات پڑھتے ہیں۔ اس میں ان کی اہم علامت ہے کہ یہ نیا لباس پہنتے ہیں، غلاموں کو آزاد کرتے ہیں، بکریاں ذبح کرتے ہیں اور شعراء ان کے بڑوں کو اس عید کی مبارک دیتے ہیں۔

2...... عید الفطر ہے، عام مسلمانوں کی طرح شوال کے شروع میں یہ محفل منعقد کرتے ہیں لیکن نصیریہ فرقہ کے شیعہ اسے رمضان المبارک کے روزوں کے بعد نہیں مناتے، یہ اپنے عقیدہ کے مطابق جو روزے ہیں ان کے بعد مناتے ہیں۔

3...... ان کی عید عاشورا ہے، عام شیعوں کی مانند یہ اسے دس محرم کو مناتے ہیں، اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یاد مناتے ہیں، مگر نصیریہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے بلکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مانند پردہ فرما گئے ہیں۔

4...... ان کی عید نیروز ہے، یعنی نیا دن۔ یہ ربیع کے موسم کے آغاز میں مناتے ہیں، یہ اصل میں فارسی عید ہے، سب سے پہلے یہ جس نے ایجاد کی وہ فارس والوں کا بادشاہ جمشید تھا۔

5...... عید مہر جان ہے۔ یہ موسم خریف کے شروع میں مناتے ہیں یہ بھی فارسی لوگوں کی عید ہے اسے نوروز کے ایک سو ستھ دن کے بعد مناتے ہیں۔

6...... عید صلیب ہے۔ اسے نصیریہ والے مناتے ہیں، اسے زراعت کے آغاز کرنے اور پھلوں کے اتارنے کی تاریخ قرار دیتے ہیں اور اپنے معاملات کی تاریخ بھی اسی سے شروع کرتے ہیں۔ مثلاً مزدور کی مزدوری دینے، گھروں کا کرایہ دینے اور گوداموں وغیرہ کی اجرت دینے کا آغاز اسی سے کرتے ہیں۔ اس عید میں یہ منڈیوں میں جاتے ہیں اپنے لوازمات اور ضروریات خریدتے ہیں۔

7...... ان کے علاوہ بھی نصیریوں کی عیدیں ہیں جو عیسائیوں کی مانند ہیں۔ عید غطاس ہے، عید سعف ہے، عید عنصرہ ہے، عید قدسیہ بار بارا ہے۔ یہ عید جو ہے کیتھولک اور آرتھوڈکسٹ بھی مناتے ہیں۔ ایک اور عید یہ نصیری مناتے ہیں جو ماہ شعبان کی پندرہ تاریخ پر ہوتی ہے یہ اسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی وفات کی یاد میں مناتے ہیں جو ان کے نزدیک پانچ یتیموں کے خالق ہیں۔

نویں بحث......

نصیریہ فرقہ زیادہ تر کہاں پایا جاتا ہے......؟

یہ دین سے خارج فرقہ پہاڑی اور میدانی علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔خصوصا سوریہ کے ساحل سمندر پر اور بحرابیض کی مشرقی جانب اور لاذقیہ جو کہ سوریا کا ضلع ہے اس کے پہاڑی علاقوں میں یہ بستیوں اور سرحدوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ان شہروں میں یہ بہت زیادہ آبادی کی شکل اختیار کرر ہے ہیں۔تاہم پرانے زمانہ سے جوان کا مقام آرہا ہے،نصیریہ پہاڑ ہیں۔ بعد میں یہ سوریا کے پڑوس میں جو شہر ہیں ان میں پھیل گئے جیسا کہ حمص کا علاقہ ہے۔یہاں تو انہوں نے اپنے فوجی اور اقتصادی محکمے بھی قائم کرر کھے ہیں۔انہوں نے آزادی کے گمان میں اسے اپنی چھوٹی سی حکومت کا دارالخلافہ قرار دے رکھا ہے۔حلب میں بھی ان کی تھوڑی سی تعداد ہے۔بعض جولان کی بستیوں میں رہتے ہیں مگر ان کی زیادہ تر تعداد حمص اور کلکلخ میں ہے۔یہ علاقہ بھی حمص کے ہی زیر اثر ہے۔ یہ آپس میں اکٹھے رہنے کا میلان رکھتے ہیں اور دوسروں سے الگ رہتے ہیں اگر چہ یہ اس دور میں لوگوں سے مل کر رہ رہے ہیں اور خصوصا صلیبی عیسائیوں کے ساتھ زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔اس نصیریہ فرقہ نے جب سوریا میں تسلط جمالیا تو پھر انہوں نے اپنا رہائشی منصوبہ تبدیل کر دیا۔ان کی زیادہ تر سیاسی اور فوجی قیادت اپنے خاندان لے کر دمشق اور بڑے بڑے شہروں میں منتقل ہو چکی ہے اور یہ دمر، برزہ، قدم، خیمہ یرموک اور ست زینب جو دمشق کے قریب علاقہ ہے یہاں آباد کاری کرر ہے ہیں اور اب تو بعض نصیریہ فرقہ کے شیعوں نے سنی بچوں اور بچیوں سے انہیں بے خبر رکھ کر نکاحوں کا مبادلہ بھی کرر کھا ہے،ان کی اس سے یہی کوشش ہے کہ اس طرح قوت حاکمہ کا قرب حاصل کیا جائے۔

ان کی ہجرت سوریا کے محفوظ علاقوں میں بھی ہوئی ہے لیکن یہ بہت کم ہے ،صنعت اور اقتصادیات سے مالا مال علاقوں میں بھی پہنچ چکے ہیں ،اس کے باوجود انہوں نے اصلی وطن اور اپنی دولت ،اقتصادی اور تعمیری معاملات نصیری پہاڑ میں ہی رکھے ہوئے ہیں ،نصیریہ فرقہ کی تعداد سوریا میں تقریبا دس فیصد ہے جو سترہ لاکھ قریب کے ہے۔شمالی لبنان میں عکار کے میدانی علاقوں میں نصیریہ فرقہ کے شیعہ موجود ہیں طرابلس کے گرد بھی موجود ہیں،ان کی زیادہ تعداد سوریا کے شہر نازح میں ہے۔ان کا

مقصد صرف لبنان کی حد تک ہی نہیں بلکہ یہ شیعیت پورے طور پر پھیلانا چاہتے ہیں، لبنان کی سلطنت میں تقریباً ان کی تعداد (40000) ہزار ہے، لبنانی جنگ میں ان نصیریوں نے اپنے جاسوس بھیجے تھے جو مسلمان اور سنی شہر طرابلس کو توڑنے کیلئے سوریا کے لشکر کی حمایت کرتے رہے ہیں اور بڑے بڑے جرائم کا انہوں نے وہاں ارتکاب کیا ہے، لوٹ، مار اور ڈاکہ زنی کرتے رہے ہیں اور انہیں ہراساں کر کے بھگاتے رہے ہیں اور منشیات کو فروغ دیتے رہے ہیں ''غرب اناضول'' جو اسکندریہ کے زیر اثر ہے، وہاں بھی ان کی تعداد کافی پائی جاتی ہے تختجیہ یا حطابی کے نام سے معروف ہیں، اناضول کے مشرق میں انہیں قزل پاشا کہا جاتا ہے، ترکی میں اندازا بیں لاکھ کے قریب ان کی تعداد پائی جاتی ہے، سوریا میں ان کے ہمنواؤں کی قوت بڑھنے کی وجہ سے ان کے رعب میں اضافہ ہوا ہے اور سوریا میں یہ نصیری نظام کیلئے کام کر رہے ہیں، یہ سوریا میں باقاعدہ اسلحہ، قوت اور ٹریننگ وغیرہ لے رہے ہیں تاکہ ترکی میں ہڑتالیں اور عدم استحکام پیدا کریں، کچھ نصیری شیعہ، فارس میں، ترکستان میں روس میں کردستان میں بھی میں وہاں یہ فرقہ ''علی الٰہیہ'' کے نام سے معروف ہے، فلسطین میں تقریباً دو ہزار نصیری جلیل کے علاقہ میں رہتے ہیں، عراق کے علاقہ میں یہ کم تعداد میں ہیں، عانہ، میں یہ معمولی تعداد میں پائے جاتے ہیں یہ بھی اس وجہ سے کہ یہ سوریا کی سرحد کے قریب ہے، ایک وقت تھا، یہ علاقہ نصیریہ مارقہ کے شیوخ کی اہم پناہ گاہ تھا مگر اب یہ وہاں بہت ہی کم تعداد میں ہیں۔

دسویں بحث......

نصیریوں کی خونریزیاں

قرآن پاک میں ہے:

ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلهم عذاب جهنّم ولهم عذابُ الحریق (البروج 10:)

"بے شک جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو ستایا پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔"

نصیریہ شیعوں نے اس کی زد میں آنے کی ذرہ کسر نہیں اٹھا رکھی ایسا ہی ظلم یہ کرتے رہے ہیں ، پرانے وقت میں اور نئے دور میں انہوں نے سنی مسلمانوں پر ستم کرنے کو کار ثواب سمجھا ہے حالانکہ ان کے ظلموں کے سامنے انسانیت کی پیشانی شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہو جاتی ہے، طرابلس، لبنان، تل الزعتر کے واقعات اور عیسائیوں کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہو کر ان کی مدد کرنا کوئی دیر کی بات نہیں، بلکہ یہ تو ابھی کل کی بات ہے، پرانے زمانہ سے ہی یہ مسلمانوں کو مشق ستم بناتے رہے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہ نصیریہ فرقہ والے اسی طرح قرامطہ باطنیہ کا فرقہ باطل ہیں یہ یہود و نصاریٰ سے اور تمام مشرکوں سے بڑھ کر کافر ہیں اور جو نقصان انہوں نے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا ہے، وہ جنگجو کافروں نے بھی نہیں پہنچایا، نہ ہی تاتاریوں اور فرنگیوں نے پہنچایا ہے۔"

یہ ناواقف لوگوں کے سامنے "اہل بیت" سے دوستی کا اظہار کرتے ہیں، حقیقت میں ان کا اللہ پر اور نہ اس کے رسول پر، نہ ہی اس کی کتاب پر، نہ امر و نہی پر اور نہ ہی ثواب و عذاب پر اور نہ ہی جنت و دوزخ پر ان کا ایمان ہے، ان کے راز بتانے کیلئے اور ان کی پردہ دری کیلئے مسلمانوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں ان کی زندیقت، الحاد اور بے دینی بیان کی ہے اور انہیں یہود و نصاریٰ اور ہندو برہمنوں سے بھی جو کہ بتوں کے پجاری ہیں سے زیادہ کافر قرار دیا ہے، شام کے مسلمان ساحلی علاقے پر عیسائیوں کا غلبہ ان کی نصیریہ شیعوں سے ہی ممکن ہوا تھا اور ہمیشہ انہوں نے مسلمانوں کے دشمنوں کا ہی ساتھ دیا ہے اور ان نصیریہ شیعوں کیلئے یہ سب سے بڑی تکلیف وہ بات ساحلی علاقوں کو فتح کر رہے ہیں اور عیسائی شکست کھا رہے ہیں، ان نصیریہ شیعوں کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہوئی تھی کہ انہوں

نے مسلمانوں کے خلاف تاتاریوں سے تعاون کیا تھا، جب عیسائیوں نے مسلمانوں کی سرحدوں پر قبضہ کیا تھا تو ان نصیریہ شیعوں نے بہت زیادہ اظہار مسرت کیا تھا، حالانکہ ان عیسائیوں جیسے لوگوں کی خدمت کرنا اوران کی سرحدوں، قلعوں اور فوجوں کی مدد کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح بھیڑ کو بکریوں کی حفاظت پر مقرر کردیا جائے۔ یہ نصیریہ سب لوگوں سے بڑھ کر مسلمانوں سے اوران کے امراء سے دھوکہ کرتے ہیں، یہ بہت زیادہ حریص ہیں کہ سنی حکومت میں فساد ہو، ان لوگوں کے خلاف جہاد کرنا اوران پر حدود قائم کرنا سب سے بڑی نیکی ہے اور بہت ہی ضروری کام ہے۔ ان نصیریوں کے خلاف جہاد کرنا مشرکوں اور اہل کتاب سے جہاد کرنے سے بھی افضل ہے۔ نصیریہ سے جہاد کرنا مرتدوں سے جہاد کرنے کی مانند ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اہل کتاب یا دیگر کافروں سے پہلے مرتدوں سے جہاد کیا تھا۔ ان مرتدوں سے جہاد کرنا دراصل مسلمانوں کے ملک کو تحفظ بخشنا ہے، لہٰذا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ اس جہاد کو حسب طاقت ادا کرنے کے لیے کمربستہ ہو۔ کسی بھی شخص کے لیے جائز نہیں کہ ان حالات کو چھپائے، بلکہ ان کو کھولے اور ظاہر کرے تاکہ مسلمانوں کو ان کی حقیقتِ حال کا علم ہوسکے۔ (حوالہ مجموعہ فتویٰ۔ ج35)

نصیریہ شیعوں کے جرائم:

خبیث تیمور لنگ جو کہ نصیریہ فرقہ سے تھا اس نے بہت سارے جرائم کا ارتکاب کیا تھا کہ بغداد، حلب اور شام پر 822ھ میں غالب آیا اوراس نے قتل وغارت لوٹ مار اور طویل سزاؤں کا سلسلہ جاری کیا اور سنی لوگوں سے ایک جماعت اپنے ساتھ ملالی۔ اس نے سنی شہروں کا دفاع کرنے والی قوتوں کو ختم کیا، یہ خبیث نصیری تیمور لنگ شام کا رخ کرتا ہے وہاں شدید ترین مسائل پیدا کرتا ہے جن کی مثال نہیں ملتی۔ شام میں اس کینہ پرور نصیری بادشاہ کے ظلم سے صرف عیسائی خاندان بچتا تھا، مسلمانوں کو نہ چھوڑتا تھا۔ اس تیمور لنگ نے بے قصور لوگوں کو تہہ تیغ کیا صرف نصیریوں کو بچاتا تھا، یہ ظالم اس کے بعد بغداد گیا اور وہاں 90 ہزار سنی لوگ قتل کیے۔ یہ تاتاریوں سے جنگ کے دور کی بات ہے مگر جب صلیبی عیسائیوں کے کینہ پرور حملے ہوئے تو مسلمان ملکوں میں عیسائیوں کا داخلہ، ان کی خونریزی اور عزت دری نصیریہ شیعوں کے ذریعے ہی ہوئی تھی۔ طرطوس، انطاکیہ وغیرہ جہاں نصیریہ فرقہ کے شیعہ تھے اسی علاقے سے ہی عیسائی سنی شہر میں داخل ہوئے تھے۔ بلکہ انطاکیہ شہر کی عیسائی صلیبیوں کے ہاتھ میں جانے کی وجہ ہی یہ تھی کہ نصیری شیعہ لیڈر فیروز اور صلیبیوں کا سپہ سالار بوہمند کے درمیان گٹھ جوڑ ہوا تھا۔

گیارہویں بحث......

موجودہ دور میں نصیری شیعوں کی خیانتوں کا ذکر

ہمارے موجود دور میں نصیری شیعوں نے سنی بے قصور لوگوں کی متعدد بار خونریزی کی، جس کی وجہ سے تاریخ انسانی کی پیشانی عرقِ شرمندگی سے شرابور ہے۔

1 ......ان قتل گاہوں میں سے ایک خونریزی لبنان کے شہر "طرابلس" میں نصیریہ کے شیعوں کے ہاتھ 1985ء میں برپا ہوئی۔ نظام نصیری جو کہ سوریا کا شیعہ تھا، اس کو اندیشہ تھا کہ شام کے علاقے میں سنی لوگ بیدار نہ ہو جائیں اور لبنان کے شہر طرابلس میں اکٹھے نہ ہو جائیں۔ اس سوریا کے نصیریہ شیعہ حافظ الاسد نے اپنے کارندوں اور رافضیوں شیعوں میں سے بھی اور عیسائیوں کو جو کہ اس کے معاون تھے اور محلّہ بعل حسن کے نصیریوں کو جن کے بدترین تعلقات اسرائیل کے تاجروں کے ساتھ معروف ومشہور تھے اور قومی لبنانی گروہ کو جو عیسائیوں کے "آرتھوڈکس" فرقہ اور "بعث" پارٹی کو متعصب شیعوں عاصم قانصول اور عبدالامیر کی قیادت میں شہر طرابلس پر حملہ کرنے کی تحریک دی۔ محلّہ بعل حسن کے نصیری اپنی قیادت کے احکام نافذ کرنے لگے۔ اپنے سے چند میٹر دور اور تیانہ محلے پر انہوں نے آتشی اسلحے کے گولے برسائے، اس شہر کو فتح صرف سوریا کے راستے سے آ کر ہی کیا جا سکتا تھا۔ نصیری شیعوں نے اپنی فوجی طاقت کے ذریعے طرابلس کا سخت محاصرہ کر لیا اور نصیری شیعوں کی فوج نے جو کہ تقریباً 4 ہزار کی نفری تھی اس طرح پیش قدمی کی کہ طرابلس کو ہر جانب سے گھیر لیا اور جنگی طیاروں نے طرابلس کی بندرگاہ کا بحری راستہ بھی اپنے حصار میں لے لیا اور نصیری شیعوں نے ٹینکوں پر توپیں باندھ رکھی تھیں اور "الکورہ"، "تریل" اور "تبان" کے علاقے کی حد بندی کر کے طرابلس کے سنی شہر کو فتح کر لیا اور نصیری شیعوں نے اس سنی شہر سے انہیں بے دخل کر کے بیس دن تک اسے اپنا مرکز بنائے رکھا اور میزائل اور توپیں اس پر نصب کر دیں، جس سے طرابلس کی تقریباً آدھی عمارتیں تباہ کر دی گئیں اور اس کی اہم شاہراہوں کو برباد کر دیا گیا۔ شہر کے بری اور بحری مقام پر آگ کے شعلے اٹھنے لگے اور اس کا پوری دنیا سے رابطہ منقطع ہو گیا۔ طرابلس کے مرسلہ نگاروں نے لکھا تھا کہ طرابلس پر دن کے وقت سیاہ دھوئیں کے بادل چھائے رہتے ہیں یا پھر میزائلوں اور توپوں کی گرج سے گونج رہا ہے اور رات کو اس کا آسمان آگ

برساتی توپوں کے آتشی گولوں کی سرخی سے رنگین ہے۔

2...... قتل گاہ ''تل زعتر'' کی خیمہ بستیوں میں 1976ء میں ہوئی۔ سوریا کہ نصیری شیعوں نے عیسائی صلیبیوں کے تعاون سے ایک لشکر تیار کیا جس نے ''تل زعتر'' کی فلسطینی خیمہ بستیوں کا محاصرہ کرلیا۔ یہاں تقریباً سترہ ہزار فلسطینی رہائش پذیر تھے جو کہ سنی تھے۔ ان نصیری شیعوں کی توپیں خیموں پر گولے برسانے لگیں اور اسرائیلی بحریہ نے سمندر سے ان کا محاصرہ کرلیا اور روشنی والے گولے برسائے اس طرح یہ صلیبی فوجیں ان سنی خیمہ بستیوں میں داخل ہوئی اور نصیری شیعہ نظام سوری ملحد کے تعاون سے یہ خوفناک خونریزی برپا ہوئی، جس کے نتیجے میں 6 ہزار سنی فرزند قتل ہوئے اور کئی ہزار زخمی ہوئے۔ خیمہ بستیوں کو مکمل طور پر برباد کردیا گیا۔

3...... قتل گاہ ''تدمر'' کا قید خانہ تھا۔ جوان نصیری شیعوں کے ہاتھوں (اللہ انہیں تباہ و برباد کرے) 1980ء میں قتل گاہ بنا۔ حافظ الاسد جو نصیری شیعوں کا سربراہ بھی تھا، اسے اپنے ایک باڈی گارڈ کی طرف سے جو کہ خصوصی سکیورٹی گارڈ تھا اپنے اوپر قاتلانہ حملے کی کوشش کا معاملہ پیش آیا۔ اس نے یہ ساری ذمہ داری سنیوں پر ڈال دی اور اپنے بھائی ''رفعت الاسد'' سے کہا: اور جو اس وقت وزیر دفاع تھا اسے بھی کہا: اس مجرم پر انتقامی کاروائی کریں اس کی صورت یہ ہے کہ تدمر کی جیل جو کہ صحرا میں ہے اور شام کی علاقے میں سوریا کی مشرقی جانب ہے اور وہاں زیادہ تر قیدی اہل خیر اور اہل اصلاح تھے، مجرم نہ تھے بلکہ استقامت کا پیکر تھے، انہیں نشانہ بنایا جائے، ان کا قصور یہی تھا جو قرآن پاک نے کہا ہے:

وما نقموا منهم الا أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد الذى له ملك السموات والارض والله على كل شىء شهيد (البروج-8-9)

''وہ ان پر صرف یہی عیب لگاتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کہ غالب اور تعریف کیا گیا ہے، اس پر ایمان لائے ہیں اور وہی ہے جس کے لیے آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔''

یہی نیک لوگوں کا قصور تھا، جنوری کی 27 تاریخ اور 1980ء کی صبح دفاعی فوج کے تقریباً 2 دو سو افراد نصیری شیعہ شیطان رفعت الاسد کی سرکردگی میں ہیلی کاپٹروں میں بیٹھ کر تدمر جیل کے قریب اپنے مرکز میں آگئے، وہاں سے انہوں نے سنی قیدیوں پر آتشی گولے برسائے اور آتشی اسلحے کے فائر ان پر کھول دیے۔ وہ اپنے ذکر و اذکار میں معروف تھے، آدھے گھنٹے میں وہ موت کے منہ میں چلے گئے۔

اس کے بعد ان کی نعشوں کو بڑی بڑی کرینوں سے اٹھا کر گڑھوں میں پھینک دیا گیا جو پہلے ہی تدمر جیل کی مشرقی جانب منصوبہ بندی کے تحت تیار کر لیے گئے تھے۔اس کے بعد نصیری شیعہ دمشق میں اپنے ٹھکانوں کی طرف آرہے تھے اور ان کے لباس سنیوں کے معصوم خون سے رنگین تھے اور اس پر انہیں اس ظلم کرنے کی وجہ سے مالی انعام کی صورت میں اس کا صلہ دیا گیا۔اس قتل گاہ میں 7 سو مسلمان نوجوانوں کو قتل کیا گیا جو بہت بڑی اعلیٰ ڈگریوں کے حامل تھے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حقوق انسانی کی کمیٹی جو کہ اقوام متحدہ کے ماتحت ہے اس نے اس ہیبت ناک خونریزی پر ”جنیف“ شہر میں اپنے 37ویں دورہ پر سخت تنقید کی تھی اور اس کمیٹی نے 1981-3-4 میں یہ دستاویز کمیٹی کے دیگر ارکان کے درمیان یہ دستاویز تقسیم کی۔

④ ......ایک ’ہنانو‘ کی قتل گاہ ہے حلب شہر میں نصیری شیعوں کے ہاتھوں 1985ء میں برپا ہوئی۔عید الفطر کی مبارک صبح تھی۔نصیری شیعوں نے مشرقی علاقہ کے رہائشیوں کو ایک جگہ پر جمع ہونے پر مجبور کر دیا کوئی اپنے گھروں سے نکل رہا تھا کوئی دکان سے آرہا تھا انہوں نے نمازیوں کو مسجدوں میں نہ جانے دیا انہوں نے ”ھنانو“ کے قبرستان میں جمع کر کے آتشیں اسلحہ کے فائر کھول دیے اور زخمیوں کو اسی حالت میں چھوڑ دیا اس قتل گاہ میں قربان ہونے والوں کی تعداد تقریباً (83) تھی۔

⑤ ......قتل گاہ ”مشغور“ کا پل ہے 1980ء میں نصیری شیعوں کی خاص قوتوں نے اس کا محاصرہ کر لیا (16) ٹینکوں نے اس پل پر حملہ کیا۔یہ پل ”ادلب“ کے شمال میں ہے اور اپنی توپوں کے منہ انہوں نے سنیوں کے گھروں کی طرف موڑ لیے جس میں (20) گھر (50) دکانیں تباہ ہوئیں اور سو افراد شہید کر دیے اور سینکڑوں سنی لوگوں کو قید کر لیا۔اس قتل گاہ میں تین دن تک خونریزی جاری رکھی گئی جس میں بچوں،عورتوں اور بوڑھوں کو بے دردی سے کاٹا گیا۔اس جانکاہ حادثہ سے بچنے والوں نے بتایا کہ ایک چھوٹا سا بچہ جس کی عمر چھ ماہ سے زیادہ نہ ہوگی اس کی ماں کے سامنے اس معصوم کو دولخت کر دیا گیا ماں یہ صدمہ برداشت نہ کر سکی فوراً اس صدمہ سے فوت ہوگئی۔

⑥ ......1980ء میں نصیری شیعوں کی فوج کے زیر اثر گشتی عورتوں نے باپردہ سنی خواتین پر یہ ظلم ڈھایا کہ ان کے نقاب سرعام سڑکوں پر ان کے سروں سے اتار لیے۔اخبار ”سویسریہ لوسیرم رونویستہ“ اپنے 1989-10-17 کے شمارے میں لکھتا ہے کہ

”سوریا میں پردہ نشین خواتین کے سر سے نقاب نوچنے کا عمل اتنا بڑا ظلم ہے کہ حافظ الاسد نے یہ اسلام کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے“

بارھویں بحث......

حماۃ کی قتل گاہ

اس خوفناک قتل گاہ نے اس وقت سارے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ 1982ء میں رفعت اسد نے احکامات جاری کیے کہ نصیری شیعہ اپنی تمام فوجیں یکجا کر لیں اور خاص تربیت یافتہ افراد بھی اکٹھے ہوں اور جو بھی لبنان اور جولان کے علاقہ میں نصیری شیعہ ہیں وہ سب آجائیں۔ اس کے بعد "حماۃ" جو سنی مسلمانوں کا شہر تھا اپنے فوجیوں کو لے کر اس نے اس کا محاصرہ کیا۔ مختلف یونٹوں سے یہ لشکر ترتیب پایا تھا۔ اور جدید اسلحہ سے لیس تھا اور ٹینک شکن جدید ترین توپیں بھی ان کے پاس تھیں ان یونٹوں کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچی تھی جو کہ شیعوں کے تعداد کا 95 فیصد حصہ تھا اس لشکر کو سوریا کی فوج کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ "حماۃ" شہر کا محاصرہ ہوا، سوریا کی شیعہ کی تربیت یافتہ فوج نے اس سنی شہر کے گرد رکاوٹیں کھڑی کر دیں اور ساتھ ہی پیدل فوج، توپیں اور اسلحہ اٹھائے ہوئے تھی، جس کی وجہ سے اس شہر کا سوریا کے دوسرے شہروں سے رابطہ منقطع ہو گیا اس تک پہنچنے والے تمام راستے بند کر دیئے۔ پانی اور بجلی کی سپلائی معطل کر دی اور فرسٹ ایڈ اور غذائی ضروریات بھی روک لیں۔ اس کے بعد فروری 1982ء میں اس نے اشارہ دے دیا کہ نصیری شیعہ اس شہر کو جو ہر دوسرے شہروں سے تنہا رہ گیا ہے اس میں تباہ کن اسلحہ سے توڑ کر رکھ دو اور واقعتاً انہوں نے اس مرکزی شہر کو ایسا برباد کیا کہ آج تک درست نہیں ہو سکا۔ انہوں نے اس شہر کی آبادی میں داخل ہو کر عمارتوں کو گرا دیا اور باسیوں کو قتل کیا، عمارتوں کو منہدم کر دیا اس کاروائی میں وزیر نصیری شیعہ شفیق فیاض کی رجمنٹ نے اور دس ہزار افراد نے رفعت اسد کے تحت اور تین ہزار سلیمان حسن کی قیادت میں افراد شریک تھے۔ اور علاوہ ازیں علی دیب شیعہ اور عدنان اسد کے ماتحت افراد نے بھی اس اکھاڑ پچھاڑ میں حصہ لیا۔

اس شہر حماۃ میں بھاری توپ خانے اور بکتر بند گاڑیوں نے حصہ لیا اور کندھے پر رکھ کر چلائی جانے والی مشین گنیں، آر۔ پی۔ جی اور جنگی ڈرون جہاز اور ہیلی کاپٹر، روشنی کے گولے اور آتشیں گولیاں استعمال کیے تھے۔ اس کی 88 مساجد مکمل طور پر گرا دی گئیں 21 بازار برباد ہوئے۔ سینکڑوں تجارتی مراکز اور دکانیں تباہ کر دی گئیں۔ سات قبرستان منہدم کر دیئے گئے۔ اور تیرہ محلوں کو مکمل طور

پر ملیامیٹ کر دیا گیا اور ستائیس خاندوں کے افراد کا کلی طور پر صفایا کر دیا گیا۔ ایک بھی فرد باقی نہ چھوڑا، گیلانی خاندان کے (دوسواسی) افراد تہہ تیغ کیے گئے۔ اور گیارہ قید خانے کھولے گئے جہاں مسلمانوں کو پابہ زنجیر کیا گیا اس طرح سنی نوجوانوں کا صفایا کر دیا گیا۔

یہ ایک بہت ہی گھناؤنا جرم ہے۔ نصیری شیعہ نے اس میں چالیس ہزار سے اوپر سنی مسلمان قتل کیے اور پندرہ ہزار افراد قید کیے۔ جن میں بعض ابھی تک لاپتہ ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں سوریا کے دوسرے شہروں اور قریبی عرب ملکوں میں نقل مکانی کر گئے۔ اندازہ یہ ہے کہ اس شہر کا تہائی حصہ مکمل طور پر برباد کر دیا گیا ہے اور مالی خسارے کا اندازہ 550 ملین ڈالر جو کہ اربوں روپے ہے لگایا گیا ہے۔ اس قیامت خیز تباہی میں نصیری شیعوں کا بنیادی کردار ہے۔

دسویں فصل......

دروز شیعہ

☆......اس بحث میں ہم درج ذیل نکات پر بات کریں گے:

پہلی بحث......ان کی تعریف۔ کہ دروز کیا ہیں؟

دوسری بحث......شیعہ دروز کے اہم اشخاص

تیسری بحث......دروزی معاشرہ کیا ہے؟

چوتھی بحث......دروزی معاشرہ کی خواتین

پانچویں بحث......دروز کی کتابیں

چھٹی بحث......ان کی عبادت واذکار

ساتویں بحث......ان کے عقائد

آٹھویں بحث......دروزیوں اور اسرائیلیوں کے درمیان روابط کا تذکرہ

نویں بحث......یہ کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟

دسویں بحث......شیعہ دروز کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

پہلی بحث......

دروزی شیعہ کا تعارف

دروزشیعوں کا ایک باطنی فرقہ ہے۔یہ فاطمی خلیفہ حاکم بامراللہ کو الٰہ قرار دیتے ہیں،انہیں نشتکین درزی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

یہ فرقہ مصر میں وجود پذیر ہوا تھا کچھ وقفہ بعد یہ شام منتقل ہو گئے ان کا عقیدہ متعدد ادیان اور مختلف افکار کا آمیزہ ہے یہ بھی اپنے افکار پوشیدہ رکھتے ہیں،اسے لوگوں کے درمیان نہیں پھیلاتے حتی کہ یہ اپنے بیٹوں کو بھی نہیں بتاتے صرف اس وقت بتاتے ہیں جب ان کے بیٹے چالیس برس کے ہو جاتے ہیں۔

دوسری بحث......

دروزشیعوں کے اہم اشخاص

①......دروزی شخص فاطمی خلیفہ ہے اس کا پورا نام ابو منصور ابن عزیز باللہ بن المعز لدین اللہ الفاطمی۔اس کا لقب حاکم بامراللہ تھا۔یہ دروزی عقیدہ کا مرکز محور ہے۔ 375ھ میں پیدا ہوا تھا۔اور 411ھ میں قتل ہوا۔درزوی شیعوں کا اس کے بارے میں عقیدہ ہے کہ الٰہ نے اس کے جسم کا روپ دھارا ہے۔یہ منفرد سوچ کا مالک تھا اور اس کے افکار اور چلن بھی علیحدہ ہی تھے۔یہ نہایت ہی سنگدل تھا اور تناقض و تضاد کا مجموعہ تھا۔لوگوں سے بہت کینہ رکھتا تھا بغیر وجہ ہی سزائیں دیتا اور مروا دیتا تھا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے متعلق کہا ہے:

اِن فرعون علی فی الارض وجعل اهلها شیعا یستضعف طائفة منهم یذبح ابناء هم ویستحي نساء هم انه کان من المفسدین

(قصص:4)

”بے شک فرعون نے زمین میں سرکشی کی ہے اور اس کے رہنے والوں کو گروہوں میں بانٹ دیا ان میں سے ایک گروہ کو کمزور تصور کیا،ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑتا ہے بیشک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔“

اس کے کام بتاتے ہیں کہ یہ نفسیاتی مریض تھا یہ مرض اس کی زندگی پر حاوی رہا ہے۔اس نے

395ھ میں یہ حکم جاری کیا کہ جامعات اور مساجد میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کریں۔ پھر 397ھ میں اس حکم کو ختم کر دیا اس نے کتوں کو مارنے کا بھی حکم دیا تھا اور انگور کی خرید وفروخت روک دی تھی اور جو اس کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تھا اسے قتل کروا دیتا تھا۔

بعض مؤرخین لکھتے ہیں: ان میں امام سیوطی بھی ہیں کہ حاکم بامر اللہ نے رعیت کو حکم دیا کہ جب خطیب خطبہ میں میرا ذکر کرے تو میرے نام کے ذکر کی وجہ سے حاضرین اس کی تعظیم کے لیے اور احترام میں صفیں باندھ کر گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر بیٹھ جائیں۔ یہ اس کی ساری سلطنت میں کیا جاتا تھا۔ حتی کہ حرم شریف میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ اہل مصر تو سجدہ میں پڑ جاتے تھے بازاروں میں سجدہ ہوتا تھا۔ یہ حاکم بامر اللہ بڑا ہی عناد پرور اور سرکش تھا اور سرکش شیطان تھا اپنے اقوال وافعال میں متلون مزاج تھا۔ اس کی حالت قرآن میں یہ تھی:

واذ يتحاجون في النار فيقول الضعفاء للذين استكبروا انا كنا لكم تبعا فهل انتم مغنون عنا نصيبا من النار۔ قال الذين استكبروا انا كل فيها ان الله قد حكم بين العباد ۔ (غافر:47-48)

''اور جب یہ دوزخ میں جھگڑیں گے کمزور ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے تکبر کیا بیشک ہم تمہارے تابع تھے کیا تم ہمیں آگ کے حصہ سے کفایت کرو گے۔ جن لوگوں نے تکبر کیا وہ کہیں گے: بیشک ہم سب اس میں رہیں گے اور اللہ نے اپنے بندوں کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔''

یہ ایک سیاہ گدھے پر بازاروں میں چکر لگاتا تھا جسے پاتا اس نے معیشت میں دھوکا کیا ہے تو ایک سیاہ حبشی غلام کو اس کے پاس بھیجتا، اسے مسعود کہا جاتا تھا وہ سزا کے طور پر اس کے ساتھ بد فعلی کرتا۔ اس نے دس سال تک نماز تراویح سے روکے رکھا۔ پھر اس کی اجازت دے دی۔ یہ بات نہایت ہی عجیب وغریب ہے کہ یہ دروزی شیعہ جو بھی اس حاکم سے جاری ہوا ہے یہ اس کی صحت پر اعتماد رکھتے ہیں اور اس کے الٰہ ہونے کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں کہ اس سے جو بھی سرزد ہوا ہے وہ رمز واشارہ ہے اس کے پوشیدہ مقاصد ہیں، عوام کی سمجھ سے یہ بالاتر ہیں۔ ہم یہی کہیں گے:

هانتم هؤلاء جادلتم عنهم في الحيوة الدنيا فمن يجادل الله عنهم يوم القيامة ام من يكون عليهم وكيلا (النساء:109)

''خبردار! تم وہی ہو تم ان کے بارے میں دنیا کی زندگی بارے جھگڑتے ہو۔ پس روز

قیامت ان کے بارے میں اللہ کے ہاں کون جھگڑے گا یا کون وکیل ہوگا؟''

اس ظالم حاکم کی زندگی کی انتہا، نہایت درجہ پوشیدہ رہی ہے یہ اچانک رعایا سے چھپ گیا۔ ایک قول ہے کہ مصر میں بادشاہ جبل مقطم کی چوٹی پر چکر لگایا کرتا تھا اس کی بہن نے دھکا دے کر اسے قتل کر دیا۔

②...... شخص، دروزی شیعوں کا حمزہ بن علی زوزنی ہے اس گمراہ عقیدہ کا یہ بانی شمار ہوتا ہے۔ اس نے 408ھ میں اعلان کیا تھا کہ حاکم بامر اللہ میں اللہ کی روح اتر آئی ہے۔ اس نے لوگوں کو اس عقیدے کی دعوت دی اور اس دروزی خبیث عقیدے کی تائید میں کتابیں لکھی تھیں۔

③...... اس دروزی افراد میں سے محمد بن اسماعیل درزی ہے۔ یہ ''نشتکین'' کے نام سے معروف ہے، اس عقیدے کی بنیاد رکھتے وقت یہ بھی حمزہ بن علی کیساتھ تھا کہ حاکم میں اللہ اتر آیا ہے۔ مگر اس نے اس نظریے کا اعلان 407ھ میں جلدی کر دیا۔ جس کی وجہ سے حمزہ اس پر غضبناک ہوا اور لوگوں کو اس کے خلاف بھڑکا دیا یہ شام کی طرف بھاگا اور وہاں اپنے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرنے لگا۔

④...... ''حسین بن حیدرہ فرغانی'' ہے یہ اخرم یا اجذع کے نام سے مشہور تھا۔ یہ حمزہ کے نظریے کی لوگوں کے درمیان بشارت دیتا رہا تھا۔

⑤...... بہاؤالدین ابوحسن علی بن احمد سموقی'' جو'' الضیف'' کے نام سے مشہور ہے اس نے نہایت مؤثر انداز پر عقیدۂ دروزیہ پھیلایا ہے اس نے اس کی نشر و اشاعت کے لیے رسالے بھی لکھے، ان میں ''التنبیہ والتأنیب والتوبیخ'' ہے اور ایک رسالہ تجھین اور ''تعنیف'' ہے۔ اس نے دروزی شیعہ مذہب کے اجتہاد کا دروزہ بند کر دیا ہے اسے یہ طمع تھا کہ اس نے اور حمزہ زوزنی جو اصول وضع کیے ہیں بس وہی باقی رہیں گے۔

⑥...... شخص'' کمال جنبلاط'' ہے۔ یہ اس زمانے کے لیڈروں میں سے ہے۔ یہ لبنان کا سیاسی لیڈر تھا اس نے'' ضرب اشتراکی'' تنظیم بنائی۔ 1977ء میں مارا گیا۔

⑦...... ''ولید جنبلاط'' یہ کمال کا بیٹا ہے یہ دروزی فرقہ کا موجودہ سربراہ ہے۔ یہ'' ضرب اشتراکی'' کا قائد بھی ہے اور دروزی عوام پر اپنے باپ کا خلیفہ ہے۔

⑧...... اس دور میں ڈاکٹر نجیب عسراوی بھی ہے۔ یہ لبنان میں درزیہ فرقہ کا سیکرٹری جنرل ہے ، عدنان بشیر رشید بھی ان کا لیڈر ہے یہ آسٹریلیا میں ان کا جنرل سیکرٹری ہے اور سامی مکارم بھی ان کا موجود لیڈر ہے۔ اس نے کمال جنبلاط کے ساتھ مل کر درزیہ عقیدہ کی تائید میں کتابیں تالیف کی ہیں۔

تیسری بحث......

دروزی معاشرہ کی اقسام

دروزی معاشرہ کی دو قسمیں ہیں۔ ❶ روحانی۔ یہ دین کے عارف کہلاتے ہیں اور دروزی مذہب کے اصول سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ تین قسموں میں ہیں:

① رؤسا: ان کے ہاتھ میں دینی راز ہیں۔ ② عقال: ان کے پاس وہ اسرار و رموز ہیں جو اندرونی تنظیم کے متعلقہ ہیں، یعنی دروزی شیعی مذہب کے عقیدے کی باریکیوں کو جانتے ہیں۔ ③ أجاوید: ان کے پاس بیرونی راز ہوتے ہیں جو دوسرے مذاہب اور دروزی مذہب کے عقائد سے وابستہ ہیں، یہ انہیں جانتے ہیں۔ عقیدہ دروزی میں بعض لوگ سلوک کے قواعد پر بھی کاربند ہیں۔ جو کہ نہ تو سگریٹ نوشی کرتے ہیں نہ ہی شراب پیتے ہیں اور اپنے کھانے پینے میں زہد سے کام لیتے ہیں۔ ان کا خاص لباس ہے جو ان کو دوسرے دروزی عقیدہ والوں سے ممتاز کرتا ہے۔ پگڑی پہنتے ہیں، گہرے نیلے رنگ کی قبا زیب تن کرتے ہیں اور داڑھیاں پوری رکھتے ہیں۔ ان کی خاص عبادت گاہیں ہیں جنہیں یہ (خلوت خانے) کہتے ہیں ان میں یہ اپنی بنائی مقدس کتاب کو سنتے ہیں اور خاص انداز میں ذکر کرتے ہیں۔

❷......قسم ''جسمانی دروزی'' ہے، یہ امور دینی کا اہتمام کرتے ہیں ان کی دو اقسام ہیں۔ ① امراء یعنی وطنی لیڈر ② جاہل، دروزی شیعوں کی عوام ہے۔ انہیں دروزی پیغامات کا پتہ نہیں ہوتا یہ بس ان رسالوں شروحات ہی کو جانتے ہیں جو ان کی کتابوں میں بیان ہوئی ہیں اور ''عقال'' انہیں بیان کرتے ہیں۔ انہیں قرآن پاک کے مطالعہ کی اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا یہ حق ہوتا ہے کہ یہ دروزی عبادات کی مجالس میں آئیں۔ لمبی آزمائشوں سے گزر کر اور مضبوط صبر و ایمان کے بعد ہی ان مجالس میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ انہیں ہر جائز و ناجائز چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت ہوتی ہے۔ یہ سگریٹ نوشی، شراب اور خوشحال زندگی گزارنے کے مجاز ہوتے ہیں۔ نہ ہی ان کا خاص لباس ہوتا ہے جس سے ان کی پہچان ہو سکے۔ دروزی کسی بھی حکومت کو نہیں مانتے۔ ان عقال کی حکومت ہوتی یا جو دروزی شیعی دینی نظام کا نائب ہو یہ اس کا فیصلہ تسلیم کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

دروزی معاشرہ میں خواتین کی حالت

دروزی معاشرے میں بھی عورتیں عاقلات اور جاہلات میں تقسیم ہیں۔ عاقلات عورتیں کی علامت ہے کہ وہ نقاب پہنتی ہیں اور لباس پہنتی ہیں انہیں "صایہ" کہتے ہیں۔ جب بھی بیوی عاقلات کے طبقے سے ہواور اس کا خاوند جاہلوں کے طبقے سے ہو تو اس کے لیے جائز نہیں ہوتا کہ وہ اپنی بیوی کو دروزی دین کے معاملات بتائے۔ اس عورت پر واجب ہوتا ہے وہ اس سے شیعہ عقیدہ کی کتابیں چھپا کر رکھے، اسے دیکھنے بھی نہ دے۔ دروزیوں کا ایک شیخ ہے اسے "شیخ العقل" کہتے ہیں۔ اس منصب کا باقاعدہ انتخاب ہوتا ہے۔ اس مذہب کے بڑے اس کا انتخاب کرتے ہیں۔ شیخ العقل کے ہر شہر اور بستی میں اس کے معاون ہوتے ہیں۔ لبنان میں دروزی، امراء اور مشائخ میں تقسیم ہیں۔ جو امراء ہیں یہ ارسلان خاندان سے ہیں اور جو مشائخ ہیں وہ "جنبلاط اور یوزبکیہ" خاندانوں سے ہیں۔

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث......

دروزی کتابوں کا تذکرہ

دروزی شیعوں کا ایک مصحف ہے جس کا نام "المنفرد بذاتہ" ہے اس مصحف میں انہوں نے اسلامی احکام کا مذاق اڑایا ہے۔ ان کے نزدیک "عرف" قرآنی سورت کی طرح ہے۔ عرف "صلوات الشرائع" میں کہتے ہیں:

"اے توحید پرستو! اپنا بچاؤ اختیار کرو، جو ظالم اپنے بتوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی خواہش ہے کہ وہ تمہیں اپنے عقائد باطلہ اور دین کی طرف لوٹائیں اور ان کی آرزو ہے جو خیر اور حق ہے اسے ادنیٰ چیز کے ساتھ بدل دیں۔"

ان کی نماز میں رکوع اور سجود ہوتا ہے جو جسم کا ہے اور ظاہری سجدہ ہے۔ انہوں نے کتاب کو ریاکاری بنا رکھا ہے، اس کیساتھ یہ موحدین کے نیک وکار حاکم کو جو اللہ ہے دھوکہ دیتے ہیں "نہیں وہ دھوکا دیتے مگر اپنی جانوں کو اور انہیں اس کا علم بھی ہے" اشارہ مسلمان سنیوں کی طرف ہے۔ یہ اپنے مصحف میں مسجد حرام کا بھی مذاق اڑاتے ہیں اپنے عرف "حقیقۃ الصلوۃ والایمان" میں بیان کرتے ہیں:

"ان سے کہو! ایمان صرف یہی نہیں کہ اپنے چہرے مسجد حرام کی طرف کرو جو کہ بتوں کا گھر ہے یا مشرق یا مغرب کی طرف کرو یا میدان کی طرف کرو جو کہ گناہوں کا پہاڑ ہے اور بتوں کا پہاڑ ہے یا جہالت کے رستے کی اتباع ہے، ایمان اور توحید اس میں ہے جو ہمارے مولیٰ حاکم کے ساتھ ایمان لایا ہو جو کہ رب والہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں"

دروزی شیعوں کے مصحف میں لکھا ہے: "روز قیامت حاکم بامر اللہ فاطمی لوٹ کر آئے گا" یہ "الامر والتقدیم" عرف میں بیان کرتے ہیں:

"تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو نہیں اوندھا گرایا جائے گا جس دن تمہارا مولیٰ حاکم تمہیں دور سے پکارے گا یہ وہی دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو، اسی عذاب کے دن میں پڑو تم یہاں ہمیشہ رہو، کوئی راہ فرار نہیں، اے گمراہو! عناد رکھنے والو! بتاؤ کیا تمہارے پاس حاکم بامر اللہ آئے گا اس کے سوا اور کوئی رب نہیں اگر تم سچے ہو تو مجھے بتاؤ۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون

(البقرہ:70)

''پس ویل ہے ان لوگوں کیلئے جو کتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ تھوڑی قیمت خریدیں، پس ویل ہے ان کیلئے جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ویل ہے ان کیلئے جو وہ کماتے ہیں۔''

یہی حال شیعوں کے مصحف کا ہے:

''یہ ان لوگوں کو وعید دیتے ہیں جو حاکم بامر اللہ کو جانتے تک نہیں اور نہ ہی اس کی اطاعت سے مطلع ہیں مگر یہ انہیں سخت عذاب کی ڈانٹ پلا رہے ہیں۔''

ان کے اسی مصحف میں لکھا ہے:۔

''تم میں سے کوئی ایک آگ کے جوتے پہن لے جن سے اس کا دماغ جوش مارے گا یہ اس کے عذاب سے آسان تر ہے، جو مولا حاکم کی دعوت کو قبول نہ کرنے والے کو ہوگا ،ہدایت واضح ہونے کے باوجود اگر اسے قبول نہ کرلے تو اگر روئے زمین کے سارے لوگ بھی اس کیلئے استغفار کریں، ان کا مولیٰ حاکم صمد واحد ان کی خطاؤں کو کبھی معاف نہ کرے گا اور زمین بھر کر فدیہ دے تو اسے نجات نہ دلائے گا۔''

دروزی شیعوں کے رسائل مقدسہ بھی ہیں، جنہیں یہ رسائل حکمت کا نام دیتے ہیں، ان کی تعداد 111 ہے یہ ان کے امام ثانی حمزہ بن علی زوزنی اور ان کے امام بہاء الدین اور تمیمی کی تالیف ہیں، ان کی کتاب کا نام ''میثاق ولی الزمان'' ہے، جسے حمزہ زوزنی نے لکھا ہے، یہی وہ کتاب ہے جسے دروزی فرقہ میں داخل ہونے والے سے خفیہ عقیدہ کا عہد لیا جاتا ہے، ان کی ایک کتاب کا نام ''النقص الخفی'' ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں ان کے امام حمزہ نے تمام احکام شریعت کو توڑ کر رکھ دیا ہے، خصوصاً اسلام کے ارکان عقائد کثرت سے بیان ہوئے ہیں، یہ برازیل سے 1920ء میں منیر لبابیدی کی نگرانی میں طبع ہوئی تھی۔

☆☆☆☆☆

چھٹی بحث......

دروزیوں کی عبادت اوران کے اذکار

اپنی ہر بستی میں یہ مجلس ذکر قائم کرتے ہیں، یہ نہایت ہی خلوت میں ہوتی ہیں اور بستی والوں کی بہت زیادہ تعداد یہاں حاضر ہوتی ہے، جس عمارت میں یہ مجلس منعقد ہوتی ہے، اسے مجلس حمزہ کہتے ہیں ، یہ بہت بڑے کمرے میں ہوتی ہے ،اس کے درمیان میں ایک میز ہوتی ہے ،جس کی اونچائی تقریباً 70انچ ہوتی ہے،اس پر موٹی سی چادر ڈالتے ہیں، جو ڈیڑھ میٹر ہوتی ہے،اس طرح یہ کمرہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں،ایک حصہ میں مرد ہوتے ہیں اور دوسرے حصہ میں خواتین ہوتی ہیں اور ہر حصے کا الگ دروازہ اور کھڑکی ہوتی ہے،ان کا امام بیٹھتا ہے جسے یہ بستی کا ''شیخ عقل'' کہتے ہیں یہ صدر مجلس ہوتا ہے اور یہ اپنی کمر اس میز کی طرف کر لیتا ہے، دیگر شیوخ اس کے دائیں بائیں غیر مرتب طریقہ سے بیٹھ جاتے ہیں، یہ وعظ شروع کرتا ہے، قصے، کہانیاں اور صوفیانہ واقعات سناتا ہے،اس کے بعد شیخ العقل بیٹھ جاتا ہے، یہ سب مرد و خواتین کھڑے رہتے ہیں اور بیک آواز کہتے ہیں ''یا سمیع یا سمیع'' اے سننے والے۔اس طرح کہہ کر سید امیر عبداللہ تنوخی کا احترام کیا جاتا ہے، یہ اسے پکارتے ہیں،اس کے بعد بیٹھ جاتے ہیں اور دروزی جہال تو لحظہ بھر میں چلے جاتے ہیں عقال درجہ کے مرد اور خواتین باقی رہ جاتے ہیں،اس کے بعد دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے شیخ پڑھتا ہے یا وہ کسی دوسرے شیخ کو پڑھنے کا حکم دیتا ہے یہ دروزی رسالہ پڑھتا ہے،قراءت کے ختم ہونے پر اکٹھے کھڑے ہو کر پھر پکارتے ہیں ''یا سمیع یا سمیع'' اس کے بعد شیخ العقل دوسرے شیوخ کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے ''تفضلوا'' تشریف رکھیں، پھر اجتماعی قراءت کرتے ہیں اور ''میثاق ولی الزمان'' کتاب سے ابتدا کرتے ہیں، پھر دیگر دروزی رسائل پڑھتے ہیں، وہاں یہ جملہ ہے:

هو الحاكمُ المولىٰ بناسوته يرُى

''حاکم ہی مولی ہے اپنے ناسوت (انسانی جسم میں) نظر آ رہا ہے۔''

اس کی تلاوت کے وقت اپنے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور نہایت ہی گڑگڑا کر دعا کرتے ہیں ان دعاؤں کا ورد کرتے ہوئے واپس لوٹ جاتے ہیں۔

ساتویں بحث......

دروزی عقائد

دروزی شیعوں کا فرقہ حاکم بامراللہ فاطمی کے الٰہ ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے، جب وہ مرا تو انہوں نے کہا وہ مرا نہیں غائب ہوا ہے وہ آخر زمانہ میں لوٹے گا۔ یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے منکر ہیں (نعوذ باللہ) انہیں شیطان اور ابلیس کا لقب دیتے ہیں، انکا اعتقاد ہے کہ مسیح ان کا امام حمزہ بن علی زوزنی ہے۔ یہ دوسرے تمام دین والوں سے نفرت رکھتے ہیں اور قدرت ہو تو ان کا خون اور مال جائز قرار دیتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ ان کے مذہب نے تمام دین منسوخ کر دیئے ہیں اور یہ تمام عبادات اور احکام اسلامی کے منکر ہیں، روحوں کے تناسخ کے قائل ہیں۔ ان کا نظریہ ہے، جنت، دوزخ، ثواب وعذاب کوئی چیز نہیں، یہ قرآن پاک کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں یہ قرآن حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے تیار کیا تھا، اپنے قرآن کا نام "منفرد ولذاتہ" بتاتے ہیں، یہ پرانے فرعونیوں کے ساتھ نسبت رکھنے میں بڑا فخر محسوس کرتے ہیں اور ہندوستانی پرانے حکماء سے میل ملاقات سے بہت خوش ہوتے ہیں، ان کے پیشوا بعض اوقات اسی نسبت، اسی محبت اور اسی قربت کی وجہ سے ہندوستانی حکماء کی زیارت کو آتے ہیں، ان کی تاریخ کا آغاز 408ھ سے ہوتا ہے، یہ وہ سال ہے جس میں ان کے امام حمزہ بن علی زوزنی نے حاکم بامراللہ فاطمی کے الٰہ ہونے کا اعلان کیا تھا، ان کا عقیدہ ہے ان کے الٰہ فاطمی کا لوٹنا ہی قیامت ہے وہ آئے گا، ان کی قیادت کرے گا، کعبہ کو گرائے گا، مسلمانوں اور روئے زمین کے اہل کتاب کو ہانک دے گا، سب بھاگ جائیں گے، اس کے بعد ان کی حکومت ہوگی اور یہ جزیہ مقرر کریں گے اور مسلمانوں کو ذلیل کریں گے، ان کا عقیدہ ہے حاکم بامراللہ فاطمی نے پانچ انبیاء بھیجے ہیں۔

① حمزہ بن علی زوزنی ② اسماعیل ③ محمد کلمہ ④ ابوالخیر ⑤ بہاؤ الدین سموقی

یہ دوسروں سے شادی کرنا حرام قرار دیتے ہیں اور ایک سے زیادہ چار تک بیویوں کے بھی قائل نہیں، نہ طلاق یافتہ کے عدت کے اندر رجوع کے قائل ہیں عورت کو وراثت سے محروم رکھتے ہیں، رضائی بہن بھائی کی حرمت کو تسلیم نہیں کرتے، اور یہ نہ تو کسی کو اپنے سوا اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور نہ پھر اس سے نکلنے کی اجازت دیتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف بڑی بدتمیز زبان استعمال کرتے

ہیں، ان کے نزدیک حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بے حیائی اور برائی قرار دیتے ہیں، دروزی شیعوں کے علاقوں میں مساجد نہیں ہوتیں ان کے خلوت خانے ہیں، جن میں یہ جمع ہوتے ہیں، وہاں یہ کسی اور کو داخلے کی اجازت نہیں دیتے، نہ یہ روزے رکھتے ہیں، نہ یہ بیت اللہ کا حج کرتے ہیں، یہ ملک لبنان میں حاصبیہ شہر میں خلوت بیاضہ میں ہی جانے کو حج قرار دیتے ہیں، یہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں کرتے۔ دمشق کے زیرنگیں ''معلولہ'' بستی میں ایک مریمیہ گرجا ہے اس کی زیارت کو جاتے ہیں، یہ اپنے عقیدہ کو ظاہر نہیں کرتے، یہ اس کی تعلیم اپنوں کو بھی چالیس برس کی عمر میں دیتے ہیں دروزی شیعوں کے نزدیک تکلیف اور ذمہ داری کی عمر چالیس برس ہے، دروزی شیعوں کے عقائد کا مرکز یہی ہے کہ ''حاکم بامر اللہ'' الٰہ ہے، یہ الٰہ کی انسانی صورت ہے یہ اسے فرد، احد، صمد، بے مثل اور جنس سے بلند وبالا قرار دیتے ہیں، یہ دروزی اپنے مذہب میں داخلہ کا عہد و میثاق درج ذیل الفاظ میں لیتے ہیں، اسے یہ ''میثاق ولی الزمان'' کہتے ہیں:

''میں اپنے مولا، حاکم، فرد وصمد اور احد پر بھروسہ کرتا ہوں جو شادی اور تعدد ازدواج سے منزہ ہے

کہتے ہیں: کہو: فلاں ابن فلاں کا یہ قرار ہے۔''

یعنی چالیس سال کی عمر میں جو بھی ان کے دین میں داخل ہوتا ہے وہ یہ اقرار کرتا ہے کہ یہ چیز میں اپنے اوپر واجب کرتا ہوں اور میں اپنی روح کی بیداری سے اپنی عقل وبدن کی صحت سے گواہی دیتا ہوں کہ میں دروزی مذہب کے علاوہ تمام مذاہب اور مقالات سے اور دیگر ادیان واعتقادات سے بری ہوں، میں اپنے مولا حاکم جل ذکرہ کے علاوہ کسی کو نہیں جانتا، صرف اسی کی اطاعت کا پابند ہوں اور میں اس کی عبادت میں کسی کو شریک قرار نہیں دیتا، خواہ وہ گزر چکا ہو یا حاضر ہو یا منتظر ہو، میں نے اپنا چہرہ، جسم، بال، اولاد اور اپنی تمام ملکیتی جائیداد اپنے مولا حاکم کیلئے مطیع کردی ہے، یعنی حاکم بامر اللہ جوان کا بادشاہ گزرا ہے، ان کے نزدیک روز قیامت یہ ہے کہ حاکم بامر اللہ انسانی صورت میں رکن یمانی سے نمودار ہوگا، چین کے ملک سے آئیگا اور اس کے ارد گرد یاجوج ماجوج جیسی معزز قوم ہوگی، دوسرے دن صبح یہ لوگوں کو بذریعہ سنہری تلوار دھمکی لگائیگا اور اس وقت یہ کعبہ کو گرا دیں گے، مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہر طرف سے منتشر کر کے ان پر ہمیشہ غالب آئیں گے، اور اسی طرح دروزی شیعہ کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ''رسالۃ فی معرفۃ سر دیانۃ الدروز'' ہے۔ اس میں ان کے گمراہ کن عقائد کی مکمل تفصیل موجود ہے، جس میں وہ اپنے آپ کو برحق سمجھتے ہیں اور اپنے سوا تمام گروہوں پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اور دین

اسلام کی تمام بنیادی ایمانیات کے مقابلہ میں اپنے خودساختہ عقائد رکھتے ہیں، اور انبیاء و رسل کا انکار کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو شیاطین لکھتے ہیں جیسا کہ ان کے سوال و جواب سے یہ بات واضح ہے اسی طرح، ان کا عقیدہ ہے کہ یہ حاکم امراللہ جب رکن یمانی سے نمودار ہوگا تو یہ ایک تلوار حمزہ زوزنی کو دیگا یہ دو آدمیوں کو قتل کرے گا، ایک محمد بن عبداللہ ﷺ کو جو کہ صاحب دین اسلام ہے، دوسرا آدمی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا، پھر کعبہ پر بجلی گرائے گا اسے ریزہ ریزہ کردے گا، اور یہ بھی ان کا عقیدہ ہے ساتویں پارہ سورت انعام میں دوسرے رکوع میں جو شراب جوا، استھان اور تیروں سے تقسیم چار چیزوں کو شیطانی پلیدی قرار دیا گیا ہے، اس سے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم مراد ہیں، ان کے نزدیک رجعی، بدعی وغیرہ طلاق کا کوئی تصور نہیں، ان کا عقیدہ ہے جب طلاق دے دیں دوبارہ اس عورت سے اس کا نکاح جائز نہیں۔
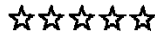
آٹھویں بحث......

اسرائیلی یہودیوں اور دروزیوں کے روابط

دروزی شیعوں اور صیہونی اسرائیلیوں کے درمیان روابط موجود ہیں، خصوصاً ان دروزیوں کے جو اسرائیل میں رہتے ہیں، یہ تو صیہونی اسرائیل کا ایک حصہ ہیں، ان کی تعداد تقریباً پچاس ہزار ہے، ان میں سے بعض اسرائیل کی فوج میں ملازم ہیں، 1967ء کی جنگ میں دروزی شیعوں کے نوجوانوں نے بلا معاوضہ کام کیا ہے، اسی طرح انہوں نے 1973ء میں بھی یہودیوں سے تعاون کیا تھا، لبنان میں 1982ء دروزی شیعوں کے فوجیوں نے جنگ میں اسرائیلی فوجوں سے باقاعدہ تعاون کیا تھا، یہ اسرائیلی سیاسی زندگی میں کافی اثر ورسوخ رکھتے ہیں ''لیکوڈ'' تنظیم جو کہ اسرائیل کی ہے، اس میں نائب کے عہدہ پر ایک دروزی شیعہ ہے۔ اسرائیل میں دروزیوں کا شیخ ہے اس کا نام امین ظریف ہے۔ دروزی شیعوں اور اسرائیلیوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور رشتہ ہے، دروزیوں کے بڑے نے کہا تھا کہ ہمارا انجام اسرائیل کے انجام کے ساتھ وابستہ ہوگیا ہے یہودی گروہ اس تعلق اور رابطہ میں اور مضبوطی پیدا کرے گا اور ہمارا اخلاص اور دوستی اسرائیلی حکومت کے لیے جاری رہے گی۔ لبنان میں رہنے والے دروزی شیعوں کے شیخ اگرچہ دور ہیں اور اسرائیل سے باہر ہیں مگر ان کے آپس میں روابط اور میل ملاپ مضبوط طور پر ہیں۔ اسرائیل کے دروزی شیعہ اپنے لبنانی شیعہ بھائیوں کی مدد کرتے ہیں اور معاونی اور مادی سہارا دیتے ہیں۔ لبنان میں پیدا ہونے والے بعض واقعات ان گہرے اور قوی تعلقات کی نقاب کشائی کرتے ہیں جو دروزیوں اور یہودیوں کے درمیان ہیں۔ تمام دروزیوں کی کوشش ہے کہ جولان میں حوران میں شوف میں اور تدمر میں اردن اور عراق کے درمیان پھیلے ہوئے صحرا میں ان کی حکومت قائم ہوجائے۔

دروزی شیعوں اور حکومت اسرائیل کی آپس میں گفتگو:

اسرائیلی حکومت نے گفتگو کے درمیان بتایا ہم اسرائیلی اور دروزی شیعوں کے سر برآوردہ ارکان کے درمیان جو ایک روحانی فرقہ ہے، نشست ہوئی ہے۔ قاضی شریعت سلیمان طریف ''کنیسہ'' کا اہم رکن جبری معدی اور دروزی فرقہ کے سربراہ اور اس گروہ کے معزز حضرات اور ہر علاقہ کے دروزی

نوجوان بھی اسرائیل میں موجود تھے، یہ سب 1967-5-27ء میں مقدس مقام پر حضرت خضر علیہ السلام کی قبر کے قریب جمع ہوئے ہیں۔ اسرائیلی کہتا ہے: ہم نے اپنے علاقے کے مختلف معاملات پر بحث کی ہے اور ہماری مشترکہ، یعنی اسرائیلی اور دروزی فرقہ کی حکومت کے خلاف جو دھمکیاں مل رہی ہیں، انہیں زیر بحث لاتے ہیں۔ بحث کے بعد ہم یہ بیان جاری کر رہے ہیں۔

① ......دروزی فرقہ ہمارا جز ولاینفک" ہے اس نے حکومتِ اسرائیل کی بے لوث خدمت کی ہے۔ اس کا تحفظ کیا ہے اور اس کی فوج کا بھی اور ہر شعبہ میں اس نے تعاون کیا ہے۔

② ......اس دروزی فرقہ کے افراد نے اپنے استعداد کے مطابق ہماری حکومت کی سلامتی اور فوجی اور شہری میدانوں میں بھی ہماری سلامتی کا دفاع کیا ہے۔

③ ......اس کنیسہ کے اہم رکن کے بیان کی تائید جبر معدی دروزی نے اس سے بھی بڑھ کر کی ہے۔ یہ کہتا ہے ہم نے جہاں تک ممکن ہوسکا ہے اسرائیلی فوج کی خدمت کی ہے۔

④ ......ہم حکومتِ اسرائیل کے سربراہ، وزیر دفاع ارکان پارلیمنٹ کے سربراہ اور اسرائیل کی بہادر فوج کے چیف آف سٹاف کے کارناموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مبارک باد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے ملک اور علاقے کی حدود کا پوری مستعدی سے دفاع کیا ہے اور ہم ان دروزی شیعوں کے فرزندوں کو خصوصی مبارک باد دیتے ہیں جو اسرائیلی فوجوں کے لیے کام کر رہے ہیں اور سرحدوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور جنگ میں اسرائیلی فوج کے شانہ بشانہ شریک رہے ہیں۔ آخر میں ہم دروزی فرقہ والے اللہ سے دعا کرتے ہیں وہ ہمارے علاقے میں سلامتی کو برتری دے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ عالم اسلام کے لیڈر بھی اپنی استطاعت کے مطابق عالمی سلامتی کے لیے کوشاں رہیں گے۔

اسرائیلی فوج اور دروزی شیوخ کے خوفناک خبیث خفیہ رابطے:

①......دروزی شیعوں کا خفیہ رابطہ یہودیوں کے ساتھ تھا۔ ان میں سے ایک ان کا شیخ لبیب ابورکن ہے۔ یہ یہودی ہم وطنوں کے ساتھ گہرے روابط اور ملاپ رکھتا تھا۔ فلسطینیوں کا مخالف تھا۔ 1948ء میں جنگ سے پہلے یا دوران جنگ اس نے یہودیوں کی حمایت کی تھی، اس نے یہودیوں کی بہبود وصلاح کے لیے اراضی خریدنے میں نمایاں کردار ادا کیا تھا، اس نے دروزی فوجیوں کی رجمنٹ ملا کر یہودیوں کی "ھافانا" فوجی قوت میں اضافہ کیا تھا۔ یہ "عوسفیا" بستی کا رہنے والا تھا اس کی عمر 74 سال تھی۔ یہ خبیث اسرائیلی فوجوں تک ہتھیار سپلائی کرنے میں اور اناج ذخیرہ کر کے ان کی طاقت

میں مضبوطی پیدا کرتا رہا۔ یہی وہ خبیث تھا جس نے بیت المقدس تک جانے کے لیے راستہ بنانے میں تعاون کیا۔ علاوہ ازیں اس نے خفیہ راز بھی اس تک پہنچائے اور اسرائیلیوں کے خلاف عرب تحریکوں کے اہم راز بھی اس خبیث نے ان تک پہنچائے۔

②...... شیخ صالح خنیفس ہے۔ یہ ''شفا عمر ان'' بستی کا رہنے والا تھا۔ یہ بستی یہودیوں کی خدمات میں بدنام ترین تھی یہ دوسرے دروزی لیڈروں کی مانند ہی سرگرم عمل ہوا۔ اس نے دروزی شیعوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات مضبوط طور پر استوار کرائے۔ پھر یہ اپنی سرگرمیوں میں اور تیز ہو گیا اس نے جلیل کے مغرب میں واقع دو فلسطینی بستیوں ''عربہ اور سخنین'' کے گرانے پر اسرائیل کو پورا تعاون پیش کیا۔ یہ شیخ ایک مصیبت تھا اس نے یہودی منصوبہ بندی کو کامیاب کرانے کی خاطر آزاد فلسطینیوں کو غلام بنا دیا ان کی زمینیں فروخت کر دی انہیں پتہ بھی نہ چلنے دیا۔

③...... شیخ جبر معدی ہے۔ اس نے 1937ء سے لے کر 1948ء تک دروزیوں کا اکٹھا کیا اور اس نے اپنی پوری کوشش سے دروزیوں کو اسرائیلی فوج میں شامل کروایا، دروزیوں کے نزدیک اس کا اہم ترین کارنامہ یہ ہے کہ خبیث یہودیوں کے محاصرہ میں آنے کی صورت میں جب وہ یحییٰ عام کے علاقے میں محصور ہو گئے تھے یہ خوراک پہنچاتا تھا یہ خبیث اسرائیلی کابینہ کا اہم رکن تھا اور اٹھائیس برس تک رہا ہے۔ اس کے ''رامی اور ترشیحا'' کے علاقے میں فوجی تنظیموں کے ساتھ قوی رابطے تھے جو عربوں کو نجات دلانے کے لیے بنائی گئی تھی۔ ان عرب لوگوں کو علم نہ تھا کہ اس دروزی شیعہ شیخ کا اسرائیلی تنظیم ''الھافانا'' سے رابطہ ہے۔ اس وجہ سے اسے مکمل آزادی سے کام کرنے کا اور سازش کرنے کا موقع ملا اور اسے وہ اہم ترین معلومات تک رسائی حاصل رہی جن کی مدد سے جلیل مغرب کو گرانے کا آسان طریقہ یہودیوں کے ہاتھ آ گیا اور عرب قوتوں اور تنظیموں کو بہت سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

④...... شیخ مزید عباس ہیں، یہ جلیل علاقہ کے شہر ''حات'' کا رہنا والا ہے۔ یہ دس سال کی عمر میں ہی اسرائیلیوں کے ساتھ تعاون کرنے کی مہارت رکھتا ہے۔ اس کا باپ اسے اکثر یہودیوں کی منصوبہ بندی پوری کرنے کیلئے اسے بھیجتا رہا ہے۔ یہ ان یہودیوں کیلئے جو یحییٰ عام کے علاقہ میں محصور ہو گئے تھے ان کو کھانا دے کر بھیجا کرتا تھا۔ مزید عباس نے یہودی فوج میں 29 برس کام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کلیدی عہدوں تک رسائی پا گیا۔ اسرائیل کے بہت اہم عہدوں پر فائز رہا ہے۔ اس نے کچھ عرصہ فلسطین میں دروزیوں کے معمولات کی وزارت عظمیٰ کے نائب کی حیثیت سے بھی کام کیا ہے۔ یہ شخص فلسطینی سنی مسلمانوں کے خلاف سخت کینہ رکھتا ہے۔ اللہ اس سے اس کے ظلم کے مطابق فیصلہ کرے۔

نویں بحث......

ان کے مقامات

آج کل یہ دروزی شیعہ سوریا، لبنان اور فلسطین میں پائے جاتے ہیں، ان کی زیادہ اکثریت لبنان اور سوریا میں ہے اور مقبوضہ فلسطین میں بھی یہ کافی تعداد میں ہیں۔ انہوں نے اسرائیلی شہریت اختیار کر رکھی ہے۔ اسرائیلی فوج میں رضا کارانہ کام کر رہے ہیں۔ برازیل آسٹریلیا سے بھی ان کا رابطہ ہے۔ ولید جنبلاط کی وجہ سے لبنان میں ان کا اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے۔ لبنانی جنگ میں ان کا بہت زیادہ کردار رہا ہے۔ مسلمان سنیوں سے بے حد عداوت رکھتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً 250 ملین ہے۔ سوریا میں تقریباً ایک سو بیس ہزار نفوس ہیں۔ قریہ میں تقریباً تہتر ہزار نفوس ہیں اور لبنان میں تقریباً نوے ہزار نفوس ہیں۔ باقی مقبوضہ فلسطین اور ''مہجر'' کے علاقوں میں ہے۔ سوریا کے بالائی جنوبی علاقوں میں جولان وغیرہ میں بھی رہتے ہیں۔ لبنان میں ایک پہاڑ کا نام ہی دروزی ہے۔ انکے مشہور ترین شہر درج آیل ہیں۔ '' عیہ، شویفات، بعقلین، شحار، جرد، عرقوب، باروک، مقبوضہ فلسطین میں جبل ''کرمل'' عکا، طبریہ، صفد، میں بھی یہ پائے جاتے ہیں۔ اسرائیل میں تقریباً تیس ہزار دروزی شیعہ ہیں جو کہ اس کا معاشرتی جزو بن چکے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، دروزی شیعہ اسرائیل کی فوج سیاست ، وزارت ہر شعبہ میں بااثر ہو چکے ہیں۔ مغرب کے شہروں میں ''تلمسان'' کے قریب ایک قبیلہ ہے یہ ''بنوعبس'' کے نام سے مشہور ہے یہ بھی دروزی عقیدہ رکھتا ہے۔

(مزید معلومات کے لیے عقیدہ دروز، عرج ونقد محمد احمد الخطیب کی اور اضواء علی العقیدہ الدرزیہ، احمد فوزان کی ، اصل الموحدین الدروز، امین طلیع کی، اور کتاب الدروز والثورہ السوریہ، امین ناشد کی اور طائفہ الدروز محمد کامل حسن کی الحرکات فی لبنان الی عهد المتصر فہ یوسف ابوشقر کی کتاب الدروز مؤامرات وتاریخ وحقائق فؤاد اطرش کی ملاحظہ فرمائیں)

☆☆☆☆☆

دسویں بحث......

دروزی شیعوں کے بارے میں شیخ الاسلام کا فتویٰ

دروزی فرقہ جو کہ نشتکیں درزی کے پیروکار ہیں، یہ حاکم کے دوستوں میں سے تھا، اسے اس نے تیم اللہ بن ثعلبہ کی وادی میں بھیجا تھا، اس نے انہیں حاکم کے الٰہ ہونے کی دعوت دی، یہ اسے باری اور علام بھی کہتے ہیں، اور اس کے نام کی قسمیں بھی کھاتے ہیں، یہ اسماعیلی فرقہ میں سے ہیں، ان کا کہنا ہے محمد بن اسماعیل نے حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے، یہ غالیہ فرقہ سے بھی زیادہ بڑے کافر ہیں، جو کہ کہتے ہیں کہ یہ عالم (دنیا) قدیم ہے، یعنی بعد میں نہیں بنی، پہلے سے ہی یہ آرہی اور آخرت کے بھی منکر ہیں۔ اسلام کے واجبات کا اور محرمات کا بھی انکار کرتے ہیں۔ قرامطہ باطنیہ میں سے ہے جو کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب سے بھی زیادہ بڑے کافر ہیں۔ یہ ارسطو وغیرہ فلاسفہ میں سے یا مجوسیوں میں سے ہیں۔ ان کا نظریہ فلاسفہ اور مجوسیوں سے مرکب ہے۔ یہ منافقانہ طور پر خود کو شیعہ ظاہر کرتے ہیں مگر یہ بے دین ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: شیعہ دروزی کافر ہیں، اس میں کوئی شک نہیں بلکہ ان کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ یہ تو نہ اہل کتاب کے درجے پر ہیں نہ مشرکین۔ بلکہ یہ گمراہ کافر ہیں اور ان کیساتھ کھانا حرام ہے ان کی عورتوں کو قید کر لیا جائے، ان کے مال لوٹ لیں، یہ زندیق اور مرتد ہیں۔ ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ یہ جہاں بھی پائے جائیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان پر لعنت کی جائے۔ انہیں چوکیداری، دربانی اور حفاظت کے لیے ملازم رکھنا جائز نہیں۔ ان کے علماء، صلحاء وغیرہ سب مار دیے جائیں تاکہ یہ دوسروں کو گمراہ نہ کریں۔ ان کے گھروں میں سونا منع ہیں، انکے ساتھ قافلے میں شامل ہونا اور ان کے ساتھ چلنا اور ان کے جنازے میں شریک ہونا جائز نہیں، اور امرء کو چاہیے کہ وہ ان پر حدیں قائم کریں۔ اس میں سستی کا مظاہرہ نہ کریں۔

گیارہویں فصل......

اسماعیلی شیعوں کے بارے میں

پہلی بحث:

ان کا تعارف

دوسری بحث:

اسماعیلی شیعوں کے فرقے

تیسری بحث:

ان کے عقائد کے بارے میں

چوتھی بحث:

اسماعیلی شیعوں کے رسوم ورواج

پانچویں بحث:

اسماعیلی شیعوں کی خونریزیاں، قتل گریاں اور تحریکیں

چھٹی بحث:

یہ کن مقامات پر پائے جاتے ہیں

پہلی بحث......

اسماعیلیوں کا تعارف

اسماعیلی ایک باطنی فرقہ ہے۔یہ امام اسماعیل بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہے۔یہ ظاہر میں تو آل بیت کے شیعہ نظر آتے ہیں درحقیقت یہ اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں،صدیاں بیت گئیں اس کے باوجود یہ ہمارے زمانے تک پائے جاتے ہیں۔اسماعیلیوں سے ہی اثنا عشری امامیوں کے شیعے نکلے ہیں۔148ھ میں امام جعفر کی وفات کے بعد اسماعیلیوں نے امام موسیٰ کاظم جو کہ شیعوں کے نزدیک ساتواں امام ہے۔ان اسماعیلیوں نے اسے تسلیم نہ کیا تھا اور امامت اسماعیل بن جعفر کی طرف منتقل کر دی۔علماء کرام نے اسماعیلیوں کی حالت دو لفظوں میں یہ بیان کی ہے:

دعاتُهم زنادقةٌ وعوامهم رافضةٌ

''ان کے داعی زندیق و بے دین ہیں اور ان کی عوام رافضی شیعہ ہیں۔''

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

اسماعیلی شیعوں کے فرقے

①.....قرامطہ اسماعیلی: یہ شام اور بحرین میں ظاہر ہوئے تھے انہوں نے امام اسماعیل کی اطاعت سے انکار کر دیا تھا اس کے مال لوٹ لیے، سامان لوٹ لیا، یہ امام اسماعیلی وہاں سے بھاگ اٹھا، سلیمہ سے سوریا چلا گیا۔ ان کی پکڑ سے بچنے کے لیے "ماوراء النہر" کے شہروں میں چلا گیا، اسماعیلی قرامطہ کی شخصیات میں سے عبداللہ بن میمون قداح ہیں۔ جو جنوب فارس میں 260ھ میں نمودار ہوا اور ایک فرج بن عثمان قاشانی جو "ذکرویہ" کے نام سے معروف ہے۔ یہ عراق میں نمودار ہوا تھا۔ اس نے چھپے ہوئے غائب امام کی دعوت دی اور ایک حمدان قرمط ابن الاشعث اور ایک احمد بن قاسم ہے جو تاجروں اور سنی حاجیوں کے قافلے لوٹ لیا کرتا تھا۔ ایک حسن بن بہرام ہے جو کہ ابوسعید جنابی کے نام سے معروف تھا، جو بحرین میں نمودار ہوا یہ حکومت قرامطہ کا بانی تصور کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا خبیث سلیمان بن حسن بن بہرام ہے۔ اس خبیث نے تیس برس تک حکومت تھی اسی کے عہد میں کعبہ مشرفہ پر حملہ ہوا۔ بہت سارے حاجی لوگ مارے گئے۔ حجر اسود کو چرا لیا گیا اور اسے بیس برس تک اپنے پاس رکھا۔

اسماعیلیوں کے انوکھے کام:

قرامطہ اسماعیلی ایک خطرناک کھیل کھیلتے ہیں وہ یہ ہے کہ مال اور شرم گاہیں سب جائز ہیں۔ سب سے پہلے یہ کام حمدان قرمطی نے کیا۔ اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا: الفت پیدا کرو۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے مال ایک جگہ جمع کریں اور اس میں سب برابر ہیں۔ حمدان جب قابض ہوا تو اس نے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ فلاں رات عورتوں کو جمع کرو، مرد وزن کا اختلاط ہو۔ اور ایک دوسرے پر سواری کریں۔ ابوسعید جنابی نے بھی بحرین کی حکومت میں اپنے پیروکاروں کو جمع کیا اور اس رات کا نام "افاضہ" رکھا اور چراغ بجھا دیئے۔ آگے عورت حلال ہے یا اس پر حرام ہے یہ تمیز کون کرتا تھا یہ ساری رات جنسیت کا بازار گرم رہا۔ بلکہ اسماعیلیوں کے نزدیک ایمان کامل اس طرح ہوتا ہے۔ جب کوئی تشریق کرے۔ تشریق یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے پاس دوسرے آدمی کو بھیجے وہ اس سے ہمبستری کرے اور اس کا خاوند موجود ہو اور دیکھ رہا ہو۔ پھر جب وہ باہر نکلے تو اس کے چہرے پر تھوکے اور اس کی

گدی تھپ تھپا کر یہ زنا کرنے والا اس عورت کے خاوند سے کہے: "صبر کر!" ...... "جب یہ صبر کرے گا تو اب یہ کامل ایمان والا ہے اور اس عورت کا نام صابرہ رکھتے ہیں۔"

تاریخ نویس بیان کرتے ہیں کہ ابوسعید جنابی نے اپنی بیوی کو یحییٰ مہدی پر داخل کیا اور بیوی سے کہا: جب یہ تجھ سے بدکاری کرنا چاہے تو اسے مت روکنا۔ اس کے بعد معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ اس نے اپنے پیروکاروں کے لیے قوم لوط کا عمل جائز قرار دے دیا۔ اور اس لڑکے کو واجب القتل قرار دیا جو اس بدفعلی سے روکے۔ علی بن فضل نے اپنے اسماعیلی پیروکاروں کے لیے "افاضہ" کی رات جاری کی تھی۔ اپنے قرامطہ پیروکاروں مردوں اور عورتوں کو رات ایک وسیع گھر میں جمع کرتا پھر روشنی بجھانے کا حکم دیتا اور جس کے ہاتھ جو عورت لگ جاتی وہ اس پر واقع ہو جاتا۔ (نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات)

② ...... فاطمی اسماعیلی: یہ اسماعیلی تحریک تھی جو متعدد ادوار سے گزری تھی۔ ایک دور رازداری کا تھا۔ یہ اسماعیل بن جعفر کی موت کے بعد ہی شروع ہوئی تھی۔ اس کی موت 143ھ میں ہوئی تھی۔ اور عبیداللہ مہدی کے دور تک اسی طرح رہی۔ اس وقفہ کے دوران جو ان کے امام ہیں ان کے ناموں کے بارے میں اختلاف کی یہ وجہ ہے کہ یہ پوشیدہ رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کے ظہور کا دور ہے۔ یہ عبیداللہ مہدی کے وقت ظاہر ہوئی۔ یہ سلمیہ میں مقیم تھا۔ وہاں سے بھاگ کر شمالی افریقہ میں گیا اور وہاں اپنے کتامی معاونین پر اس نے اعتماد کیا۔ وہاں افریقہ میں "تونس" شہر میں اس نے اسماعیلی فاطمیوں کی حکومت کی بنیاد رکھی اور رقادہ پر 297ھ میں غلبہ حاصل کیا اور اس کے بعد پھر پے در پے فاطمی وجود میں آتے رہے ہیں ❶ منصور باللہ۔ ابوطاہر اسماعیل ❷ معزالدین باللہ۔ ابوتمیم معد۔ مصر اسی کے عہد میں فتح ہوا تھا۔ 361ھ میں ہی معز رمضان میں اس کی طرف منتقل ہوا تھا ❸ عزیز باللہ۔ ابومنصور نزار ❹ حاکم بامراللہ۔ ابوعلی منصور ❺ ظاہر ابوحسن علی ❻ مستنصر باللہ۔ ابوتمیم اسماعیلی فاطمیوں کی حکومت چلتی رہی۔ مصر، حجاز، یمن میں انہوں نے حکمرانی کی یہاں تک کہ ان کی سلطنت کا زوال بطل حریت۔ مجاہد اعظم صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ کے ہاتھوں ہوا۔

③ ...... اسماعیلی حشاشی فرقہ: یہ نزاری اسماعیلی ہیں۔ شام، فارس وغیرہ میں پائے جاتے ہیں ان کے ہاں نامور شخص حسن بن صلاح ہے۔ جو اصل میں فارسی تھا یہ ولایت کا دین رکھتا تھا کہ امام مستنصر ہی ولایت کا حقدار ہے۔ یہ "الموت" کے قلعہ پر قابض ہوا اور اس نے نزاری اسماعیلیوں کی بنیاد رکھی۔ جو بعد میں حشاشین کے نام سے مشہور ہوئے۔ کیونکہ یہ ہیروئن کے سگریٹ پینے میں بہت آگے بڑھ گئے تھے۔ اس لیے انہیں حشاشین کا لقب دیا گیا۔ ان میں نمایاں آدمی کیا بزرگ امیت، بھی ہے محمد بن کیا بزرگ بھی

ہے۔ حسن ثانی بن محمد بھی ہے اور محمد بن ثانی ہیں حسن بھی، حسن ثالث بن محمد ثانی، محمد ثالث بن حسن ثالث رکن الدین خورشید۔ وغیرہ مشہور لوگ ہیں جو حشاشین اسماعیلی گروہ میں ہوئے ہیں۔ ہلاکو خان نے ان کی سلطنت ختم کردی اور ان کے قلعے مسمار کر دیئے۔ رکن الدین قتل ہوا، یہ حشاشین اسماعیلی مختلف علاقوں میں بکھر گئے ہیں تاہم ان کے پیروکار اب تک ہیں۔

④......اسماعیلی فرقہ بُہرہ: یہ ہندوستان اور یمن کے اسماعیلی ہیں انہوں نے سیاست بالکل چھوڑ رکھی ہے۔ تجارت کرتے ہیں یہ ان ہندوستانیوں سے مل کر رہتے ہیں جو مسلمان ہوئے ہیں۔ بُہرہ ہندی زبان کا قدیم لفظ ہے اس کا معنی تاج ہے۔ بہرہ فرقہ والے دو ناموں میں تقسیم ہیں ❶ بہرہ سلیمانی ہے، ان کی نسبت سلیمان بن حسن کی طرف ہے ان کا مرکز یمن میں ہے۔ بہرہ اسماعیلیوں کا موجودہ بڑا لیڈر جس کا نام ڈاکٹر محمد بن برھان الدین ہے، جسے یہ بہت مقدس گردانتے ہیں اور اسے سجدہ کرتے ہیں اور اس کے قدم چومتے ہیں اس کی بات کو حرف آخر سمجھتے ہیں وہ آجکل بادشاہوں اور رئیسوں کی زندگی گزار رہا ہے۔ اور اس کا شمار دنیا کے امیر ترین افراد میں ہوتا ہے اور اس کے فرقہ کے ماننے والے تنگدستی محرومی اور فقر کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ لیڈر اپنے پیروکاروں کے ساتھ مجرموں جیسا سلوک کرتا اور ان سے ایسے پیش آتے ہیں جیسے ایک آقا اپنے غلام سے پیش آتا ہے اس کے فرقہ کا ہر چودہ برس کا لڑکا اس کا مطیع اور خادم بن جاتا ہے۔ قریب زمانہ کا ایک حادثہ ہوا ہے جس سے بہریوں کے لیڈر کی سنگدلی نمایاں ہوتی ہے اور انہیں حقوق انسانی سے کتنا دور لے کر مشقت میں ڈال رکھا ہے۔ 1977ء میں ایک اسماعیلی فرقہ کی عورت فوت ہوئی اس کی عمر 65 برس تھی۔ اسے سرکارابی کہتے تھے، یہ چمن آذر شہر میں تھی جو گجرات انڈیا کے علاقہ میں واقع ہے۔ اسماعیلی امام نے اسے دفن کرنے سے روک دیا وجہ یہ تھی کہ اس کے خاوند نے جس کی عمر 73 برس تھی اپنے امام کی بات نہ مانی تھی۔ اب مرکزی پارلیمنٹ کے ارکان دہلی میں جمع ہوئے انہوں نے اجازت لے کر دفن کرنے کی اجازت دی۔ اب اس کا جسم بدبو مار رہا تھا۔ وہ بھی مشروط اجازت دی کہ صرف اس کا خاوند اولاد قریبی ہی اس میں شامل ہوں گے اور بغیر نماز جنازہ اور بغیر کفن اسے دفن کریں گے۔ اس ظلم پر بھی کسی کی جرأت نہیں کہ احتجاج کر سکے یا کچھ سکے۔

ایک دفعہ اسماعیلی بہریوں کا لیڈر خلیج کی ریاستوں میں گیا، وہاں اجتماعات کیے لیکچر دیئے اور لمبا چوڑا مال جمع کیا اور انہیں برکات اور مغفرتوں کی نوید سنائی۔ یہی اسماعیلی بہرہ کا لیڈر محمد برہان الدین جو ہے اسے خالص چاندی سے تیار شدہ محل ہدیہ دیا گیا۔ جس میں خالص سونے سے آیات نقش تھیں یہ اس قبر کی طرف لے کر جاتا تھا جو سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کی طرف مصر میں منسوب ہے۔ یہ محل

ہر طرح کے نقش ونگار کا نمونہ تھا اور یہ میدان سیدہ میں لایا گیا جو کہ قاہرہ میں ہے۔ تین لوڈروں پر اسے لاد کر لایا گیا۔

5......اسماعیلی فرقہ آغا خانی ہے: یہ فرقہ ایران میں 1900ء میں نمودار ہوا۔ ان کا پہلا سربراہ حسن علی شاہ ہوا ہے۔ اس کے بعد آغا خانی علی شاہ ہوا ہے۔ یہ آغا خان ثانی تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹا محمد حسینی ہے۔ یہ آغا خان ثالث ہے۔ یہ یورپ میں وادعیش دیتا رہا ہے۔ اس کے بعد کریم خان آیا جو کہ آغا خاں رابع ہے۔ اب تک یہی ان کا سربراہ چلا آ رہا ہے اور یہ امریکی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کر چکا ہے۔

اسماعیلیوں کی دعوت کا انداز:

اسماعیلی مذہب والوں نے حیلے گھڑے ہوئے ہیں اور عوام کو اپنے مکارانہ جال میں پھنسانے کے لیے اور اپنے عقائد فاسدہ میں لانے کے لیے دام ہمرنگ زمین بچھا رکھا ہے ان کی دعوت کے متعدد مراحل ہیں۔

1...... مرحلہ تفرس ہے۔ اس میں اسماعیلی مذہب کی دعوت دینے والا نہایت ہی ذکی و فطین ہوتا ہے اسکی بات پر گہری نظر ہوتی ہے کہ کہاں ڈھیل کرنا ہے اور کہاں نہیں کرنا اور اسے نصوص کی تاویل پر مکمل عبور حاصل ہوتا ہے اور یہ عوام کو اس بجھارت میں ڈالنے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ یہ باطن ہے یہ ظاہر ہے، اسے یہ بھی قوت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مزاج، میلان طبع، مذہب اور عقیدہ کے مطابق دعوت پیش کرتا ہے، اہل علم کا ان کے بارے میں تجزیہ یہ ہے:

ان الاسما عيلية يهود مع اليهود ومجوس مع المجوس ونصارى مع النصارى وسنة مع اهل السنة

''اسماعیلی یہودیوں کے ساتھ یہودی اور مجوسیوں کے ساتھ مجوسی اور عیسائیوں کے ساتھ عیسائی اور اہل سنت کے ساتھ سنی بن کر نمودار ہوتے ہیں۔''

چلو تم اُدھر کو..................ہوا ہو جدھر کی

2......مرحلہ ''تانیس'' ہے، یہ انس واطمینان سے ماخوذ ہے جس میں اسماعیلی مذہب کا داعی جسے قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے اس کے دل کی کھیتی میں اطمینان کا بیج بوتا ہے اس کے تقرب میں رہتا ہے اور دینداری، عبادت گزاری اور نرم گفتاری کے پردہ میں اسے قابو کرتا ہے۔

3 ......مرحلہ "تشکیک" ہے، تشکیک کا مطلب ہے شک میں مبتلا کرنا، اس مرحلہ میں داعی چونکہ جسے یہ قربانی کا بکرا بنانا چاہتا ہے اسے ذہنی شکوک وشبہات میں مبتلا کر دیتا ہے، شریعت میں ثابت شدہ چیزیں، پیچیدہ مسائل اور متشابہ آیات پوشیدہ عدد وغیرہ کے بارے میں ذہنی الجھاؤ پیدا کرتا ہے، اللہ کا فرمان ہے:

خلقَ سبعَ سمٰوت

"اس نے سات آسمان پیدا کئے"

اللہ کا فرمان ہے:

ويحمل عرشَ ربكَ فوقهم يومئذ ثمانية

"اس دن تیرے رب کا عرش آٹھ فرشتے اٹھائیں گے۔"

اور فرمان الٰہی ہے:

عليها تسعةَ عشرَ

"اس دوزخ پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔"

چونکہ ان آیات کے بارے میں عوام کا علم سطحی ہوتا ہے یہ گہرے نکات ہیں یہ داعی اس میں شکوک پیدا کر کے دین سے دور کرتا ہے، آخر کار وہ آدمی اس میں الجھ کر دین سے باہر ہو جاتا ہے، اسماعیلی شیعوں کا یہ مرحلہ نہایت ہی خطرناک ہے۔

4 ......"تعلیق" کا مرحلہ ہے، یہ اسماعیلی دعوت کا علمبردار ایسے پریشان خیال مسلمانوں کو اپنے اعتقادات کا ہمنوا بنانے کے لیے کوشاں ہوتا ہے تو اسے یہ بتاتا ہے کہ ان پیچیدہ سوالات کے جوابات ہمارے پاس ہیں۔ لیکن ہم ہر ایک کے سامنے نمایاں کرنا درست نہیں سمجھتے۔ اور نہ ہی ہر وقت انہیں آشکار کیا جا سکتا ہے۔ جو انہیں حاصل کرنا چاہتا ہو وہ اور جو ان کے معرفت سے آشنا ہونے کا ارادہ رکھتا ہو وہ انہیں صیغہ راز میں رکھنے کا پہلے پختہ عہد و پیمان باندھے یہ راز پھر بتائیں گے۔ اس فریب کاری کی وجہ سے یہ عام مسکین آدمی یہ دھوکا کی رسی پر لٹک جاتا ہے اس وجہ سے اسے تعلیق کہتے ہیں۔

5 ......اس کے بعد ایک مرحلہ آتا ہے اسے "ربط" کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ سخت قسموں اور پختہ پیمانوں کے ساتھ زبان بندی کر دی جاتی ہے کہ اس فرقہ میں داخل ہونے والا اس داعی اسماعیلی نے جو اسے ذکر کیا وہ اسے راز میں رکھے گا، افشا نہ کرے گا۔

6 ......اس کے بعد ایک اور مرحلہ آتا ہے وہ "تدلیس" کا مرحلہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

اسماعیلی عقائد کے اسرار و رموز کو بتدریج آشکار کرنا ہے۔ کیونکہ اسماعیلی داعی فداکار سے مربوط عہد و پیان لیتا ہے کہ میں مذہب کے قواعد آہستہ آہستہ بتاؤں گا، انہیں آگے بیان نہیں کرنا اور یہ داعی اسے یہ تاثر دیتا ہے کہ اس کے پیروکار کثیر تعداد میں ہیں لیکن یہ ان سے ناواقف ہے اسے ان کی مکمل تعداد کا علم نہیں ہوتا۔

⑦......اس کے بعد ''خلع و سلخ'' کا آخری مرحلہ آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسماعیلی مذہب قبول کرنے والے نے اپنے عقائد اور ارکان دین سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور اسماعیلی خبیث مذہب میں اس کے اعتقادات میں شمولیت اختیار کر لی ہے اسے یہ ''بلاغ اکبر'' کہتے ہیں۔

آغا خانی اسماعیلیوں نے ''ہونزا'' کے علاقہ میں جو کہ پاکستان کے شمال میں علاقہ بڑے وسیع پیمانے پر سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں یہ وہاں اپنی دعوت مدارس اور طبی مراکز کی صورت میں پھیلا رہے ہیں وہاں تو اب یہ حالت ہے کہ ہر بستی میں پرائمری اور تین سکول تو میٹرک تک بھی ہیں جو انہوں نے تیار کر رکھے ہیں اور چند بستیوں کے اہم مقام پر طبی مرکز ہیں جن کی تعداد پانچ ہو چکی ہے۔ یہ ادارے آغا خانی اسماعیلیوں کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ یہ آغا خانی اپنی دعوت کو بھی وسیع پیمانے پر پھیلا رہے ہیں اقتصادی ترقی کے پردے میں آغا خانی دعوت کو عام کر رہے ہیں۔ 1988ء میں پاکستان کی وزارت زراعت نے مزارعین میں کھاد تقسیم کی، ایک سال بعد 1989ء میں آغا خانی فرقہ کا سربراہ ساری کھاد خرید لیتا ہے اور اسے ذخیرہ کر لیتا ہے اور مزارعوں سے روک لیتا ہے تاکہ یہ کھاد کی ضرورت کے وقت اس سے رجوع کریں اور اس کے خبیث مطالبات کے سامنے سرنگوں ہو جائیں اور یہ انہیں اپنی دعوت قبول کرنے پر مجبور کر سکے۔

''فرقہ بہریہ'' بھی علمی اور ثقافتی میدان میں بہت زیادہ سرگرم عمل اور تنظیم سازی میں بھی بہت چاق و چوبند ہے۔ بہریہ کا امام سیف الدین 1937ء میں قاہرہ کا دورہ کرنے گیا تھا یہ پہلا اسماعیلی لیڈر تھا جو آٹھ صدیوں بعد مصر گیا تھا۔ وہاں سلطان بہری نے مصر کے جمال عبدالناصر کی خدمت میں ''عیون الاخبار'' جو ادریس عمادالدین کی تالیف ہے اس نے اس کتاب کی فوٹو کاپی پیش کی اور مصری حکومت نے اس کے عوض سلطان اسماعیلی کو قیمتی کپڑے دیے جو اسماعیلی فرقہ کے پرانے مصری دور کے آثار و علامات سے مزین تھے۔ یہ قیمتی ہدیہ 39 قطعات پر مشتمل تھا۔ ہر ایک ٹکڑے پر شیشے کا غلاف چڑھا ہوا تھا جو اب بھی ہندوستان کے اسماعیلیوں کے ممبئی والے دفتر میں موجود ہے۔ اس کے بعد یہ سلطان اسماعیلی متعدد بار ہندوستان میں اور اس سے باہر اپنے فرقہ بہریہ کی دعوت کو منظم کرنے کے لیے

سفر کرتا رہا ہے۔ اس کی سربراہی کے دور میں ان کی 350 مساجد، تقریباً 300 مدارس تعمیر ہوئے تھے اور بڑے بڑے علمی ادارے اور "سورت" شہر میں جو کہ گجرات انڈیا میں واقعہ ہے وہاں ایک "سیفیہ" یونیورسٹی بھی اس نے اپنے پیروکاروں کے لیے تعمیر کی تھی۔ جس میں اسماعیلی فرقہ کے طلبہ افریقہ یورپ اور عرب ممالک سے یہاں آتے ہیں اور زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

غمِ دلفگار:

اسماعیلی بہرہ فرقہ کے امام محمد بن برہان الدین کو جامع ازہر کی یونیورسٹی نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری دی ہے۔ یہ 1966ء کی بات ہے یہ اس کی اور اس کے والد کی خدمات کا صلہ تھا۔ اور اس فرقہ بہریہ کی خدمات کا صلہ تھا جو انہوں نے تعلیمی اور ثقافتی میدان میں سرانجام دیں تھی۔ یہ بہریہ فرقہ کا امام وہ چاندی کا مقبرہ دیکھنے مصر گیا تھا۔ جو اس کے والد نے ہدیہ میں دیا تھا۔ اس اسماعیلی امام نے اس دورہ کے دوران حکومتِ مصر سے تین مطالبات کیے۔ ان میں سے ایک تو قبول ہوا، دوسرا قبول نہ کیا گیا اور تیسرا مؤخر کر دیا گیا۔ جو قبول ہوا وہ یہ کہ حاکم بامر اللہ خاتمی کے نام کی یادگار میں یونیورسٹی بنانے دیں۔ اس کی حکومتِ مصر نے اجازت دے دی اور دوسرا مطالبہ کیا کہ ہمیں جامع خانہ جو ان کا عبادت خانہ ہے بنانے کی اجازت دیں۔ یہ حکومتِ مصر نے قبول نہ کیا اور یہ شرط لگادی کہ یہ اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ ہماری نگرانی میں ہوگا اور ہمارے ماتحت ہوگا۔ لیکن یہ نہ مانتے تھے تاہم یہ بہریہ فرقہ والے اس علاقے کے اردگرد پھیلتے جا رہے ہیں یہ ان کا عملی قدم ہے جو اس مطالبہ کے حصول کے لیے بہریوں نے اٹھایا ہے اور قبہ امام حسین اور سیدہ زینب کے اصلاحات کے مطالبات لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں تاکہ آہستہ آہستہ جامع خانہ منوائیں۔ تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ازہر یونیورسٹی کی طرز پر ہمیں بھی یونیورسٹی تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے، لیکن حکومتِ مصر نے یہ مطالبہ مؤخر کر دیا کہ اس پر ہم غور و فکر کریں گے۔ اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے بہریہ فرقہ کے طلبہ ازہر یونیورسٹی کی طرف آ رہے ہیں اور اس سے الحاق کر رہے ہیں تاکہ یہ مطالبہ بھی پورا ہو۔

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

اسماعیلیوں کے عقائد

اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام معصوم کا وجود ضرور ہے جو محمد بن اسماعیل کی نسل سے ہو اور اس امام کی ایسی صفات بیان کرتے ہیں جو اسے الوہیت سے بھی برتر بنا دیتی ہے اور اس کے پاس علم باطن ہوتا ہے اور اپنی کمائی کا پانچواں حصہ اس امام کے نام کرتے ہیں اور تناسخ کے قائل ہیں کہ روح جون بدل کر آتی ہے اور امام انبیاء کا وارث ہوتا ہے اور اس کے پیشتر و جتنے ائمہ ہیں ان کا بھی وارث ہے۔ یہ صفات الٰہیہ کے منکر ہیں کیونکہ ان کی نظر عقل سے بھی اوپر مقام پر لگی ہے اور یہ کہتے ہیں وہ موجود نہیں، نہ ہی غیر موجود ہے نہ عالم ہے نہ جاہل ہے نہ قادر ہے نہ عاجز ہے۔ یہ مسلمانوں کی مساجد میں نماز نہیں پڑھتے۔ ان کا عقیدہ بظاہر مسلمانوں کے مطابق نظر آتا ہے لیکن باطن میں کچھ اور ہے، یہ نماز تو پڑھتے ہیں لیکن یہ نماز معصوم اسماعیلی امام کے لیے ہوتی ہے یہ مکہ حج کے لیے جاتے ہیں جیسا کہ دوسرے مسلمان جاتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ کعبہ معصوم امام کے لیے ایک رمز و اشارہ ہے۔ اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہان کو خود پیدا نہیں کیا بلکہ یہ عقل کل کے طریقہ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ صفات الٰہیہ کا محل ہے اسے پردہ کہتے ہیں اور یہی عقل جب انسان میں اترتی ہے تو اس سے نبی اور امام بن جاتے ہیں۔ اسماعیلی اپنے ائمہ کی حد درجہ تعظیم کرتے ہیں اور مقام ربوبیت تک پہنچا دیتے ہیں، یہ کہتے ہیں:

ان الأئمة بشر كسائر الناس فى الظاهر فهم ياكلون وينامون ويموتون

”بے شک ائمہ ظاہر میں عام لوگوں کی مانند بشر ہیں، کھاتے ہیں، سوتے ہیں اور مرتے ہیں۔“

آگے باطنی تاویل کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں:

ان الأئمة هم وجهُ الله ويدُالله وجنب الله وانهم هم الذين يحسابون الناس يوم القيامة

"لیکن حقیقت میں یہ ائمہ ہی اللہ کا چہرہ ہیں، اللہ کا ہاتھ ہیں، اللہ کا پہلو ہیں، یہ ائمہ ہی روز قیامت لوگوں کا حساب لیں گے۔"

اور ائمہ ہی صراط مستقیم ہیں اور یہی ذکر حکیم ہیں اور یہی قرآن کریم ہیں:

ام خلقوا السماوات والارض بل لا یوقنون ۔ ام عندهم خزائن ربك ام هم المصيطرون (طور:36-37)

"کیا انہوں نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں یا وہ ان پر داروغے ہیں۔"

ان آیات میں ائمہ معصوم مراد ہیں، یعنی یہ سارے کام انہوں نے کیے ہیں۔ یہ بھی اسماعیلی شیعوں کا عقیدہ ہے کہ محمد بن اسماعیل زندہ ہے مرا نہیں، وہ بلاد روم میں رہتا ہے، یہی قائم مہدی ہے نئی رسالت دے کر دوبارہ اسے بھیجا جائے گا اس کے ذریعے محمد ﷺ کی شریعت منسوخ ہو جائے گی اور یہ شیخین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اظہار بیزاری کرتے ہیں اور انہیں بہت سی قبیح صفات سے متصف کرتے ہیں۔ ابلیس، فرعون، ہامان، طاغوت اور ہبل وغیرہ ناموں سے تعبیر کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اسماعیلیوں کا حج:

اسماعیلی بوہرہ فرقہ والے اسے عام مسلمانوں کے برعکس ایک دو دن پہلے حج کر لیتے ہیں جیسا کہ ان کا ایک حاجی خود بیان کرتا ہے کہ ہم نے مناسک حج کیسے ادا کیے اور بتاتا ہے کہ ہمارے ساتھ یمن کے اسماعیلی بھی تھے کہتا ہے:

وقد ادى جميعنا مر اسم الحج قبل الناس بيومين وحين تجمعنا في عرفات تحت قياده عالم أسماعيلي يمنى احاط بنا جمع من اهل السنة وسألونا ماذا نفعل قبل الوقفة فاجبناهم بقراء ادعية مأثورة فانصرفوا اى اهل السنة بعد سماع هذا الجواب الساذج

(سلك الجوهر)

"ہم نے لوگوں سے دو دن پہلے ہی مراسم حج ادا کیے، جب ہم ایک یمنی اسماعیلی عالم کی قیادت میں عرفات میں جمع ہوئے تو اہل سنت کی ایک جماعت نے ہمیں گھیر لیا اور پوچھا

وقوف عرفات سے پہلے ہی تم نے یہ کیا کیا ہے تو ہم نے انہیں منقول دعائیں پڑھ کر سنائیں تو وہ یہ سادہ سا جواب سن کر چلے گئے۔"

اس کے بعد ہم مزدلفہ میں آئے وہاں ہم نے طائف جانے والے راستے کے قریب رات گزاری۔ اسی رستے سے طائف والے حج کے لیے آتے ہیں۔ تو یہاں بھی ایک جماعت نے ہم سے سوال کیا، ہم تو عرفات جا رہے ہیں اور تم واپس آ چکے ہو، یہ کیا ماجرا ہے؟ تو ہم نے کہا ہم طائف سے آ رہے ہیں اور ہم جلد ہی مکہ میں آئیں گے پھر ہم عرفات جائیں گے۔ اس طرح ہم نے یہ رات گزاری، ہم عرفات کی طرف لوٹے اور عام حاجیوں کے ساتھ شریک ہو گئے، یعنی یہ اسماعیلی ارکان حج غلط بیانی کر کے اپنی مرضی سے ایک دو دن پہلے ہی کر لیتے ہیں اور دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے عوام کے حج میں شریک ہو جاتے ہیں۔ بوہری اسماعیلی فاطمیوں کے قبرستان اور مساجد کو از سر نو تعمیر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ ان کی قبروں اور مسجدوں پر خطیر رقوم صرف کر رہے ہیں۔ ان کے کارناموں میں سیاہ ترین کارنامہ یہ ہے کہ کربلا نجف اور مقبرہ حسین اور مقبرہ سیدہ زینب جو کہ قاہرہ میں ہے ان کی اصلاح و درستی پر انہوں نے بہت محنت کی ہے۔ اور قاہرہ میں ان کی خود ساختہ قبر حسین پر سونے کا قبہ بنایا ہے۔ یہ اسماعیلی بوہرہ فرقہ والے یہودیوں کی مانند اس وقت تک اپنے مذہب میں کسی کو شامل نہیں کرتے، جب تک وہ ان کے اندر ولادت نہ پائے۔ بوہریوں کا عقیدہ ہے کہ ان کے ائمہ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں اور یہ معصوم عن الخطاء ہیں۔ یہ بوہری اسماعیلی ظاہر طور پر قرآن پاک کا احترام کرتے ہیں مگر تفسیر اپنے باطنی نظریات اور شیطانی انداز پر ہی کرتے ہیں۔ ان کی نماز کا قبلہ ان کے داعی طاہر الدین جو ہندوستان کے شہر ممبئی میں مدفون ہے کی قبر ہے۔ اسے یہ "روضہ طاہرہ" کہتے ہیں۔ یہ روضہ ان کا قبلہ ہے، مسلمانوں کا قبلہ نہیں۔ یہ ماہ محرم کے پہلے دس دن نماز پڑھتے ہیں اور صرف اپنے خاص مقام عبادت جسے یہ جامع خانہ کہتے ہیں اسی میں نماز پڑھتے ہیں اور کسی جگہ نہیں پڑھتے۔ اگر ان میں سے ان دس دنوں میں کوئی نماز کے لیے نہیں جاتا تو اسے اس فرقہ سے باہر نکال دیا جاتا ہے اور اسماعیلی کسی فرقہ میں اس کا داخلہ حرام ہو جاتا ہے۔ اسماعیلی آغا خانی عاشق حسین جو کہ کریم آغا خان کے فیڈرل دینی امور کا سربراہ ہے، وہ کہتا ہے: یہ دینی امور کی کمیٹی جو کہ آغا خانی جماعت و مذہب پر مشتمل ہے پاکستان کے شہر کراچی میں آغا خانی تعلیمات پھیلانے کے لیے انعقاد پذیر ہوئی ہے۔ یہ اپنے موجودہ امیر سے التماس کرتی ہے کہ ہمارے مولا شاہ کریم حسینی

ارحمنا فاغفر لنا اعنا یا علی المومنین الحقیقیین

"ہمارے حال پر رحم کرو، ہمیں بخش دو، اے حقیقی مومنوں کے وارث ہماری مدد کرو۔"

آگے کہتا ہے: ہم اسماعیلی آغا خانی دینی معلومات عوام تک پہنچاتے ہیں، ہمیں دینی معلومات کی عالم کی زیرنگرانی حاصل ہو رہی ہیں۔ اسی وجہ سے تو ہم ان تعلیمات کے مطابق عبادت گزاری کے لیے جماعت خانہ میں جاتے ہیں۔ کسی دوسری جگہ انہیں ادا نہیں کرتے۔ ان کی تعلیمات درج ذیل ہیں، کہتا ہے:

تحیتنا یاعلی مدد هے وجوابنا مولانا علی مدد شهادتنا هی اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله واشهد أن علیا الله

"ہمارا سلام یاعلی مدد ہے اس کا جواب مولانا علی مدد ہے ہمارا کلمہ اشھد لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں علی اللہ ہے۔"

ہمیں وضو کی ضرورت نہیں، یہ فقط دل کی طہارت ہے۔ کھانے پینے سے ہمارا روزہ فاسد نہیں ہوتا، اور ہمارا روزہ صرف تین گھنٹے کا ہوتا ہے صبح رکھ کر دس بجے افطار کر لیتے ہیں یہ ہمارا نفلی روزہ ہے۔ ہر جمعہ کو ہمارا روزہ ہوتا ہے کیونکہ یہ مہینے کے شروع کا دن ہے اور یہ ہم پر فرض ہے کہ ہم نے اپنی کمائی میں سے ساڑھے بارہ فیصد زکوٰۃ نکالنا ہے۔ ان کا حج یہ ہے کہ اپنے موجودہ امام کی زیارت کرنا۔ یہ کہتے ہیں: مسلمانوں کا قرآن کتاب میں ہے۔ ہمارا قرآن ہمارا امام ہے۔ اور ان کا عقیدہ ہے سارے دن میں جو بھی ہم نے معاصی کا ارتکاب کیا ہے وہ ہمارا عالم مٹا دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ ہمارے اوپر پانی ڈال دیتا ہے تو سب گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی یہ ہمت کرے جامع خانے میں ہر جمعہ کو جائے اور عالم سے استغفار کا مطالبہ کرے تو اس کے جانے سے ہی گناہ مٹ جاتے ہیں۔ کنیسہ میں عیسائیوں کا بھی یہی نظریہ ہے۔ یہ آغا خانی مزید کہتا ہے: ہمارا موجودہ امام ہمیں اسم اعظم سکھاتا ہے اس کی قیمت 75 روپے ہے۔ ہم رات کے آخر میں اس کا ورد کرتے ہیں، پانچ برس کی عبادت کی معافی کے لیے اور بارہ برس کی عبادت سے دستبردار ہونے کیلیے 1200 روپے اور زندگی بھر کی عبادت معاف کروانے کے لیے 5000 روپے دیتے ہیں اور یہ گناہوں کی معافی کی اجرت ہم جماعت خانہ میں جمع کرواتے ہیں اور اپنے دورِ حاضر کے امام کے نور سے شرف یاب ہونے کے لیے 7000 روپے اجرت دیتے ہیں۔ اور عذاب آخرت سے نجات کی اجرت 25000 روپے دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں عمدہ کھانے اور قیمتی لباس بھی جماعت خانہ کے نام کرتے ہیں جنہیں فروخت کر کے ان کی قیمت جماعت خانہ کی نذر کر دی جاتی ہے۔ یہاں ہم ایک وضاحت کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ آغا خانی ہمارا مذہب

صدیوں پر محیط ہے، اسے آج تک کسی نے نامنظور نہیں کیا۔ آج اگر ان مسلمان علماء کو اس کے باطل ہونے کی اطلاع ملی ہے اور انہیں اس کی صداقت پر اعتراض ہے تو یہ ہماری اسی دینی امور کی کمیٹی سے رابطہ کریں اور اس کی وضاحت طلب کریں۔ اگر یہ ایسا نہیں کر رہے ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہمارے علماء سے مرعوب ہیں اور ہمارے حاضر امام کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتے اور نہ ہی ان میں اتنی جرأت ہے کہ یہ ہمارے مذہب کا ابطال کر سکیں۔ ہم ہر حکومت کی مادی اور مالی اعانت کرتے ہیں یہ بھی ہمارے مذہب کے صحیح ہونے کی قطعی دلیل ہے۔

"اے ہمارے مومنو! تم اپنے صحیح دین پر ڈٹ جاؤ یہ مسلمان فتن ومصائب کی بھٹی میں ڈالیں تو مت ڈرنا۔ ہم اپنے امام کے دیدار سے بہرہ ور ہو جائیں تو سارے غموں کا یہی مداوا ہے۔

آخر میں ہم کہتے ہیں:

"اے شاہ کریم حسینی! آپ ہی ہمارے موجود امام ہیں، اللھم لک سجودی وطاعتی" اے میرے اللہ! یعنی شاہ کریم حسینی! میری اطاعت وسجدہ ریزی فقط تیرے لیے ہے۔"

از عاشق حسین رئیس دینی امور فیڈرل کمیٹی پاکستان

اسماعیلیوں کی عبادات:

اسماعیلیوں بہرہ فرقہ جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے کہ یہ صرف اپنے جامع خانہ میں ہی عبادت کرتا ہے اور اپنے اماموں کی تعلیمات اور اپنے داعیوں کی توجیہات پر ہی کاربند رہتے ہیں۔ دیگر مسلمانوں کے ساتھ چلنا گوارہ نہیں کرتے، اور جب بھی یہ عبادات اور دینی شعائر پر چلنا چاہتے ہیں تو اس سے پہلے یہ اپنے امام یا داعی سے اس کی اجازت لیتے ہیں۔ بہرہ فرقے والوں کے عبادت کے خاص طریقے اور خاص لباس ہیں جس سے یہ دوسروں سے الگ نظر آتے ہیں اور اوپر ایک سنہری اور زرد رنگ کا پٹکا سا گلے میں ڈالتے ہیں اور یہ دن میں تین مرتبہ نماز پڑھتے ہیں، ان کے امام کی قبر ہی ان کا قبلہ ہوتا ہے۔

اسماعیلی بہروں کی کئی عادات وعبادات ہندوؤں سے ملتی جلتی ہیں۔ شادی کے دنوں میں یہ دلہا پر زعفران چھڑکتے ہیں اور دلہا کے استقبال کے وقت بت پرستوں والی رسومات ادا کرتے ہیں۔ چراغ جلاتے ہیں، دلہا کے راستے میں اس کے پاؤں کے نیچے نہایت ہی قیمتی قالین بچھاتے ہیں اور جب وہ مرتا ہے تو ولیمہ اس کے بعد کرتے ہیں۔ تیسرے، نویں اور چالیسویں دن میں ولیمہ کرتے ہیں اور چالیس دنوں

کا سوگ مناتے ہیں۔ ہر قسم کی خوشی منانے سے ان دنوں میں رک جاتے ہیں اور یہ بہری اسماعیلی جب جنازہ ان کے آگے سے گزر جائے تو اسے بدشگونی لیتے ہیں اور نظر بد سے بچاؤ کے لیے تعویز کرواتے ہیں اور ہر کام نجومی اور کاہنوں کے مشورے کے بعد شروع کرتے ہیں اور سفر بھی ان سے پوچھ کر کرتے ہیں۔ طلباء جب امتحان دینے جاتے ہیں تو وہ بھی اپنے داعی سے شیطانی وظائف سیکھ کر جاتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

له دعوة الحق والذين يدعون من دونه لا يستجيبون لهم بشئى الا كباسط كفيه الى الماء ليبلغ فاه وما هو ببالغه وما دعاء الكافرين الا فى ضلال (رعد:14)

''اسی کے لیے دعوت حق ہے اور جو لوگ اس کے علاوہ کسی کو پکارتے ہیں یہ ان کی بات کا جواب نہیں دیتے، ان کی مثال ہاتھ پھیلانے والوں کی سی ہے۔ کہ جو پانی کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے مگر وہ اس کے منہ تک نہ پہنچے گا جب تک یہ ہاتھ نہ ڈالے گا، کافروں کی پکار گمراہی میں گم ہو جاتی ہے۔''

اسماعیلی شیعوں کے مزارات اور عیدیں:

لغو کرنا تو آغا خانیوں کے اسلاف کی اصل فکر ہے۔ اس پر تاریخ گواہ ہے انہوں نے اپنے ائمہ کی قبروں اور اپنے داعیوں کے مزاروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی سفارش کا وطیرہ بنا رکھا ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

قل ارئيتم ما تدعون من دون الله اروني ماذا خلقوا من الارض ام لهم شرك فى السماوات ائتونى بكتاب من قبل هذا او اثارة من علم ان كنتم صدقين

''کہہ دو! بتاؤ، جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ دکھائیں انہوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے؟ یا آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے، کوئی اس سے پہلے والی کتاب لاؤ یا علمی دستاویز لاؤ اگر تم سچے ہو۔''

ومن اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له يوم القيامة وهم عن دعائهم غافلون ـ واذا حشر الناس كانوا لهم اعداء وكانوا

بعبادتھم کافرین (احقاف:3-5)

''اس سے بڑا کون گمراہ ہے جو اللہ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو اس کی پکار کا قیامت تک جواب نہ دے سکے گا وہ اوران کی دعا سے بے خبر ہے۔''

عراق کے علاقے میں آغاخانیوں کے حسینی مراکز موجود ہیں جن میں عبادت کرتے ہیں۔ 1890ء میں بغداد کے محلہ ''باب السیلی'' میں ان کے حسینی مرکز کی بنیاد رکھی گئی،اس طرح بصرہ میں 1894ء میں کربلا میں 1895 میں اور نجف میں 1896ء میں حسینی مراکز کی بنیاد رکھی گئی۔ایک جماعت فیضی حسینی نے یہ مراکز قائم کیے۔مغربی ہندوستان میں احمد آباد میں ان کے مزار ہیں۔ان کے بہت بڑے داعی داود بن عجب شاہ اور داود بن قطب شاہ کی قبریں بھی یہی ہیں۔آغاخانیوں کی ایک جماعت کا نام ہونزا ہے۔ یہ پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں ہے۔ان کی تعداد وہاں تیس ملین ہے۔یہاں یہ آغاخانی محفلیں برپا کرتے ہیں،ان کے ہاں آٹھ عیدیں منائی جاتی ہیں:

① عیدالفطر ② عید بقر۔ان دوعیدوں کا اتنازیادہ اہتمام نہیں کرتے بلکہ خودساختہ عیدوں کوزیادہ مقدس تصور کرتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں: ① عید معظمہ ② عیدالغدیر ③ عید نیروز ④ عید یوم الامام۔یہ امام علی رضی اللہ عنہ کے تخت خلافت پر براجمان ہونے کی خوشی میں مناتے ہیں۔ ⑤ عید آغاخان۔ ⑥ امام آغاخان کی پہلی زیارت کی خوشی میں۔ ⑦ عید ہونزا ⑧ عید بلقیت۔یہ ماہ اکتوبر 1960ء میں ایجاد ہوئی۔

چوتھی بحث......

اسماعیلیوں کے ذرائع آمدن

اسماعیلیوں کے روحانی پیشوا اور ان میں خصوصی قابل ذکر آغا خانی پیشوا ہیں، یہ مادی اور دنیاوی لذات میں غرق ہیں، آغا خان تو عظمت اور شہرت کے جنون میں مبتلا ہے، یہ رقص و سرود کا بہت زیادہ دلدادہ تھا، یہ گھوڑے پالنے اور انہیں شرطیں لگا کر دوڑانے کا شوقین تھا، یہ یورپین ممالک میں اکثر آمد و رفت رکھتا تھا جہاں یہ اپنے ان دوستوں سے میل ملاقات رکھتا تھا جو بادشاہوں میں سے اور امراء میں سے ہوتے تھے اور آغا خان ان کی محبت میں حد سے گزر گیا تھا اس کی واضح مثال یہ ہے کہ یہ ایک رقاصہ کے عشق میں وارفتہ ہو گیا اس کا نام ''مونٹکارلو'' تھا یہ ماڈل گرلز کے نام سے مشہور تھی۔ اس آغا خانی رئیس نے اپنے عقیدہ کے مطابق اس سے شادی کر لی اور اس سے ہی اس کا بیٹا امیر علی خان ہوا تھا۔ ان کے مالی پہلو کا اندازہ اس سے لگائیں 1937ء میں ان کا لیڈر ممبئی میں خالص سونے کے ساتھ وزن کیا گیا تھا اسی سال نیروبی میں بھی سونے سے تولا گیا اور 1946 میں ان کا آغا خانی روحانی پیشوا ممبئی میں ہی ہیروں سے وزن کیا گیا اور 1954 میں پاکستان کے شہر کراچی میں سونے کی اینٹوں سے اس کا وزن کیا گیا۔ یہ صورت حال ظاہر کرتی ہے کہ یہ معاملہ طبعاً یہاں تک پہنچ گیا کہ آغا خانی پیشوا اور اس کا خاندان یورپی ممالک میں شاندار محلات تیار کروانے لگا اور دنیا بھر میں عیاشی کرنے لگے اور خوشحال زندگی بسر کرنے لگے ہیں اور نوبت بایں جا رسید کہ یہ آغا خانی پیشوا اور خاندان دنیا کے دولت مند ترین افراد میں شامل ہو چکا ہے۔ محمد برہان الدین جو کہ بہرہ فرقہ کا رئیس ہے، بہریوں کی جتنی بھی جائیداد ہے یہ اس میں حصہ دار ہوتا ہے خواہ یہ جائیداد مادی ہو، نقدی ہو یا سونے چاندی کی صورت میں ہو اس نے اپنے ماننے والوں پر زبردستی ٹیکس لگا رکھے ہیں۔ ان میں سے ایک ٹیکس'' ① زکاۃ کے نام سے وصول کرتا ہے ② صلہ کے نام سے وصول کرتا ہے ③ فطرۃ کے نام سے وصول کرتا ہے ④ نذر کے نام سے ⑤ حق نفس کے نام سے ⑥ خمس کے نام سے ⑦ تسلیم کے نام سے ⑧ نذر مقام کے نام سے وصول کرتا ہے''۔ جنہیں یہ رئیس اپنے ذاتی اخراجات میں صرف کرتا ہے یا اپنے خاندان اور اپنے مقرب لوگوں کے مفاد میں خرچ کرتا ہے اس کی سالانہ آمدنی 120 ملین روپے ہے اور اس کے خاندان کا ہر

فرد ماہانہ 8000 روپیہ لینے کا تقاضا کرتا ہے جن کی تعداد 188 ہے ،اس پر مزید یہ ہے کہ گاڑیوں ،رہائش گاہوں جن میں اے سی کا خرچہ اور جدید سامان سے آراستہ کرنے کا خرچہ ہے یہ سارے اخراجات بھی ان پیروکاروں کے ذمہ ہیں۔اور افریقہ اور جزیرہ سیلون سے یہ رئیس اور اس کا خاندان جو سونا ،قیمتی ہیرے جواہرات کروڑوں روپے کی مالیت کے لے کر آتے ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں۔اس نے ایک ہوٹل خریدا ہے اس کی ادائیگی بھی ماننے والوں نے کی ہے۔ممبئی میں کوکا کولا کمپنی اس نے خریدی ہوئی ہے۔اس برھان الدین نے اپنے معتقدین پر جب عورت حاملہ ہوتی ہے اس پر بھی ٹیکس لگا رکھا ہے ایک ٹیکس بچے کی ولادت سے پہلے ہے ایک ٹیکس اس کی ولادت کے بعد ہے اور ایک بچہ جب نشوونما پانے لگتا ہے اس وقت لگاتا ہے اور ایک ٹیکس اسکی جوانی پر ہے ایک ٹیکس میت پر ہے ،یہ اس گروہ کے لوگ اس لئے ادا کرتے ہیں کہ رئیس اس کے لئے مغفرت کا سرٹیفکیٹ لکھ کر دیتا ہے یہ پروانہ میت کے سینہ پر لٹکا دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی دفن کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو سکے ،یہ پروانہ جتنا قیمتی ہوگا جنت میں بلندی درجات کا باعث ہوگا۔

بھری فرقہ کے رئیس نے نماز عید کے لئے خاص ٹکٹ جاری کرنا ہوتا ہے جسے اس کے دفتر سے حاصل کیا جاتا ہے اور اسے خریدنا ہر اسماعیلی بھری پر لازمی ہوتا ہے اس کی قیمت حسب حالت ہے جس نے پہلی صف میں کھڑا ہونا ہے اس کے ٹکٹ کی قیمت ایک ہزار ہے ،دوسری صف والی قیمت 800 ہے تیسری صف والے سے 600 روپیہ لیا جاتا ہے۔رئیس سے جتنا دور ہوتا جائے گا اس کی جیب کا بوجھ کم ہوتا جائے گا آخری صف والوں سے پانچ دس روپے بھی وصول کر لیتے ہیں ،خلیجی ریاستوں کے مراکز ہیں وہاں یہ مناسب مواقع پر مجالس برپا کرتے ہیں اور خلیج کی ہر ریاست میں بھریہ فرقہ کے رئیس کا فوٹو ہے جو کہ ڈاکٹر محمد برہان الدین ہے۔اس کے نمائندے ہر اس ملک یا شہر میں موجود ہیں جہاں بھری رہتے ہیں ،یہ نمائندہ باقاعدہ انکے دین کا عالم ہوتا ہے اور جامعہ سیفیہ سے سند یافتہ ہوتا ہے اگر کوئی اس کی ادائیگی میں تاخیر کرتا ہے تو اسے اس گروہ سے خارج کر دیا جاتا ہے ہندوستان کا ایک بھری جو کہ کویت میں اسماعیلیوں کے لئے کام کرتا ہے وہ اپنے ہموطنوں ہندوستانی بھریوں کو ایک خط لکھتا ہے وہ اس میں یہ ٹیکس لگانے والوں سے حمایت کا طلبگار ہے یہ خط انگلش میں تھا ،عربی میں اس کا ترجمہ ہوا ہے ،جس میں یہ تحریر ہے:

''کویت ایک اچھا ملک ہے'' ''عارضیہ'' کے علاقہ کے حسینی مرکز سے ہندوستانی بھری آتے ہیں ،تاکہ مال وصول کریں ،ان کا ''بڑا'' ہر آدمی سے دو دینار لینے کا تقاضا کرتا ہے

، جو رقم حاصل کی جاتی ہے یہ تقریباً ستر ہزار سے لے کر ایک لاکھ کویتی دینار تک پہنچ جاتی ہے اور اسے ڈاک کے ذریعے ہندوستان بھیجا جاتا ہے جس سے اس کے اعزا و اقارب مستفید ہوتے ہیں۔ کویت میں بہریوں کے مراسم، عبادت کی ادائیگی اور مجالس کا انعقاد خاص انداز میں ہوتا ہے اور یہاں ہمارا رئیس ملا ہے جو جمیعہ تعاونیہ کے قریب ''دسمیہ'' میں رہتا ہے۔ اور جو وہ اپنی رہائش کا کرایہ دیتا ہے وہ اندازاً سات سو پچاس کویتی دینار ہیں۔ آپ کو معاملہ کی تحقیق کی اور پولیس تک پہنچنے کی کھلی چھٹی ہے۔ شکریہ۔

اس سے ان کے ٹیکسوں کی بھرمار اور شاہ خرچیوں کا پتہ چلتا ہے، بیرون ملک ان کے عامل کام کر رہے ہیں۔

پانچویں بحث......

اسماعیلی شیعوں کی خونریزیاں

(۱) رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر چرانے کی کوشش:

حاکم بامر اللہ فاطمی کے دورِ حکومت کی بات ہے، یہ وہی حکمران ہے جس کی عقل چلی گئی تھی اور یہ زندیق تھا۔ اس نے ان حملہ آوروں کے سالار سے کہا تھا جنہیں اس نے مدینہ منورہ میں بھیجا تھا کہ انہیں اندر آنے دیں اور رسول اکرم ﷺ کی قبر مبارک اکھاڑنے دیں تا کہ وہ آپ ﷺ کا جسم اطہر اٹھا کر وہ اپنے ملک لے جائیں اور لوگوں کی نظروں کا مرکز بن جائیں اور فاطمی شیعہ مسلمانوں کے نزدیک بلند رتبہ ہو جائیں۔ یہ فاطمی قائد رسول اکرم ﷺ کے شہر میں داخل ہوا، لوگ کپکپانے لگے اور اس کو سنگین جرم قرار دیا۔ اسے نصیحت کی کہ رسول اکرم ﷺ کی قبر اطہر سے وہ تعرض نہ کرے۔ لیکن یہ فاطمی سالار خبیث اپنے خلیفہ کے حکم کی برآری کے لیے مصر تھا۔ رات کے وقت اس نے اپنے آدمی حرم نبوی میں داخل کروا دیے۔ یہ حجرہ شریفہ کی طرف آئے کہ قبر اطہر کو اکھاڑیں، اچانک تند و تیز آندھی اٹھتی ہے جس سے فضا تاریکی میں ڈوب گئی، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے عمارت بنیادوں سے ہل جائے گی اور خوف زدہ ہوئے اور اپنے اس فعلِ بد سے رک گئے۔ یہ لعنتی مسجدِ نبوی سے لرزا براندام ہو کر بھاگ گئے۔ کینہ پرور فاطمی خلیفہ 524ھ سے لے کر 540ھ تک تختِ خلافت پر متمکن رہا تھا۔ اس خبیث نے رسول اکرم ﷺ کے جسم اطہر کو قاہرہ منتقل کرنے کی دوبارہ کوشش کی۔ اس نے چالیس مضبوط آدمی بھیجے۔ مدینہ میں ایک مدت تک ٹھہرے رہے اور دور سے ایک سرنگ کھودی۔ لیکن اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کے جسد مبارک کو ان کافروں اور زندیقیوں کے دستِ ستم گر سے محفوظ رکھا۔ وہی سرنگ ان کے اوپر گر گئی یہ سارے کے سارے لمحہ بھر میں ہلاک ہو کر لقمہ دوزخ بن گئے۔

(۲) اسماعیلیوں نے ابوبکر نابلسی رحمہ اللہ کی کھال اتار دی:

اس امام زاہد و عابد اور سراپائے وفا ابوبکر نابلسی کو معزلدین اللہ فاطمی کے سامنے کھڑا کیا جاتا ہے اور یہ معزان سے کہتا ہے: میں نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ میرے پاس اگر دس تیر ہوں تو میں ۹ تیر رومیوں

عیسائیوں کو ماروں گا اور ایک تیر سے فاطمی شیعوں کو ماروں گا۔ امام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے یہ نہیں کہا۔
اس فاطمی بادشاہ نے کہا: پھر تم نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں نے کہا ہے:

ینبغی ان نرمیکم بتسعة ثم نرمیهم بالعاشر

"کہ میں تم فاطمیوں کو ۹ تیر ماروں گا اور دسواں تیر رومیوں کو ماروں گا"

اس نے کہا: یہ تاثرات تم کیوں بیان کر رہے ہو؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لانکم غیرتم دین الله وقتلتم الصالحین واطفاتم نور الله الا لهیة وادعیتم مالیس لکم

"وجہ یہ ہے کہ تم نے اللہ کے دین کو بدل ڈالا، نیکوکاروں کو مارا اور نورِ الٰہی کو بجھایا اور نامناسب دعوے زبان پر لائے"

اس کے جواب میں یہ رافضی خبیث کہنے لگا: امام صاحب کو پیٹا جائے۔ ایک دن اور دوسرے دن بھی مارا شدید کوڑے مارے تیسرے دن ان کا چمڑا اتارنے کا حکم دیا۔ ایک یہودی کو اس روح فرسا سزا دینے کے لیے لایا گیا۔ وہ چمڑا اتار رہا تھا۔ امام نابلسی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ یہودی جلاد پکار اٹھا اور اس بہیمانہ ظلم سے اس کا دل رقت کے آنسو بن جاتا ہے اور کہتا ہے: جب میں شیخ کے دل تک پہنچا تو برداشت نہ ہو سکا تو میں نے چھری مار کر انہیں فوراً شہید کر دیا۔ تڑپنا نہ دیکھ سکا اور حضرت امام قرآن پاک کی اس بشارت کے مستحق قرار پائے۔ فرمان الٰہی ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوافی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربهم یرزقون۔ فرحین بما اتاهم الله من فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقو بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولاهم یحزنون(نساء:160)

"تو ہرگز نہ گمان کر ان لوگوں کو اللہ کی راہ میں جو قتل کیے گئے ہیں کہ یہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں خوش ہونے والے ہیں ان کے ساتھ جو ان کے رب نے انہیں اپنے فضل سے نوازا ہے اور جو بھی ان سے ملے نہیں، انہیں یہ بشارت دینا چاہتے ہیں کہ ان پر، کوئی خوف نہ ہوگا اور نہ ہی یہ غم کھائیں گے۔"
(البدایہ والنہایہ)

یہ بات قابل غور ہے کہ ایک یہودی پر ظلم سے رقت طاری ہوئی، یہ اسماعیلی شیعہ بے رحم، ظاہر ذرا متاثر نہ ہوا۔

اسماعیلیوں کے قاتلانہ حملے

① نظام الملک سلجوقی کا قتل:

ماہ ربیع الاول 485ھ میں نظام الملک سلجوقی فارس کے حکومتی علاقہ کے دورے پر نکلا۔ اس کے ساتھ عباسی خلیفہ کا بیٹا ابوفضل جعفر بھی تھا۔ جب سلجوقی دورے سے واپس لوٹا تو ماہِ رمضان میں دارالخلافہ بغداد کا دورہ کیا۔ ابھی یہ راستے میں ہی تھا کہ ''دیلم'' کا رہنے والا بچہ جو کہ اسماعیلی شیعہ تھا ایک فریادی کے روپ میں آگے بڑھا اور نظام الملک پر خنجر سے وار کر دیا جس سے وہ موقع پر ہی شہید ہو گیا۔ نظام الملک کے فوجیوں نے اس دیلمی لڑکے کو پکڑ کر مار دیا۔ یہ وزیر جو کہ سنی تھا یہ اسماعیلی باطنی فرقہ کا پہلا شکار رہوا۔ اسماعیلی فرقہ کی جانب سے جب قاتلانہ حملوں میں اضافہ ہوا تو مسلمان قائدین نے زریں زیب تن کرنا شروع کیں، ان کے غدار خنجروں سے بچانے والے لباس زیب تن کرنے لگے اور یہ ان سے سخت احتیاط برتنے لگے اس کے باوجود ان کی دھوکہ بازیاں نئے اسلوب میں سامنے آتی رہیں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ ایک لمحہ ضائع نہ ہونے دیتے تھے۔

② امیر بلکا بک بن سرمد کا قتل:

493ھ ماہِ رمضان میں اصبہان کی پولیس کے سربراہ امیر بلکا بک بن سرمد پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، حالانکہ امیر ان سے بہت محتاط رہتا تھا۔ ہمیشہ لوہے کی زرہ پہنتا تھا۔ لیکن اس رات وہ زرہ نہ پہن سکا۔ اسماعیلیوں نے اسے غنیمت جانا اور دھوکہ باز چھریوں کی بوچھاڑ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ اور یاد رہے! اسماعیلیوں نے بڑے بڑے عظیم فقہاء، واعظین اور علمائے اہل سنت کو ناحق شہید کیا ہے ان کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ حق کا اعلان کرتے تھے اور انکے فاسد اور گمراہ کن عقائد کی تردید کرتے تھے۔

③ ابومظفر خجندی کا قتل:

اسماعیلیوں کا دستِ خون ریز صرف حکام، سلاطین مسلمانوں تک ہی نہیں بڑھا بلکہ ان کے یہ جفاکش ہاتھ فقہا، واعظین اور علماء تک بڑھ گئے تھے۔ انہوں نے ہر اس شخص کو قتل کیا جو بھی اسماعیلیوں کے افکار فاسدہ اور ان کے عقائدِ ضالہ اور خبیثہ کی نقاب کشائی کرتا تھا۔ 496ھ میں ایک اسماعیلی نے واعظ ابومظفر بن خجندی رحمہ اللہ کو ''رے'' شہر میں شہید کر دیا۔ ابومظفر جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ کر رہے

تھے جب یہ اپنے درس سے فارغ ہوئے اور اپنی کرسی سے نیچے اترے تو وہ خبیث اسماعیلی حملہ آور ہوا اور انہیں شہید کر دیا۔ اسماعیلی کو بھی اسی وقت مار دیا گیا۔ ابو مظفر ایک عالم، فاضل اور شافعی فقیہ تھے۔ وزیر نظام الملک مرحوم ان کی ملاقات کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا اور ان کی بہت تعظیم کیا کرتا تھا۔

④ ابو جعفر بن مشاط کا قتل:

ابو جعفر بن مشاط شافعیوں کے شیخ ہیں، یہ بھی اسماعیلیوں کی بہیمیت کا شکار ہوئے تھے۔ انہیں بھی ایک اسماعیلی خبیث نے ان کے استاد امام جندی کی طرح شہید کر دیا۔

⑤ عبید اللہ خطیبی کا قتل:

ماہِ صفر 502ھ میں اصبہان کے قاضی عبید اللہ بن علی خطیبی رحمہ اللہ کو شہید کر دیا گیا۔ انہوں نے اسماعیلیوں کے بہت سارے باطل افکار کی پردہ کشائی کی تھی۔ یہ ان غداروں سے محتاط تو بہت رہتے تھے۔ لیکن احتیاط تقدیر نہیں ٹال سکتی۔ ایک اسماعیلی جمعہ کے دن قاضی صاحب کے پاس آنے کا ارادہ ظاہر کرتا ہے ان کے اور ساتھیوں کے درمیان سے اندر آتا ہے اور اچانک حملہ کر دیتا ہے اور انہیں شہید کر دیتا ہے۔

⑥ قاضی صاعد بن محمد کا قتل:

جن قاضیوں کو اسماعیلیوں نے تہہ تیغ کیا تھا ان میں سے قاضی صاعد محمد بن عبد الرحمٰن ہیں۔ یہ نیشاپور کے قاضی تھے۔ جامع اصبہان میں عید کے دن انہیں ایک اسماعیلی نے ایک چھری کے ساتھ شہید کر دیا۔

⑦ جناح الدولہ کا قتل:

495ھ میں مسلمانوں کے سپہ سالار جناح الدولہ حسین جو حمص والے تھے۔ انہوں نے صلیبی جنگ میں عیسائیوں کے خلاف زبردست کارنامے انجام دیے۔ یہ اپنے قلعہ سے جامع مسجد کبیر میں اترے تاکہ نمازِ جمعہ ادا کریں۔ اردگرد رفقاء موجود تھے اسماعیلیوں کے تین آدمی زاہدانہ لباس میں آگے بڑھے، انہوں نے کچھ مطالبات کیے، انہوں نے اس سے وعدہ کیا کہ بہتری ہوگی۔ پھر ان خبیث گندے لوگوں نے یکبارگی حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا اور ساتھ ہی کچھ ساتھی بھی شہید ہوئے۔ یہ امیر نہایت ہی بہادر اور مجاہد تھے اور بنفس نفیس جنگوں میں شرکت کیا کرتے تھے۔

⑧ امام عبدالواحد بن اسماعیل کا قتل:

امام عبدالواحد بن اسماعیل، یہ شافعی فقہا میں سے ہیں۔ابومحاسن ان کی کنیت تھی، رُویانی نسبت تھی، بلاد عجم کے بھی شافعی مسلک کے شیخ تھے۔انہیں جامع طبرستان میں جمعہ کے دن شہید کر دیا گیا۔انہوں نے دور دور آفاق کی طرف طلب علم کے لیے سفر کیا اور بہت سارے علوم حاصل کیے اور بہت ساری احادیث سنی تھیں اور شافعی مذہب کی حمایت میں کتابیں بھی تصنیف کی تھیں۔یہ فرمایا کرتے تھے:

لو احترقت كتب الشافعي لأمليتها من حفظي

"اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں جل جائیں تو میں اپنے حافظہ سے دوبارہ لکھ سکتا ہوں۔"

⑨ صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ:

صلیبیوں کے خلاف جہاد اسلامی کے عظیم سپہ سالار بطل حریت صلاح الدین ایوبی پر بھی کینہ پرور اسماعیلیوں نے قاتلانہ حملہ کی جرأت کی۔حطیم کے مقام پر ایک مشہور جنگ ہوئی۔اس میں بھی صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کو شکست فاش سے دوچار کیا۔اور مصر و شام میں ایسے فاتحانہ کارنامے انجام دیے جو اسلام کی پیشانی کا جھومر ہیں۔اور ظالم جنگجوؤں کے مقابلوں میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔اس مسلمان سپہ سالار کو اس کی محنت و کاوش کا صلہ یہ دیا گیا کہ ان کینہ پرور اسماعیلیوں نے دو دفعہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔پہلی دفعہ 570ھ میں ان کے قتل کی کوشش کی گئی، اس وقت سلطان صلاح الدین نے حلب شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔اسماعیلیوں کے چند افراد آئے کہ دھوکہ سے بے خبری میں قتل کر دیں گے مگر ایک امیر لشکر نے دیکھ لیا اور پہچان لیا۔ان سے کہا: تم یہاں کیا لینے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے اسی وقت اس پر حملہ کر دیا اور شدید زخمی کر دیا، ان میں سے ایک نے صلاح الدین پر حملہ کر دیا۔مگر وہ خود قتل کر دیا گیا اور دوسرے اسماعیلی صلاح الدین کے ساتھیوں سے نبرد آزما ہوئے اور اس تک پہنچنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ ناکام ہوئے اور سب مارے گئے۔دوسری کوشش اس پیکر خیر و فلاح پر اس وقت ہوئی جب یہ اپنی عادت کے مطابق قلعہ اعزاز کے محاصرہ کے دوران آلات لڑائی کا مشاہدہ کر رہے تھے اور مردان مجاہدین حق کو ترغیب دلا رہے تھے۔یہ اپنے امراء لشکر کے خیمہ میں داخل ہوئے تو اسماعیلی فوجی وردی میں جو کہ مجاہدین کی وردی تھی ان کے سامنے آئے اور ایک نے اچانک جست لگائی اور صلاح الدین پر چھری سے وار کر دیا۔جس سے ان کا سر زخمی ہوا۔صلاح الدین نے اسماعیلی کو ہاتھ

سے روکا مگر وہ مکمل طور پر نہ رک سکا وہ کمزور ضربیں لگاتا رہا مگر سر پر خود ہونے کی وجہ سے زیادہ نقصان نہ ہوا۔ اتنی دیر میں ایک غلام اندر آیا اس نے اسماعیلی کے ہاتھ سے چھری قبضہ میں لے کر اس حملہ آور کو زخمی کر دیا۔ اس کے بعد دوسرا اسماعیلی صلاح الدین پر حملہ آور ہوا، فوجیوں نے اس کا پیچھا کیا اور اسے مار ڈالا۔ اس کے بعد تیسرے اسماعیلی نے حملہ کیا تو انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ چوتھا شکست خوردہ ہو کر خیمہ سے باہر نکلا اسے بھی پکڑ کر انہوں نے قتل کر دیا۔ اللہ اس سپہ سالار اعظم پر اپنی رحمتوں کی برکھا برسائے۔

⑩ حجاج کرام:

498ھ میں پر امن حجاج کرام بھی ان کی پکڑ سے نہ بچ سکے، حجاج کے قافلے ماوراء النہر سے، خراسان سے ہندوستان کے علاقوں سے بیت اللہ میں جمع ہو رہے ہیں کہ سحری کے وقت اسماعیلیوں نے بغاوت کر دی، اللہ کے گھر میں اس کے مہمانوں کے اندر قتل و غارت برپا کر دی، ایک بھی نہ چھوڑا اور ان کے اموال مال غنیمت کے طور پر لوٹ لئے جانور بھی قبضہ میں لے لئے۔ 522ھ کی بات ہے کہ حجاج کرام جو کہ خراسان کے تھے وہ اپنے راستہ کے ذریعہ بیت اللہ کی طرف رواں دواں تھے، اسماعیلی ان پر اچانک حملہ آور ہوتے ہیں حجاج کرام نے لڑائی میں سخت مقابلہ کیا اور عظیم صبر کا مظاہرہ کیا ان کا امیر حج شہید ہو گیا تو وہ پسپا ہو گئے اور امان طلب کی اور حجاج کرام نے اپنا اسلحہ پھینک دیا کہ امن مل جائے ان اسماعیلیوں نے انہیں پکڑ کر قتل کرنا شروع کر دیا، تھوڑی تعداد باقی رہ گئی دوسرے سب قتل ہو گئے ان میں امام بھی تھے، علماء بھی تھے، زاہد و صالح بھی تھے جو سب مارے گئے۔ اللہ کا فرمان ہے:

ان الذين يكفرون بآيت الله ويقتلون النبيين بغير حق ويقتلون الذين يامرون بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب اليم ـ اولئك الذين حطبت اعمالهم فى الدنيا والآخرة ومالهم من نصرين

(آل عمران:21-22)

”بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیات کا کفر کرتے ہیں اور ناحق انبیاء کو قتل کرتے ہیں اور ان لوگوں کو قتل کرتے ہیں جو انصاف کا حکم دیتے ہیں پس انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ یہی لوگ ہیں جن کے دنیا اور آخرت کے اعمال ضائع ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔“

صبح ہوئی تو ان مقتولوں اور خیموں کے پاس کھڑا ہو کر ایک خبیث اسماعیلی شیخ آواز دیتا ہے:

یا مسلمین ذھبت الملاحدة ومن أراد الماء سقیته

''اے مسلمانوں ملحد چلے گئے جو پانی چاہتا ہے مجھے بتائے میں اسے پانی پلاؤں گا۔''

جس نے بھی سر اٹھایا یا بات کی اس خبیث اسماعیلی نے تیزی سے اسے ختم کر دیا۔

⑪ خلافت اسلامیہ کی فوجوں کا سامنا کرنے کے باوجود یہ اسماعیلی اکثر مواقع پر قتل و غارت ،لوٹ مار چھینا جھپٹی سے مسلمانوں پر ظلم ڈھاتے رہے اور خصوصاً حج کے ایام میں بھی انہیں شرم نہیں آئی، یہ حاجیوں کے قافلوں پر حملے کرتے رہے ہیں اور انہیں قتل کرتے رہے ہیں۔ 317 ھ میں ان کی یہ شرمناک سرگرمیاں انتہا کو پہنچ گئی تھیں یہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تھے ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید جنابی لعنتی ان کا امیر تھا انہوں نے حجاج کرام کا قتل عام کیا اور ان کی لاشیں آب زم زم کے کنوئیں میں پھینک دیں۔ مکہ کی کھلی آبادی اور گھاٹیوں میں حرم میں اور کعبہ کے اندر ہر جگہ پر انہوں نے حجاج کرام کے قتل عام میں کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ ان کا امیر ابو طاہر (اللہ اس پر بے شمار لعنتیں کرے) کعبہ کے دروازے پر بیٹھ گیا حجاج کرام اس کے گرد قتل کیے جا رہے ہیں اور ان کی لاشیں گر رہی ہیں اور یہ مسجد حرام میں ماہ محرم میں اور ذوالحج کی آٹھویں تاریخ جسے ترویہ کا دن کہتے ہیں اس مبارک دن میں یہ خبیث بدبودار یہ دعویٰ کرتا ہے:

انا اللہ وباللہ انا أخلق الخلق وأفنیھم انا

''میں ہی اللہ ہوں اور میں خود اللہ اپنے قسم اٹھا کر کہتا ہوں میں ہی مخلوق کو پیدا کرتا ہوں اور میں ہی اسے فنا کے گھاٹ اتارتا ہوں۔''

حجاج کرام اس اسماعیلی شیعہ سے جانیں بچانے کے لیے بھاگتے ہیں غلاف کعبہ پکڑتے ہیں مگر یہ سب بے سود تھا یہ ظالم قتل کی اندھیر نگری برپا کیے ہوئے ہے دوران طواف بھی خون ریزی کر رہے ہیں ۔اس کے بعد یہ ظالم اور لعنتی امیر چاہ زم زم میں لاشوں کو دفن کرنے کا حکم دیتا ہے اور کئی مقتولین مسجد حرام کی مختلف جگہوں میں دفن کر دیے جاتے ہیں نہ انہیں غسل دیا گیا نہ ہی انہیں کفن نصیب ہوا اور نہ ہی ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس قدر فضا خوف زدہ تھی کہ اس قدر اس مصیبت نے ہولناکی میں ڈال رکھا تھا۔ انا للہ

⑫ یہ اسماعیلی شیعہ زم زم کی عمارت کو گرا دیتے ہیں اور باب کعبہ اکھاڑ دیتے ہیں اور ایک تو میزاب کعبہ (پرنالہ) اکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے مگر وہ لعنتی سر کے بل گرتا ہے اور آتش دوزخ کا ایندھن

بنتا ہے۔ دوسرا کھڑا ہوا اس نے حجر اسود پر ایک بھاری آلہ سے ضرب لگائی اور ساتھ ہی ازراہ مذاق اور ٹھٹھا کہتا ہے: کہاں ہے ابابیل؟ کہاں ہیں برسنے والے پتھر؟ (نعوذ باللہ) مگر یہ ظالم اللہ کے اس فرمان کی حکمت نہیں سمجھ سکا:

ولا تحسبن الله غافلا عمّا يعمل الظلمون انما يؤخرهم ليوم تشخص فيه
الابصار۔مهطعين مقنعی رؤسهم لا يرتد اليهم طرفهم وافئدتهم هواء

(ابراھیم: 42-43)

”جو یہ ظالم کردار ادا کر رہے ہیں یہ ہرگز تصور نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے خبر ہے۔ وہ تو صرف انہیں اس دن تک مہلت دے رہا ہے جس میں آنکھیں اٹھی رہ جائیں گی یہ اپنے سر اٹھائے بھاگ رہے ہوں گے ان کی آنکھیں مارے خوف کے حرکت نہ کرے گی اور ان کے دل صبر سے خالی ہوں گے۔“

اس ظالم اسماعیلی نے حجر اسود کو اکھاڑ لیا اور ساتھ لے گیا تقریبا بیس برس حجر اسود ان کے پاس رہا۔

چھٹی بحث......

اسماعیلیوں کے پائے جانے والے مقامات

یہ بہری اسماعیلی ہندوستان میں موجود ہیں ۔ یہاں تو اس کے بمبئی شہر میں ان کا سب سے بڑا مرکز ہے یہ گروہ انڈیا کے تقریباً پانچ سو شہروں اور دیہاتوں میں بکھرا ہوا ہے ان کی موجودہ تعداد تقریباً بیس لاکھ ہے۔ یمن میں یہ کوہ حراز میں پائے جاتے ہیں، تنزانیہ مڈغاسقر، کینیا میں یہ گروہ موجود ہے، ان کی تھوڑی سی تعداد کویت، دبئی، بحرین اور عدن میں بھی پائی جاتی ہے، آغا خانی اسماعیلی بھی بڑے اہم علاقوں میں پائے جاتے ہیں، پاکستان میں ان کا بڑا مرکز کراچی میں ہے علاوہ ازیں یہ سوریا کے شہر سلمیہ میں باکثرت ہیں شامی لوگ انہیں سمعانی کے نام سے بولتے ہیں علاوہ ازیں یہ قلموس ایران کے شہر قم میں بھی موجود ہیں وسط ایشیا کے شہروں بدخشاں، خوقند، وقراالکلیم میں بھی ہیں ۔ حکومت عمان میں ان کا ایک خاص محلہ ہے جو مسقط کے قریب ہے یہ زنجبار میں بھی پائے جاتے ہیں۔

بارہویں فصل......

سعودیہ میں اسماعیلی مکارمہ کا تذکرہ

یہ درج ذیل بحوث پر مشتمل ہوگا۔

پہلی بحث:...... مکارمہ کا تعارف

دوسری بحث:...... مکارمہ کی نجران منتقلی کا ذکر

تیسری بحث:...... ان کے اختلافات

چوتھی بحث:...... اسماعیلی مکارمہ کی اہم شخصیات

پانچویں بحث:...... ان کی کتابیں

چھٹی بحث:...... اسماعیلی مکارمہ کی عبادات

ساتویں بحث:...... مکارمہ کے عقائد

آٹھویں بحث:...... مکارمہ کے مالی معاملات

نویں بحث:...... سنی مسلک کی طرف رجوع

دسویں بحث:...... ان کی دعوت

پہلی بحث......

مکارمہ کا تعارف

مکارمہ اسماعیلی اصل ونسب میں حمیر تک جاتے ہیں۔ حمیر کا نسب یہ ہے حمیر بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان تک ہے۔ یہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھا یہ وہ بادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے اپنے سر پر تاج رکھا۔ مکارمہ اسماعیلی فرقہ میں سے حامد، حمادی اور فہد فرقے بھی ہیں یہ فہد صلاح بن داؤد ابن عبداللہ بن عمر بن علی بن صبیح بن حسن بن مکرم کے بیٹوں میں سے ہے اس فہد کی طرف ہی نجران کے مکارمہ منسوب ہوتے ہیں۔ نجران میں دعوت اسلامیہ انہی کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔ نجران میں ہر اسماعیلی کو مکرمی کہتے ہیں، خواہ وہ ان کے علاوہ بھی ہوں۔ یمن میں پرانے زمانے سے مکارمہ اسماعیلی دینی لیڈر شپ پر فائز آرہے ہیں۔ یہ بات صفر اور کتمان کے حادثہ مین داعیوں کے نام جب سامنے آئے تو واضح ہوئی یہ حکومت صلیحیہ کے ختم ہونے کے بعد ان کے ائمہ کے ناموں سے انکشاف ہوا کہ مذہبی لیڈری ان کے ہاتھ میں تھی ان میں زیادہ نامور عماد الدین ادریس بن حسن بن عبداللہ بن علی بن محمد بن ہاشم مکرمی ہے یہ تقریبا دوسری صدی میں فوت ہوا ہے، مذہب اسماعیلی میں اس کی کتب بہت معتبر ہیں۔ اس کی ایک کتاب ''زہر المعانی وعیون الاخبار'' ہے ان کی دعوت جاری رہی ہے حتی کے اب اس کے ذمہ دار ہندوستانی مکارمہ ہیں۔ یہ مکارمہ اسماعیلی جو ہیں خود کو دوسروں سے اعلیٰ رتبہ تصور کرتے ہیں۔ یہ صرف ہم مثل لوگوں سے شادی کرتے ہیں، دوسرے قبائل کے اسماعیلیوں سے یہ نکاح نہیں کرتے صرف اس لیے کہ ہمارا مقام اعلیٰ محفوظ رہے اور ہماری دینی سیادت برقرار رہے۔ نجران کے شہر میں مکرمی شیخ کو دیگر قبائل کے مشائخ پر برتری حاصل ہوتی ہے، اس کی وجہ بھی اپنے دینی مرکز کے حکم کو برقرار رکھنے کے لیے ہے اور اس داعی پر تنقید کرنا پورے قبیلے پر تنقید تصور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ قبائل مشائخ کی عزت واحترام اور حمایت اسی طرح کرتے ہیں جس طرح یہ اپنی عزتوں کا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

مکارمہ دعوت کا نجران منتقل ہونا

اسماعیلی داعی محمد نامی لیڈر نے جب اس دعوت کو قبول کیا اس کے اور ''زیود'' کے شیعوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں اسے شکست ہوئی اور یہ قنفذہ چلا گیا، اس کا ارادہ تھا کہ ہندوستان بھاگ جائے مگر نجران کے ''یام'' کے قبیلہ نے اسے اپنے پاس بلا لیا یہ وہاں گیا اور اس نے ایک شہر آباد کیا جس کا نام ''الجمعۃ'' رکھا اب یہ ویران ہو چکا ہے۔ یہ محمد بن اسماعیل مکرمی داعی جب نجران پہنچا تو اسے دینی سرپرستی حاصل ہوگئی یہ الجمعۃ مکرمی مذہب کا 1352ھ تک مرکز رہا اس کے بعد یہ داعی جونہ جگہ پر منتقل ہو گیا 1370ھ میں ''خشیوہ'' علاقہ میں منتقل ہو گیا۔ یہ اسماعیلی مکرمہ فرقہ کا اب عالمی مرکز ہے۔ سعودی حکومت کے جنوب میں سرحد کے قریب آج بھی نجران اسماعیلیوں مکرمیوں کا اڈہ ہے۔

تیسری بحث......

مکارمہ وغیرہ کا آپس میں اختلاف

آج کے مکارمہ اسماعیلیوں میں افتراق وانتشار پیدا ہو چکا ہے یہ حسینیہ فرقہ اور محسنیہ فرقہ میں بٹ چکے ہیں اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اسماعیلی مکارمہ کا داعی جو ہوتا ہے یہ اپنی وفات کے نزدیک اپنے خلیفہ کے متعلق وصیت کرتا ہے، 1413ھ کی بات ہے اسماعیلی مکارمہ کا داعی کفیل بن حسن مکرمی تھا، اس کا نائب محسن بن علی مکرمی تھا، یہ بیت المال کا مسئول تھا محسن اپنے پیروکاروں میں حد درجہ معظم اور مقدس تھا اور یہ حسین کا خلیفہ تھا حسین کی وفات کے بعد جب انہوں نے وصیت نامہ دیکھا تو اس میں محسن کے برعکس اس نے حسین بن اسماعیلی کو خلیفہ لکھا تھا یہ طائف کا رہنے والا تھا۔ یہ وصیت تو محسن مسئول پر بجلی بن کر گری کیونکہ اگر اس وصیت پر عمل ہو جائے تو اس کا منصب ومرتبہ اور جو پیروکاروں کے دل میں اس کی تعظیم جاگزین تھی سب ختم ہو جاتی تھی اس نے اس وصیت کو نا قابل نفاذ قرار دے کر حسین بن علی سے بغاوت کر دی اور خود کو مکارمہ اسماعیلیہ کا داعی بنا کر کھڑا کر دیا، اس وقت یہ مکارمہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا ایک حصہ محسن کے ساتھ ہو لیا دوسرے حصے نے حسین بن علی کی تائید کی حسین کے تائید کنندگان اس کے پاس طائف گئے وہ بہت خوش ہوا۔ پھر وہ اسے نجران لے گئے تاکہ اسے اس کا منصب سپرد کرے اور وہ ''خشیوہ'' کو ٹھکانہ بنالے جو کہ اب بھی ان کا مرکزی مقام ہے۔ محسن نے جادو کر کے حسین بن اسماعیل کو اس منصب سے محروم کر دیا۔ جادو نے حسین کے دل میں ایسا اثر کیا کہ ''خشیوہ'' سے اسے نفرت ہو گئی اور وہ بیمار پڑ گیا جس بنا پر محسن خشیوہ پر قابض ہو گیا۔ اور بیت المال پر اپنا اثر ونفوذ پھیلا دیا۔ حسین بن اسماعیل اپنے علاقہ ''رحضہ'' میں ٹھہرا رہا، حسین کے مریدوں نے محسن کے ناک میں دم کر دیا 1416ھ میں محسن بیت المال کی مسئولیت اور جامع کبیر سے دستبردار ہو گیا اور حسین آخر کار یہ دونوں چیزیں واپس لینے پر قادر ہو گیا۔ اور مولف کتاب کہتے ہیں: اختلاف اب بھی قائم ہیں یہ مکرمی اسماعیلی اب بھی حسینیہ اور محسنیہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

افرادِ مکارمہ کے اوصاف

مکارمہ اسماعیلیوں کی شخصی عادات میں یہ چیز ممتاز نظر آتی ہے کہ یہ سفید پگڑی سر پر باندھتے ہیں اور باقاعدہ سر پر پیچ دیتے ہیں۔ اور یہ اپنا لباس ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں اور اسے سنت قرار دیتے ہیں اور ان میں سے دین دار پوری داڑھی بھی رکھ لیتا ہے مگر رخساروں کی جانب سے اسے منڈوا کر رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ ان کی عادات سنی لوگوں کے مخالف ہوتی ہیں، انہوں نے تقریباً اکثر معاملات میں ان سے اپوزیٹ چلنا ہے یعنی:

خرد کا نام جنوں، جنوں کا خرد رکھ دیا
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

پانچویں بحث......

ان کی کتابوں کا تذکرہ

مکارمہ اسماعیلیوں کے اہم مراجع اور کتب درج ذیل ہیں۔

①...... ''الذخیرۃ فی الحقیقۃ'' یہ داعی علی بن ولید کی تالیف ہے اس پر تحقیق محمد حسن اعظمی اسماعیلی کی ہے۔

②...... ''مسائل مجموعہ من الحقائق العالیہ والدقائق ولأسرار السامیۃ'' ہے۔اس کے مقدمہ میں لکھا ہے:

''یہ اہل حل وعقد کی اجازت کے بغیر پڑھنا منع ہے۔''

③...... ''الافتخار والینابیع'' ہے یہ داعی ابو یعقوب اسد ثانی کی تالیف ہے اس کی تحقیق مصطفیٰ غالب اسماعیلی نے کی ہے۔

④...... ''تأویل الدعائم'' ہے

⑤...... ''دعائم الاسلام'' ہے یہ نعمان بن محمد کی کتابیں ہیں

⑥...... ''خمس رسائل اسماعیلیہ'' ہے اس پر تحقیق عارف تامر اسماعیلی کی ہے

⑦...... ''کنز الولد'' ہے یہ اسماعیلیوں کی بہت مشہور کتاب ہے۔ یہ ابراہیم حامدی کی تالیف ہے۔

⑧...... ''تاج العقائد ومعدن الفوائد'' ہے یہ علی بن ولید کی تالیف ہے۔

⑨...... ''اساس التاویل'' ہے۔ یہ قاضی نعمان بن حیون کی تالیف ہے۔ عارف تامر اسماعیلی نے اس پر تحقیق کی ہے۔

مکارمہ اسماعیلیوں کی دعوت کے مراتب

(ا) ''امام و داعی'' کا رتبہ ہے۔ یہ دعوت اسماعیلی کا مرکزی کردار ہے اور قیادت عالیہ کا یہ سر چشمہ ہے۔

(۲) ''مرتبہ الحجہ والباب'' ہے۔ یہ امام کا نائب ہوتا ہے اس کے پاس امام کے اسرار و رموز ہوتے ہیں اور یہ امام کے اعمال اور سرگرمیوں کی امانت ہوتا ہے۔

(۳) ''رتبہ داعی'' بلاغ کا کام ہے۔ یہ امر ونہی کی تبلیغ کا ذمہ دار ہوتا ہے یہ ملکوں، علاقوں اور شہروں میں داعی بھیجتا ہے اور ان کے متعلق رازداری اور معلومات کا یہ ذمہ دار ہوتا ہے۔

(۴) ''مرتبہ داعی مطلق'' ہے یہ دعوت والے ملکوں میں سفر کی تمام صلاحیتیں رکھتا ہے۔ اس داعی مطلق کو دو نمائندے دیئے جاتے ہیں، مذہب کی دعوت میں وہ اس کی خدمات سرانجام دینے پر مقرر کئے جاتے ہیں۔

(۵) ''مرتبہ داعی'' ماذون کا ہے، یعنی جسے اجازت دی گئی ہے اس کا کام دعوت اسماعیلی قبول کرنے والوں سے عہد و پیمان لینا ہوتا ہے۔

(۶) ''مرتبہ داعی محصور'' کا ہے۔ یہ جس علاقہ کو تبلیغ کے لیے محدود کیا جاتا ہے اس کا ذمہ دار ہوتا ہے اور اس علاقہ میں جو دعوت قبول کرتے ہیں ان سے عہد و میثاق لیتا ہے اور اسے اجازت ہوتی ہے کہ مذہب اسماعیلی کی دعوت پھیلاتے وقت اگر اسے دوسرے اسلامی فرقوں میں سے کسی سے بحث کرنی پڑ گئی ہے تو وہ اس کا مجاز ہوتا ہے یہ اس کو اس مرتبہ پر فائز کرتے ہیں جو فلسفہ اور علم مناظرہ میں بلند درجہ پر براجمان ہو اس مرتبہ کا داعی جماعت، عیدین، جنازہ، زکوٰۃ جمع کرنے اور اسے اپنے سے اوپر والے تک پہنچانے اور حج کے موسم میں انہیں حج کے طریقوں کی تعلیم دینے پر متعین کیا گیا ہوتا ہے۔

(۷) ''مرتبہ مکالب'' کا ہے یہ سمجھیں اس اسماعیلی دعوت کے مریدوں کا پہلا فوجی ہوتا ہے اس کا کام سی آئی ڈی کرنا ہے اور اسماعیلی دعوت کے متعلقہ خبروں کو کھوج لگانا ہے۔

چھٹی بحث......

مکارمہ اسماعیلیوں کی عبادات

(۱) ان کی سب سے پہلی عبادت وضو ہے۔ یہ مکارمہ فرقہ والے وضو سنی لوگوں کی مانند ہی کرتے ہیں مگر یہ وضو کی ابتداء میں لفظوں میں نیت کرتے ہیں اور ہر عضو دھوتے ہوئے مخصوص دعا کرتے ہیں۔ ان کی (کتاب) ''صحیفۃ الصلاۃ'' میں آتا ہے۔

و یتمضمض بالماء ثلاث مرات ویقول فی مرۃ اللھم اسقنی من کاس محمد نبیك۔

''اور تین مرتبہ پانی کے ساتھ کلی کرے اور ہر مرتبہ کہے: ''اے میرے اللہ مجھے محمد ﷺ کے جو کہ تیرے نبی ہیں پیالہ سے سیراب کردے''

اور وضوء میں یہ قدم بھی نہیں دھوتے۔ ان کا صرف مسح کرتے ہیں جیسا کہ دیگر شیعہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں لیکن آج کل مکارمہ میں بعض لوگوں کو نجران میں دیکھا گیا ہے کہ یہ پاؤں دھوتے ہیں، یہ موزوں، جرابوں پر مسح کے قائل بھی نہیں اور نہ ان میں نماز پڑھتے ہیں۔

(۲) یہ ان کی اذان کی عبادات ہیں۔ اسماعیلی مکارمہ کی اذان اہل سنت کی اذان سے مختلف ہے اس میں اضافے ہیں۔ ان کی اذان یہ ہے۔ یہ ساری اذان سنیوں کی مانند ہے۔

''اشھد ان محمد رسول'' کے بعد دو دفعہ ''ان علیا ولی اللہ'' کا اضافہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ''حی علی الفلاح'' کے بعد دو دفعہ ''حی علی خیر العمل'' کا اضافہ کرتے ہیں۔ زیدی شیعہ بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ اور مزید یہ کہتے ہیں:

محمد وعلی خیر البشر و عِترتُھما خیر العتر

(۳) عبادت نماز ہے۔ مکارمہ اسماعیلیوں کی نماز سنیوں کی نماز سے کافی ملتی جلتی ہے مگر چند امور مختلف ہیں: یہ نماز کے وقت زبان سے نیت ادا کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بعد یہ دعا پڑھتے ہیں:

وجھت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب

العالمين لا شريك له و بذالك امرت وانا اول المسلمين لا شريك له وبذلك امرت وانا اول المسلمين۔

پھر کہتے ہیں:

على ملة ابراهيم ودين محمد وولاية على وأبرأ اليه من اعدائه الظالمين

یہاں وہ ظالم دشمنوں سے مراد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تین خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم لیتے ہیں جو بقول ان کے خلافت علی رضی اللہ عنہ کے غاصب ہیں۔ یہ اکیلے نماز پڑھیں یا با جماعت پڑھیں۔ "آمین" نہیں کہتے، نہ آہستہ نہ بلند آواز سے، دونوں طرح آمین نہیں کہتے، ہاتھ سینہ پر نہیں باندھتے لٹکا دیتے ہیں۔ ہر اسماعیلی کے پاس ایک خاص جائے نماز ہوتا ہے جس پر یہ نماز پڑھتا ہے اور نماز تیزی سے پڑھتا ہے ان کی نماز میں خشوع وخضوع نہیں ہوتا نہ ہی یہ اطمینان کرتے ہیں۔ نماز کے بارے میں یہ ان کی عجیب وغریب عادت ہے کہ ان میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے وہ اپنے سامنے رکھتا ہے۔ بستہ ہو تختیاں ہو، چابیاں ہوں، اوراق ہوں یا کاپیاں ہوں۔ سنی بھی ایسا کرتے ہیں اور خصوصا حرمین شریفین میں بھی ایسا ہوتا ہے تاہم اسے نماز کی علامت نہ بنایا جائے ویسے عادتا رکھ لیں تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ سنی سترہ رکھنا نماز میں واضح طور پر درست سمجھتے ہیں۔ اور یہ ظہر اور عصر کی نماز جمع کرتے ہیں اور مغرب کے ساتھ ہی عشاء پڑھ لیتے ہیں۔

(۴) مکارمہ فرقہ کی مساجد بھی میدان میں اور نماز با جماعت کا اہتمام بھی ہے۔ یہ اپنے کھیتوں کے قریب اپنی مساجد تعمیر کرنے کی بہت فکر رکھتے ہیں یہ بات بہت ہی حیران کن ہے اور خبردار کرنے والی ہے کہ ان کی مساجد میں قالین وغیرہ نہیں بچھائے جاتے یہ صرف مصلوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ مکارمہ کی مساجد میں خصوصا "خشیوہ" کی مرکزی مسجد میں صفوں کو درجہ کے لحاظ سے درست کیا جاتا ہے پہلی صف میں اصحاب ہجرت کھڑے ہوتے ہیں یہ وہ لوگ جو یمن سے ہجرت کر کے ادھر آتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری صف میں تاجر حضرات اور بڑے عہدوں پر فائز لوگ کھڑے ہوتے ہیں اس کے بعد صفوں میں عوام کھڑے ہوتے ہیں۔ اور جن مساجد میں اہل ہجرت نہ ہوں وہاں تاجر حضرات اور سربر آوردہ لوگ پہلی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ نماز با جماعت صرف اس امام کے پیچھے پڑھتے ہیں جسے داعی مکرمی نے مقرر کیا ہو یا پھر اس کا نائب ہو۔ ان کے ائمہ ایک ممتاز علامت رکھتے ہیں ان کے امام کے دائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی میں انگوٹھی ہوتی ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور داڑھی والا ہوتا

ہے مگر رخساروں سے منڈوائی ہوتی ہے۔ یہ اہل سنت کی مساجد میں قطعا نماز نہیں پڑھتے اگر مجبوراً پڑھیں بھی تو اسے دوبارہ لوٹاتے ہیں۔ جیسا کہ حرمین شریفین میں بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ان کی جمعہ کی نماز نہیں ہوتی اس لیے یہ جمعہ ادا نہیں کرتے،اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ جمعہ امام عادل تقی و پرہیز گار کی موجودگی میں ہی ممکن ہے۔ ظاہر ہے ان کا جمعہ نہ پڑھانا خود پر زبردست تنقید ہے کہ ان کا امام اور داعی ان صفات سے عاری ہے۔یا تو یہ نماز جمعہ پڑھیں یا پھر اپنے امام کے متقی نہ ہونے کا اعتراف کریں ان کے تاریک مذہب سے نکل کر نور ہدایت پانے والے ہمارے بھائی نے بتایا:

اتینا الی المسجد واذا بالصف الاول التُّجّار ، والناس فی المسجد یتکلمون و یتحدثون ثم اقیمت الصلاۃ فی تمام الساعۃالواحدۃ وعشرین دقیقۃ ظهرا

”ہم مسجد میں آئے تو پہلی صف میں تاجر کھڑے تھے اور لوگ باتیں کر رہے تھے،اس کے بعد ایک بجکر بیس منٹ پر نماز کھڑی ہوئی جبکہ اس وقت سنی مسجدوں میں سوا بارہ بجے جماعت کھڑی ہوتی تھی،ہم یعنی مکارمہ نے چار رکعات جہری نماز پڑھی اس کے بعد امام نے خطبہ دیا اور عوامی انداز پر ہی اس کی
قراءت کی،اس امام کا نام محسن تھا،اس کے خطبہ کے دوران لوگ باتیں کر رہے تھے،اس نے سات منٹ کا وقفہ دیا اس کے بعد نماز عصر ہوئی یہ خطبہ،نمازیں وغیرہ سارے کام باون منٹ میں اختتام پذیر ہو چکے تھے،اس کے بعد ہم امام کے پاس سلام کرنے اور اس کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے کے لئے حاضر ہوئے۔“

اسماعیلی مکارمہ کی موسمی نمازیں:

یہ مکارمہ اسماعیلی رجب کی سترہ رات کو نماز ادا کرتے ہیں ان کی کتاب صحیفہ الصلاۃ الکبریٰ 313ص پر ہے یہ اسے نہایت مقدس کتاب تصور کرتے ہیں۔

ان لیلۃ السابع عشر من رجب لها فضل عظیم لأن فی مصباحها بعث النبی ﷺ والعامل فیها له اجر عشرین سنۃ ۔ یصلی فیها (۲۲) رکعات یقرء فیها (۲۲) سورۃ من قصار المفصل۔

رجب کی سترہ تاریخ کی رات بہت شرف وفضل والی ہے کیونکہ اس کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ

مبعوث ہوئے اس رات عمل کرنے والے کو بیس برس کی عبادت کا اجر ملتا ہے۔اس میں بائیس رکعات پڑھیں اور بروج سے لے آخر تک بائیس سورتیں پڑھیں۔

میت پر نماز پڑھنے اور اسے دفن کرنے کا طریقہ

یہ مکارمہ اسماعیلی اس چیز کو اپنے لیے بہت بڑے شرف کی بات تصور کرتے ہیں مکرمی مذہب کا داعی یا اس کا نائب ان کی میت کو قبر میں اتارے تو نذرانہ اور بڑھ جاتا ہے اور جب وہ قبر میں آذان کہے تو اور ترقی ہو جاتی ہے۔اور جب امام اپنے ہاتھ سے قبر کھودے تو نذرانہ کی رقم اور بڑھ جاتی ہے۔ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جب مرنے والا مکمل طور پر مر جائے تو اس کے اعزہ واقارب اس کی قبر کے قریب بکری ذبح کریں اسے یہ "عقیقہ" کہتے ہیں اس بکری کی ہڈیوں کو نہیں توڑتے ان کو ثابت ہی اس کی قبر میں رکھ دیتے ہیں اس کی مینگنیاں بھی ساتھ ہی دفن کر دیتے ہیں اور اسے بہت بڑا باعث اجر عمل قرار دیتے ہیں۔

روزہ

مکارمہ اسماعیلی رمضان کی آمد کے لیے چاند دیکھنے کا اہتمام نہیں کرتے۔بلکہ لیپ کے سال کے مطابق بنائے ہوئے نقشہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ان کی کتاب میں لکھا ہے۔

ان اشهر السنة لا تتغير فشهر تام و شهر ناقص و بهذا يكون رمضان دائماتاما (صحيفة الصلاة)

"سال بدلتا نہیں مہینہ یا تو پورا ہوتا ہے یا ناقص ہوتا ہے۔ہمیشہ رمضان تیس دن کا آتا ہے اس لیے یہ ہمیشہ تیس روزے رکھتے ہیں"

ایک روزہ یہ 18 ذوالحج کا بھی رکھتے ہیں جسے غدیر خُم کا روزہ کہتے ہیں۔اسے شیعوں کے تمام فرقے رکھتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تھا۔

مکارمہ کا حج

ان کا حج بھی جیسا کہ اوپر اسماعیلیوں کے بارے میں گزرا ہے اسی طرح ہوتا ہے،تمام مسلمانوں کے برعکس آٹھ ذوالحج کو ہی عرفات میں چلے جاتے ہیں یہ بھی لیپ کے حساب سے حج کرتے ہیں،ایک دن یا دو دن پہلے ہی عرفات چلے جاتے ہیں۔ (سلک الجواہر 82)

☆☆☆☆☆

ساتویں بحث......

مکارمہ اسماعیلیوں کے عقائد

ان کے عقائد پر بحث سے پہلے ہم اسماعیلی مکارمہ کی کتابوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

① ان کی ظاہری کتب ہیں۔ ② باطنی کتب

جو ان کی ظاہری کتب ہیں وہ تو عوام کے لیے بھی جائز ہیں۔ خواہ وہ اسماعیلی ہو یا غیر ہوں۔ ان میں انہوں نے اپنے مذہب کے عقائد اور افکار اور تعلیمات کی حقیقت کا پتہ نہیں چلنے دیا خفیہ رکھا ہے کچھ ظاہری مسائل بیان کیے ہیں۔ اور جو ان کی باطنی کتب ہیں اور جس عقیدہ کے یہ تابع ہیں یہ وہ کتب ہیں ان پر یہ عوام کو مطلع نہیں ہونے دیتے صرف خواص پر ہی انہیں آشکار کرتے ہیں۔ انہوں نے ان کی تلاوت سے اپنوں کو بھی روک رکھا ہوتا ہے، انہیں پڑھنے کی اور ان سے آگاہ ہونے کی بھی تب اپنوں کو اجازت دیتے ہیں جب ان سے یہ پختہ عہد لیتے ہیں کہ یہ ان کی آگے کسی کو خبر نہ دیں گے۔ حسین بن علی بن ولید ان کا داعی اپنے ایک خاص مرید سے یہ عہد لیتا ہے کہ اس باطنی کتاب سے آگے کسی کو مطلع نہ کرے پس اسے اپنے تک رکھے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''میں تجھ سے یہ عہد لیتا ہوں کہ تو اس کتاب پر اسے ہی مطلع کرے گا جسے میں اجازت دوں گا۔ اس پر میں اللہ کا تاکید شدہ عہد لیتا ہوں جو اس نے اپنے مقرب فرشتوں سے لیا ہے اور مرسل نبیوں سے لیا ہے اپنے دین کے ہادی اماموں سے لیا ہے۔ اگر تو نے یہ عہد پورا نہ کیا تو یہ سب ائمہ تجھ سے بری ہیں۔ تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کہتا ہے:''
>
> لا نسخت منه حرفا ولا اقل ولا اكثر ولا وقف عليه الا انت اومن اذنت له بالوقوف عليه وانك تعيد الى هذه النسخة بعد ان تفرغ من قراء تها والله على ما نقول وكيل (مقدمه المبدأ والمعاد)
>
> ''نہ تو اس میں سے ایک حرف نقل کرے گا اور نہ اس سے کسی کو آگاہ کرے گا مگر اس کے لیے جسے میں اجازت دوں گا۔ اور یہ نسخہ پڑھنے کے بعد مجھے واپس کردے گا۔ جو بھی ہم عہد و پیمان کررہے ہیں اللہ اس پر وکیل ہے۔''

میں مولف کتاب کہتا ہوں:

مکارمہ اسماعیلی ہمیشہ اپنی ان کتابوں کو صیغہ راز میں ہی رکھتے آرہے ہیں اب جب بھی مکرمی اسماعیلی داعی کے پاس آئیں گے آپ ان کے عقیدہ کے بارے میں پوچھیں یا ان کتابوں کے بارے میں دریافت کریں جن میں ان کا عقیدہ مرکوز ہو تو یہ پوری غفلت کا اظہار کرتے ہوئے صرف ایک کتاب آپ کے ہاتھ میں تھما دیں گے جو کہ ''صحیفۃ الصلاۃ'' ہے یہ نماز کے متعلقہ چند فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ مگر بعض طبع خانوں نے ان اسماعیلی باطنی فرقہ کی کتابوں کو شائع کر دیا ہے جو انہیں ان کے داعیوں سے ہاتھ لگی تھیں۔ جن سے ان کے مذہب کی بھیانک صورت سامنے آئی ہے۔ جس کو اللہ نے فطرت سلیمہ دے رکھی ہو وہ فلسفہ الحاد کی بے یقینی کے اندھیروں میں گرنے کی بجائے کتاب وسنت کے روشن میناروں کی طرف آتا ہے۔

مکارمہ کا اللہ کے بارے میں عقیدہ:

یہ اللہ پاک کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں۔ یہ قرآن وسنت کے صریح خلاف ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ کے نام پر اس کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں ان کا ایک اہم محمد ابراہیم حامدی اسماعیلی کہتا ہے:

فلا يقال عليه حيا ولا قادر ولا عالما ولا عاقلا ولا كاملا ولا تاما ولا فاعلا ولا يقال عنه ذات لان كل ذات حاملة للصفة

(کنز الولد)

''اللہ تعالیٰ کو نہ تو زندہ کہا جائے گا نہ قادر نہ عالم نہ عاقل نہ کامل نہ تام نہ فاعل نہ ہی اسے ذات سے تعبیر کیا جائے گا کیونکہ ہر ذات صفت کی حامل ہوتی ہے۔''

غور فرمائیے! یہ اللہ تعالیٰ کو اسم اور صفت سے خالی قرار دے رہا ہے

امامت کے بارے میں مکارمہ کا نظریہ:

ان کا امامت کے متعلق نظریہ درج ذیل نکات کے گرد گھومتا ہے۔

① نقطہ یہ ہے کہ امامت دین کے اساسی ارکان میں شامل ہے۔ ان کا قاضی نعمان لکھتا ہے:

بني الاسلام على سبع دعائم الولاية وهى افضلها والطهارة والصلاة والزكاة والصوم والحج والجهاد (دعائم الاسلام 2/1)

"اسلام کی بنیاد سات چیزوں پر ہے (۱) ولایت وامامت ہے جو ان میں سے سب سے افضل ہے۔ (۲) طہارت (۳) نماز (۴) زکوۃ (۵) روزہ (۶) حج (۷) جہاد۔"

② نقطہ یہ ہے کہ ان مکارمہ کا امام واجب اطاعت ہے ان کا داعی معز لکھتا ہے۔

ان الله قد فضلنا وشرفنا واختصنا واجتبانا وافترض طاعتنا على جميع خلقه (المجالس واوالمسايرات)

" اللہ تعالیٰ نے ہمیں شرف اور فضل سے نوازا ہے اور ہمیں خصوصیت سے اور انفرادیت سے نوازا گیا ہے اور ساری مخلوق پر ہماری اطاعت فرض کردی گئی ہے۔"

③ ان کا عقیدہ ہے کہ زمین کبھی امام سے خالی نہیں ہوئی خواہ وہ امام ظاہر ہو یا مستور ہو ان کا داعی حسن بن نوح کہتا ہے

ان الارض لا تخلو طرفة عين من قائم بحق لهداية عبادالله وخلقه اما ظاهرا مشهودا او باطنا مستورا (الازهار:189)

"یہ سرزمین ایک لمحہ بھر بھی اللہ کے بندوں اور اس کی مخلوق کی ہدایت کے لیے امام حق کے لیے خالی نہ ہوگی خواہ وہ ظاہر ہو یا غائب ہو۔"

④ امامت کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو بھی ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا، یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا۔ اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہوگا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نہ ہوگا۔ اس کے بعد اسماعیل کی اولاد سے ہوگا۔ اس کے علاوہ کسی کی اولاد سے نہ ہوگا۔ (دعائم الاسلام:1/89، المصابیح فی الاثبات الامامہ للکرمانی:109)

⑤ ان کا عقیدہ ہے کہ ان کا ہر امام معصوم ہے ان کے عقیدہ میں یہ بھی شامل ہے کہ ہر بعد والا امام سابقہ اماموں سے افضل ہوتا ہے۔ نعمان کہتا ہے:

لا ياتي امام الا اعطاه الله فضل الامام الذى مضى قبله وعلمه وحكمته (المجالس والمسايرات)

" ہر آنے والے امام کو اللہ تعالیٰ گزشتہ امام سے افضل بناتا ہے۔ علم وحکمت بھی گزشتہ امام سے بہتر ہوتا ہے۔"

حامدی مکری کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض نے نبوت کا اقرار کیا

ہے لیکن آپ کے وصی کو تسلیم نہیں کیا رسول اللہ ﷺ کا اقرار ان کے لیے مفید نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق جو خلافت کی وصیت کی تھی اسے تسلیم نہیں کیا۔

اسماعیلی مکارمہ کا نظریہ تقیہ:

تقیہ کے بارے میں تمام شیعہ فرقے بڑے فخر سے اقرار کرتے ہیں۔ یہ جعفر صادق سے جھوٹ نقل کرتے ہیں:

التقية ديني ودين آبائي (اسرار النطقاء:92)

" تقیہ میرے اور میرے آباء کا دین ہے۔"

دیگر ائمہ سے بھی نقل کرتے ہیں کہ ہمارا راز چھپا کر رکھو۔ جس نے ہمارا راز پھیلایا اس نے ہمارا حق تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

باطنی تاویل:

اسماعیلی بڑے فخر سے اپنا یہ نظریہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ظاہر اور باطن کے درمیان تفریق کرتے ہیں:

ان الظاهر هو الشريعة والباطن هو الحقيقة وصاحب الشريعة هو الرسول محمد صلوات الله عليه وصاحب الحقيقة هو الوصى على بن ابى طالب (الافتخار۔ص:71للسجستانى)

" شریعت ظاہری علم ہے اور باطنی علم حقیقت ہے۔ محمد ﷺ صاحب شریعت ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ صاحب حقیقت ہیں۔"

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم ﷺ کی نبوت میں شریک بھی ٹھہرایا ہے غالی صوفیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اسماعیلی مکارمہ کہتے ہیں رسالت سات افراد میں مشترک ہے آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، محمد ﷺ اور امام قائم میں۔ (اثبات النبوت:131، الایضاح:43، کنز الولد:268)

مکارمہ داعیوں کا جادو سے مستفید ہونا:

اسماعیلی مکارمہ جادو سے کام لینے میں مشہور ہیں۔ یہ ان سے متداول ہے کہ یہ جادو کا استعمال کرتے ہیں۔ ان کی کتابوں میں ہے جنوں اور شیطانوں سے وسیلہ لیں۔ ان کی خاص ترین کتاب میں

ہے جو کہ ہر مکرمی کے گھر ہوتی ہے اس میں لکھا ہے:

"مقری، مغیشم، شمشا، بیشا، بریشا، کبا کبا، کبا، تنجلی، تنجلی، تنجلی، یہ سب شیطانوں اور جنوں کے نام ہیں۔ان کے توسل سے مدد مانگ رہے ہیں۔(صحیفۃ الصلاۃ الکبری: 662)

مکارمہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں موقف:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کرنے میں دوسرے شیعوں کی مانند ہی ان کا نظریہ ہے کہ بات ان کے نظریہ میں پوشیدہ نہیں۔عام مکارمہ میں مشہور ہے کہ یہ سب وہ شتم کرنا ہمارا مذہب ہے بلکہ مکارمہ فرقہ والے جب کسی کو غصہ ہوتے ہیں تو اسے کہتے ہیں: جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عذاب ہے وہی تجھے ہو (العیاذ باللہ) اور اہل سنت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قوم قرار دے کر گالی دیتے ہیں۔اور مکارمہ کا عقیدہ ہے کہ ستارے بذات خود موثر ہیں اور ماں کے پیٹ میں بچے کی تخلیق وہی کرتے ہیں۔ ان کا امام حامدی کہتا ہے:

"بچے کی تصویر کشی شمس، زحل، قمر کے اشتراک سے عطارد ستارہ کرتا ہے۔دل شمس کی قوت سے پیدا ہوتا ہے، بچے کے پاؤں زحل کی قوت سے اور سر قمر کی قوت سے پیدا ہوتا ہے۔اور عطارد مکمل تصویر کشی کرتا ہے۔اور زہرہ ستارہ مذکر یا مونث بناتا ہے۔"

(کنز الولد: 142)

مکارمہ کا عقیدہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین درج ذیل افراد سے سیکھا۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے وصیتوں کا علم سیکھا اور زید بن عمرو سے طہارت کا علم سیکھا اور حضرت عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ سے نماز سیکھی اور زید بن اسامہ رضی اللہ عنہ سے زکوۃ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے حج اور فرائض سیکھے ہیں۔

(کنز الولد: 210)

مکارمہ کے نزدیک عقل ہی تمام الہی صفات کا محل ہے اور یہی عقل ہے جو اس کی طرف نماز میں متوجہ کی جاتی ہے۔یہ خارجی مظہر ہے یہ جس کی عبادت کرتے ہیں۔یہ اسے حجاب کہتے ہیں۔ان کے نزدیک عقل ہی الہ حقیقی ہے، انسان اللہ کی ذات تک اس عقل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا یہی صفات کی علت غایہ ہے۔اور یہ کہتے ہیں: سورۃ قلم میں جس قلم کا ذکر ہے اس سے مراد یہی عقل اول ہے۔یہی عقل خالق ومصور ہے ان کے نزدیک نفس کلی سے مراد لوح محفوظ ہے ان کے نزدیک عقل نفس سابق اور نفس تالی ان تینوں کے ذریعہ تمام موجودات پائی جاتی ہیں۔(مطالع الشموس۔ الذخیرۃ فی الحقیقۃ)

یہ ایسی خرافات ہیں جو قرآن پاک میں مذکور نہیں نہ ہی رسول کریم ﷺ نے ان کا ذکر کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ان کی تردید کرتا ہے:

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا واللہ سمیع علیم ۔ (بقرہ:256)

"پس جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ کے ساتھ ایمان لایا تحقیق اس نے مضبوط کڑا پکڑ لیا جس سے وہ جدا نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔"

اللہ وحدہٗ ہی صفات جمال و کمال اور اسماء حسنیٰ کا مستحق ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کی صفات غیر میں جلوہ گر ہو جاتی ہیں یا کوئی دوسرا اسماء الٰہی اور صفات میں سے معمولی بھی حقدار ہے تو وہ کافر و مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو بے مثل پیدا کرنے والا ہے۔ کسی برائی سے پھرنے اور کوئی بھی طاقت اللہ ہی سے ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا وہی خالق ہے۔ وہی امور کی تدبیر کرتا ہے اور قضا و قدر کے فیصلے کرتا ہے اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ وہ اس کا غلام ہے اور زیر فرمان ہے اور اس کی عظمت کے سامنے سرنگوں اور اس کی جبروت و سلطنت کے سامنے پست ہے کوئی چیز وجود پذیر نہیں ہو سکتی جب تک اللہ اسے وجود نہ بخشے۔ کسی کو بقا نہیں وہی باقی رکھتا ہے اللہ کی مرضی کے بغیر کوئی نفع نہیں پا سکتا۔ ہر حکم اس کی فرمانرواری کے تابع ہے۔ ہر چیز، ہر خیر سے وہی نوازتا ہے، وہی صاحب کمال ہے، دوسرے سب ناقص۔ عیب ناک فاقہ مست حاجت مند، ذلیل و مسکین، نادان اور زیاں کار ہے۔ جسے چاہے وہ اپنے فضل سے نوازے۔ سب راہ گم گشتہ ہیں۔ ہدایت یافتہ وہی ہے جسے وہ راہ راست پر رکھے۔

سب بھوکوں مرتے ہیں وہ جسے چاہے رزق میں فراوانی دے۔ سب برہنہ لباس ہیں جسے چاہے وہ لباس زیب تن کرائے، سب فقیر ہیں جسے چاہے غنا عطا کرے، وہ لاشریک ہے کوئی مرسل نبی کوئی مقرب فرشتہ، کوئی عقل اول، کوئی نفس کلیہ، کوئی وصی اس کا شریک نہیں اگر کوئی ان کی شراکت کا عقیدہ رکھتا ہے یہ کافر مشرک اور دائمی دوزخی ہے دین اسلام کا معاند و مخالط ہے یہ حقیقت توحید سے ناآشنا ہے اور رسول اکرم ﷺ جو نور ہدایت لے کر آئے ہیں اسے قبول نہ کرنے کی ضد پر اڑنے والا نابکار ہے۔

آٹھویں بحث......

اسماعیلی مکارمہ کے ذرائع آمدن

مکرمی کے گھر میں دولت کی بارش ہر طرف سے برستی ہے اور یہ مالی فراوانی ہی اس مذہب کی بقا کی ضامن ہے۔ داعی کے ہاتھ میں مال و دولت کے ڈھیر ہی اسے اپنے دعوتی منصوبہ جات کی تکمیل میں تعاون کرتے ہیں ان کے ذرائع درج ذیل ہیں

(۱)......ذریعہ مال خمس ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مکارمہ اپنی تمام جائیدادوں میں تنخواہوں میں سے، جاگیر سے، ذخیروں سے اور تجارت سے آمدنی کا حصہ اسے دیتے ہیں۔

(الهة فی آداب اتباع الائمه :69)

(۲)......مال کی زکوٰۃ بھی ان مکارمہ کی آمدنی کا ذریعہ ہے۔ ۵ فیصد اپنے امام کو دیتے ہیں نجران میں مکارمہ نے شکایت کی کہ ۵ فیصد داعی کو دیں اور ۲ فیصد حکومت کو دیں تو یہ مشکل ہے تو داعی نے اس میں تخفیف کردی کہ حکومت کو جو دیتے ہیں وہ تو مال چھینتی ہے تاہم داعی نے ۵ فیصد کی بجائے ۲ فیصد کر دیا۔ پیروکاروں کو اجازت نہیں ہوتی کہ وہ خود فقراء پر زکوٰۃ تقسیم کرسکیں یہ داعی کے ہاتھ میں دینا ہوتی ہے یا نائب داعی کو دی جائے وہ اپنی صوابدید کے مطابق اسے صرف کرے۔

(۳)......مکارمہ کا ذریعہ آمدن "صلہ" کے نام سے ہے۔ یہ صلہ امام اور پیروکاروں کے درمیان رکھا جاتا ہے یہ امام کی عدم موجودگی کے پیش نظر داعی کو دیتے ہیں جو کہ امام غائب تصور کیا جاتا ہے جتنے تابع زیادہ ہوں اتنی اس صلہ کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

(۴)......مکارمہ کا ذریعہ آمدن "فطرۃ" ہے۔ یہ عید الفطر کی مشہور زکوٰۃ اور صدقہ ہے یہ اناج وغیرہ نہیں لیتے۔ بلکہ نقدی کی صورت میں وصول کرتے ہیں، ایک آدمی سے ۱۵ ریال وصول کرتے ہیں اور اسے مکرمی داعی یا اس کے نائب کو دینا ضروری ہے جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا اسے پابند کیا جاتا ہے کہ نیا فطرانہ دے اور ساتھ کفارہ بھی ادا کرے۔

(۵)......ذریعہ آمدن "نذر" ہے یہ داعی لیتا ہے۔ مکرمی جو بھی نذر مانے اسی داعی کو دے۔

(۶) ......نذر "مقام" ہے یہ وہ نذر ہے جو کسی قبر کے نام کی ہو۔ مثلاً حاتم طائی کی قبر جو کہ یمن

میں ہے۔اس کی نذر، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر، کربلا کی قبریں عراق میں نجف اشرف میں جو قبر ہے وغیرہ کے نام جو نذر و نیاز کی جائے۔

یہ ۵۰۰ سعودی ریال ہے جو مکارمہ فرقہ کے داعی کو دیتے ہیں۔ مکارمہ یہ نذر سال بعد پوری کرتے ہیں ان کا نظریہ ہے۔اس سے برکت حاصل ہوتی ہے، خلیج کی جنگ کے بعد اس نذر کی رقم بڑھ گئی ہے اب یہ ۳۰۰۰ ریال سے بھی اوپر ہے

(۷) ......عراق میں موجودہ قبروں تک یہ نذرانے اس طرح پہنچائے جاتے ہیں کہ مکارمہ کا داعی ہندوستان میں نذر کے طلبگاروں کو ٹیکس ادا کرتا ہے وہ ہندوستانی مکرمی ان عراق کی قبروں پر نذریں پوری کرنے اور دعا کرنے لیے اور حصول برکت کے لیے جاتا ہے، اس طرح سعودی عرب کے جنوب کی طرف سے مال اسے دیا جاتا ہے اور وہ عراق میں اھل بیت کے ائمہ کی قبرون تک ان نذروں کو پہنچاتا ہے۔

(۸) ......ذریعہ آمدن یہ ہے کہ اسے ''تسلیم'' کہتے ہیں۔ یہ مکری فرقہ والا اپنے داعی سے یا نائب سے ''بسم اللہ'' تحریر کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اس تحریر سے یہ جو تجارتی جائے نماز ہیں ان کی تجارت میں برکت ہوتی ہے یہ ہر سال کرواتے ہیں یا جب خسارہ ہو تو لکھواتے ہیں اس طرح خطیر رقم حاصل ہو جاتی ہے۔

☆☆☆☆☆

نویں بحث......

کئی مکارمہ سنی عقائد میں لوٹ آئے

نجران کی جغرافیائی حیثیت قدرتی طور پر کچھ ایسی ہے کہ یہ قریبی علاقوں سے جدا ہے ان کے اثرات اس پر نہیں پڑتے۔ علاوہ ازیں اس کے رہائشیوں کی طبائع اور عادات ایک چیز پر جم جانے والی ہیں، مذہب وعقیدہ میں بھی ان کی یہی حالت ہے، نجران میں حکومت صلیحیہ کے دور میں اسماعیلی عقائد کی بنیاد رکھی گئی، سب سے پہلے قبیلہ ''یام'' میں یہ عقیدہ آیا اور اس علاقہ کی سرداری اور اسماعیلی عقائد کی سیادت بھی اسی قبیلہ کو حاصل ہوئی اس قبیلہ کی تمام شاخیں بھی اسماعیلی عقائد رکھتی تھیں، قحطان کے قبیلہ حمیر سے تعلق رکھنے والا مکرمی لیڈر ہی ان نظریات کی وہاں قیادت کر رہا تھا، یہ قبیلہ ''یام'' اپنے انہی اسماعیلی عقائد پر ہی قائم تھا۔ یہ شیخ الاسلام مجدد دین محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت پھیلنے تک اسی مکرمی عقیدہ پر ہی قائم تھا اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی سلفی تحریک کا سخت مخالف تھا۔ حتیٰ کہ ''حایر'' کے مقام پر اس سلفی تحریک اور دعوت کے خلاف ہی مکارمہ حملہ آور بھی ہوئے۔ سب سے پہلے ''قذلہ'' کے علاقہ کی جو یامی مکارمہ کی جماعت ہے جو کہ ''قویعیہ اور نفوذ'' کے درمیان ہے اس پر قبضہ امام وصالح بادشاہ عبدالعزیز بن محمد بن سعود رحمہ اللہ نے کیا تھا۔ اس دوران جو قیدی ہاتھ آئے ان میں امیر مخود بھی تھا جو کہ آل عرجا کے مکارمہ کا رہنما تھا اسے گرفتار کیا گیا اور ''درعیہ'' میں بند کر دیا گیا۔ یہ لیڈر دوران قید سلفی اصلاحی دعوت سے متاثر ہوا اور اس میں شامل ہو گیا جبکہ یہ پہلے مکارمہ اسماعیلی عقائد پر کاربند تھا، اس نے اس کے بعد کچھ اشعار بھی کہے جس سے اس کی توبہ کا اظہار ہوتا ہے اور دعوت سلفیہ سے دلی پیار جھلکتا ہے، یہ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

عبدالعزیز اسمع خلاص تعافیت..........ولا تصدق نا قلین المحانی یاطول مانی مشرف کم صلیت..........والحمد لله یوم ربی هدانی

''اے عبدالعزیز بادشاہ! میری سنہری خالص سونے کی مانند بات کو سنو۔ میں عافیت میں آچکا ہوں اب میرے بارے میں کسی غیر مصدقہ بات کرنے والے کی بات پر کان نہ

دسویں بحث......

مکارمہ کودعوتِ حق شاید کہ وہ غور کریں

ان مکارمہ وغیرہ کے جتنے بھی مذاہب باطلہ اور شیعوں کے فرقوں کا ذکر ہوا ہے میں ان سے وابستہ رہنے والوں اور ان تباہ کن عقائد کے متوالوں کو ان سے بہ تاکید بچنے کی تلقین کرتا ہوں اور ابھی سے ان سے نجات کی بار بار نصیحت کرتا ہوں۔ اور دعوت دیتا ہوں کہ اللہ کے خالص دین کی طرف لپکو اور خود بھی اور اہل خانہ کو بھی آتشِ دوزخ سے بچاؤ۔ اور اس دن سے ڈرو جس میں لوٹ کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وانيبوا الى ربكم واسلمو له من قبل ان يأتيكم العذاب ثم لا تنصرون۔

''اور لوٹ آؤ اپنے رب ک طرف اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اس سے پہلے پہلے یہ کر لو کہ تمہارے دروازوں پر عذاب الٰہی دستک دے پھر تم مدد کو پکارو مگر مدد نہ ہوگی۔''

واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم من قبل ان يأتيكم العذاب بغتة وانتم لا تشعرون۔

''اور جو بہترین چیز تمہاری طرف تمہارے رب سے نازل کی گئی ہے، اچانک عذاب کے آنے سے پہلے پہلے اس کی اتباع کر لو۔''

ان تقول نفس يحسرتى على ما فرطت فى جنب الله وان كنت لمن السخرين۔

''پھر جان کہے گی: ہائے حسرت! جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی یہ تو حقیقت سامنے آئے گی میں تو اس کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔''

او تقول لو ان الله هدانى لكنت من المتقين (زمر:54-56)

''یا پھر کہے گی: کاش! کہ مجھے اللہ ہدایت سے روشناس کر دیتا، میں پرہیزگار بن جاتا۔

وقال الذى آمن يقوم اتبعون اهدكم سبيل الرشاد۔ يقوم انما هذه

الحیوۃ الدنیا متاع وان الاخرۃ ھی دار القرار ۔ من عمل سیئۃ فلا یجزی الا مثلھا ومن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فاولئك یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب ۔ ویقوم مالی ادعوکم الی النجوٰۃ وتدعوننی الی النار ۔ تدعوننی لاکفر باللہ واشرك بہ مالیس لی بہ علم انا ادعوکم الی العزیز الجبار ۔ لا جرم انما تدعوننی الیہ لیس لہ دعوۃ فی الدنیا ولا فی الاخرۃ وأن مردنا الی اللہ وان المسرفین ھم اصحاب النار ۔ فستذکرون ما اقول لکم وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد ۔ (غافر:44-38)

''اے میری قوم! میری اتباع کرو، میں تمہیں رشد وہدایت بتاتا ہوں، اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگانی معمولی سامان ہے۔ دراصل آخرت ہی جائے قرار ہے جس نے برے عمل کیے اس کا بدل اسی طرح ہوگا، مرد ہو یا عورت۔ جو نیک عمل کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور رزق بے حساب پائے گا۔ اے میری قوم! میں تمہیں نجات کی دعوت دیتا ہوں اور تم مجھے دوزخِ شعلہ زن کی طرف بلاتے ہو، تم مجھے کفر وشرک کی دعوت دیتے ہو نہ تو دنیا میں اس کی کچھ حقیقت ہے نہ آخرت میں ہے۔ ہم نے اللہ کی طرف جانا ہے اور حد سے گزرنے والے دوزخ میں جائیں گے، عن قریب جو میں کہتا ہوں وہ تمہیں یاد آئے گا میں اپنا معاملہ اپنے اللہ کے سپرد کرتا ہوں، اللہ بندوں کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہے۔''

ہم بھی عرض کرتے ہیں: اے اسماعیلی مکارمہ کے گروہ! ڈرو اس اللہ سے یہ نہ کہیں، ہم اپنے آباء واجداد کے دین پر بھی ڈٹ جائیں گے، حق کی اتباع لائق ستائش ہے، اللہ کے ہاں یہ آباء واجداد اور مال وزر کام نہ آئیں گے۔ اس کا ارشاد ہے:

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔

(شعراء:88-89)

''اس دن مال اور بیٹے کام نہ آئیں گے، مگر جو قلب سلیم لے کر آئے گا وہ کامیاب ہوگا۔''

'نہ بیٹا، باپ نہ بھائی صرف عملوں نے کام آنا ہے'

انبیائے کرام علیہم السلام کے مخالفین نے جو کہا تھا، اس ڈگر پر نہ چلنا اس کا تصور بھی بہت بھیانک ہے۔

بل قالوا انا وجدنا اباء نا علی امۃ وانا علی اثرھم مھتدون ۔

وكذلك ما ارسلنا من قبلك فى قرية من نذير الا قال مترفوها انا وجدنا اباء نا على امة وانا على اثرهم مقتدون۔ (زخرف:22-24)

"انہوں نے کہا: جس مذہب پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے اسی پر چلیں گے تو ہدایت یافتہ ہوں گے، آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی پیغمبر بھیجا ہے اس کے خوشحال لوگوں کا یہی جواب رہا ہے کہ ہم اپنے آباء واجداد کے نقش قدم ہی کو اپنائیں گے۔"

پیغمبر یہی کہتے رہے تمہارے آبا واجداد سے ہم زیادہ بہتر ہدایت لے کر آئے ہوں پھر بھی اس پر نہ چلو گے؟ اس کے جواب میں انہوں نے بھی یہی کہا: ہم تمہاری رسالت کو نہیں مانتے، بلکہ اے مکارمہ اسماعیلی خیالات والو! سچے مومن بن کر ان آیات کی تعبیر بن جاؤ:

واذا سمعوا ما انزل الى الرسول ترى اعينهم تفيض من الدمع مما عرفوا من الحق يقولون ربنا آمنا فاكتبنا مع الشاهدين۔ وما لنا لا نومن بالله وما جاء نا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين۔ فاثابهم الله بما قالوا جنت تجرى من تحتها الانهر خالدين فيها وذالك جزآء المحسنين ۔والذين كفروا وكذبوا بآيتنا آولئك اصحاب الجحيم۔ (مائدہ۔83-86)

"جب انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل شدہ قرآن سنا تو حق کی معرفت کے بعد ان کی آنکھوں سے آنسو آبشار بن کر چھلکنے لگے اور پکار اٹھے! ہم ایمان لائے کیونکہ اب ایمان نہ لانے کی وجہ نہیں رہی کہ ہم نے حق کو پہچان لیا ہے، ہمیں پوری امید ہے کہ ہم صالح قوم کے ہمنوا ہوں گے اس کے صلہ میں اللہ نے انہیں بہشتوں میں جگہ دی جس میں نہریں بہہ رہی ہیں، احسان والوں کا یہی بدلہ ہے۔"

اے نجران کے اسماعیلیو! میں یہ کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا کہ تم دین اسلام پر نہیں ہو، واللہ! یہ دینِ اسلام نہیں جس پر تم رواں دواں ہو۔ صحیح مسلمان بن جاؤ، دینِ حق کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ کا جو دینِ توحید ہے اس کی چھاؤں میں آ جاؤ، ظاہر و باطن میں اللہ کی عبادت میں مگن ہو جاؤ۔ اگر سلامتی والے گھر جنت میں جانا چاہتے ہو تو ادھر آ جاؤ، قرآن وسنت والا دین اختیار کرو، یہ وہی ہے جسے جزیرۂ عرب کے علمائے سلف پھیلا رہے ہیں۔ ان کی اقتداء میں

آجاؤ، ہدایت اور نور اسلام کی رہنمائی ان علمائے حق پرستوں سے حاصل کرو۔ میری تو یہی التماس ہے کہ اللہ تمہیں راہِ راست پر لے آئے اور دین قیم پر چلائے یہ اسی معبود حقیقی کی بارگاہ میں التجاء ہے جو عظیم وحلیم ہے، رب عرش عظیم ہے، زمین وآسمان اور عرش کریم کا رب ہے۔ اسی پر میرا توکل ہے۔

وصلى الله على نبينا محمد بن عبدالله وعلى آله وصحبه وسلم

والحمدلله رب العالمين

☆☆☆☆☆

تیرھویں فصل:

تنظیم حزبُ اللہ کی حقیقت

پیش لفظ:

تنظیم حزب اللہ عقائد کے لحاظ سے ایک سخت خطرناک قسم کی تنظیم ہے۔اس کے اہداف ومقاصد بالکل واضح ہیں۔یہ مسلح فوجی انقلاب برپا کر کے مختلف حکومتوں پر غلبہ کی آرزو لیے میدان عمل میں اتری ہے کہ شیعہ مذہب کو غلبہ دے۔ایک گروہی تنظیم ہے یہ''ولایت الفقیہ'' کے نقطۂ نظر پر قائم ہے اس نے رضا شاہ پہلوی کو معزول کر کے ایران میں خمینی حکومت کی راہ ہموار کی۔ان دنوں میں ہی خمینی نے حزب اللہ تنظیم کے سربراہ حسن نصر اللہ کی تعریف کی تھی اور اس کی سرگرمیوں کو سراہا تھا۔ہمیں وہ دن اب بھی یاد ہیں جب بقول ان کے اسلامی جمہوریہ ایران کے یوم تاسیس کا خمینی نے اعلان کیا تھا۔تو بہت سارے سنی لوگ بھی اس کے دھوکہ میں آگئے بلکہ بعض تو اتنے دیوانے ہوگئے کہ دور دراز سے سفر کر کے خمینی کو اس حکومت کے قیام پر تہنیتی پیغام دینے پہنچ گئے۔ان کا خیال تھا کہ اب بس اس ایران میں صحیح اسلامی حکومت آنا ہی چاہتی ہے۔مگر یہ ان کے خواب ادھورے رہ گئے اور ان کی امنگوں کا خون ہوگیا ۔جب انہیں یہ پتہ چلا کہ خمینی کا ہدف ومنزل یہ ہے کہ عالم اسلام میں شیعیت کی نشر واشاعت کرے اور اس شیعی گروہ کو وجود میں لانے کا اس حکومت ایرانی کا یہی مقصد وحید ہے کہ شیعہ غالب آئیں۔ لبنان میں 1982ء میں اس شیعی تنظیم حزب اللہ کی بنیاد رکھی گئی یہ لبنانی شیعوں کی تنظیم''امل'' کی مرہون منت ہے۔جو کہ حکومت ایران کے سہارے چل رہی تھی۔وجہ یہ ہوئی کہ حزب اللہ اور امل دونوں کے درمیان یہ دوڑ پیدا ہوئی کہ ایک دوسرے سے زیادہ اثر ونفوذ پیدا کریں اور لبنان کی شیعہ آبادی میں اپنی برتری قائم کریں۔اسی کشمکش میں یہ دونوں دھڑے بدترین لڑائی کا شکار ہوگئے۔تاہم اسی کشمکش میں حزب اللہ نے لبنان کے جنوبی علاقوں پر اپنا اثر ورسوخ زیادہ پھیلا دیا اور یہ چھا گئی۔یہ بات ہم بلا مبالغہ کہتے ہیں کہ لبنان میں حزب اللہ دراصل ایرانی حزب اللہ ہے۔اس تنظیم کے تاسیسی بیان میں واضح طور پر کہا گیا ہے اور ان الفاظ میں ان کے سربراہ نے اپنا تعارف کروایا ہے ہم کون ہیں اور ہمارا مقصد کیا ہے؟ کہتا ہے:

اننا ابناء أمة حزب الله التي نصر الله طليعتها في ايران

"ہم حزب اللہ تنظیم کے فرزند ہیں ایران میں نصر اللہ اس تنظیم کا روح رواں ہے۔
ہم نے دنیا میں اسلامی حکومت کی نئے سرے سے بنیاد رکھی ہے، ہم ایک ہی حکیمانہ اور عادلانہ قیادت کو مانتے ہیں جو خمینی کی صورت میں میسر آئی ہے۔ یہ مسلمانوں کی تحریک کا منبع ہیں اور عمدہ سرگرمیوں کا مرکز ہیں۔ ابراہیم امین جو لبنان کے علاقہ کی حزب اللہ کا قائد، رہنما ہے، اس نے 1987ء میں کہا تھا:

نحنُ لا نقول: اننا جزءٌ من ایران ، نحن ایران فی لبنان ولبنان فی ایران

"ہم صرف یہی نہیں کہتے کہ ہم ایران کی حکومت کا ایک حصہ ہیں بلکہ ہمارا تو یہ اعلان ہے کہ لبنان میں ہمارا ایران ہے اور ہمارا لبنان ایران میں ہے۔"
یعنی ہم ایران میں ہوں یا لبنان میں ہم ایران ہی تصور کرتے ہیں۔
یعنی کس نہ گوید بعد ازیں تو دیگرم من دیگری

☆☆☆☆☆

پہلی بحث......

حزب اللہ کی حقیقت

مطلب نمبرا

حزب اللہ کے بانی سربراہ:

(۱)......بانی صبحی طفیلی ہے۔ یہ 1947ء میں پیدا ہوا، یہ عرب علاقوں میں سے ایران کے حلیف ووفادار ہونے میں نمایاں ترین ہے۔ لیکن آخر میں اس سے پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اس نے عراق میں فقہ حاصل کی پھر صدام حسین کی سطوت وقوت سے مرعوب ہوکر ایران کے شہر ''قم'' کے مضافات میں چلا گیا اس کے بعد تہران چلا گیا۔ 1979ء میں پھر لبنان لوٹ آیا یہ اپنے علاقہ میں بھوکوں کا باپ کے نام سے مشہور تھا۔ صبحی طفیلی نے 1982ء میں حزب اللہ کی بنیاد رکھی اور سب سے پہلا حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری منتخب ہوا۔ یہ 1998ء میں جو فساد ہوئے ہیں یہ ان میں ملوث تھا اس پر الزام ہے کہ اس نے بہت زیادتی کی ہے، زیادہ تر تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے:

ان دعمه للفلسطينين خطابي وشكلي فقط

''کہ فلسطین کی یہ زبانی اور رسمی حمایت کرتا ہے اصل میں حمایتی نہیں

یہ لبنان کے وزیر اعظم حریری رحمہ اللہ کے مخالفوں میں تھا۔ یہ الزام لگاتا تھا کہ حریری حزب اللہ کو لبنان میں غیر مسلح کر رہے ہیں۔

(۲)......بانی محمد حسین فضل اللہ ہے۔ یہ نجف میں پیدا ہوا تھا یہ 1966ء میں لبنان آیا بعض کا خیال ہے یہ معتدل مزاج تھا، دوسرا تبصرہ ہے یہ معتدل نہ تھا یہ بہت شاطر اور چالاک تھا یہ انگلیوں پر نچانے کا ماہر تھا۔

(۳)......بانی حسن نصر اللہ ہے۔ اس کا پورا نام حسن نصر اللہ بن عبدالکریم نصر اللہ ہے، اسے عرب کے خمینی کے نام سے لقب دیا جاتا ہے، یہ بیروت کے فقیرہ محلہ میں 1960ء میں پیدا ہوا، یہ سخت تنگدستی کی حالت میں پروان چڑھا۔ اس نے ابتدائی تعلیم لبنان میں ہی حاصل کی، 1976ء میں نجف گیا، وہاں اس نے دو سال پڑھا اور یہ عباس موسوی بقاعی سے بہت متاثر ہوا۔ اس کے بعد بعلبک

چلا گیا اور عباس موسوی کے مدرسہ میں پڑھتا رہا۔ یہ مدرسہ نجف کے مدرسہ کے معیار پر شمار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ حرکت امل تنظیم میں مسؤول مقرر ہوا۔ اور 1986 میں حزب اللہ میں شرکت اختیار کر لی۔ 1988ء میں آخر یہ "قم" گیا اس نے ایران اور سوریا کے ساتھ مضبوط روابط استوار کر لیے حسن نصر اللہ کا خیال ہے کہ ایران اور سوریا کے درمیان تعلقات کی مضبوطی لبنانی حزب اللہ کی کوششوں سے ہوئی ہے۔ اور اس کا خیال ہے کہ ایران ہی ایک واحد ملک ہے جو صحیح اسلام کے مطابق چل رہا ہے۔ 1992ء میں عباس موسوی کے قتل کے بعد جو کہ اسرائیل کے ہاتھ سے مارا گیا تھا مجلس شوریٰ نے مکمل رائے دہی سے حسن نصر اللہ کو حزب اللہ کا سربراہ بنا دیا اور یہ انٹرنیٹ پر لبنان میں خود کو امام خمینی کا نمائندہ گردانتا ہے۔ 1993ء سے لے کر 1995 سے لے کر دوبارہ اسے سربراہ حزب اللہ منتخب کر لیا گیا ہے اور موسیٰ صدر کو اس کا جانشین بنایا گیا ہے۔ دیکھیں یہ عجیب اتفاقات اور اختلافات ہیں کہ حسن نصر اللہ، ایران کے حالیہ صدر محمود احمد نژادی کا گہرا دوست تھا۔ یہ ایشیا کے کسی ملک میں محکمہ خبر رساں ایجنسیوں میں شمولیت کے لیے تربیت لینے گئے تھے وہاں ان کی دوستی ہوئی اب اس کے دس برس بعد لبنان میں ملے تھے۔

اتفاقات ہیں زمانہ کے

حزب اللہ کی دیگر شخصیات میں حسن خلیل، راغب حرب، نعیم قاسم شامل ہیں۔

قناۃ المنار

(۴)......حزب اللہ مذہبی رسومات کا ترجمان چینل ہے یہ 1991 میں پہلی مرتبہ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا۔ یہ قناۃ چینل خود کو اپنے پروگرام میں بتاتا ہے کہ یہ ہر موضوع پر گفتگو کا موقع دے گا اور تعاون کرے گا اور اس کا دعویٰ ہے کہ یہ گروہی تعصب سے بالاتر ہے۔ انھا تبتعد عن الاثارۃ" کہ یہ انتشار پھیلانے سے پاک ہے"، حالانکہ یہ بالکل اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ عاشورہ کی مجالس کو عام کرتا ہے جو کہ شیعوں کو بھڑکاتی ہیں اور سنی لوگوں کے خلاف اختلافات کو ہوا دیتی ہیں۔

....

مطلب نمبر ۲:

حزب اللہ کے اہم مقاصد:

(۱)......حزب اللہ کا علانیہ پیغام یہی ہے کہ یہ ایک اسلامی تحریک ہے جو لبنان پر اسرائیلی قبضہ

کے مقابلہ میں وجود میں آئی ہے اور فلسطین میں مقدس مقامات کی آزادی کے لیے کوشاں ہے۔ یہ تو مسلمانوں کو فریب میں ڈالے ہوئے اور حزب اللہ کے خفیہ منصوبوں سے نظریں پھیرنے کے لیے کہتا ہے اور یہ اپنے دلی میلانات اور جذبات پر پردہ پوشی کے لیے کہتے ہیں۔ وگرنہ حکومت ایران کے تعاون سے یہ حزب اللہ انسانیت اور اجماعیت کی خدمت کے نام پر فرقہ واریت میں اضافہ کر رہے ہیں۔

(۲)......ان کا خفیہ ہدف یہ ہے کہ حقیقت میں حزب اللہ کا رازدارانہ منصوبہ جو ہے وہ یہ ہے کہ لبنان میں شیعیت کا پرچار ہو اور ہمیشہ کے لیے شیعی وجود لبنان میں باقی رہے۔ اور دولت لبنان کی قوت کے ذرائع پر ان کا غلبہ رہے اور دولت ایران کے لیے پورے علاقہ میں ایسا کام کرے کہ وہ جب چاہے اسے لتاڑ دے۔ یہ ایران کے قومی، دینی مصلحتوں کے محافظ ہیں اور کچھ نہیں۔ یہ بھی اس کی خفیہ منصوبہ بندی ہے کہ دولت لبنان عمارت کی بنیاد کو ایسی ضرب لگائے اور ایسی جنگ میں اسے مبتلا کر دے جس کی وجہ سے حزب اللہ لبنان پر غالب آسکے۔ عالم اسلام میں ایرانی تحریک پھیلانے کا یہ بھی ایک حصہ ہے اسی کو قائم رکھنے کے لیے ہلال شیعہ ایران میں اور لبنان میں اور خلیج کی دیگر ریاستوں میں اپنے معاونین کے ذریعہ اس منصوبہ کے مطابق کام کر رہا ہے۔

....

مطلب نمبر۳:

حزب اللہ کو سہارا کون دیتا ہے؟

حزب اللہ کی مالی تمام ضروریات ایران پوری کرتا ہے۔ 1990ء میں یہ تقریباً تیس ملین امریکی ڈالر تھی۔ 1991ء میں پچاس ملین ڈالر اخراجات کا اندازہ لگایا گیا تھا۔ 1992ء میں ایک سو بیس ملین ڈالر اندازہ لگایا گیا تھا 92ء میں ایک سو ساٹھ ملین ڈالر اخراجات تھے۔ 93ء میں یہ تمام مالی معاونت ایران حزب اللہ لبنانی کو دیتا ہے صرف اس لیے کہ اس کے قدم عربی علاقہ میں جمے رہیں۔ ان اخراجات کا میزانیہ رفسنجانی کے عہد حکومت میں تقریباً 280 ملین ڈالر کی بلند سطح تک پہنچ گیا تھا۔ یہ اتنے بھاری بھر کم اخراجات، ایران حزب اللہ لبنانی کے لیے اس لیے برداشت کر رہا ہے یہ ایران کی ہدایت کو عملی جامہ پہنائے اور اس ملک کے اندرونی تنازعات میں دخل اندازی نہ کرتے ہوئے ایران کے ہر حکم کو واجب التعمیل سمجھے اور یہ ساری مالی معاونت ایران اپنی جارحانہ بنیاد کو مضبوط کرنے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے کے لیے پوری کر رہا ہے اور اس نے ان اخراجات کو پورا کرنے کے لیے بہت ساری جائیداد

خرید رکھی ہے دراصل ایران نے ان اخراجات سے حزب اللہ کا اخلاص خرید رکھا ہے وہ باقاعدہ ایران کا ہی ایک گروہ ہے ۔حزب اللہ کے جنگجو کی ماہانہ تنخواہ لبنانی کرنسی کے مطابق پانچ ہزار ہے یہ بھی 1986 کی بات ہے ۔اس وقت یہ جنگجو کی سب سے اعلیٰ اجرت تھی اب تو کئی گنا بڑھ گئی ہوگی یہی وجہ تھی کہ حرکت امل کے جنگجو اس کی صفوں سے نکل کر حزب اللہ میں ملازمت اختیار کرنے لگ گئے تھے تاکہ مال زیادہ کمائیں ۔ان کی زیادہ تر تعداد حرکت امل سے نکل کر لبنانی حزب اللہ سے منسلک ہوگئی۔یہ ایک یقینی بات ہے کہ ایران حزب اللہ کے لیے شریان کی حیثیت رکھتا ہے اور حزب اللہ کا یہ بنیادی مرکز ہے اس کی ہدایت کے مطابق یہ تنظیم سرگرمیاں کررہی ہے اور لبنان میں حسن نصر اللہ کے درمیان اور حکومت ایران کے درمیان مسلسل رابطہ ہے۔یہی حسن نصر اللہ جو کہ حزب اللہ کا سیکرٹری جنرل ہے اسکا بیان ہے:

انىا نرىٰ فى ايران الد ولة التى تحكم بالاسلام والد ولة التى تناصر المسلمين والعرب وعلاقتنا بها علاقة تعاون ووئام ولنا صداقات مع أركانها كما ان المرجعية الدينية تشكل الغطاء الدينى والشرعى لكفاحنا المسلح

”حکومت ایران جو کہ اسلام کی برتری کے لیے کام کررہی ہے اور مسلمانوں اور عربوں کی نصرت وحمایت کرتی ہے اس کے اور ہمارے درمیان مضبوط تعاون اور ہمنوائی موجود ہے اس کے ارکان حکومت جو کہ دینی اور شرعی خطوط پر اسے استوار کرنے کا مرکز ہیں یہ ہماری مسلح جدو جہد کی باقاعدہ پشت پناہی کررہی ہے۔“

حزب اللہ کی عملی تاسیس کے وقت ایران نے اس کی معاونت حوصلہ افزائی کرنے اورانہیں ٹریننگ دینے کے لیے دوہزار افراد اپنے ایرانی پاسداران بھیجے تھے،یہ پاسداران اسی دوران لبنانی علاقوں میں جن پر حزب اللہ کا ہولڈ تھا کے ساتھ اپنا عقیدہ بھی عام کرتے رہے ہیں۔اس کا طریقہ کار یہ تھا انہوں نے ہسپتال ،مدارس اور خیراتی ادارے قائم کیے کہ لوگ ان سے متاثر ہوں،اس کے لیے طہران میں حزب اللہ کا باقاعدہ دفتر ہے جو کہ ایران کا دارالخلافہ ہے اور یہ رسائل اور دیگر منشورات کے ذریعے اپنے مذہب اور اپنی کارکردگی کا لوگوں کو تعارف کرواتے ہیں اور یہی دفتر اس کام بھی آتا ہے کہ حکومت ایران کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے جو بھی تجاویز اور احکام ملتے ہیں یہ لبنان کے دارالخلافہ حزب اللہ کے جنرل سیکرٹری کے دفتر میں منتقل کرتا ہے۔

مطلب نمبر۴:

ایرانی تحریک کے پاسداران اور حزب اللہ کے درمیان تعلق:

خصوصی نامہ نگار حزب اللہ کی سرگرمیوں کے بارے میں یہی تبصرہ کرتے ہیں کہ اس کی عسکری قوت کوئی مستقل نہیں، یہ تو ایک ایرانی پاسداران کی شاخ ہے اور اس کا بنیادی مقصد لبنان کے شیعوں کی انسانیت کے نام پر بھلائی کرنا ہے۔ باقی ان کا ٹریننگ لینا اور مسلح جدوجہد کرنا اور فوجی سامان اکٹھا کرنا اور ان ایرانی پاسداران کی صلاحیتوں سے عملی طور پر فوج میں فائدہ اٹھانا یہ صرف ایرانی تحریک کو مضبوط کرنے کے لیے ہے اس سے کسی ملک پر حملہ کی صلاحیت پیدا کرنا مقصد نہیں۔ حالانکہ یہ خلاف واقع چیز ہے۔ ضرب اللہ سے ایران کا تعلق رکھنے کا اہم مقصد دیگر ممالک پر تسلط جمانا ہے۔ 1982ء میں اسرائیلی قبضہ کے مقابلہ میں جب کہ یہ خمینی کا ابتدائی دور تھا اس نے کئی تحریکی کارکنان لبنان بھیجے تھے۔ در پردہ یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ اسرائیل کے مقابلہ میں مشترکہ معاونت کے لیے گئے ہیں۔ جب کہ ان کا اصل ہدف حزب اللہ کو لبنانی میدان میں اعلانیہ غالب کرنا تھا اور سالوں پر محیط حزب اللہ کی سرگرمیوں کی بنیاد استوار کرنا تھا جو اب تک جاری ہیں۔ جب سوریا کے رستے سے لبنان میں موجود ایرانی تحریک کے کارکن اندر گھس آئے تو حزب اللہ نے ان سے مکمل تعاون کیا، حالانکہ انہوں نے جنگ میں عملی حصہ نہ لینے کا عہد کیا ہوا تھا مگر ان تحریک ایران سے وابستہ کارکنوں کو حزب اللہ نے باقاعدہ تیاری کرنے میں عسکری قوت کو اضافہ دینے میں پورا تعاون کیا تھا اور ایرانی تحریک کے ہر کارکن کو بھرپور انداز میں خمینی انقلاب کے نظریات پھیلانے کا اختیار مل گیا۔ یہ خمینی انقلاب کے داعی جو طہران سے آئے تھے انہیں خمینی انقلاب کی زبانی اشاعت کرنے کی مسلح جدوجہد سے بھی زیادہ فکر تھی۔ کیونکہ اسلحہ کے زور پر وہ فائدہ نہ تھا جو خمینی انقلاب کے لیے مناسب فضا تیار کرنے کا فائدہ تھا اور یہ طہران کے کارکنوں سے سارا تعاون لبنانی حزب اللہ نے کیا تھا۔

....

مطلب نمبر۵:

حزب اللہ کی ٹریننگ کا معاملہ (حزب اللہ کی ٹریننگ چند مراحل سے گزرتی ہے)

مرحلہ ①...... ایرانی تحریک کے پاسداران جن کی تعداد دو ہزار ہوتی ہے یہ عملی فوجی مشق حاصل

کرتے ہیں، شہروں اور بستیوں کے میدانی علاقوں میں بکھر جاتے ہیں، ان کا بڑا ان کی نگرانی کرتا ہے، انہیں "عشاق شہادت" کے نام سے پکارتے ہیں یہ ان رضا کاروں کا زبردست استقبال کرتے ہیں اوراس مشق کا پہلا دورہ کہتے ہیں۔ یہ مشقیں لینے والے باقاعدہ جنگ کی صورت میں بعد میں لڑائی کی مہارت میں حصہ لیتے ہیں اوران ایران کے تحریکی پاسداران کو حزب اللہ کے جنگجو مشقیں کراتے ہیں ۔ان مشقوں میں جوکہ مرحلہ وار ہوتی ہیں آٹھویں مرحلہ پر جہاز اغوا کرنے اور بیڑے غرق کی مشقیں کرائی جاتی ہیں، بعض حکومتوں میں حزب اللہ نے یہ کیا بھی ہے خصوصاً حکومت کویت قابل ذکر ہے ۔حزب اللہ نے اس کے جہازوں کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کی تھی۔

مرحلہ ②...... لبنان سے ان پاسداران ایران کی اکثریت کو نکالے جانے کے بعد بھی اس بات پراتفاق ہوا تھا کہ ڈیڑھ سو سے لے کر ڈھائی سو تک افراد جو تربیت یافتہ ہیں لبنان میں باقی رہیں گے بلکہ بعض نے لبنانی شیعوں کے خاندان میں شادی بھی کر رکھی ہے اور لبنانی اسماء والقاب بھی اختیار کرر کھے ہیں۔لیکن 1990ء کے بعد طہران کی پاسداران کی قیادت نے لبنان میں تربیت یافتگان کی اکثریت کو تبدیل کردیا ہے اور ہر چھ ماہ بعد تبدیلی کرتے ہیں کیونکہ یہ انکشاف ہوا تھا کہ پاسداران کے کچھ عناصر اسرائیل کو رپورٹ کرتے ہیں اور قرارداد میں بتایا گیا ہے کہ تقریباً پاسداران اسی افراد ،القدس لشکر میں موجود ہیں جو لبنان کے متعلق معلومات اکٹھی کر رہے تھے۔ یہ 2001ء کی بات ہے ،آخری اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے اوران پاسداران کے حزب اللہ لبنانی کے ساتھ اندرونی گہرے روابط ہیں اس وجہ سے انہیں نکال دیا، لبنان نے حزب اللہ سے ان عناصر کا صفایا کرکے انہیں خاص تربیت کے نام پر "طہران ،اصفہان، مشہد اوراہواز" بھیجا گیا ہے اور تین ہزار حزب اللہ کے افراد بھی ان مشقوں میں شامل ہوتے ہیں۔اس جنگی تربیت میں راکٹ لانچر پھینکنے ،توپ کے متعلقہ اسلحہ کی ٹریننگ ،جہاز فائر کرنے کے طریقے اور بغیر سارٹ کیے جہاز اڑانے کے طریقے ،بحری جنگ کے طور طریقے، الیکٹرانک جنگ اور تیز رفتار آبدوزیں چلانے کی تربیت دی جاتی ہے۔اور نئے جنگی طریقوں کی عملی تربیت دی جاتی ہے اور تقریباً سو۔افراد نے خودکش حملوں کی تربیت لی ہے جیسا کہ تحریک جہادِ اسلامی فلسطین کے عناصر فدائی حملے کرتے ہیں اسی طرح انہوں نے تربیت لے رکھی ہے۔

....

مطلب نمبر ۶:

حزب اللہ کو اسلحہ کی سپلائی:

فوجی نامہ نگاروں کے بقول حزب اللہ کے پاس بہت اعلیٰ قسم کا اسلحہ ہے جو ایک منظم چھوٹی سی فوج کے پاس ہوتا ہے۔ میزائل حزب اللہ کا اہم ہتھیار ہے۔ اس کے پاس بعض میزائل ایسے ہیں جو ساڑھے آٹھ کیلومیٹر تک مار کرتے ہیں۔ ایک آرش کے نام سے مشہور میزائل ہے یہ (۲۹) کیلومیٹر تک مار کرتا ہے۔ 2006ء میں فلسطین کے شمالی علاقہ میں اسرائیل کے خلاف زیادہ تر اسی کا استعمال ہوا تھا۔ علاوہ ازیں حزب اللہ کے پاس (۲) میزائل شاہین ہیں ان کا نشانہ (۹۳۰) کیلومیٹر تک ہے اور یم (۲۲۰) میزائل بھی ہیں جو تمیں کیلومیٹر تک مار کرتے ہیں اور ان کے پاس فجر میزائل بھی ہیں ان کی تعداد (۳) ہے، ان کی مار (۴۳) کیلومیٹر تک ہے۔ اور ان کے پاس فجر (۵) بھی ہیں، ان کی مار (۷۵) کیلومیٹر تک ہے۔ فجر میزائل ایران کو چائنہ اور شمالی کوریا کے تعاون سے ملے ہیں ان کے پاس رعد میزائل بھی ہے جو ایران نے خود تیار کیا ہے یہ روس کے فرومیزائل کے معیار کا ہے (۷۰) کیلومیٹر تک یہ مار کرتا ہے۔ یہ 2004ء میں تیار ہوا تھا یہ (۷۵) فیصد تک اپنے ہدف پر درست لگتا ہے، یہ سو کیلوگرام سے بھی بھاری ہے، اسے داغنے کے لیے میگزین تک لانے کے لیے کسی چیز پر لاد کر لایا جاتا ہے۔ قناۃ المنارہ جو کہ حزب اللہ کا ذاتی چینل ہے جو ان کی ترجمانی کرتا ہے کہتا ہے:

> ''جو حیفا پر میزائل گرائے گئے تھے یہ رعد (۲) اور رعد (۳) کی قسم سے تھے''

مرحلہ ③...... حزب اللہ کے پاس زلزال کے نام سے بھی میزائل ہیں ''جاٹورز'' اخبار نے بیان کیا ہے، یہ خاص فوجی اخبار ہے کہ حزب اللہ زلزال قسم کے ایرانی ساخت کے سو میزائلوں کی مالک ہے۔ یہ تقریباً ڈیڑھ سو کیلومیٹر تک مار کر سکتا ہے۔ یہ اسرائیل کے دارالخلافہ ''تل ابیب'' تک مار کر سکتا ہے۔ علاوہ ازیں نازویٹ (۱۰) زلزال (۲) بھی ہیں ان کی رینج تقریباً (۲۰۰) کیلومیٹر تک ہے اور یہ میزائل 2006ء میں جنگ (تموز) میں ان کے استعمال پر پابندی تھی اور فجر اور زلزال میزائل کا نام بھی خفیہ رکھ کر استعمال کرتے ہیں اور یہ میزائل عام مشینوں سے بھی نہیں اٹھائے جاتے بلکہ بھاری مشنری سے اٹھانے پڑتے ہیں اور انہیں وہاں رکھتے ہیں جہاں دشمن کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ حزب اللہ لبنانی کے پاس چار سو چھوٹی توپیں ہیں اور درمیانی سائز کے ٹرک بھی ہیں جن پر یہ لاد کر لاتے ہیں۔ آرش، نور، اور جدید قسم کے میزائل بھی ان کے پاس ہیں۔ عقاب العملاقہ جو (۳۳۳) ایم ایم کا ہے یہ بھی حزب اللہ

کے پاس ہے۔ 1985ء میں ایران نے حزب اللہ کو میزائل دینے شروع کیے ہیں اور اب تک جاری ہیں ۔حزب اللہ لبنانی کے پاس روسی ساخت کے میزائلوں کے توڑ میں صقر(AT3)(GT4)(SPG2)حاصل کر لیے ہیں(TOW2)جو کہ امریکی ساخت کے ہیں یہ میزائل بھی حاصل کر لیے ہیں۔اب فوجی نامہ نگاروں نے بتایا ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو(میر کا فاFQR)اسرائیلی ٹینکوں کو تباہ کرنے والے میزائل جو کہ اس دنیا کا جدید ترین میزائل ہے یہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔جو کہ اسرائیلی ٹینک کو آگ سے بھسم کر دیتا ہے۔یہ حزب اللہ خفیہ طور پر حاصل کرتا ہے۔اسرائیل سے امریکہ لیتا ہے اور امریکہ سے آہستہ آہستہ خفیہ انداز میں ایران تک پہنچتا ہے۔

سوریا بھی حزب اللہ کو اسلحہ دیتا ہے،زیادہ تر اس میں ٹینک شکن اسلحہ ہوتا ہے یہ بھی بالواسطہ لیتا ہے یہ روس کی جانب سے سوریا پہنچتا ہے۔سوریا آگے حزب اللہ کو دیتا ہے اور مرحلہ وار یہ اسلحہ پہنچتا ہے۔یہ اسلحہ جو حزب اللہ کو ملتا ہے یہ آٹو میٹک ہوتا ہے۔یا آر۔بی جی (IT10)اور آر،بی،جی(۲۹) وغیرہ یہ تمام اسلحہ جو حزب اللہ کو مل رہا ہے۔یہ ٹینک شکن ہے اور بکتر بند گاڑیوں کو تباہ کرنے والا ہے۔ سوریا نے حزب اللہ کو مزید(کورینٹ میزائل دیا ہے)جو کہ روسی ساختہ ہے،یہ لیزر کی مدد سے نکلتا ہے اور اس کی رینج تین میل تک ہے۔یہ تو حزب اللہ لبنانی نے تسلیم کیا ہے کہ ایران کے کچھ سام میزائل ہمیں موصول ہوئے ہیں جو روسی ساختہ ہیں اور یہ چھوٹے ہیں جو کندھے پر رکھ کر چلائے جا سکتے ہیں لیکن یہ خاص انداز میں بنے ہیں۔علاوہ ازیں وہ میزائل جو چینی ڈیزائن میں ہیں،یہ بحری بیڑہ سے داغے جاتے ہیں۔(80c2,80c1)ان کے نام ہیں۔

ان میں سے ایک (۴۰) کلومیٹر تک مار کرتا ہے اور تقریباً سو کلوگرام کا گولہ پھینکتا ہے اور دوسرا میزائل (۱۲۰) کلومیٹر اس کی رینج ہے جو گولہ اس سے نکلتا ہے اس کا وزن تقریباً(۱۸۰) کلوگرام ہے اور پھیلنے والا مواد اس میں ڈالا ہوتا ہے جو رینج پر گرنے کے بعد نشانہ کی جگہ سے آگے پھیل جاتا ہے اور مزید تباہی مچاتا ہے۔لبنان میں آخری جنگ کے موقع پر 2006ء میں یہ میزائل داغا گیا تھا تا کہ اسرائیلی بیڑے کو تباہ کیا جائے۔

حزب اللہ کے پاس ایک دستہ ہے جو(غواص غوطہ خور) کے نام سے مشہور ہے ایک دستہ بحری کمانڈوز کا ہے۔جن کے پاس چائنہ کے بنے ہوئے بیڑے ہیں یہ سمندر میں کسی کو بھی ہدف بنا سکتا ہے۔ایران نے حزب اللہ کو بغیر پائلٹ اڑنے والے طیارے بھی بڑی تعداد میں دیے ہیں۔ان کی گنتی کا کسی کو علم نہیں یہ "مہاجر(۴)" کی طرز پر ہیں۔حزب اللہ لبنانی نے ان کا نام بدل دیا ہے۔

"مرصاد(۱)" رکھا ہے یہ راڈار، الیکٹرانکس نظام سے لیس ہے یہ طیارے (۶۰۰۰) فٹ بلندی تک اڑتے ہیں اورا یک گھنٹہ میں (۱۲۰) کلومیٹر طے کر جاتے ہیں۔حال ہی میں ایران نے مہاجر (۴) طیارے تیار کیے ہیں جو کہ (۱۰۰۰۰) فٹ بلندی تک پرواز کر سکتے ہیں اور اتنی تیز رفتاری ہے کہ (۱۶۰) کلومیٹر ایک گھنٹہ میں طے کرتے ہیں۔تموز کی جنگ میں 2006ء میں ہوئی تھی اس میں ان کا آزادانہ استعمال کیا گیا تھا۔ایک تو اسرائیلی دارالخلافہ تل ابیب کی جانب روانہ ہوا تھا۔تاہم اسرائیلی ایف سولہ طیاروں نے انہیں مار گرایا۔اس مہاجر (۴) پر دس مشین گنیں فٹ ہو جاتی ہیں یہ ہے داستان جس طرح حزب اللہ اسلحہ حاصل کرتا ہے۔

....

مطلب نمبر ۷:

حزب اللہ کی خفیہ سرگرمیوں کا جائزہ:

۱)......حزب اللہ سرنگسازی اور فوجی علاقوں میں فیتکونج ویتنام کی تنظیم کے مشابہہ انداز پر کام کرتی ہے۔یہ علاقوں کی تعداد یا فوجی نقطۂ نظر سے اس کا اندازہ لگاتی ہے۔تقریباً ۷۵ فوجی نقاط تیار کرتے ہیں جو جنوب لبنان سے لے کر جنوبی بیروت کے علاقے تک پھیلے ہوتے ہیں۔انہیں مستقل دستوں کی شکلوں میں منظم کرتے ہیں ان کے ذریعے ایرانی پاسداران انقلاب کے لیے ممکن ہوتا ہے۔کہ وہ سینکڑوں انجینئروں، ٹیکنیکل آدمیوں کو آگے بھیج سکیں اور شمالی کوریا کے ذریعے ایرانی ڈپلومیسی اور دفتروں میں کام کرنے والوں اور لبنان میں ایران کے ہمنواؤں اور ملازموں کے روپ میں انہیں دوسرے ملکوں میں داخل کرتے ہیں۔انہوں نے تقریباً ۲۵ کلومیٹر پر زیر زمین محفوظ باڑ لگا رکھی ہے ہر خانہ ایک دوسرے سے مربوط ہے جہاں سے آسانی کے ساتھ حزب اللہ کا ہر جنگجو دوسری سرحد تک پہنچ جاتا ہے۔ان پاسداران انقلاب نے زمین میں تہہ خانے بھی تیار کر رکھے ہیں جہاں انہوں نے میزائل اور خوراک کے ذخائر جمع کیے ہوتے ہیں۔یہ آٹھ میٹر تک گہرے ہوتے ہیں انہوں نے تقریباً (۴۰) میزائل زمین میں نصب کر رکھے ہیں اور اسرائیل کے ساتھ ملنے والی سرحدوں کے قریب میں جتنے خانے تھے وہ اسرائیل کے ساتھ جنگ میں ختم ہو گئے تھے۔

۲)......لبنان میں سنی لوگوں کی رہائشوں پر حزب اللہ قبضہ کر لیتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ حزب اللہ کے جنگجو جہاں سنی لوگوں کے مکان ہیں یا مساجد ہیں وہاں اسلحہ اور خوراک کے ذخائر اور ان

کی چھتوں سے میزائل داغنے کے بہانے شیعوں کوانتقامی کاروائی سے بچانے کے لیےان پر قبضہ کر لیتے ہیں سنیوں کی بستی ''مروحین'' میں بھی ایسا ہی کیا گیا تھا۔ بلکہ یہ حزب اللہ والے قصداً سنیوں کے قافلوں کے قریب سے اسرائیل پر گولے برساتے ہیں تاکہ اسرائیل ردعمل کے طور پر جب حملہ کرے تو یہ سنی قافلےاس کی زد میں آئیں اور حزب اللہ کے جنگجو محفوظ رہیں۔اسرائیلی حملہ کے دوران ایک ٹرک داخل ہوتا ہے جوکہ حزب اللہ کے زیر اثر تھا۔اس میں سینکڑوں گولے لدے ہوئے تھے یہ سنیوں کے علاقہ کی طرف آرہا تھا،اچانک داؤ دے کر ایک قریبی عیسائی علاقہ میں چھپ جاتا ہےاس کا مقصد تھا حملہ سنیوں پر ہو یہ اوجھل رہیں اور جوان کے تہہ خانوں کا انکشاف ہوا ہےان سے اسرائیل کی توجہ ہٹ جائے ان کی اس چکر بازی سے بے شمار معصوم لوگ مارے گئے۔اسرائیل کے طیاروں نے پر امن آبادی کو ہلاکت سے دوچار کر دیا۔ایرانی پاسداران انقلاب کا اہم نقطہ جس پر ان کی نظر مرکوز رہتی ہے وہ یہ ہے کہ میزائلوں پر مقررہ دستوں کی نگرانی کریں تقریباً دوسو آدمی جو ماہرفن اور ٹیکنیکل آدمی ہیں اور ایران سے خصوصی تربیت یافتہ ہیں وہ نگرانی کرتے ہیں حزب اللہ کے پاس میزائلوں کے شعبہ کے متعلقہ تین دستے ہیں،ان کے اوپر بیس افراد ہیں جوان کی ٹیکنیک پر نگران ہیں اور چار پاسداران انقلاب ایران کے مدیر ان کے کام کی جگہ اور مرکز کی نگرانی کرتے ہیں۔ساتھ حزب اللہ کے چار افراد ہوتے ہیں ہر علاقہ میں ان کا قائد ہوتا ہے۔

2006ء میں جنگی دفتر میں مصر اور اردن کی مشارکت سے پاسداران انقلاب نے اپنے مراکز کو بہت مضبوط رکھا تھا اور حزب اللہ اور اسرائیل کے درمیان جو رابطہ تھا وہ اور پختہ ہوا اور فوجی معلومات حاصل کرنے پر پاسداران انقلاب کے چار آدمی مقرر تھے۔اور یہی پاسداران انقلاب اس پر بھی مقرر ہوتے ہیں کہ جب انہیں اطلاع ملے یا خطرہ محسوس کریں کہ اسلحہ سپلائی کرنے اور ذخیرہ کیے ہوئے اسلحہ کے بارے میں اسرائیلی طیاروں کی بمباری ہوگی تو ان کے ذمہ ہے کہ اس کو حملہ سے بچانے کے لیے انہیں محفوظ مقامات تک جو ان سے بھی زیادہ خفیہ ہیں اسے وہاں منتقل کر دیں۔

....

مطلب ۸:

حزب اللہ کا نظام جاسوسی:

سوری فوجیں جب لبنان سے نکلنے پر مجبور ہوئیں ،جمیل اسد اور سوری نمائندوں کے درمیان

مذاکرات طے پا گئے۔علاوہ ازیں پاسداران انقلاب ایران اور حزب اللہ کے رفقاء آپس میں مل گئے ،سوریوں کے غلبہ کے سامنے ہر چیز سرنگوں ہوگئی تھی اس وقفہ میں بھی حزب اللہ نے بڑی ہولناک معلومات حاصل کیں۔یہ لبنان کی ایک ایک حرکت کی معلومات تھیں۔حزب اللہ ان نمائندوں سے جو بالواسطہ یا بلاواسطہ ان مذاکرات میں شامل تھے لبنان میں سوریوں کے بعد تمام اداروں کی معلومات ان کے ہاتھ آئیں۔حکومت بیروت کے رفیق حریری ایئرپورٹ پر آنے ، جانے والوں مسافروں کے متعلق خصوصی معلومات رکھتے تھے۔

حزب اللہ اپنے کارندوں کے ذریعے جب چاہے اور جو چاہے ایئرپورٹ کے متعلق اور بیرون کے منافع اندوزی کے اہم مراکز کے متعلق اندرونی سرگرمیاں،آمدورفت،مال لوڈ کرانے اور مسافروں کے متعلقہ ،جہازوں اور کشتیوں پر سامان لوڈ ہونے کے متعلق معلومات حاصل کرتے ہیں۔اس میں حزب اللہ کے جاسوس اور حرکت امل کے جاسوس تعاون کرتے ہیں اور جو مقام حملہ کے لیے موزوں تر ہیں ان کے متعلق ان کا اہتمام زیادہ کرتے ہیں۔فوج،ایئرپورٹ ،امن عام اندرونی امن کے متعلقہ چیزوں کی معلومات کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ لبنان میں سودی دور سے لے کر اب تک یہ ساری معلومات حاصل کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ پہلے یہ کارندے معلومات حاصل کرتے ہیں اس کے بعد یہ یومیہ دس صفحات پر مشتمل معلومات ساری کی ساری حسن نصر اللہ تک پہنچاتے ہیں وہ کچھ وقت لگا کر ان پر غور کرتا ہے تاکہ وہ سیاسی صورت حال اور امن وامان کا جائزہ لے سکے۔پندرہ برس سے حزب اللہ کا یہ صدر آرہا ہے اس میں اس کا کوئی مدمقابل سامنے نہیں آرہا۔

....

مطلب ۹:

حزب اللہ کا تنظیمی نیٹ ورک:

حزب اللہ کا جنرل سیکرٹری مجلس جہاد کا پابند ہوتا ہے۔یہ شعبہ،فوج،شعبہ امن کے ارکان پر مشتمل کمیٹی ہوتی ہے اس کا پھر نائب سیکرٹری ہوتا ہے،اس کے بعد شعبہ امانت عامہ کا ہوتا ہے اس کے بعد اس کی تابع شاخیں بنتی ہیں سیکرٹری جنرل کی مجلس کے ارکان کے تحت مجلس تنفیذی ہے مجلس سیاسی ہے،مجلس قضائی ہے اور مجلس تخطیط ،یعنی وہ مجلس جو منصوبہ بندی کرتی ہے۔

(۱)......مجلس سیاسی:اس مجلس کا سربراہ ابراہیم امین السید ہے۔یہ اسلامی فرقوں،وطنی جماعتوں

، مسیحی گروہوں، فلسطینی تنظیموں سے رابطے رکھتی ہے۔ میڈیا، یعنی اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن سے رابطہ رکھنا اور نمائندوں اور کارندوں اور آزادی کی جدوجہد اور خارجی تعلقات کے متعلقہ رابطہ بھی اس مجلس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

(۲)......مجلس جہادی: یہ کمیٹی سیاسی معاملات سیکرٹری تک محدود رکھتی ہے۔ یہ دوسری سرگرمیاں جاری رکھتی ہے یہ فوجیوں پر مشتمل ہے۔ کچھ ارکان مجلس تنفیذی سے بھی اس میں ہوتے ہیں۔ فوجی اور ارکان امن کمیٹی اور مجلس شوریٰ سے بھی ارکان اس میں ہوتے ہیں۔ اور پارلیمانی معاملات بھی اس مجلس کے ذمہ ہیں۔ مجلس شوریٰ حزب اللہ میں نظام کو مستحکم کرتی ہے اس کے ساتھ ارکان ہوتے ہیں باوثوق ذرائع سے اطلاع ملی ہے کہ اس میں دو ارکان ایران سے ہیں۔ عماد مغنیہ مجلس جہاد کا رئیس ہے یہ نائب سیکرٹری کے عہدہ کے برابر مرتبہ رکھتا ہے اگرچہ اس کا اصل میدان فوجی معاملات کا بھرپور خیال رکھنا ہے۔ اس آدمی کی ایران کی خبر رساں ایجنسی کے ہاں اکثر آمدورفت ہے اسی کی وجہ سے لبنان سے ایران کا مسلسل رابطہ رہتا ہے اور ہر ایک بات لبنان کی ایران پہنچ جاتی ہے۔ اصحاب شوریٰ کے ضمن میں ہی مجلس اجتماعی اور مجلس عسکری اور مجلس سیاسی ہے۔

(۳)......نظر ثانی اور توثیق کا مرکز مشاورت ہے یہ حزب اللہ کا مخصوص تدریسی مرکز ہے۔ اس کا سربراہ ڈاکٹر علی فیاض ہے، بعض تو اسے حزب اللہ کا نگران اعلیٰ قرار دیتے ہیں۔ الشراع اخبار کے بیان کے مطابق یہ حزب اللہ کی خفیہ قیادت ہے۔ یہ حرکت امل کے انداز کی تحریک ہے۔ عماد مغنیہ اور اس کا سسر مصطفیٰ بدرالدین اس کے روح رواں ہیں، حکومت کویت میں اس کا ٹھکانہ ہے۔ یہ امیر کویت کے قتل کی سازش بھی کرتے رہے ہیں۔ بیروت میں ایرانی وزراء جتنے بھی ٹھکانے بنا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر پاسداران انقلاب ایران ہیں ان میں اتفاق کی بدولت لوگوں کی نظروں سے یہ پاسداران چھپے رہتے ہیں۔ حزب اللہ کو پتہ ہے کہ عیسیٰ طباطبائی یہ لبنان میں ایران کے اداروں کا بانی ہے ادارۃ ''الامداد، الشہید، جہاد، البناء وغیرہ کا یہی موجد ہے۔ یہی طباطبائی حزب اللہ کے خفیہ منصوبے ان کی تربیت اور ان کی ترقی کے لیے سارے کام اپنی نگرانی میں سرانجام دیتا تھا۔ یہ 1974ء سے لبنان میں موجود ہے۔

(۴)......حزب اللہ والے اپنی تنظیمی معاملات کا جائزہ لینے کے لیے ایک بند کمرے میں کانفرنس بلاتے ہیں اس میں اندرونی حالات و حادثات تغیر پذیر ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے قائدان میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں۔ ایک ان کی میٹنگ ہر تین سال کے بعد منعقد ہوتی ہے جس میں مرکزی مجلس

کے اہم اور اساسی ارکان اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ (۳۰۰) ارکان پر مشتمل ہے اس اجلاس میں مجلس شوریٰ کا انتخاب ہوتا ہے اور اس اجلاس میں سیکرٹری جنرل اور نائب سیکرٹری اور بنیادی مسؤلین کا انتخاب ہوتا ہے یا پھر پہلے ہی کو برقرار رکھنا ہو تو اس کی تجدید کی جاتی ہے جیسا کہ بارہا دفعہ (حسن نصر اللہ ہی کا انتخاب ہو رہا ہے)

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

حزب اللہ کی شاخیں

مطلب نمبر1: (بحرینی حزب اللہ کے جرائم)

حزب اللہ چند شیعی رافضی گروہوں کا مجموعہ ہے۔اس کے بحرین میں سیاسی مقاصد ہیں۔ان تمام سیاسی تنظیموں میں سے نمایاں اور معروف تنظیم ،حزب الدعوۃ ہے۔یہ بھی حزب اللہ کی ذیلی شاخ ہے۔یہ محمد باقر الصدر کی آراء اور افکار سے رہنمائی لیتی تھی۔1981ء میں یہ بالکل ختم ہو چکی ہے۔بحرین میں حزب اللہ کی ایک شاخ ''الجبھۃ الاسلامیہ'' یہ بحرین کو آزاد کرانا چاہتی ہے۔اس کا سربراہ محمد علی شیرازی ہے اور حکومت بحرین کے اندر اس کا نمائندہ ھادی مدرسی ہے۔اور اس کا بھائی محمد تقی مدرسی ہے۔جب انقلاب ایران کی تحریک ایران میں شروع ہوئی تو اس کے قرب وجوار میں تمام شیعی گروہوں کو حکم جاری ہوا تھا کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں ۔خصوصا بحرین ،کویت اور سعودی عرب میں شیعی نقطہ نظر کا اثر ونفوذ پیدا کیا جائے۔اور بحرین کا ملک جو کہ پر امن تھا اس کے متعلق ایران کے دارالخلافہ تہران سے شیعہ قیادت کی طرف سے یہ حکم جاری ہوا کہ یہاں مسلح طور پر شیعہ طرز کا انقلاب بر پا کیا جائے تا کہ یہ بھی دینی اور سیاسی نظام میں طہران کے تابع ہو جائے کیونکہ بحرین میں کثیر تعداد میں شیعوں کی آبادی تھی،اس لیے انہوں نے آرڈر جاری کر دیا کہ یہاں فساد کریں جبہہ اسلامیہ تنظیم نے ایک اہم بیان جاری کیا جو اس کے اہداف ومقاصد کو نمایاں کرتا ہے۔

①......ہدف یہ بتایا کہ خلیفہ نظام سنی کی حکومت کو گرانے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

②......ہدف ہے جیسا کہ خمینی انقلاب نے ایران میں نظام شیعی قائم کیا ہے ہم نے بحرین میں وہی نظام قائم کرنا ہے۔

③......ہدف یہ ہے کہ بحرین کو خلیجی ریاستوں سے تعاون ختم کر کے اسلامی جمہوریہ ایران سے مستقل رابطہ رکھنے پر مجبور کرنا ہے۔

اس ہدف کی تاکید آیت اللہ صادق روحانی نے بھی کی تھی۔ماہ فروری 1979ء طہران ریڈیو کے عربی پروگرام میں اس نے یہ اعلان کیا تھا اور اس نے اس پر بہت زور دیا کہ مملکت بحرین میں مسلح انقلاب

کے لیے ایک تحریک کی ضرورت ہے۔

جبہہ اسلامیہ تنظیم اخبارات کے ذریعے اپنے گروہی دوروں اور سیاسی دوروں کی راہ ہموار کرتی رہی ہے۔ الوطن السلیب، الشعب الثائر، الشورہ والرسالہ وغیرہ اخبارات نے اس بارے میں بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ عیسیٰ مرہون اس اعلامیہ کو جاری کرنے کا ذمہ دار تھا۔

79ء کے آخر میں جبہہ اسلامیہ کے پروگرام کے مطابق شیعہ بحرین کو آزاد کرانے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اس نے مظاہروں کا پروگرام دیا۔ سعودی عرب کے علاقہ قطیف کے شیعوں نے بھی ان سے تعاون کیا اس کے باوجود ناکام ہوئے، ان کے ناک میں دم آیا تو اس نے منامہ کے وسط میں بحرین کی مذاکراتی کمیٹی کے ایک رکن کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جو روبعمل نہ ہو سکا۔

1980ء میں محمد باقر کے مٹنے کے بعد جو کہ بعث پارٹی کے نظام عراقی کے ہاتھوں انجام کو پہنچا تھا بحرین میں پھر مظاہرے شروع ہو گئے اور بازار منامہ جل کر راکھ ہو گیا۔

حزب اللہ بحرینی کے المناک جرائم:

جبہہ اسلامیہ تنظیم نے بحرین میں اسلحہ سپلائی کرنا شروع کر دیا تاکہ بحرین میں آزادی حاصل کریں۔ ماہ ستمبر 1981ء محمد تقی مدرسی کی قیادت میں جبہہ تنظیم نے بحرین کے حاکم کے خلاف خبیث انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی اور سیاسی قیادت کے صفایا کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ یوم وطنی کے دن، یعنی ملک کی سالگرہ کے موقع پر کام کرنے کا منصوبہ تیار کیا، یہ تباہ کن منصوبہ بالکل ناکام رہا اور حکومت بحرین نے (۷۳) آدمی جو اس ہولناک جرم میں ملوث تھے انہیں گرفتار کر لیا مگر جبہہ اسلامیہ کو توڑنے کے لیے اور ان کی کمر شکنی کے لیے اتنا ہی کافی نہ تھا یہی وجہ ہے کہ اس تنظیم کے قائدین نے بحرین سے آزادی کے لیے اجتماع کیا، ساتھ ایرانی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اس پر اتفاق کیا، حزب اللہ بحرینی کے نام سے فوجی دستہ ترتیب دیا جائے، اس گروہ کا محمد علی محفوظ سربراہ بنا۔ اس کے تحت یہ پروان چڑھی۔ اس نے تقریباً تین ہزار بحرینی شیعہ اس فوجی دستہ میں شامل کر دیئے اور لبنان اور ایران میں انہیں تربیت دی اس تنظیم کا بڑا شیخ عبدالامیر جمری تھا اس کا نائب جو آجکل ہے وہ شیخ علی احمد سلمان ہے، یہ ان کی جمعیت وفاقی اسلامیہ کا جنرل سیکرٹری بھی ہے اور اس جمعیت کی مجلس کا اہم رکن بھی ہے۔ ھادی مدرسی جبہہ اسلامیہ آزادی بحرین کی تنظیم کا مرشد و راہنما ہے۔ اور اس گروہ کا ستون ہے۔ محمد تقی مدرسی کا بھی اس تنظیم کی مضبوطی میں بے مثال کردار ہے، جب ان کی انقلابی سرگرمیوں کا انکشاف ہوا تو پھر یہ ایران

چلے گئے۔ 1994ء کے آخر میں اس تنظیم کی نمایاں کارکردگی ماہ نومبر و دسمبر میں یہ ہے کہ انہوں نے بحرین میں مظاہرے کروائے اور ہیجان پیدا کر دیا۔افراتفری مجادی شور وشغب برپا کر دیا اور تخریب کاری پھیلا دی۔ یہ چار سال تک، یعنی 1998ء تک انارکی قائم رہی۔آج تک بحرین میں یہ انارکی دامن پھیلائے بیٹھی ہے۔حزب اللہ بحرینی کے مختلف نام استعمال ہوتے ہیں۔"تنظیم العمل المباشر، حرکت اصرار البحرین، تنظیم الوطن السلیب، حماس" وغیرہ نام ہیں۔ حقیقت میں یہ حزب اللہ بحرینی کے ہی مختلف روپ ہیں۔اب اس تنظیم کے سارے نام ایک ہی تنظیم میں ڈھل گئے ہیں، جمعیۃ وفاق الوطنی الاسلامی اس کا سیکرٹری جنرل علی سامان ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ جمعیت وفاقی سیاسی نشریاتی ثقافتی حقوق کی بھی علمبردار ہے اور فوجی سرگرمیاں اور تنظیمی معاملات سارے کے سارے حزب اللہ کے سپرد ہیں جو کہ حزب اللہ بحرینی ہے۔ان کی تنظیم جمعیت وفاق سے خواتین کی تنظیم بھی وجود میں آئی ہے اس کا نام جمعیۃ المستقبل النسائیہ ہے اس کی لیڈرشپ ڈاکٹر شعلہ شکیب کے حوالہ ہے جو کہ خالصتاً ایرانی ہے۔ یہ بحرین کی وزارت صحت میں ملازم ہے۔

حزب اللہ بحرینی تنظیم اب اپنی ماہانہ نشریات کی دوسرے نام سے اشاعت کرتی ہے، اس کا آغاز لندن سے صوت البحرین کے نام سے کیا تھا اس میں اس نے اپنے مطالبات اہداف ومقاصد اور اپنی سرگرمیاں کو بیان کیا تھا اور اس میں اپنی خبریں بھی شائع کرتی ہے۔اس کا نمایاں صحافی ڈاکٹر مجید علوی ہے جو کہ "استعمار السنی والخلیفی لدولۃ البحرین" کے نام سے کالم لکھتا تھا۔ صلح کے بعد یہ وزارت داخلہ میں وزیر بن گیا یہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ اتنا مخالف شیعہ صحافی وزارت میں براجمان کر دیا گیا۔

یہ تحریک کئی دوسری جہات سے بھی تعاون حاصل کر رہی ہے۔ خصوصاً بحرین کے ان شیعہ لوگوں سے جو کہ اصحاب ثروت ہیں جیسا کہ حاجی حسن عالی ہے۔احمد منصور عالی ہے اور کویت کے اصحاب دولت میں "بھبھانی" ہے جو کہ سعودی عرب کا ہے۔ایک انٹرویو کے مطابق انہیں لندن وغیرہ بیرون ملک سے حاصل ہونے والی رقم کا اندازہ اسی ہزار ڈالر ہے۔اب کچھ دیر ہوئی ہے (۳) ملین ڈالر جو اس تحریک کی ملکیت ہے برطانیہ حکومت کے زیر تسلط ہے۔حزب اللہ بحرینی اس پر کوشاں ہے کہ یہ اسی راہ پر چلے جس پر احرار البحرین کی تحریک چلی تھی وہ ظاہر میں سیاسی اصلاح کا مطالبہ کرتی تھی اور فوجی شعبہ میں اپنے مقاصد کے حصول کے لیے متحرک تھی۔

تحریکِ حرکت اصرار البحرین کی اہم شخصیات:

یہ تحریک بھی ایک شیعہ تحریک ہے اس کا نمایاں لیڈر سعید شہابی ہے۔ یہ خارجی دنیا میں شیعوں کا مشہور ترین دفاع کرنے والا ہے اور رسالہ "العالم" کا مدیر اعلیٰ ہے۔ جو کہ لبنان سے شائع ہوتا ہے۔ اسے بحرین کے شاہ نے ملک میں آنے کا کہا تو اس نے جواب میں کہا:

انا لا یشرفنی الرجوع الی البحرین وانت تحکمها بالحدید والنار

"میں بحرین میں واپس آنے کا سوچ بھی نہیں سکتا، جب تک آپ اس پر آتش وآہن کے زور پر حاکم بنے بیٹھے ہو۔"

اس تحریک کا ایک لیڈر منصور عبدالامیر جمری ہے جو رسالہ "الوسط" کا مدیر اعلیٰ ہے جو کہ بحرین سے نکلتا ہے۔ ایک ڈاکٹر مجید علوی ہے جو کہ موجودہ وزیر داخلہ ہے ان میں سے سب سے زیادہ خطرناک لیڈر عبدالوہاب حسین ہے جس نے تحریک انقلاب کی قیادت کی اور بحرین میں بغاوت کروائی، 1994ء سے لے کر 1998ء تک اس نے شورش بپا کیے رکھی۔ اس تحریک کا ماسٹر مائنڈ ڈاکٹر علی عربی ہے اس نے نجف میں پڑھا اور یہ جامعہ بحرین کا سابقہ استاد بھی رہا ہے اور جعفریہ عدالت کا موجودہ قاضی ہے۔

حزب اللہ ایرانی کی تخریبی کاروائیاں:

بحرین میں 1994ء سے لے کر 1998ء تک کے چار سالہ عرصہ میں بہت ہی خطرناک حادثات پیش آئے۔ قتل وغارت، جلاؤ، گھیراؤ، تخریب کاری کے متعدد واقعات رونما ہوئے، یہ سب کچھ حزب اللہ بحرینی نے کیا اور ایران نے انہیں تربیت دی تھی اور بحرین میں یہ عمل جاری کیا گیا۔ 1995ء میں جنوری کے مہینہ کے آغاز میں کئی دکانیں اور تجارتی منڈیاں منامہ کے بازاروں میں جلا دی گئیں۔

حزب اللہ اور اس کے مریدوں نے جلاؤ گھیراؤ، دکانوں اور مدارس کی بڑی تعداد تباہ کر دی اور بہت زیادہ تعداد میں بجلی کے گرڈ اسٹیشن اور عوامی ٹیلیفون کا سامان جو بھی سڑکوں پر نصب تھے سب برباد کر دیئے۔ علاوہ ازیں بحرینی وزارت داخلہ میں چکر بازی کرتے رہے ہیں اور جھوٹی افواہیں پھیلاتے رہے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ شائع کر کے حکومت اور اس کے نظام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے رہے ہیں۔

1995ء میں انکے بھیانک کارناموں کی تمہید شروع ہوئی تھی۔ 1996ء ماہ مارچ حزب اللہ بحرینی نے "سترہ وادیاں" کے علاقہ میں ایک ہوٹل جلا ڈالا۔ جس میں سات بنگلہ دیشی بھی راکھ ہو گئے

اس سے ان کے سیاہ کینہ کی غمازی ہوتی ہے جو ان کے دلوں میں بھرا ہوا تھا۔ 1996ء (۲۱) مارچ کو اس حزب اللہ نے گیراج کو آگ لگا دی اور اس میں موجود تمام گاڑیوں کو خاکستر کر دیا۔ 1996ء میں ۶ مئی کو ایک ہی وقت میں منوے سے زیادہ تجارتی منڈیوں کو آگ لگا دی، انہیں توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ بحرین کا اسلامی بنک اور وطنی بنک اور ملکی مرکزی تجارتی منڈیوں کو بھی لقمہ آتش بنا دیا یہ اس لیے کیا تھا کہ ملک بحرین کی اقتصادی حرکت کا ہاتھ شل کر دیا جائے۔

۱۳ فروری 1996ء کو تجارتی منڈیاں بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۵ فروری کو طہران کے ریڈیو سے ایک ترجمان نے عربی زبان میں اعلان کیا کہ بحرین ملک میں عید الفطر کے لیے اجتماع نہ کیا جائے اور ۲ مئی 1996ء کو اعلان ہوا کہ بحرین میں سول نافرمانی کریں اور عید الاضحیٰ کا اجتماع نہ کریں اور عید غدیر، عید نوروز، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ابولولؤ مجوسی نے جو شہید کیا تھا فرحة الزہراء کے نام سے اسے عید کے طور پر مناتے ہیں، یہ منانے کا اعلان کیا۔ اس سن کے نصف اول میں بھی طہران ریڈیو فتنہ انگیز بیانات اور مرکز گریز رجحانات بے چینی پھیلاتا رہا ہے اور بحرین کی حکومت کے خلاف بغاوت پر اکساتا رہا ہے اور اس کے برقرار رہنے پر تنقید کرتا رہا ہے اور جو بھی لوگ بحرین حکومت کے خلاف دلوں میں کینہ پروری کے لاوے بھرے بیٹھے تھے انہیں انگیخت کرتا رہا ہے کہ بغاوت کے لیے اٹھیں۔ ریڈیو تہران کی طرف سے ۲۲ مارچ 1996 میں یہ اعلان ہوا تھا:

> ان الحکومة البحرینیة لا تستطیع ان تقاوم او توقف المد الذی قام به الشعب البحرینی تقصد بذلك مطالب الشیعة وهی قلب نظام الحکم وتحویله لدولة صفویة شیعیة اخری علی غرار دولة ایران
>
> ''بحرین کی حکومت شیعی مقاصد ومطالب کا سامنا کرنے کی تاب نہیں رکھتی، شیعوں کا مطالبہ یہ ہے کہ بحرین کا نظام حکومت بدل دیا جائے اور حکومت ایران کی طرز پر صفوی شیعوں کی حکومت بنائی جائے۔''

بحرین کی شیعہ تنظیم حزب اللہ نے بحرین میں جو نقصان کیا اور تباہی مچائی اس کا اندازہ کیا گیا ہے کہ یہ تقریباً (۱۵) ملین ڈالر ہے۔ ان بڑے بڑے حادثات کے رونما ہونے کے بعد اور ان روح فرسا فسادات کے باوجود شیعہ اور اس کی قیادت کی طرف سے جن کا حکومت بحرین کو سامنا کرنا پڑا اور حکومت نے شیعوں کو دبا بھی لیا اس کے باوجود یہ شیعہ طے شدہ اپنے منصوبوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ بحرین کی حکومت کو یہ انکشاف ہوا ہے 2006ء ماہ ستمبر میں ایران نے ایک منصوبہ تیار کیا ہے کہ بحرین کے

مختلف علاقوں میں اراضی خریدے اور وہاں کے رہائشیوں کی ترکیب ہی بدل دے کہ ان میں شیعیت پھیلائے اور تمام علاقوں پر شیعوں کے حلیف پھیلا دے اور در پردہ ان جہات سے تنظیموں سے اور شیعی جماعتوں سے جو کہ ایران سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں تعاون لے۔ ان زمینوں کو ایران کے بنک خریدتے ہیں اور بحرین کے دارالخلافہ منامہ میں کئی جگہیں شیعوں کی ملکیت ہو چکی ہیں اور ''محرق'' میں بھی ان کے حصے ہیں۔ ''حوراء قضیبیہ دواوادہ میں اس کا خاص اہتمام انہوں نے کر رکھا ہے۔ محرق اور آل بنوعلی کے محلوں میں بھی انہوں نے خاص اہتمام سے جگہ خرید رکھی ہے اس محلّہ کا نام کریمی ہے اس میں ماتم بھی برپا کرتے ہیں اور اس میں ان کے حسینی مراکز بھی ہیں۔

آخر میں بحرین میں موجود حزب اللہ کی جو آرزو ہے اس کی تیاری اس نے اس طرح کی ہے کہ ایران کے دارالخلافہ طہران کے قریب انہوں نے اپنے عناصر کے لیے فوجی تربیت دینے کا ایک مرکز بنایا، لبنان سے اسرائیل نے جو آخری جنگ 2006ء ماہِ اگست میں لڑی تھی اس میں بحرین کے شیعوں کی بہت بڑی تعداد۔ بحرین کے شیعوں نے اپنے حزب اللہ لبنانی بھائیوں کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر پوری شرکت کی تھی یہ اس بات پر روشن دلیل ہے کہ دونوں گروہوں کے افرادی تنظیمی، اور عقائدی رابطے کس قدر گہرے ہیں اور بیروت میں حزب اللہ لبنان سے اس حزب اللہ بحرینی کے بے شمار افراد نے احتجاج کرنے اور سول نافرمانی کرنے اور خود کو محفوظ کرنے کے طریقوں کی باقاعدہ تربیت لی ہے۔ بحرین کے اخبارات نے خود اس مسئلہ کا انکشاف کیا ہے کہ یہ خطرناک کھیل 2007ء میں ماہ جنوری میں کھیلا گیا ہے۔ بحرین کی جمعیت وفاق الوطنی جو کہ حزب اللہ کی ترجمان ہے اس کے افراد تقریباً سات ہزار سے لے کر دس ہزار تک ہیں۔ اور جو اس کے ساتھ دلی میلان رکھتے ہیں، ان کی تعداد تقریباً بیس ہزار ہے۔ بحرین کی حزب اللہ، جمعیۃ الوفاق اور حرکت حق، یہ تنظیمیں اتنی طاقتور ہو چکی ہیں یہ بحرین کے ہر جوڑ پر اور اس کی ہر حالت پر اور اس کے ہر ادارہ پر اس کی ہر وزارت پر جب چاہے غلغلہ بپا کر دیں اور شور شرابہ کر دیں۔ یہ سارا کام سابقہ وزیر خارجہ ''نزار'' نے کیا تھا۔ کچھ دیر سے متعصب ''شیعہ محمد ستری'' ''وزارت عدل پر براجمان ہے یہ جب سے اس منصب پر فائز ہے، سنی ملازمین کو چن چن کر انہیں فارغ کر رہا ہے اور وہابی کہہ کر بدنام کر کے انہیں نکال رہا ہے۔

اور مؤلف کہتے ہیں ہمارا یہ حقیقت پسندانہ تجزیہ ہے کہ:

ان كلّ وزارة او موسّسة او هيئة رسمية او قطاع عام يتولى رئاستها رافضي شيعي يتم تنظيفها من العناصر السُنّية

”جو وزارت، ادارہ، حکومت سازی یا عام اراضی ہو اس میں شیعہ رافضی کی سرکردگی ہو تو یہ اہل سنت کا وہاں سے صفایا ہی کرے گا۔“

پتہ چلا ہے کہ پٹرول اور کیماوی کمپنی بھی عبدالرحمٰن جواہری کے زیر سرپرستی ہے جو کہ اصلی ایرانی شیعہ ہے۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ وزارت بجلی، وزارت صحت، وزارت وزارت، وزارت بلدیات میں بھی شیعوں کی کثرت ہے۔ حتی کہ وزارت تعلیم و تربیت جہاں اکثر سنی ملازمین تھے آج ان سب وزارتوں میں شیعوں رافضیوں کی بھرمار ہے۔ حتی کہ بحرین میں دس برس بعد تعلیم و تربیت شیعی نقطہ نظر سے ہم آہنگ ہو جائے گی کیونکہ شیعہ افراد کا اس پر غلبہ ہے اور ان کی تشریحات پھیلائی جارہی ہیں اور ان تعلیم گاہوں سے فارغ ہونے والے افراد میں سے (۹۰) فیصد فارغ ہونے والے شیعوں کے بیٹے ہیں۔

اگر اس خطرناک منصوبہ سے سنی اب بھی آگاہ نہیں ہوئے تو نعوذ باللہ یہ اپنی پہچان کھو بیٹھیں گے۔

بحرین میں شیعہ کی سرگرمیاں اب پردہ راز میں نہیں رہیں، خصوصاً عراق پر امریکیوں کے ظالمانہ قبضہ کے بعد اور متشدد شیعی حملہ کے بعد جو انہوں نے عراق پر پوری دسترس حاصل کر لی ہے۔ اس کے بعد حکومت بحرین گروہی اکھاڑ بچھاڑ کے گڑھے میں گر گئی ہے۔ بحرین میں حکومت کا نظام اس شیعی حملہ نے درہم برہم کر دیا ہے اور شیعی تشریحات کو پسند کیا جانے لگا ہے اور یہ بہت ہی زیادہ تیز قدمی کے ساتھ ادھر بڑھ رہے ہیں کہ حکومت کی ہر راہ مسدود کر دیں اور یہ سب کچھ علم کی ترویج اولاد کی تربیت اور عمل کی اہمیت کے نام پر کیا جا رہا ہے۔

1996 کے آخری حادثات کے دوران کویت کا اخبار ”الانباء“ لکھتا ہے: 10 جون 1996ء میں حزب اللہ کویتی نے اسلحہ خریدنے پر کمر باندھ لی ہے وہ اسلحہ عراقی فوج، کویت میں چھوڑ گئی تھی اسے حزب اللہ بحرینی نے بحرین سپلائی کرنے کا کہا ہے۔ اخبار کہتا ہے:

ان الاوامر التی صدرت من السلطات الایرانیة الی حزب الله البحرینی تضمنت اتباع خطة طویلة المدی لتهریب الأسلحة الی البحرین

”ایران کی حکومت کی طرف سے جو احکام جاری ہوئے ہیں ان میں حزب اللہ کو یہ آرڈر ملا ہے طویل منصوبہ کی تکمیل کے لیے بحرین میں اسلحہ جمع کرے گا۔“

یہ کام اتنا خفیہ ہوا کہ بحرین کے امن کے ذمہ داروں پر اس کی ایک رتی بھی ظاہر نہ ہوا اور پھر فوراً

اسے خفیہ ٹھکانوں میں پہنچادیا جائے۔بحرین کی حزب اللہ کے ایک قائد احمد کاظم متقی نے خود اعتراف کیا ہے کہ ہم نے ایرانی تاجروں کے ایک منتظم سے ملاقات کی جو کہ احمد شریف ہے۔

وفی هذا الاجتماع طرح علینا فکرة لتهریب الأسلحة للبحرین عن طریق البحر

"ہماری اس ملاقات میں اس نے ہمیں بحرین کے لیے بذریعہ سمندر اسلحہ سپلائی کرنے کا گر بتایا ہے

اس کی تائید جاسم حسین خیاط نے بھی کی ہے یہ کہتا ہے:

"ہم نے ایرانی نمائندہ احمد شریف سے یہ ضابطہ طے کیا ہے وہ بحرین میں اسلحہ پہنچائے گا اور جاسم خیاط نے صراحت کی ہے کہ ہمارا اصل ہدف یہ ہے کہ بحرین کی حکومت میں فوجی قوت کے ذریعے انقلاب بپا کیا جائے اور شیعی حکومت قائم کی جائے جس کے ایران کے ساتھ دوستانہ مراسم ہوں۔"

اس نے یہ بھی وضاحت کی تھی کہ جو پہلی "کرج" کی تربیت گاہ میں دستہ بھیجا گیا تھا یہ کرج ایران کے دارالخلافہ طہران کے شمال میں ہے تو یہ تعاون ایرانی نمائندہ محمد رضا آل صادق اور لواء وحیدی کے ذریعہ ہی بھیجا گیا تھا۔

اپنے مقاصد کی تیاری پر اکسانا

1996ء میں عباس علی احمد حبیل نے خطابات کیے جن میں بحرین کی حکومت کے خلاف سختی پر اتر آنے کی ترغیب تھی اور بحرین کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت تھی اور وہاں یہ اس لیے رکا رہا کہ جماعتوں کو حزب اللہ کی ماتحتی میں رہنے کا طریقہ بتائے۔

عبدالوھاب حسین تو اس حزب اللہ کے لیے بڑے بڑے دورے کرتا رہا ہے اور امن قائم کرنے والوں سے کیسے پیش آنا ہے اس بارے میں لیکچر دیتا رہتا ہے اور تفتیش کرنے والوں سے کیسے بچنا ہے۔ ان کے مشکل سوالات کے جوابات میں کیا کہنا ہے۔اور حکومت کے خلاف عوام کو کیسے تیار کرنا ہے اور معاشرتی شورش کیسے بپا کرنی ہے۔

خطیب عباس حبیل محمد ریاش اور لیڈر عبدالامیر کے ذریعہ احکامات حاصل کیا کرتا تھا۔مجلس وزراء اور بحرین کے وزیر اطلاعات نے وضاحت سے کہا ہے کہ حزب اللہ انقلاب ایران کے بعد

پاسدران کی تربیت گاہ میں تربیت حاصل کرتی رہی ہے۔ کرج میں بھی اس نے تربیت لی ہے۔ جب 1996ء کے بعد حزب اللہ بحرینی کو ایران میں رکھنا مشکل ہو گیا تو پھر اسے لبنان میں موجود تربیت گاہوں کی طرف منتقل کر دیا گیا۔ ان کو فوجی تربیت دی جاتی۔ اسلحہ کی ٹریننگ دی جاتی اور مشین گنیں چلانے اور خود کو اسلحہ اور حملہ سے کیسے بچانا ہے اس کی تربیت دی جاتی۔ معلومات جمع کرنا اور انہیں مرکز تک کیسے پہنچانا ہے اور خفیہ رازوں کی حفاظت کیسے کرنا ہے اور بحرین کی حکومت میں پراپیگنڈہ مہم کیسے چلانی ہے۔ بحرین میں انتخابات میں شیعی مشارکت کی سرگرمیاں ایران تک کیسے پہنچانی ہیں اور بحرین میں ایرانی مفادات کی قانون سازی کے اداروں میں اور ملک کی بنیادی آسامیوں میں شیعہ کی بھرپور کثرت کیسے ثابت کرنی ہے۔

علاوہ ازیں خلیجی ریاستوں اور دیگر عرب ممالک میں ایران کی طرف رغبت پیدا کرنے کے لیے اور اس کے اثر ورسوخ کے لیے غلغلہ بلند کرتے رہیں وغیرہ حزب اللہ بحرینی کی سرگرمیاں ہیں۔

....

مطلب ۲:

سعودی حزب اللہ اور اس کے جرائم

ایران میں خمینی انقلاب کے آتے ہی 1979ء میں ایران نے اپنے شیعی نظام کو سعودی عرب میں قائم کرنے کے لیے اپنے پیروکاروں کو تقسیم کر رکھا ہے۔

1400ھ میں قطیف میں شیعہ تحریک اسی نظام شیعی کو چلانے کا ہی شاخسانہ تھی۔ پہلے پہل انہوں نے اپنے مذہبی کوڈ ورڈ شروع کیے تھے

(مبدئنا حسینی وقائدنا خمینی) ہمارا آغاز حسینی ہے ہمارا قائد خمینی ہے، کبھی کہتے: (یسقط النظام السعودی) سعودی نظام گر رہا ہے۔ یہ لفظ ان کے زبان زد عام تھا۔ (یسقط فهد وخالد) فہد و خالد نا کام ہوئے۔ شاہ فہد اور شاہ خالد مراد لیتے تھے۔ علما خمینی انقلاب کے ظہور کے دوران سعودیہ میں شیعوں اور ایرانیوں کے درمیان مسلسل رابطہ رہتا تھا۔ حسن صفار کو تنظیم بنانے کا حکم دیا اور اس کی تنظیم کو اسی کی نگرانی اور رہنمائی میں دے دیا اس تنظیم کا نام یہ تھا

منظمة الثورة الاسلامیه لتحریر الجزیرة العربیة

اس تنظیم کے اہداف ومقاصد درج ذیل تھے:

① ایرانی انقلاب کی حمایت کرنا۔

② جزیرہ عرب کو آزادی دلوانا، مقصد ان کا یہ تھا سعودی حکومت کو سنی فرمانرواؤں کے ہاتھوں سے نکال کر شیعوں کے حوالے کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ تنظیم یہ فتوی دیتی ہے کہ سعودی حکومت اور دیگر سنی خلیجی ریاستیں سب کافرانہ طاغوتی حکومتیں ہیں اور یہ تنظیم خود کو خمینی والے ایران کا ایک حصہ تصور کرتی ہے۔ اور اس کی یہ پختہ رائے اور یہ اس کا عزم ہے کہ سعودی عرب میں ایرانی اسلامی انقلاب کے لیے چار شرائط ہیں۔

(شرائط)

۱)..........سعودی قیادت سعودیہ سے باہر کے علاقوں کو کھلا چھوڑ دے۔ جو تنظیم بھی ہو اور جہاں وہ چاہے تنظیم سازی کرے، ادارے قائم کرے۔

۲)..........اور شیعوں کے انقلابات ہمیشہ مسلح ہوتے ہیں، لہٰذا اسلحہ پر سے پابندی اٹھائی جائے۔

۳)..........تنظیم سعودی حکومت میں ویسا ہی اسلامی انقلاب لانا چاہتی ہے۔ جیسا کہ ایران میں آیا ہے، لہٰذا اسلحہ پر سے پابندی اٹھائی جائے۔

۴)..........ہماری تنظیم کے زیر اثر متعدد چھوٹے چھوٹے تنظیمی ڈھانچے قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔

تنظیم الاسلامیہ لتحریر الجزیرۃ العربیہ کا مرکز:

اس تنظیم کا مرکز پہلے تو ایران میں تھا بعد ازاں کچھ دیر دمشق میں رہا اب مستقل طور پر لندن میں ہے۔

اس تنظیم کے اخبارات:

یہ ثورہ اسلامیہ کے نام کی تنظیم اپنی نشریات جاری کرتی ہے۔ اس تنظیم نے نظر و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ اخبار کا یہ نام اور تنظیم کا نام ان کے مفاد کے مطابق نہیں اور نہ ہی اسے سیاسی ذرائع کی طرف سے قبولیت حاصل ہوگی تو انہوں نے یہ تکنیک اختیار کی کہ 1990ء کے آخر میں 1991ء کے شروع میں اس تنظیم کا نام بدل دیا اس کا نام رکھا۔

الحرکۃ الاصلاحیہ الشیعیۃ فی الجزیرۃ العربیۃ

اور اخبار کا نام مجلہ الجزیرۃ العربیہ۔ رکھا۔

سعودی حزب اللہ نے (الصفا) کے نام سے کتابوں کی اشاعت کا ادارہ قائم کیا۔ یہ سعودی حکومت کے خلاف جھوٹ بولتا ہے۔ اور سعودی معاشرہ اور عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکاتا ہے۔ یہ ادارہ (الصفا) مغربی تنظیموں اور یہودیوں کے بیانات اور معلومات جاری کر کے ان کی تقویت کا باعث بن رہا ہے۔ اس تنظیم کے امریکہ میں اور دیگر مغربی ملکوں میں مضبوط تعلقات ہیں۔

یہ مجلہ الجزیرۃ العربیہ۔ 1991ء ماہ جنوری میں جاری ہوا 1993ء کے نصف تک یہ شائع ہوتا رہا ہے۔ یہ رسالہ باہر کے یہودیوں کے ساتھ غیر محدود تعاون کرتا رہا ہے وہ یہودی جو سعودیہ کی اسلامی حکومت کے نظام سے انتقام لینے کے آرزومند ہیں یہ شیعوں کا اخبار ان کا سہارا تھا۔ اور اس کا مقصد یہ تھا اس ملک سعودی میں بدامنی ہو، اور یہ دھرتی بے قرار ہو جائے۔

اس رسالہ کا مدیر اعلیٰ حمزہ حسن تھا۔ اور عام مدیر عبدالامیر موسیٰ تھا۔

حقوق انسانی کے نام پر کمیٹی:

شیعوں کا اصل مقصد تو یہ تھا اپنے مطالبات منوانے کے لیے متعدد چھوٹی چھوٹی پارٹیاں قائم کی جائیں یہ تحریک اصلاح شیعہ کے نام سے اسی لیے وجود میں آئی تھی۔ اس نے ہی یہ جماعت 'حقوق انسانی' کے نام سے قائم کی تھی انہوں ظاہر تو یہی کیا کہ یہ ایک خود مختار کمیٹی ہے دراصل ان کے امریکی نظام کے ساتھ گہرے رابطے تھے وجہ یہ ہے کہ امریکی اور یہودی لابیوں کے ساتھ اس تنظیم کے بہت زیادہ گہرے رابطے تھے۔

اس کمیٹی نے ایک اخبار بھی شائع کیا جس کا نام ''اریبہ مونز'' تھا۔ یہ انگریزی زبان کا ترجمان تھا۔ اس میں سعودی حکومت کے خلاف دل کھول کر اور بڑھا چڑھا کر اور جھوٹوں کا پلندہ تیار کر کے بیان دیے جاتے ہیں۔ اور سعودیہ میں موجود اس تنظیم کے افکار اور آئیڈیالوجی کو بھرپور طریقہ سے بیان کرتے ہیں۔

واشنگٹن میں اس کمیٹی کا نگران جعفر شایب ہے۔ لندن میں صادق جبرال ہے۔ اور اس کا معاون توفیق سیف ہے جو کہ اس کمیٹی کا اب بھی کرتا دھرتا ہے۔ اور اس تحریک کا جنرل سیکرٹری بھی ہے۔

اس تنظیم کے اہم نمائندے:

تحریک اصلاح شیعہ کے نمایاں نمائندے درج ذیل ہیں۔

۱) حسن صفار جو کہ اس تحریک کا بانی، راہنما اور نگران ہے۔

۲) توفیق السیف یہ اس تحریک کا جنرل سیکرٹری۔

۳) حمزہ حسن، یہ جزیرہ عربیہ رسالہ کا مدیر اعلیٰ ہے

۴) میرزا خویلدی ہے۔ یہ نشر و اشاعت کے شعبہ دار الصفا کا مسئوول ہے۔

۵) عادل سلمان

۶) حبیب ابراہیم ۷) فؤاد ابراہیم ۸) محمد حسن

۹) زکی میلاد ۱۰) عیسیٰ مزعل ۱۱) جعفر شایب

۱۲) صادجران ۱۳) فوزی سیف

تحریک اور سعودی حکومت میں اتفاق:

1993ء میں سعودی حکومت اور شیعوں کی اس تحریک کے درمیان اتفاق رائے ہوا۔ حکومت نے چند امور پر تصفیہ کرلیا۔ اس میں یہ بات طے پائی کہ اس تحریک اصلاح شیعہ کے بیرونی تمام دفاتر بند کر دیے جائیں گے۔ اور ان سے جاری ہونے والے تمام رسائل بند کر دیے جائیں گے۔ اور بیرونی سیاسی تمام سرگرمیاں جو حزب اللہ کے مفاد میں کرتے ہیں۔ یہ ختم کرنا ہوں گی۔ اور تحریک اصلاح شیعہ جزیرہ عرب کے نام سے جو تحریک ہے اس کے لیے بھی یہ اپنی سرگرمیاں ختم کرے گی۔

اور یہودی تنظیموں اور بیرون ملک جتنی بھی اجنبی تنظیمیں ہیں ان کے درمیان جو حرکت اصلاح تنظیم شیعوں کی ہے ان کے درمیان قطعاً کسی قسم کا تعلق نہیں ہوگا۔ اور سعودی حکومت کے معاشرہ اور اداروں میں امن وسکون برقرار رکھنا ہوگا۔

خمینی انقلاب کی حقیقت کھل جانے کے بعد کہ یہ ایک فرقہ کی تحریک اور انقلاب ہے۔ جو علاقہ میں سیاسی اثر ونفوذ چاہتا ہے یہ دین اور سیاست دونوں میں تقیہ استعمال کرتے ہیں۔ اسی کے تحت کچھ تو ان شقوں کے پابند ہو کر سعودیہ لوٹ آئے ہیں تا کہ نئے دور کا آغاز کریں اور حکومت سعودی کے اندر عمل دخل دیں۔ لیکن کچھ باقی رہ گئے ہیں جو کہ بیرونی سعودی ہیں۔ تا کہ وہ اپنے مومن بھائیوں کے خبیث منصوبے جو انہوں نے شروع کر رکھے ہیں۔ انہیں پورا کر سکیں۔ یہ بیرون ملک سے اپنے منصوبوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں، حالانکہ یہ اس بات پر اتفاق کر چکے ہیں کہ یہ سیاسی سرگرمیاں جو کہ فرقہ واریت کو ہوا دیں وہ نہیں اختیار کریں گے اس کے باوجود یہ باز نہیں آتے۔

حزب اللہ سعودی کی فوجی شاخ:

حزب اللہ سعودی کا ایک فوجی ونگ بھی ہے جسے یہ حزب اللہ حجاز کہتے ہیں۔ 1987ء کے دوران تنظیم الثورۃ الاسلامیۃ فی الجزیرۃ العربیہ کا فوجی ونگ وجود میں آیا۔ اور بالاتفاق انہوں نے اس کا نام حزب اللہ حجاز رکھا کبھی حزب اللہ سعودی بھی کہتے ہیں، ان کے رسائل بھی جاری ہوتے ہیں یہ حزب اللہ سعودیہ میں خوفناک عمل وقوع پذیر کرواتا ہے یہ ایرانی پاسداران نے تشکیل دی ہے یہ ایرانی تاجر احمد شریفی کے زیر نگرانی ہے بعض سعودی شیعہ جو ایران کی قم یونیورسٹی میں پڑھے ہوئے ہیں اس نے انہیں اس تنظیم میں جمع کر دیا ہے۔

حزب اللہ اور تنظیم الام میں فرق:

سعودیہ میں چونکہ شیعوں کی سیاسی مرکزیت مختلف ہے، جہت میں اختلاف ہے اس کے پیش نظر حزب اللہ حجاز اور حزب اللہ الثورۃ الاسلامیہ الخ میں شخصی تصادم بھی ہوا تھا۔ اس وجہ سے نظم ونسق کے ذمہ دار، ایرانی منتظم احمد شریفی نے حزب اللہ سعودی اور تحریک اصلاح شیعہ جزیرہ عرب کے درمیان تفریق کر دی ہے کہ یہ اپنے اپنے میدان میں کام کریں گے اور حزب اللہ سعودی کو مسلح فوجی سرگرمیاں انجام دینے کی امتیازی حیثیت بھی دی ہے۔

حزب اللہ سعودی کے جرائم:

اس سعودی ملک کے بارے میں جو ان کے دلوں میں کینہ پایا جاتا ہے اس کا اظہار حسن صفار نے ایک شیعی مجلس میں قطیف کے علاقے میں ماہ اکتوبر 2006ء میں کیا تھا۔ دراصل یہ دبے الفاظ میں دھمکی ہے۔ کہ اگر شیعہ کے مطالبات پورے نہ ہوئے تو اندرون ملک کے شیعہ انارکی پیدا کریں گے۔ یہ 1400ھ اور 1407ھ میں دھمکی ہی نہ رہی تھی بلکہ انہوں نے اسے پورا کر دکھایا تھا۔

1407ھ میں حج کے موقع پر حزب اللہ حجاز کے کچھ افراد اٹھے اور ساتھ تحریک ایرانی انقلاب کے پاسداران کا تعاون بھی شامل تھا انہوں نے بہت بڑا مظاہرہ کیا حجاج کرام کو قتل کیا اور عوامی املاک کو تباہ کر دیا۔ اور مسجد حرام میں فتنہ برپا کر دیا۔ اور مقامات مقدسہ میں فتنہ پروری کی۔ حزب اللہ سعودی اور کویتی نے مل کر معیصم کی نماز میں زہریلی گیس چھوڑی جس کی وجہ سے بیت اللہ کے سینکڑوں حاجی زخمی اور شہید ہو گئے۔

9یا2یا1417ھ مطابق 25- 6- 1996ء میں حزب اللہ سعودی کے کچھ افراد اٹھے انہوں نے شہر 'الخبر' میں رہائشی علاقوں میں ایک بہت بڑی تیل کی ٹینکی کو آگ لگا دی۔ مجمع کے قریب تیل والا ٹینکر کھڑا کیا اور اس میں آگ لگا دی چار منٹ میں وہ ٹینکی بھڑک اٹھی۔ یہ خبیث مکارانہ حرکت کرنے والے درج ذیل اشخاص تھے۔

① ......ھانی صایغ ② ......مصطفیٰ قصار ③ ......جعفر شویخات
④ ......ابراہیم یعقوب ⑤ ......علی حوری ⑥ ......عبدالکریم ناصر
⑦ ......احمد مغصل ⑧ ......اور عسکری ونگ سے احمد مفصل تھا۔

خبر کے مجمع میں آگ لگانے کے عمل کی حسین مغیص۔ عبداللہ جراش، شیخ سعید بحار، شیخ عبدالجلیل سمین نے قیادت کی۔ خبر کے مجمع پر آگ لگانے کے بعد ھانی صایغ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور امریکہ کے ذریعے اسے سعودی عرب کے حوالے کر دیا گیا، عبدالکریم ناصر، احمد مفصل، ابراہیم یعقوب، علی حوری ایران فرار ہو گئے، شویخات سوریا بھاگ گیا سوریا گرفتاری کے ایک دن بعد ہی اس کی موت کا اعلان ہوا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے اور مر گیا ہے۔

دوسرا قول یہ بھی ہے کہ اسے ایران کے کہنے پر کسی ایجنٹ کے ذریعے مروایا گیا تھا تا کہ خبر کے مجمع میں جو آگ بھڑکانے کی سازش ہے وہ صیغہ راز میں رہے۔ اور اس کا مرکزی کردار ختم ہو جائے۔

حزب اللہ کے خفیہ کردار:

حزب اللہ سعودیہ کا خفیہ کردار عبدالکریم حسین ناصر ہے۔ یہ حزب اللہ کا قائد ہے۔ فاضل علوی ہے۔ علی مرھون ہے۔ مصطفیٰ معلم ہے۔ صالح رمضان ہے۔ انہیں الخبر کی تخریب کاری سے پہلے ہی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ یہ اس تخریب کاری کا ارادہ رکھتا تھے مگر گرفتار ہو گئے۔ احمد مفصل نے یہ تخریب کاری حزب اللہ سعودی کے دوسرے گروپ کے ذمہ لگائی۔

شیخ جعفر علی مبارک بھی ان کا قائد ہے۔ عبدالکریم حبیل بھی، ھاشم الشخص بھی۔ یہ لوگ اس حزب اللہ کے نگران اور سپورٹر تھے۔ کچھ اور چھوٹی چھوٹی جماعتیں بھی ہیں جنہیں ملا کر اس تنظیم کی عمارت مکمل ہوتی ہے۔

حزب اللہ سعودی کے یہ افراد ایران اور لبنان میں تربیت حاصل کرتے رہے تھے۔ تا کہ یہ اپنے ان گندے منصوبوں کو پورا کر سکیں اور ایک حکومت اسلامی سلفی کو گرانے کی کوشش کریں اس گروہ کے خفیہ

آدمی زیادہ تر گرفتار ہو گئے لیکن جو باہر چلے گئے تھے انہوں نے حزب اللہ سے سیاسی اور میڈیائی رابطہ باقاعدہ رکھا ہوا تھا۔

حزب اللہ اب تک ہیجان انگیز نشریات جاری کرتا رہا ہے اور تشدد کی دعوت دیتا ہے۔ اور سعودی حکومت کے مقابلہ پر آنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اور سعودی حکومت کو ناجائز قرار دینے پر مصر ہے۔ حزب اللہ انٹرنیٹ پر بڑا اثر انداز ہے اپنی تمام تنظیم الثورۃ الاسلامیہ کی نشریات اس سے جاری کرتا رہتا ہے۔

....

مطلب ۳:

حزب اللہ کویتی کا تعارف: (اس کی ابتداء)

حزب اللہ کویتی، حزب اللہ لبنانی کے بعد وجود میں آئی۔ حزب اللہ کویتی نے متعدد نام اختیار کیے ہیں۔ ایک نام رکھا تغیر نظام جمہوریہ کویت، صوت الشعب الکویتی الحر، تنظیم جہاد اسلامی، قوت المعظمہ الثوریہ فی الکویت، حقیقت میں یہ سارے نام حزب اللہ کویتی تنظیم کے ہی ہیں۔

حزب اللہ کی تاسیس:

کویت کے شیعوں کی ایک شاخ حزب اللہ کے نام سے معرض وجود میں آئی ہے یہ قم کے خوزہ علمیہ میں زیر تعلیم افراد پر مشتمل ہے اس کے زیادہ تر ارکان ایران کے پاسداران انقلاب سے منسلک ہیں انہوں نے ایرانی پاسداری سے ہی تربیت حاصل کی ہے۔ یہ ایک رسالہ النصر بھی جاری کرتی ہے ایران کے دار الخلافہ طہران کے اسلامی ذرائع ابلاغ کے اہداف وافکار ہی ان کا مرکز ہیں۔

یہ رسالہ کویتی شیعوں کو اپنے اہداف اور مصالح کے حصول کے لیے تیاری پر ابھارتا ہے۔ اور پکارتا ہے کہ نظام حکومت بدلنے کے لیے حکومت کویت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اور شیعی نظام قائم کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ یہ تنظیم فتنہ انگیزیوں، ہنگاموں آتش رانی، قتل وغارت گری اور اغوا کی ترغیب دیتی ہے۔ تاکہ ملک پر اس کا قبضہ ہو اور ایسی حکومت یہاں آئے جو ایران کے تابع ہو۔

حزب اللہ کویتی شیعہ ایرانیوں کا ایک جزو لاینفک ہے۔ علی خامنئی ان کا قائد ہے۔ حزب اللہ کا نظریہ یہ ہے کہ آل صباح کا حکومت کرنے کا قطعا کوئی حق نہیں یہ ہمارا حق ہے۔

حزب اللہ کویتی کی سرگرمیاں:

حزب الدعوۃ الشیعہ، کا مبارک کام قاتلانہ حملہ ہے۔ (۲۵-۵-۱۹۸۵)ء میں امیر کویت کی گاڑی سلیف محل کی طرف آرہی ہے۔ وہ دسمان کے محل کے اندر سے آرہی تھی۔ یہ حزب اللہ اپنی تخریب کاری کے لیے کمربستہ تھی۔ اس نے ٹریفک کھولنے والے اشارے بند کر دیے تاکہ سواری گزر جائے رک نہ جائے۔ ایک جانب کے اشارے کھلے رکھے تاکہ امیر کویت کی گاڑی کی طرف جانے والی جانب سے ٹریفک آتی رہے ہے امیر کا خاص حفاظتی دستہ اسے روکنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ پھٹ جاتی ہے جو اس خاص باڈی گارڈ کی گاڑی کو جلا دیتی ہے۔ محمد غنیزی اور ھادی شمری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس میں جل جاتے ہیں۔

پھر وہ آگ امیر کی دائیں جانب والی گاڑی جو کہ ان کی گاڑی کو روک رہی یہ بھی باڈی گارڈ تھے انہوں نے اس آگ والی گاڑی کو شدید دھکا سے فٹ پاتھ کی جانب دھکیل دیا۔ آگ تباہی مچا رہی تھی۔ تاہم امیر کویت اس خطرناک قتل سے محفوظ رہا۔

۱۲ جولائی 1985ء میں حزب اللہ کویتی نے کویت میں آگ سے تخریب کاری کا منصوبہ بنایا ان خبیثوں کی آگ رانی سے بہت سارے شہری زخمی اور شہید ہو گئے۔

۲۹۔ اپریل ۱۹۸۶ء میں کویت کی امن قوتوں نے اعلان کیا کہ ۱۲ افراد طیارہ ہائی جیک کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یہ طیارہ شرق ایشیا کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔

ماہ اپریل 1988ء میں حزب اللہ نے جابر بن صباح کا کویتی ہوائی جہاز اغواء کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اور انہوں نے (لارنکا) قرص کے ایئر پورٹ پر لے جانے کے لیے اسے قابو میں کر لیا۔ اس دوران دو کویتی عبداللہ خالد اور خالد ایوب رحمۃ اللہ علیہ شہید بھی ہو گئے۔ ان ظالموں نے ان کے سروں میں گولیاں ماریں اور سب کے سامنے انہیں طیارہ سے نیچے پھینک دیا تاہم یہ طیارہ اغواء نہ کر سکے۔

1983ء میں حزب اللہ کویتی نے اپنی ماتحت تنظیم جہاد اسلامی کے ذریعے آگ کے گولے برسائے گرڈ اسٹیشن، ائرپورٹ، امریکہ اور فرانس کے سفارت خانے اور تیل کے مرکز، اور رہائش کے مرکز سب کو ایک ہی دن میں نشانہ بنایا۔ سات آدمی شہید ہوئے ۶۲ زخمی ہوئے سب کویتی تھے اور تیل کمپنی میں کام کرتے تھے۔

حزب اللہ کویتی درپردہ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ملک کویت میں فعال سیاسی مشارکت

سے کام لیتی ہے۔ اور تقیہ کے انداز میں اسلامی ملکی الفت کے نام پر خبیث سیاست کا کھیل کھیلتے ہیں، صلح پسندی کے نام پر اپنے اہداف اور ایرانی مطالبات حاصل کرتے ہیں۔ اس حزب اللہ کے باقی ارکان محمد باقر مہدی۔ عباس بن نخی، عدنان عبدالصمد، ڈاکٹر ناصر صلخوہ، ڈاکٹر عبدالمحسن جمال ہیں۔

بیانات سے ظاہر ہوا ہے کہ جنوبی عراق پر ایرانی قبضہ ایرانی تاجروں اور پاسداران کے لیے ایک پناہ گاہ بن چکا ہے۔ یہ ایک بنیاد بن چکا ہے کہ جو کویت کے شیعوں کے لیے غذا اور اسلحہ پہنچانے کے کام آرہی ہے، جس سے یہ حکومت کویت کے خلاف بھڑکاؤ اور اضطرابات پیدا کرتے ہیں۔ ان بیانات سے یہ بھی واضح ہوا ہے کہ ایرانی اسلحہ ڈیلر حکومت کویت میں وسیع پیمانے پر اسلحہ سپلائی کرتے ہیں اور یہ حکومت ایران کے پڑوس میں شیعہ جماعتوں کی تخریب کاری اور ان کے خلاف احتجاج کرنے کی ترغیب سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ بات درست ہے۔

....

مطلب ۴:

حزب اللہ یمنی کا تعارف

یہ بھی حزب اللہ لبنانی کی ایک شاخ ہے یہ بھی جرائم پیشہ اور قتل وغارت کی رسیا تنظیم ہے، یہ اتنے زیادہ فتنہ پرور ہیں کہ مسلمان ان گروہوں سے ستائے ہوئے وہاں سے باہر جارہے ہیں۔ یہ مختلف ناموں سے موسوم ہے۔ شباب مؤمن کے نام سے بھی معروف ہیں یہ بھی فاسد عقائد کی حامل ہے، یہ زیدی شیعوں سے حزب اللہ بنی ہے، یعنی زیدی شیعوں سے نکل کر اب یہ اثنا عشری رافضی عقائد پر کار بند ہیں۔ ایک بوڑھا ان کا سربراہ ہے جسے حسین بدرالدین الحوثی کہتے ہیں، اس کا باپ بدرالدین الحوثی ہے، یہ اصل میں جارودیہ فرقہ سے ہیں۔ حوثی فرقہ زیدیہ جارودیہ سے منتقل ہو کر جعفریہ اثنا عشریہ میں آ گیا تھا۔ جب یہ ایران گیا۔ اور جعفری گھاٹ سے پانی نوش کیا تو اور اس کے عقیدہ پر پختہ ہو گیا۔ یہ حزب اللہ لبنانی کو دیکھنے لبنان گیا تھا اور ایران بھی گیا تھا یہ 1997ء تک وہاں ٹھہرا پھر یمن لوٹ آیا۔ اور ایرانی سہارے سے اس نے تحریک ''حوثی'' تیار کی اس کی تنظیم سازی پر ۴۲ ملین ریال یمنی تقسیم کیے جو حوثی تنظیم کو مضبوط کرنے والوں پر صرف ہوئے۔ سعدہ اور یمن میں تقسیم کیے۔ یہ تعاون سے علیحدہ ہے جو شیعی دیگر اداروں سے آتا رہتا ہے۔ انصارین کا ادارہ جو کہ قم میں قائم ہے الخوئی ادارہ ہے جو کہ لندن میں ہے۔ ثقلین شیعہ کا ادارہ ہے جو کہ کویت میں ہے حزب اللہ لبنانی کے تابع اور بھی بہت سے ادارے

ہیں اور بھی شیعہ تنظیمیں ہیں جو اس حزب اللہ یمنی ٹیم کا سہارا بنتی ہیں یمن میں اس کے پاس بہت لمبے چوڑے مال ہیں۔

حکومت یمن کے ایک ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ سعودی شیعہ بھی صعدہ میں اشتعال سے پہلے اور اس کے دوران میں حوثی سے مالی تعاون کرتے رہے ہیں۔

نوٹ:

مزید استفادہ کے لیے (۱) اسرائیل اور حزب اللہ، عبدالحلیم محمود (۲) حزب اللہ حقائق وابعاد، فضیل ابو نصر (۳) رؤیۃ مغایرہ، عبدالمنعم شفیق (۴) حزب اللہ من النصر الی القصر (انور قاسم) (۵) حزب اللہ وسقط القناع احمد فہمی) (۶) الخمینیہ وریثۃ الحرکات الحاقدۃ ولید اعظمی (۷) ماذا تعرف عن حزب اللہ (علی صادق۔ (۸) وجاء دور المجوس عبداللہ غریب۔ ان کتب کا مطالعہ کریں۔

چودھویں فصل......

فرقہ بہایہ اور بابیہ کا تعارف

پہلی بحث:

......اس کے معروف بانی

دوسری بحث:

......بہائیوں کے عقائد

تیسری بحث:

......ان کے مقامات

چوتھی بحث:

......ان کے فقہی احکام اور عیدیں

پانچویں بحث:

......بہائیوں کی مقدس کتابیں

مقدمہ

بہائی ایک شیعی تحریک ہے جو 1260ھ بمطابق 1844ء میں وجود میں آئی (اس کا آغاز) یہ تحریک روس، یہود اور انگریز کی پیداوار ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی عقیدہ میں فساد پیدا کیا جائے۔ اور مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ کی جائے اور مسلمانوں کو ان کے اساسی معاملات سے دور کر دیا جائے۔

اسلام کا فیصلہ:

علمی مراکز سے اس فرقہ کے بارے میں فتاوی جاری ہوئے ہیں۔ مکہ مکرمہ کا شعبہ مجمع فقہ الاسلامی، دار الافتاء مصر دونوں مراکز سے یہ فتوی جاری ہوا ہے کہ بہائی شریعت اسلام سے خارج ہیں۔ اور انہوں نے کہا ہے: اس کے خلاف لڑنا جائز ہے اور انہوں نے اس فرقہ کے لوگوں کو بغیر تاویل کے اعلانیہ کافر قرار دیا ہے۔

....

پہلی بحث......

بہائی فرقہ کے مشہور بانی

بہائی فرقہ کی بنیاد مرزا علی محمد رضا شیرازی نے 1235ھ میں رکھی تھی۔ چھ برس کی عمر میں اس نے شیعہ کے شیخ سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد اس نے پڑھائی چھوڑ دی اور تجارت کا طریقہ سیکھنے لگا۔ سترہ (۱۷) برس کی عمر میں پھر پڑھنا شروع کر دیا۔ صوفیوں کی کتابوں، ریاضت سکھانے والی کتابوں اور روحانیت والی کتابیں پڑھنے میں مصروف ہو گیا اور خصوصاً حروف ابجد کی کتابیں پڑھنے لگا۔ اور باطنی طرز عمل کے مطابق تھکا دینے والی با مشقت اعصاب شکن انداز پر ریاضت کرنے لگا۔

1259ء میں یہ بغداد چلا گیا، اپنے زمانہ کے شیخ کی مجلس میں آنے جانے لگا۔ اس کا نام کاظم رشدی تھا۔ اس کی آراء و افکار پڑھتا رہا۔ اس رشدی کی مجلس میں مرزا کی ملاقات ایک روسی جاسوس سے ہوئی۔ جس کا نام کیز ادوجری تھا یہ اسلام کا مدعی بنا ہوا تھا اسے عیسیٰ نکرانی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ یہ روسی جاسوس اس مجلس کے پیروکاروں کے دل میں یہ بات ڈالتا رہا کہ مرزا محمد علی شیرازی ہی وہ مہدی ہے جس کا انتظار ہو رہا ہے اور حقیقت الٰہیہ تک رسائی کا یہی ایک دروازہ ہے اور رشدی کی وفات کے بعد اسی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یہ ساری بات اس جاسوس نے اس لیے کی تھی کہ اس نے پرکھ لیا تھا کہ یہ اپنے منصوبوں کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر سکتا ہے یہی افتراق ڈالنا ہی جاسوس کا مقصد تھا۔

۵ جمادی الاولیٰ 1260ھ بروز جمعرات بمطابق 23 مارچ 1844ء میں اس نے اعلان کر دیا کہ مرزا باب معرفت ہے اہل طریقت شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ رشدی کے مرنے کے بعد جو کہ 1259ھ میں مرا تھا یہی مرزا ہی باب معرفت ہے۔ اس مرزا نے اعلان کر دیا کہ میں اسی طرح پیغمبر ہوں جس طرح حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد ﷺ پیغمبر ہیں بلکہ شان و مکان میں ان سے زیادہ افضل ہوں۔ رشدی کے تمام شاگرد دھوکے میں آ گئے اور عوام بھی فریب زدہ ہو گئے اور اس پر ایمان لے آئے۔ اس نے اٹھارہ (۱۸) مبشر منتخب کیے کہ اس کی آواز عام کریں اور انہیں (حروف الحی) کا لقب دیا۔ 1261ھ میں یہ گرفتار ہوا۔ اس نے وکیل مسجد کے منبر پر بیٹھ کر توبہ کا اعلان کیا۔ یہ توبہ تاخیر سے ہوئی

اس کے پیروکاروں نے زمین میں اودھم مچا رکھی تھی۔ قتل وغارت کا بازار خوب گرم کیا تھا اور مسلمانوں پر کفر کے فتویٰ کی مشین گن چلا رکھی تھی۔ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا ہے۔ 1266ء میں اس نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میرے اندر اللہ تعالیٰ حلول (اتر آئے ہیں) کر آئے ہیں۔ علماء کے انکار پر اور ان کی تنقید کی وجہ سے بظاہر اس نے توبہ اور اس گندے عقیدے سے رجوع کا اظہار کیا مگر علمائے کرام کو اس پر یقین نہ تھا کیونکہ یہ بزدل تھا اور علمائے کرام کا سامنے کرنے کی ہمت نہ پاتا تھا، اس لیے اس کی توبہ نہ ہونے کا ہی فیصلہ ہے اور یہ اسی حالت میں مرا تھا۔ اس کا ایک کاتب وحی تھا جسے یزدی کہتے تھے۔ اس نے مرنے سے پہلے توبہ کی اور اس باطل عقیدہ سے اظہار براءت کیا اور 1266ھ میں ماہِ رمضان میں ہی وہ یزدی اس مرتد سے علیحدہ ہو گیا تھا۔

(۲)......اس بابیہ یا بہائیہ فرقہ کی بانی قرۃ العین عورت ہے۔ اس کا اصلی نام ام سلمیٰ تھا۔ یہ 1231ھ میں قزوین میں پیدا ہوئی اس نے علوم پڑھے، شیعوں کے طریقہ شیعیت کی طرف اس کا میلان تھا۔ اپنے چھوٹے چچا ملا علی شیخی کے ذریعے وہ ان کے افکار وعقائد سے متاثر ہوئی۔ کاظم رشدی کے پاس کربلا میں بابیوں کی رفاقت اختیار کر لی، کہا جاتا ہے کہ یہی اس کی، یعنی رشدی کی افکار ساز تھی یہ ایک متاثر کن خطیبہ، اور چرب اللسان ادیبہ تھی، علاوہ ازیں یہ حد درجہ جمیلہ اور جاذبِ نظر تھی۔ مگر یہ اباحیت کی قائل تھی کہ ہر گناہ جائز ہے۔ یہ اس کا نظریہ تھا، بڑی بدکار تھی اسی وجہ سے اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی اور اولاد نے اعلان بیزاری کر دیا تھا۔ ''بزاریم تاج، یعنی سنہری بالوں والی کے لقب سے اسے پکارا جاتا تھا۔ 1264ھ ماہ رجب میں بابیہ فرقہ کے لیڈروں کے ساتھ یہ بھی ایک میٹنگ میں شامل تھی۔ یہ زبردست فن خطابت کی ماہر تھی اس نے اپنے پیروکاروں بابیوں کو قید کرنے کے خلاف احتجاجی مظاہروں پر اکسایا۔ اور اس اجتماع میں اس خبیث عورت نے یہ اعلان کیا کہ شریعت اسلامیہ منسوخ ہو چکی ہے۔ اور پھر اس نے اس میٹنگ میں شرکت کی جس میں شاہ ناصر الدین قاجاری کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی گئی تھی، اس خبیث کو گرفتار کر لیا گیا اور فیصلہ ہوا اسے زندہ ہی آگ میں جلا ڈالا جائے۔

لیکن جلاد نے پہلے ہی اس کا گلا دبا کر مار دیا بعد میں جلا دیا۔ یہ 1268ھ ذوالقعدہ کے شروع کی بات ہے بمطابق 1852ء ہے۔

(۳)......اس باب یا بہائی فرقہ کا بانی مرزا یحییٰ علی ہے۔ یہ بہاء کا بھائی تھا۔ اسے ''صبح ازل'' کا لقب ملا تھا۔ باب نے خلافت کی اسے ہی وصیت کی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کا نام ''ازلیین'' رکھا تھا۔ اس کے بھائی مرزا حسن بہاء نے اس سے تنازع کیا، خلافت میں بھی اختلاف

کیا اور الوہیت کے دعویٰ میں بھی اختلاف کیا اور دونوں بھائیوں نے اسی کشاکش میں ایک دوسرے کو زہر دینے کی کوشش کی۔ ان کے درمیان اور شیعوں کے درمیان اختلاف کی شدت نے یہ رخ اختیار کیا کہ انہیں ''ادرما'' ترکی میں جلاوطن کر دیا گیا۔ یہ 1863ء کی بات ہے، وہاں یہودی رہتے تھے۔ صبح ازل کے ماننے والوں اور بہاء کے ماننے والوں کے درمیان اختلافات مسلسل جاری رہنے کی وجہ سے عثمانی بادشاہ نے بہاء اور اس کے پیروکاروں کو (عکا) کی طرف جلاوطن کر دیا اور صبح ازل اور اس کے پیروکاروں کو قبرص میں جلاوطن کر دیا۔ یہ وہیں مر گیا۔ یہ 1921ء ماہ اپریل کی (۲۹) تاریخ تھی اس کی عمر تقریباً (۸۲) برس تھی۔ بہت ساری کتابیں پیچھے چھوڑ کر مرا ہے۔ اس کی ایک کتاب ''الالواح'' ہے۔ یہ ''البیان'' کی تکمیل ہی ہے اس نے اپنے بیٹے کی خلافت کے لے وصیت کی تھی۔ جو بعد میں عیسائی ہوا تو اس کے پیروکار اسے چھوڑ گئے۔

(۴)......مرزا حسین علی تھا۔ اسے بہاء اللہ کے لقب سے پکارتے تھے یہ 1877 میں پیدا ہوا تھا۔ اس باب کی خلافت پر اپنے بھائی سے اختلاف کیا تھا اس نے بغداد میں اپنے پیروکاروں اور مریدوں کے سامنے اعلان کیا تھا میں ہی وہ ہوں جو کامل ظہور لے کر آیا ہوں۔ ''باب'' نے میری ہی بشارت دی تھی۔ میں ہی اللہ کا رسول ہوں جس میں الوہیت کی روح اتر آئی ہے۔ اس کی دعوت عقائد بہائیہ کے بارے میں دوسرے مرحلہ میں داخل ہوئی ہے۔ حسین علی نے اپنے بھائی صبح ازل کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی اس کے اور ''اورما ترکی میں یہودیوں کے ساتھ تعلقات تھے۔ اب بہائی اس سرزمین ترکی کو ''ارض اسر'' راز کی سرزمین کہتے ہیں یہاں اس نے اپنے بھائی کے بہت سارے پیروکاروں کو قتل کیا تھا۔ 1892ء میں ازیسین میں سے کسی نے اسے مار ڈالا اور عکا شہر کے بہجہ مقام پر دفن کیا گیا۔

اس کی ایک کتاب اقدس ہے جس کا نام ''البیان والایقان'' ہے اس کی کتابوں میں یہودیوں کو سرزمین فلسطین میں جمع ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

(۵)......سربراہ عباس افندی ہے اسے عبدالبہا کے لقب سے پکارتے تھے۔ 23 مئی 1844 میں پیدا ہوا۔ اس کے والد بہا نے خلافت کی اس کے نام وصیت کی تھی یہ بڑی شخصیت کا مالک تھا زیادہ تر مؤرخین کا خیال ہے اگر یہ عباس نہ ہوتا تو بہائیہ اور بابیہ فرقہ برقرار ہی نہ رہتا۔ بہائیوں کا عقیدہ ہے: انہ معصوم غیر مشرع ''یہ معصوم ہے اور کسی شریعت کا پابند نہیں۔ اس نے اپنے باپ کی ربوبیت میں یہ اضافہ کیا تھا کہ القادر علی الخلق ''وہ مخلوق پر قادر ہے'' اس کے بعد عباس افندی نے سویسرا کا سفر کیا۔ صیہونی کانفرنس میں شرکت کی خصوصاً ''پال کانفرنس جو کہ 1911ء میں منعقد ہوئی۔ اس نے

صیہونیت کی تائید کی۔ "جنرل لمبی" نے اس کا استقبال کیا جب یہ فلسطین آیا تو اسے خوش آمدید کہا۔ برطانیہ نے اس "سر" کا خطاب دیا۔ دیگر بلند وبالا تمغے اس کے علاوہ ہیں۔ یہ لندن، امریکہ، المانیا، مجر، اسکندریہ بھی گیا۔ اسلامی بلاک سے ہٹ کر یہ دعوت دینے گیا تھا۔ اس نے "شکاگو" میں بہائیوں کے ایک بڑے اجلاس کی بنیاد رکھی۔ اور حیفا کوچ کیا۔ 1913ء میں اس کے بعد قاہرہ گیا وہاں یہ 1921ء میں مرگیا اس نے اپنے باپ کی تعلیمات لکھیں اور یہودیوں کی کتاب تورات کے عہدِ قدیم سے اپنے نظریات کی تائید اقتباسات کا اضافہ کیا۔

(۶)......شوقی افندی ان کا سربراہ ہوا ہے۔ اس کے دادا عبدالبہاء نے اسے اپنا نائب بنایا تھا ابھی جو بیس برس کا تھا اسی کے طریقہ کو اپنایا۔ جمعیتیں اور دنیا میں جتنی بھی بہائی تنظیمیں تھیں انہیں یکجا کیا اور اس نے بہائی عدالت کا انتخاب کیا یہ لندن میں حرکت قلب بند ہونے سے مرگیا۔ اسی زمین میں دفن ہوا۔ جو حکومت برطانیہ نے بہائی فرقہ کو ہدیہ میں دے رکھی تھی۔ 1963 میں نو بہائی افراد بہائیہ فرقہ کے سربراہ منتخب ہوئے۔ بیت العدالت کی بنیاد انہوں نے رکھی تھی۔ چار امریکی ہیں دو انگریز ہیں تین ایرانی ہیں یہ "فرنانڈوسانٹ" کی ریاست میں بنیاد رکھی تھی۔ اس کے بعد اس ریاست کا سربرا امریکی شہریت رکھنے والا یہودی میثون ہے۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

بابیہ بہائیوں کے عقائد

(عقیدہ نمبرا)...... بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا علی محمد رضا شیرازی، ہر چیز کا خالق ہے۔ اپنے کن کے کلمہ سے اس نے ہر چیز پیدا کی ہے۔ تمام اشیاء کو اسی نے ظہور بخشا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز میں حلول کیے ہوئے ہے۔ یہ وحدت الوجود کے قائل ہیں۔ تناسخ یعنی جون بدل کر روح آتی ہے اس کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور کائنات ہمیشہ رہے گی اور ثواب عذاب صرف روح کو ہوتا ہے یہ صرف ایک خیال ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ (۱۹) کے عدد کو بڑا مقدس مانتے ہیں۔ یہ مہینوں کی تعداد بھی (۱۹) ہی قرار دیتے ہیں۔ مہینے کے دن بھی (۱۹) شمار کرتے ہیں اس بارے میں محمد رشاد خلیفہ بھی ان کے پیچھے چل پڑا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے قدوسیت صرف (۱۹) کے عدد میں ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ قرآن کریم بھی اپنے نظم میں (۱۹) کے عدد کے مطابق کلمات اور حروف رکھتا ہے لیکن اس کا یہ دعویٰ بے حد غیر معتبر اور علمی معیار سے گرا ہوا ہے۔ بہائی یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ ''بوذا'' ہندوؤں کا نبی تھا۔ کنفیوشیش چین کا حکیم جو ہے یہ بھی نبی تھا برہمن اور فارسیوں کا حکیم زرتشت یہ بھی نبی تھے۔ اور جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا نظریہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سولی چڑھ گئے ہیں یہی عقیدہ بہائیوں کا ہے۔ اور یہ قرآن پاک کی باطنی تاویلات کرتے ہیں جو کہ بالکل غلط ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کے منکر ہیں، فرشتوں اور جنوں کی حقیقت ماننے سے انکاری ہیں۔ جنت اور دوزخ کا وجود تسلیم نہیں کرتے اور عورتوں کے لیے پردہ کرنا حرام تصور کرتے ہیں۔ متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں مال اور عورت کو کسی ایک کی ملکیت نہیں جانتے، بلکہ جو چاہے ان سے فائدہ اٹھائے اور کہتے ہیں:

دين الباب ناسخ لشريعة محمد صلى الله عليه وسلم ويؤولون يوم القيامة بظهور البهاء

''بابیہ کے دین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کر دیا ہے اور یہی روزِ قیامت ہے کہ بہاؤ الدین کا ظہور ہو گیا ہے۔''

نمبر۲: ان کا قبلہ اور نماز:

فلسطین میں ''عکا'' شہر کی بجہ، جگہ ان کا قبلہ ہے مکہ مکرمہ میں موجود مسجد حرام کو یہ قبلہ تسلیم نہیں

کرتے، یہ وہ جگہ ہے جہاں ان کا امام بہاؤ الدین حسین بن علی موجود ہے۔اور جہاں وہ جگہ بدلتا ہے وہیں ان کا قبلہ بن جاتا ہے۔ یہ زندگی میں ہے جب وہ مر جاتا ہے تو اس کی قبر ان کا قبلہ بن جاتی ہے جو عکا میں ہی بناتے ہیں۔ان کی نماز دن میں تین مرتبہ ہے اور نو رکعات پڑھتے ہیں یہ گلاب کے عرق سے وضو کرتے ہیں اگر یہ میسر نہ آئے تو یہ پڑھنا ہی ان کا وضو ہے(بسم اللہ الاطہر والمطہر) اسے پانچ مرتبہ دہراتے ہیں۔ یہ سوائے نمازِ جنازہ کے اور کوئی نماز با جماعت نہیں پڑھتے اور ان کی نمازِ جنازہ میں چھ تکبیرات ہیں اور ہر تکبیر میں اللہ ابھی کہتے ہیں۔ بہا میر اللہ ہے اور نمازِ جنازہ میں میت پر (۱۹) مرتبہ یہ درج ذیل کلمات پڑھتے ہیں۔

انا کل لله عابدون۔ انا کل لله ساجدون۔انا کل لله قانتون۔ ان اکل لله ذاکرون۔ انا کل لله شاکرون۔انا کل لله صابرون۔

''ہم سب اللہ کے لیے عبادت گزار، سجدہ کرنے والے، فرمانبردار، ذکر نے والے ، شکر کرنے والے اور صبر کرنے والے ہیں۔''

ان کی نماز کے اوقات یہ ہیں کہ بہائی فرقہ والا جب اپنی فرصت پائے تو نماز ادا کرے، اور جو نمازِ کبریٰ ادا کرے اسے نماز صغریٰ یا وسطیٰ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ،ان کی نمازوں کے تین اوقات ہیں۔ صبح ،ظہر اور شام یہ زوال کے وقت جو نماز ادا کرلیں تو کبریٰ اور وسطیٰ نماز ان سے ساقط ہو جاتی ہے۔ان کی کتاب اقدس میں لکھا ہے:

قد کتب علیکم فی الصلاۃ تسع رکعات واوقاتها ثلاثة الله منزل الآیات حین الزوال وفی البکور والاصال

''تم پر نماز کی نو رکعات فرض ہیں اور ان کے تین اوقات اتارنے والے رب نے مقرر کیے ہیں، زوال کا وقت، صبح کا وقت اور شام کا وقت''

ان کے نزدیک نماز باجماعت پڑھنا حرام ہے تا کہ مسلمانوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو جائے ،ان کی کتاب اقدس میں ہے:

کتب علیکم الصلاۃ فرادی قد رفع حکم الجماعة الآتی صلاۃ المیت

''تم پر اکیلے اکیلے نماز پڑھنا فرض ہے جماعت کا حکم نمازِ جنازہ میں ہے۔''

مسافر، مریض یا بوڑھا کمزور ان سے نماز معاف ہے۔سفر میں بہائی فرقہ سے متعلق انسان سجدہ

میں یہ کہہ دے۔ "سبحان اللہ" تو اس کی نماز پوری ہوگئی اور ان کی یہ بات ان کے امام حسین بہاء نے پوری زندگی میں ایک بھی نماز نہیں پڑھی وجہ یہ ہے کہ ان کا عقیدہ ہے یہ قبلہ ہے۔جس کی طرف وہ نماز میں توجہ کرتے ہیں اس لیے قبلہ کو نماز کی ضرورت نہیں۔

نمبر۳: بہائیوں کا روزہ:

ان کا روزہ (۱۹) ایام کا ہوتا ہے یہ مہینہ (علا) کے نام سے مشہور ہے۔ان دنوں میں طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک یہ کھانے سے رک جاتے ہیں۔اس کے آخر میں "نوروز" کی عید مناتے ہیں۔یہ بھی (۱۱) سے لے کر (۴۲) تک ہوتا ہے اس کے بعد روزہ کی پابندی بھی ختم ہو جاتی ہے۔

نمبر۴: بہائیوں کا جہاد:

ان کے نزدیک جہاد کرنا حرام ہے اور دشمنوں کے خلاف ہتھیار اٹھانا بھی حرام ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ استعماری طاقتوں کی خدمت کے لیے کہتے ہیں۔

نمبر۵: ختم نبوت کا انکار:

یہ محمد ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے اور ان کا دعویٰ ہے کہ وحی جاری ہے۔انہوں نے قرآن پاک کے مقابلہ میں کئی کتابیں تیار کی ہیں خطاؤں کا پندہ اور لغوی اغلاط سے پراگندہ اور اسلوب بیان میں سرائندہ ہیں۔

نمبر۶: بہائیوں کا حج:

یہ مکہ میں حج کرنے کو باطل قرار دیتے ہیں،ان کا حج فلسطین کے مقام "عکا" کے اندر بہجہ جگہ میں ہے۔علاوہ ازیں شریعت کی عبادات،حدود اور قصاص وغیرہ جو بھی قرآن وحدیث میں ہیں یہ ان کو نہیں مانتے۔نہ ہی عربی زبان بولتے ہیں اس کے تو اتنے شدید مخالف ہیں اسے دوسری بولی میں بدل دیتے ہیں۔ جسے یہ نورانی لغت کہتے ہیں۔اور ان کا اس لغت کے بارے میں عقیدہ ہے یہی نورانی لغت کائنات کی سیادت عطا کرے گی۔وغیرہ ذلك من الخرافات۔

تیسری بحث......

بہائیوں کے ٹھکانے

دنیا میں بہائیوں کی تعداد تقریباً (۶) ملین ہے۔ان کی زیادہ تعداد ایران میں ہے۔ کچھ تعداد عراق، سوریا، لبنان اور مقبوضہ فلسطین میں ہے۔ یہاں تو ان کا مرکز ہے۔ مصر میں بھی ہیں، افریقہ، بادیس ابابا، کمپالا، یوگنڈا، یوساکا، زمبابوے میں بھی یہ پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی بڑی بڑی مجلسیں ہوتی ہیں۔ جنوبی افریقہ میں تقریباً ان کی بیس دن کانفرنس ہوتی ہے۔ کراچی میں بھی ان کی ایک محفل ہوتی ہے جسے یہ محفل ملی کا نام دیتے ہیں۔ مغربی ممالک میں بھی ان کا کافی عمل دخل ہے۔ لندن، فرینکفرٹ میں ان کا ایک بہت بڑا اجلاس ہوتا ہے۔ سڈنی، آسٹریلیا، شکاگو، متحدہ امریکہ کی جو ریاستیں ہیں ان میں ان بہائیوں کی ایک بہت بڑی عبادت گاہ ہے۔ اسے ''مشرق الافکار'' کا نام دے رکھا ہے۔ یہاں سے ان کا ایک رسالہ ''نجم الغرب'' کے نام سے جاری ہوتا ہے۔ نیویارک میں بہائیوں کے نوجوانوں کی ایک تنظیم ''قافلہ الشرق والغرب'' کے نام سے ہے۔ جو ان کے ابتدائی اصولوں پر قائم ہے۔ ان کی ایک کتاب ''دلیل القافلہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ ایک کتاب ''اصدقاء العلم'' کے نام سے ہے۔ لاس اینجلس، بروکن اور نیویارک میں ان کے بڑے بڑے اجتماعات منعقد ہوتے ہیں اور متحدہ امریکہ کی ریاستوں میں یہ لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ایک یہ بات بھی حیران کن ہے کہ ''اقوام متحدہ'' جنیف کے اقوام متحدہ کے مرکز میں، نیروبی میں، افریقہ میں انہیں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً اقوام متحدہ کی اقتصادی کمیٹی کے ارکان میں ان کا رکن مجلس شوریٰ کا ممبر ہے۔ اقوام متحدہ کے خاندانی شعبہ کے پروگرام میں یونیسف میں اقوام متحدہ کے معلومات کے دفتر میں انہیں بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ عبدالبہاء نے 1912ء میں فلسطین عکا سے امریکہ کا دورہ کیا۔ یہ وہاں تقریباً آٹھ ماہ رہا تھا اس کے اس دورہ میں برطانیہ، فرانس کا دورہ بھی شامل تھا۔ 1994ء میں نیویارک امریکہ میں بہائیوں کی تعدا (۲ملین) بیس لاکھ کے قریب شمار کی گئی تھی۔ ایران بہائیوں کا بنیادی مرکز ہے اور اس فرقہ کی جنم بھومی ہے۔ اور یہ سرزمین اس کی نشوونما کے لیے بہت ہی زرخیز ثابت ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے اس ملک میں انکا وجود مضبوط ہے۔

ادارہ "معارف اسلامیہ" نے پانچ لاکھ سے لے کر دس لاکھ تک بتائی ہے۔ یہ سرسری اندازہ ہے باریک بینی سے نہیں لگایا گیا۔ 1955ء میں ان کی طرف سے ایک قرارداد پیش کی گئی تھی کہ ملک کے نظام میں ہمیں بھی حصہ دار بنایا جائے۔ انہوں نے حکومت کے خلاف شور شرابہ بھی کیا، فوج اور دیگر محکموں میں بھی شور وغل بپا کیا جس کے نتیجہ میں بہائیوں کے عبادت خانے گرا دیئے گئے اور ان کا روپیہ منجمد کر دیا گیا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بہائیوں کے ایران میں واقعات وحالات کے متعلق لکھا ہے کہ یہ در پردہ اپنی سرگرمیاں مضبوط کر رہے تھے اور اس کے زیادہ تر نوجوان جو متعہ اور جنسی شہوت رانی کی تلاش میں رہتے تھے تاہم ایران میں بہائیوں کے خلاف سخت ترین جماعت "حاجتیہ" وجود میں آئی۔ جو 1953ء میں وجود میں آئی۔ 2005ء میں جب احمد نژاد کی حکومت ایران میں قائم ہوئی ہے اس کے بعد اس تنظیم کی قوت میں اور اضافہ ہوا ہے جس سے یہ بہائی دب گئے ہیں۔ فلسطین کا شہر "حیفا" عربی علاقوں میں بہائیوں کا مرکزی ٹھکانا ہے۔ ان کے نزدیک 'عکا' جگہ بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ کیونکہ بہاؤ الدین کی قبر وہاں ہے۔ یہ نماز میں ان کا قبلہ ہے۔ ساتھ ساتھ یہ اس کی قبر کا طواف کرتے ہیں، اس کے اوپر سجدہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ان کے بڑے شیعہ اپنے معصوم اماموں کی قبروں پر کیا کرتے تھے۔ یہ بہائی فلسطین میں ایک سالانہ کانفرنس منعقد کرتے ہیں۔ 2001ء میں حیفا شہر میں ان کے مرکزی عبادت خانہ کے ارد گرد قبہ عباس کے نام سے ایک قبہ بنایا گیا ہے۔ جو دو ہزار مربع میٹر پیائش والا ہے اور (۲۵۰) ملین ڈالر سے زیادہ اس پر اخراجات ہوئے ہیں۔ اسرائیلی قوتوں نے باقاعدہ ان سے تعاون کیا ہے۔ اس میں پانچ ہزار افراد شریک ہوئے تھے، اور دنیا کے ستر (۷۰) ٹیلویژن اسٹیشن اسے کوریج دے رہے تھے۔ اور یہودی ذرائع ابلاغ بہائیوں کی خبروں کو بڑے اہتمام کے ساتھ انہیں نمایاں کوریج دے رہے تھے۔ بلکہ یہودی اسرائیلی ذرائع ابلاغ تو بہائیوں کے افکار کی ترویج واشاعت زور وشور سے کرتے ہیں۔ اور ان کی عیدوں کے موقع پر پیغام تہنیت بھی دیتے ہیں۔ نوروز ، عید رضوان وغیرہ پر مبارک باد دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ تو ان بہائیوں کا عالمی اجتماع سابقہ اسرائیلی حکومت کے سربراہ "بن کورین" کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا اور اسرائیل میں بہائیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر انہوں نے اسرائیل کا شکریہ ادا کیا تھا۔ انہوں نے ایک مرکز حیفا میں قائم کر رکھا ہے۔ اس کا نام انہوں نے "بیت العدل" رکھا ہے۔ بہاؤ الدین یہ نقطہ نظر بہت دیر سے لیے پھرتا تھا مگر اسے قائم کئی سال کے بعد کیا تھا۔ اس میں "روحیہ ربانی" نے جدوجہد کی ہے جو "شوقی افندی" کی بیوہ تھی۔ یہ اصل

میں کندہ قبیلہ سے تھی، اس کا اصل نام "ماری ماکسویل" تھا اس نے تقریباً (۴۵) برس سفر جاری رکھا۔ اس کے ایک سفر کی مدت چار برس مسلسل رہی، یہ جنوبی افریقہ کے صحراء میں متعہ کروانے کے لیے داد عیش دینے کے لیے محوگردش رہی، اس نے کئی فلمیں بھی بنائیں اور کتابیں طبع کیں، اشعار کہے اور مختلف لغات میں لیکچر دیئے۔ روحیہ ربانی نے 1937ء میں شوقی افندی سے شادی کی یہ تقریباً نوے برس کی عمر پاکر 2000ء میں مرگئی اور فلسطین کے شہر حیفا میں دفن ہوئی۔

ملک اردن میں جو بہائی پائے جاتے ہیں یہ فلسطین ہی سے آئے تھے، شروع میں یہ عدسیہ کے علاقہ میں آئے "لواء لا اغوار" کے شمالی علاقوں میں اترے انہیں آل والدزرعی زمینیں عطا کیں، تاکہ یہ گزران کرسکیں، بہائیوں نے وہاں "قصر واکد" تعمیر کیا۔ بہائیوں نے اس محل میں اپنی عبادت گاہ کا مرکز اور مدرسہ بنایا، یہ اردن میں اب تک ان کے آثارِ قدیمہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آل واکد کے ساتھ ان کے تعلقات بہت دیر سے لے کر اب تک مضبوط ہیں۔ اردن میں تقریباً بہائیوں کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امریکی اخبار کی سالانہ رپورٹ کے مطابق بہائی دینی آزادی کے نام پر اردن کے شریعت کے متعلقہ محکموں پر تنقید کرتے ہیں۔ اور شخصی معاملات اپنے زیراثر لانے کے لیے احتجاج کرتے ہیں۔ بعض اخبارات کے مطابق بہائیوں نے جو اردن کے شرعی محکموں کے خلاف معاملہ اچھالا تھا، اس کا ذکر کیا ہے، مثلاً اخبار "الرایۃ الاسلامیہ" نے تو اس کا خصوصی ذکر کیا تھا۔ عمان میں سونا مارکیٹ میں بہائیوں کا اثر و رسوخ کافی زیادہ ہے۔ اور ان کی کتابیں اور بعض نشریات بھی ہیں۔ عمان میں ان کا علاقہ "طبر پور" میں ایک قبرستان بھی ہے اور عمان میں ہی جبل تاج میں ان کا مدرسہ رحمت کے نام پر ادارہ ہے۔ مصر میں بہایت نے علی محمد کے تعاون سے پاؤں جمائے ہیں۔ یہ 1912 میں ولی عہد تھا۔ یہ محمد علی امریکہ میں عبدالبہاء سے ملا اور اخبارات میں اس کی تعریف کی، محمد علی جب واپس آیا تو یہ بہائیوں کا معاون بن کر آیا۔ محمد علی کا سیکرٹری احمد فائق تھا۔ یہ بہائیوں کا بہت بڑا لیڈر تھا۔ اس کی منشی ایک خاتون تھی جو بہت ہی خوبصورت تھی، یہ بہائیت سے وابستہ تھی اور اس کی داعیہ تھی۔ اس کی وجہ سے بھی بہائیوں کو مصر میں بہت بڑا سہارا مل گیا۔ یہ سابقہ مصری حکومتوں کے خاندان سے تھی۔ ملا علی تبریزی اور مرزا حسن فرسانی کی سرپرستی میں مصر میں بہائیت بہت زیادہ پھیلی تھی۔ عبدالکریم طہرانی، مرزا ابوالفضائل جورفادقانی جو کہ قاہرہ میں ہی 1914ء میں مرکر قاہرہ میں ہی دفن ہوا ہے۔ یہ بہائیوں کا بہت بڑا داعی تھا۔ عبدالبہاء کے بعد یہی بڑا داعی تھا۔ یہ مصر میں طویل عرصہ زندہ رہا۔ شروع میں اس نے بہائیت کے ساتھ اپنی وابستگی اور ایمان و نسبت کا ذکر نہ کیا تھا مگر خفیہ زہر پھیلاتا رہا تھا۔ جب اسے

جان کی امان ملی تو اسے پورے وثوق کے ساتھ علی الاعلان پھیلاتا رہا اور پورا ان کا دفاع کرتا رہا، جھگڑتا رہا اور اخبارات میں بہائیت کا دفاع کرتا رہا، خصوصاً اخبار ''المقتطف'' میں یہ دھوکہ بازی میں اتنا زیادہ آگے جا چکا تھا کہ اس نے بہائیت کی دعوت لیڈروں، سیاسی لوگوں اور قائدین تک پہنچا دی۔ اور انہیں بہائیت کے جال میں پھنسا دیا۔ مصطفیٰ کامل اس کی مدح سرائی کرنے لگا۔ اور اس کی ''الدر البہیہ'' کی اپنے اخبار اللواء میں تعریف کی۔ المؤید اخبار کے ایڈیٹر کو بھی پھنسانے ہی والا تھا مگر شیخ رشید رضا نے اپنے رسالہ ''المنار'' میں ایسا زبردست اور مضبوط جرأت مندانہ حملہ کیا کہ لوگوں کو علم ہوا کہ یہ تو ایک بت پرستی کا فرقہ ہے۔ یہ پڑھ کر المؤید کا ایڈیٹر بھی اس فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ گیا، شیخ حسونہ فوادی کے عہد میں ازہر یونیورسٹی میں بھی بہائیوں نے ہنگامہ آرائی کی تھی لیکن انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔ ان کے مشہور داعی درج ذیل ہیں۔

فرج اللہ کردی...... یہ مصر میں بہائیوں کی کتابیں طبع کرواتا تھا۔ شیخ الجزاوی کے عہد میں ازہر میں کرد بہائیوں کی نشاندہی ہوئی، انہیں یونیورسٹی سے نکال دیا گیا لیکن انگریز جو اس وقت مصر پر قبضہ چاہتے تھے ان کے دیگر مطالبات پورے کرنے کے خلاف رک گئے اور بہائیوں نے ان کے ماتحت اور ان کی نگرانی میں کام شروع رکھا۔ اس وقفہ میں انہوں نے کئی محفلیں منعقد کیں۔ اہم ترین وہ تھی جو اپنے مرکز قاہرہ میں منعقد کی۔ الدمرداش، ہسپتال کے قریب اس کا انعقاد کیا تھا۔ تاہم بہائیوں کے سر پر ایک شدید ضرب لگی کہ ان کا اہم ترین داعی الحاج عبدالکریم طہرانی اسلام میں واپس لوٹ آیا اس نے اس فرقہ کے معاملہ کی خوب نقاب کشائی کی۔

1960ء میں حکومت مصر نے یہ حکم جاری کیا کہ بہائیوں کے اجلاس پر پابندی ہے اور ان کی املاک قبضہ میں لے لی جائیں۔ اور کوئی بھی بہائی مذہب کے نام کی سرگرمی منع ہے۔ اس بیان کے بعد 1984 میں مصری پولیس نے اکتالیس افراد حسین بیکار کی قیادت سمیت قبضہ میں لیے۔ یہ المصر یہ اخبار کا صحافی تھا اور یہی ان کی مصر کے مرکزی اجلاس کا اہم کردار تھا۔ سوڈان اور شمالی افریقہ کے بہائیوں کا رئیس تھا۔ عدالت نے اسے تین سال تک قید کرنے کا فیصلہ سنایا اور ایک ہزار مصری پونڈ جرمانہ بھی کیا۔ لیکن نئی عدالت نے اسے 2001ء میں بری کر دیا۔ مصر کے حکومتی اداروں نے اور سوہاگ کی نگرانی میں شرعی عدالت نے بہائیوں کے عقیدہ کی خرابی واضح کی اور یہ بیان دیا کہ بہائیہ کی تمام کتابوں پر پابندی ہے۔ جیسا کہ ''لعہد والمیثاق ہے (المجموعۃ المبارکہ) ہے۔ یہ ان رسائل کا مجموعہ ہے جو بہائی دین پھیلانے کا باعث تھے اور مفاوضات عبدالبہاء کو بلجیکا کی حکومت کے دارالنشر سے طبع ہوئی تھی ان

سب پر پابندی ہے۔2006ء میں مصر کی عدالت علیا نے یہ حکم جاری کیا کہ بہائی دین ایک رسمی دین نہیں یہ ایک شخصیت پرستی کا دین ہے، لہٰذا اس کی تدوین واشاعت پر پابندی ہے۔انڈونیشیا کے سربراہ عبدالرحمٰن وحید کے عہد میں وہاں بہائی پائے گئے تھے اس دور میں انہیں حریت گفتار حاصل ہوئی اور سربراہ کی حمایت بھی حاصل تھی۔اس سے پہلے یہ خفیہ کام کرتے تھے۔انہوں نے 2000-21-3 میں یہاں علی الاعلان اجلاس منعقد کیا۔سربراہ انڈونیشیا وحید خود اس میں شریک ہوا تھا۔اوران کی عید کی مبارکباد دی۔

برازیل میں بہائیوں کے ارکان ہیں انہوں نے 1982ء میں بہائیوں کی یاد میں ایک جلسہ کیا تھا۔ جب بہاء اللہ مرا تھا اس کی موت کی برسی پر قائم کیا تھا۔مغربی ممالک میں سے بھی لوگ ان بہائیوں کے دین میں داخل ہیں۔یہ بات بڑی غمناک اور المناک ہے خلیج کی ریاستوں ،بحرین ،امارات،عمان میں بھی یہ بہائی پائے جاتے ہیں اورنہایت ہی رازداری کے ساتھ تجارت ،سونا اورحساس تجارتی مقامات پر ان کی سرگرمیاں مرتکز ہیں۔ان کوانہوں نے مرکز نگاہ بنا رکھا ہے کہ ان پر قابض ہوں۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث ......

بہائیوں کے فقہی احکام

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں بہائیوں کا قبلہ ان کا امام بہاء اللہ ہے اور وہ نماز با جماعت نہیں پڑھتے ،صرف نمازِ جنازہ با جماعت پڑھتے ہیں اور یہ

☆......تین نمازیں پڑھتے ہیں۔

☆......(۱۹) ایام کے روزے رکھتے ہیں۔

☆......مسافر، بیمار، دودھ پلانے ولی، نفاس والی، حائضہ عورت اور کمزوروں پر کوئی نماز نہیں۔

☆......ان کے لیڈروں شیرازی اور مازندرانی کے یوم ولادت پر یہ روزہ نہیں رکھتے۔

☆......اور میت کو بغیر غسل سفید کپڑا میں لپیٹ کر دفن کر دیتے ہیں۔اس کی انگلی میں عقیق کی انگوٹھی پہنائی جاتی ہے اور تابوت میں خواہ وہ لکڑ کا ہو یا لوہے کا یا پیتل کا ہو یا بلور کا وہ میت دفن کرتے ہیں اور گہری جگہ پر یہ میت داخل کرتے ہیں

☆......ان کے ہاں بیوی کی شادی نہیں ہوتی، مرنے والے کے نوے دن کے بعد کرسکتی ہے۔اگر بچا نوے دن ہو جائیں تو پھر نہیں کرسکتی۔

☆......بول و براز ان کے نزدیک پاک ہے۔

بہائیوں کی اہم عیدیں یہ ہیں: ① عید نوروز یہ ہر سال مارچ کی (۲۱) تاریخ کو ہوتی ہے ② ولادت بہاؤالدین کی عید ہے اسے عید میلاد الشمس بھی کہتے ہیں، یہ ہر سال محرم کے مہینہ میں ہوتی ہے۔③ عید دعوۃ الباب ہے۔یہ جمادی اولیٰ کی پانچ تاریخ کو ہوتی ہے۔④ عید رضوان ہے۔ یہ 21 اپریل سے شروع ہوتی ہے 2 مئی کو ختم ہوتی ہے۔یہ عید اس دن کی یاد میں منائی جاتی ہے جب بہاء اللہ نے نجیب پاشا باغ سے اپنی دعوت کا آغاز کیا تھا۔اس میں بہاء اللہ نے کہا تھا کہ "میں اللہ ہوں" نعوذ باللہ!

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث......

بہائیوں کی مقدس کتابیں

ان کی مقدس کتابیں ہیں۔ایک ''البیان العربی'' ہے یہ باب شیرازی نے لکھی ہے۔ایک کتاب ''الاقدس'' ہے یہ حسین مازندرانی کی ہے۔ایک کتاب ''الایقان'' ہے۔ایک کتاب ''الطب'' ہے ایک ''لوح الحکمۃ والبشارات والھیکل'' ہے۔ان تمام کتابوں کو بہائی نہایت ہی مقدس مانتے ہیں۔اور تمام کتابوں سے افضل قرار دیتے ہیں۔ان کے اعتقاد کے مطابق یہ اللہ کی وحی سے نازل ہوئی ہیں۔محمد علی شیرازی کہتا ہے:

''البیان العربی کتاب منزل من اللہ ہے، یہ قرآن کی ناسخ ہے، بلکہ جنوں اور انسانوں کو چیلنج ہے کہ اس کی مثل یہ نہیں لا سکتے۔''

البیان کی لوح الاول میں لکھتا ہے:

انا قد جعلناك جليلا للجلاليل وانا قد جعلناك به عظيما عظيمانا للعاظيمين وانا جعلناك نورا نورانا للنورين ۔ الخ......

''کہ ہم نے اسے سب سے زیادہ ہر جلیل القدر سے جلیل بنایا ہے، ہم نے اسے سب سے بڑا عظیم بنایا ہے، ہم نے اسے سب سے زیادہ نور والا بنایا ہے۔سب سے زیادہ رحمان بنایا ہے، سب سے بڑا مالک، سب سے بڑا بلند، سب سے بڑا بشارت دینے والا بنایا ہے۔''

یہ ساری ان کے بقول ان کی وحی کی یہ تعریف ہو رہی ہے۔جنوں اور انسانوں کے چیلنج میں بولتا ہے:

يوم يكشف عن ساقهم ينظرون الى الرحمن

''جس دن ان کی پنڈلی کھولی جائے گی یہ رحمٰن کی طرف دیکھیں گے۔''

میدان حشر کے بارے میں کہتا ہے:

يليتنا اتخذنا مع الباب سبيلا

''کاش! کہ ہم بابیہ کے ساتھ رستہ اختیار کرتے۔''

ام الکتاب میں کہتا ہے:

لو اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا الکتاب بالحق علی ان یستطیعوا ولو کان اھل الارض ومثلھم معھم علی الحق ظھیرا

''اگر انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں کہ اس حق کتاب کی مثل لائیں تو اہل زمین اور ان کی مثل ان کے ساتھ مل جائیں اور آپس میں مدد کریں پھر بھی نہ لاسکیں گے۔''

یہ ہے اس گمراہ کی ہرزہ سرائی کہ میری کتاب منزل من اللہ ہے جب کہ اللہ کی کتاب جو کہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے اس کے کسی جانب سے جھوٹ اور باطل نہیں آتا اور وہ اپنے حروف میں جنوں اور انسانوں کو چیلنج کرتا ہے دونوں پر غور کرنے سے خود ہی واضح ہوتا ہے کہ دجال کی بات اور عقل سے پیدل والی گفتگو کس کی ہے اور یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک نور حق ہے اور اللہ عز وجل کا سچا کلام ہے۔ اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔

ان کتابوں پر تبصرہ:

بہاء اللہ نے ''الاقدس'' کتاب لکھی ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس میں وارد تمام احکام مشیت الٰہی سے نازل ہوئے ہیں، اس کا کہنا ہے:

وان الاحکام المنزلة فیه نسخت ما قبله من الاحکام

''اس میں نازل شدہ احکام نے پہلے سارے احکام منسوخ کر دیئے ہیں

کیونکہ یہ انسان کی ضروریات اور زمانہ کی گردشوں کے مطابق نازل ہوئے ہیں، حالانکہ اس کتاب کو بنظر غائر دیکھیں تو ان کے امام کاردی پن اور اس کے ناقابل اعتبار اقوال اور فحش غلطیاں اور جو کچھ اس نے چوری شدہ عبارات نقل کیں یہ سب کچھ اس کتاب سے نمایاں ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ بہاء اللہ کی اس کتاب کا انداز وہی ہے جو اس کے شیخ ''باب'' نے اپنی کتاب ''البیان'' میں اختیار کیا تھا۔ اس نے کوشش کی ہے کہ اسے قرآن پاک کے انداز پر بیان کرے لیکن اس کی حقیقت کھل گئی ہے اور اس کا کھوٹا پن خود بخود ظاہر ہو رہا ہے اور اس نے یہ کتاب پیش کر کے خود کو رسوا کیا ہے۔ یہ ایک ایسا طرز کلام ہے، کوئی بھی مہذب آدمی بغیر کسی توقف یہ کہہ اٹھتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے اور اس کے جملوں کی ترتیب وترکیب میں تکلف ہے، مثلاً وہ لکھتا ہے:

انا امرنا كم بكسر حدود النفس والهوٰى الا مارقم فى القلم الاعلى انه لروح الحيوان لمن فى الامكان وقد ماجت بحور الحكمة والبيان بما هاجت نسمة الحيوان۔

''ہم نے تمہیں حدود نفس کو توڑنے کا حکم دیا ہے، مگر اعلیٰ قلم میں لکھا ہے، یہ حیوان کی اس کے لیے جو امکان میں ہے حکمت کے سمندر موجزن ہوئے اور حیوان کی روح ہیجان انگیز ہوئی۔''

ان میں قرآن پاک کی مانند سجع بندی والا کلام لانے کی اس نے کوشش کی ہے اور ایک جملہ دوسرے سے کاٹ کر علیحدہ کرنے کی تگ ودو کی ہے اور ملا ملا کر بھی لایا ہے، لیکن کلام الرحمٰن اور اس دجال کے کلام میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ قزوینی نے اپنی کتاب ''البھائیہ فی المیزان'' میں ان کے کلام کے کچھ نمونے بیان کیے ہیں:

۱ ......بسم الله السطى ذى السلوطياتى ذى المسطلطياط بسم الله ذى التساليطات بسم الله ذى المسلوطيات

۲ ......انا جعلناك عز انا عزيزا المعازين ، قل جعلناك حبانا حبيبا للحابيبين

۳ ......بسم الله الا قد القدام القادم القدمان المتقدم القيدوم

٤ ......بسم الله الاجمل الجمل الجميل ذى الجماليل ذى الجمالين ذى الجملاء (كتاب المقدس)

اور ان کی کتاب الاقدس بھی ردی افکار کا مجموعہ ہے اور گھٹیا معانی پر مشتمل ہے اور بے مقصد احکام ہیں جو معاشرتی زندگی سے جہالت کا ثبوت ہیں۔ ایک کہتا ہے:

من يدعى الباطن وباطن الباطن قل ايها الكذاب تاالله ما عندك انه من القشور تركنا ها لكم كما تترك العظام للكلاب

''جو باطن کا دعویٰ کرتا ہے اور باطن کے باطن کا بھی، کہہ دو! اے کذاب اللہ کی قسم! تمہارے پاس چھلکا ہے جو ہم نے تمہارے لئے چھوڑا ہے جس طرح ہڈیاں کتوں کے لیے چھوڑی جاتی ہیں۔''

غور فرمائیں! یہ الفاظ اور یہ اسلوب وانداز اللہ کا ہوسکتا ہے، قطعاً نہیں، یہ تو کسی غیر مہذب کی

بات ہے۔علاوہ ازیں اس میں اور حماقتوں کا اعتراف کیا ہے پتہ چلتا ہے جیسے ذبح کرنیوالے دیسے ہی کھانے والے کی صورت ہے۔گرمیوں میں وضوایک مرتبہ ہے اور سردیوں میں ہر تین دن بعد کرنا ہے۔کتنا کھلا تضاد ہے۔بڑے ہی ردی اور رکیک انداز پر قرآن پاک سے الفاظ وانداز چرانے کی کوشش کی ہے۔سورۃ رعد کی ایک آیت سے بڑے بھونڈے انداز سے سرقہ کرتا ہے:

انا الذین نکسوا عهدالله فی اوامره ونكصوا علی اعقابهم اولٓئك من اهل الضلال لدی الغنی المتعال

اسی طرح اس دجال نے سورۃ بقرہ سے بھی آیات کو چرا کر اور آیات بدل کر اور درمیان میں کلمات کا اضافہ کر کے لوگوں کو قرآن پاک کا دھوکہ دینے کے لیے جھوٹ تیار کیا ہے، اس کی کتاب اقدس میں ہے:

قل لو اجتمع من فی السموات والارض وما بينهما ان یاتوا بمثل ذالك الانسان لن يستطيعون ولن يقدرون ولو كانوا كل بكل مستعين

اس میں علم نحو کے قاعدوں کے خلاف لکھا ہے۔لَن جمع کے نون کے گرا دیتا ہے، یستطیعون الخ تک آیا ہے، مگر اس جاہل کو پتہ ہی نہیں۔ان یاتوا میں مؤنث کی ضمیر آتی تھی یہ مذکر کی لے آیا ہے۔اتنا بڑا جاہل اور دجال تھا۔

اس نے سورۃ اسراء (۱۵) ویں پارے سے الفاظ چرائے ہیں۔احادیث سے بھی اس نے چوری کی ہے۔بخاری ومسلم میں آتا ہے (لا یؤمن احدکم حتی یحب لا خیه ما یحب لنفسه) یہ دجال اس حدیث سے چوری کرتے ہوئے لکھتا ہے:

لا ترضوا لاحد ما لا ترضونه لانفسكم (الاقدس)

ان کی یہ کتاب دسیوں لغوی ونحوی غلطیوں سے لبریز ہے۔یہ اللہ کی وحی نہیں ہوسکتی، یہ تو کسی عقل سے پیدل، ردی قسم کے ذہنی مریض کا کلام ہی ہوسکتا ہے۔اور اللہ کے کلام کا مقابلہ ناممکن ہے۔اس جیسی کتاب تو ایک جاہل بھی لاسکتا ہے۔کتاب مقدس میں کہتا ہے:

اغتمسوا فی بحر بیانی لعلکم تطلعون

"بیان کے سمندر میں غوطہ زن ہوجاؤ تا کہ تم مطلع ہوجاؤ۔"

قرآن پاک میں سورت نور (۱۸) ویں پارے میں آتا ہے: (یوقد من شجرۃ مبارکۃ) یہ کہتا ہے

اس مبارک درخت سے مراد مرزا بہائی علی حسین ہے۔سورت ابراہیم (۱۴) میں آیت

(یثبت الله الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ویضل الله الظالمین ویفعل الله ما یشا۔

اس میں دنیا کی زندگی میں ایمان حضرت محمد ﷺ پر لانا ہے اور آخرت پر ایمان سے مراد ہے کہ مرزا حسین علی بہائی کے ساتھ ایمان لایا جائے۔

اذا الشمس کورت۔ واذا النجوم انکدرت ۔واذا الجبال سیرت ۔واذا العشار عطلت۔ واذا الوحوش حشرت۔ واذا البحار سجرت۔واذا النفوس زوجت۔ واذا الموء ودة سئلت۔ بای ذنب قتلت۔ واذا الصحف نشرت۔

بہائیوں کا گمراہ امام کہتا ہے سورج لپیٹے جانے سے مراد ہے کہ شریعتِ اسلامیہ کا زمانہ ختم ہو جائے گا اور یہ بہائی شریعت میں تبدیل ہو جائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے اس سے مراد کہ نئے نئے دستور ظاہر ہوں گے،اونٹنی معطل ہونے سے مراد ہے کہ بڑے بڑے انجن گاڑیوں کے وجود آ جائیں گے اور اونٹ بےکار ہو جائیں گے،درندے اکٹھے ہونے کا مطلب ہے کہ چڑیا گھر بنائے جائیں،سمندر جوش ماریں گے اس سے مراد کہ کشتیاں اس میں چلیں گی،نفس ملائے جائیں گے اس سے مراد ہے کہ یہود ونصاریٰ اور مجوسی وغیرہ سب ایک دین میں مل جائیں گے وہ بہائی دین ہے۔زندہ درگور سے پوچھا جائے گا اس کا مطلب ہے کہ ان دنوں میں پیٹ کے بچے مر جائیں گے ان سے ملکی قوانین کے متعلق پوچھا جائے گا۔اوپر بیان کردہ ان کی تفسیر کے بعد ہر صاحب دانش ان کی جہالت اور ان کے افکار کی رزالت اور دینی ودنیاوی سخافت اور ردی پن سے فوراً آگاہ ہو جاتا ہے۔

مزید تفصیلات درج ذیل کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

البهائیه والبابیه وموقف الاسلام منها(سهیر الفیل) الموسوعه الشاملة للفرق المعاصره (اسامه شحاذه) اورهیثم کسوانی) الموسوعة المیسره للندوة العالمیه للشباب الاسلامی (البهائیه والبابیه) علامه احسان الهی ظهیر رحمہ اللہ (فرق معاصرة) ڈاکٹر غالب عواجی (سلسله ماذا تعرف عن للشیخ احمد حسین (الراصد الالیکترونیه) جو کہ انٹرنیٹ میں موجود ہے۔

☆☆☆☆☆

پندرہویں فصل......

دنیا میں شیعی فتنہ

دنیا میں شیعی فتنہ

اس باب میں دنیا میں شیعی فتنہ کا ہم ذکر کریں گے۔ ہم اپنے ہم مذہب اور سنی عقیدہ والوں اور امراء اور علماء اور عوام اور خواتین اور بچوں سب کی خدمت میں ایک سچی نصیحت پیش کرنا چاہتے ہیں اور پوری شفقت کے ساتھ شیعی فتنہ کے سیلاب سے خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ہر مکان اور ہر زمان پر پھیل رہا ہے، اس کے سامنے بند باندھنے کی کوشش کریں۔ اس فتنہ کی پشت پناہی ایک حکومت کر رہی ہے جو اس کی دست و بازو بن کر اسے مضبوط کر رہی ہے اور سہارا دے رہی ہے، یہ ہر مکر و چکر کے ذریعے سنیوں کو نقصان پہنچانے کی منصوبہ بندی کیے ہوئے ہیں۔ وہ دور یاد کریں! دولت عباسیہ کی تباہی ایک شیعہ وزیر ابن علقمی لعنہ اللہ کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوئی، حالانکہ یہ دولت بڑی ہی مضبوط تھی۔ مگر اس کینہ پرور لعنتی شیعہ وزیر کے ہاتھوں کس طرح اس کے بخیئے ادھڑ گئے۔ بغداد میں لاکھوں سنی تہہ تیغ ہوئے اور اسی شہر میں خاندانِ بادشاہت کی سات سو امیر زادیوں کی عصمت و عزت تاتاریوں نے تار تار کی دی۔

میں پھر کہتا ہوں......! میں خود بھی اور مسلمانوں کو بھی اس شیعی فتنہ سے آگاہ کر رہا ہوں۔ جو مسلمانوں کو بچھاڑتا جا رہا ہے۔ اللہ کے حکم سے میری یہ آگاہی بعض ملکوں کی خواب غفلت سے بیداری کے لیے مرکزی کردار ادا کرے گی۔

اوپر جن ممالک میں شیعی فتنہ کی فہرست دی گئی ہے اس پر ترتیب وار بات کرنے سے پہلے ہم یہ بات واضح کر دیں کہ اہل سنت کے خلاف پرانا کینہ جو ان کے سینوں میں دفن ہے وہ لاوا بن کر جوش مار رہا ہے۔ اندر ہی اندر بھڑک رہا ہے۔ وہ ختم نہیں ہوا، ایک خطرناک اور حساس قسم کی فائل سے واضح ہوتا ہے کہ آج کے شیعہ اور کل کے شیعہ کینہ میں اور سنیوں سے نفرت میں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر علماء تک اور امراء تک ایک ہی طرح ہیں۔

پیارے بھائیو، سنو......! ان کا ایک شیخ کس طرح اعلان براءت اور اظہار بیزاری کرتا ہے:

اللهم العن سقيفة والعن ابابكر الزنديق والعن عمر اللوطى شارب الخمر والعن عثمان العفن والعن كل من خذل رسول الله

وکل من خذل آل بیت النبی وکل من بدل من بعدہ الی یوم القیامۃ اللھم العنھم جمیعا۔ واحشرھم فی سقر خالدین الی ابد الابدین۔

"اے اللہ! سقیفہ پر لعنت کر، ابوبکر، زندیق پر عمر لوطی پر اور شراب نوش پر عثمان بدبودار پر لعنت کر۔ اور جس نے بھی رسول اور آل بیت کو بے یار ومددگار چھوڑا ہے اس پر بھی لعنت کر اور انہیں دوزخ میں جمع کر۔"

آگے کہتا ہے: میں ثقیفہ کو مردار کہتا ہوں اوپر درج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی بڑے ہی خرافات کے ساتھ لیتا ہے اور ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا نام بھی لیتا ہے اور کہتا ہے (ھم اساس الفتنۃ واساس المعصیۃ) یہ فتنہ اور نافرمانی کی جڑ ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو تہتر فرقوں میں بانٹنے کا یہی سبب ہیں اور یہی وہ ہیں جنہیں کہا گیا ہے امت محمدی تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی یہ بھی ان میں سے جو دوزخ میں جائیں گے۔

سورت آل عمران کی آیت کی تفسیر میں کہتا ہے: (ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا) زندیق ابوبکر پلٹ گیا، لوطی عمر پلٹ گیا، عثمان بدبودار بدل گیا، یہ بدل گئے انہوں نے امت محمدیہ میں تفرقہ کی بنیاد رکھی۔ آگے یہ شیعہ خبیث اس طرح مخاطب ہوتا ہے:

"اے ابوبکر! ابن الحرام! ابن الزنی، یا حمار، یا اولاد العواہر یا اولاد الاصنام! یہ بدمعاش شیعہ کہتا ہے: میں ابوبکر، عمر، عثمان، اور جو بھی ان کا ساتھی ہے اور ان کے نقش قدم پر چلتا ہے سب سے بیزار ہوں۔ اے اللہ! اگر یہ جنت میں ہیں تو مجھے دوزخ میں لے جانا اور اگر یہ دوزخ میں ہیں تو مجھے جنت میں لے جانا، ان کے رب ابوبکر پر، ان کے نبی عمر پر ان کے قرآن بخاری پر لعنت کریں۔

ایک سنی طالب علم کی ایک شیعہ شیخ سے بات ہوئی تو اس طالب علم نے کہا: جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتا ہے وہ ذہنی مریض ہے۔ اس بوڑھے شیعہ نے جو گالیوں کی بوچھاڑ میں اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا (الخریف یقول المریض) یہ کم عقل مجھے مریض کہتا ہے۔ یہ کانا دجال، پلید، ابن پلید، حیوان بن حیوان، خنزیر بن خنزیر مجھے مریض کہتا ہے۔ مزید بک بک جاری رکھتا ہے۔ اے کتے! تجھ پر عمر پر عثمان پر، ابوبکر پر، یزید بن معاویہ زندیق بن زندیق، حمار بن حمار پر لعنت۔ تو مجھے مریض کہتا ہے۔ سعودی حیوان بن حیوان ہے، یہ سعو خنزیر بن خنزیر ہے۔ سعودی شیعوں کے سوا، صرف سعودی شیعہ پاک ہیں۔ وہابی گدھا ہے، خلیجی سعودی بھی حیوان ہے، یہ سعودیہ کا کوڑا ہے

،تجھ پر شاہ فہد پر، عمر پر عثمان پر، ابوبکر پر برائی ہو۔ ان کا ایک شیخ کیسی زبان درازی کرتا ہے دعا کرتا ہے اور خباثت نکالتا ہے:

اللهم صلی علی محمد وآل محمد ، والعن اعداء هم والعن ابابكر، وعمر وعثمان وعائشة وحفصة ومعاوية ويزيد بن معاوية والعن الهى شيخ الخنازير ابن تيمية وشيخ الكلاب محمدبن عبدالوهاب والعن الهى والوهابية قاطبة من الآن الى يوم القيامة ابد الابدين آمين يارب العالمين

"اے میرے اللہ! محمد اور آل محمد پر رحم کر اور ان کے دشمنوں پر لعنت کر، ابوبکر، عمر، عثمان ،عائشہ حفصہ معاویہ اور یزید بن معاویہ پر لعنت کر، سب سے بڑے خنزیر ابن تیمیہ اور سب سے بڑے کتے محمد بن عبدالوہاب پر لعنت کر اور الٰہی اب سے لے کر قیامت تک جتنے وہابی آنے والے ہیں ان پر ہمیشہ ہمیشہ لعنت کر۔"

ان کا خبیث شیخ کہتا ہے، اس کا نام حسین بن فہد احسائی ہے یہ اپنے شیعوں کو آگاہ کرتا ہے کہ سنی آدمی سے بیٹی کا نکاح مت کرنا۔ والطیبات للطیبین (۱۸۔النور) کی شرح میں لکھتا ہے:

اگر کوئی ولایت امام کا منکر، اے شیعہ! تیرے پاس آتا ہے اور تجھ سے تیری بیٹی کا رشتہ مانگتا ہے تو اس کو رشتہ دینا تو درکنار رہا اس کے سر پر خنجر مار کر دو ٹکڑے کر دے۔ تو اگر اسے بیٹی دے گا تو تو خبیث نسل کی پاکیزہ نسل میں آمیزش کا باعث بنے گا، اس لیے اے اہل بیت! اپنے مال اور عورتوں کو خبیثوں سے بچاؤ، یہی شیعوں کا شیخ حسین بن فہید احسائی ان لوگوں کو خبردار کرتا ہے، جو سنی اور شیعہ کو قریب قریب لانا چاہتے ہیں۔

یہ خبیث اشاروں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کرتا ہے اور جھوٹ اور بہتان باندھتا ہے، کہتا ہے:

"سیاہ گدھے پر اللہ اترے گا یہ ظالم اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لیتے ہیں، اور کہتا ہے تم ان کے قریب ہوتے ہو، جس نے فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی پسلیاں توڑ دی تھیں۔ اس سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ لیتے ہیں، اور پھر کہتا ہے تم ان کے قریب ہونا چاہتے ہو جو ان سے محبت رکھتے ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو کہ خلافت کے بہت زیادہ حقدار تھے اس حق سے محروم کیا۔

دیکھیں یہ کیسے ایک شیعہ ذاکر کیا ہرزہ سرائی کرتا ہے:

ابوبکر یا ملا عین لعنة الله علیکم وعلی معاویة وعلی یزید وعلی آل سعود الوهابیة لعنة الله علیکم یا وهابیة یااتباع انتم اغبیاء اغبیاء وانجاس وارجاس

"ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر لعنت، معاویہ (رضی اللہ عنہ) یزید آل سعود وہابیوں پر لعنت، تم کند ذہن ہو، تم نجس ہو، پلید ہو، اے ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کتے کے پیروکارو! ابن باز منافق کے پیچھے چلنے والو، جس کی بصارت بھی نہیں، بصیرت بھی نہیں۔

ان کا ایک لعین کیسی بکواس کرتا ہے، یہ اپنے شیعوں سے بیان کرر ہا ہے۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کی اصلی قبر کی طرف مڑو وہ حمام میں ہے، اس حمام کی طرف توجہ کریں تا کہ شیطانی زیارت حاصل ہو جائے، اگر تم متوجہ ہو جاؤ، یہ لکھو:

ازور اللعین بن اللعین علی لسان الانبیاء والمرسلین الله اکبر الله اکبر

"میں لعین ابن لعین کی زیارت کرر ہا ہوں جو انبیاء علیہم السلام اور پیغمبروں کی زبانی لعین ہے۔"

اے میری جماعت کے لوگو! مجھے ملامت کرو، میں جب عمر کی زیارت کے لیے جاتا ہوں تو تحمل ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ چھوڑو مجھے رونے دو۔ پھر وہی لعین والے الفاظ اس ذلیل نے دوبارہ کہے اور مخاطب کر کے کہتا ہے:

اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے تجھ پر اور تیرے فاسق ساتھیوں پر ہلاکت ہو، ہلاکت جس دن تو پیدا ہوا میں گواہ ہوں تو برائی کا حکم دیتا تھا اور نیکی سے روکتا تھا اسی حالت میں تیری موت آئی، اے عمر، اے عمر، اے عمر! تیرے برا بھلا کہنے کی وجہ سے میری میرے رب کے پاس نیکیاں ہیں۔ لوگو! مجھے غم کے آنسو بہانے دو میں گواہی دیتا ہوں تو شراب نوشی کرتا تھا۔"

ایک شیعہ، امام اہل السنۃ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کو گالی دیتا ہے، اللہ انہیں جنت کی نہروں میں غوطہ زن کریں۔ یہ شیعہ کہتا ہے:

ایک نابینا قرآن پاک کی عجیب وغریب تشریح کرتا ہے، یہ نابینا ہے اور نابینا ہی اٹھایا جائے گا، یہ ابن باز خنزیر سے بھی زیادہ نجس ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ خنزیر کا احترام کرلیا جائے، کتے کو محترم کہہ لیا جائے۔ نعوذ باللہ

ایک اور خبیث شیعہ بولتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجرم ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں مبغوض ہیں۔ کہتا ہے:

علماء والشيعة يشهدون بان الروية صحيحة وصحتها تقيم ادلة على المجرم ابى بكر ذلك بوجوده فى المسجد ورجوعه من الجيش هذااولا ثانيا ثالثا عدم صلاته مع النبى لعنة الله على ابن بكر

''علمائے شیعہ گواہ ہیں یہ روایت صحیح ہے اور صحیح روایت دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجرم ہیں انہوں نے تین جرم کیے، ایک یہ مسجد میں موجود تھے لشکر سے واپس آ گئے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی، لعنۃ اللہ علی ابی بکر''

یہ ظالم تین دفعہ لعنت والی بکواس دہراتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور اپنے مخالفوں پر لعنت کرتا ہے۔ اور پھر ان پر جو لعنت نہیں کرتے، یہ انہیں بھی لعنتی قرار دیتا ہے۔ ایک شیعہ ملعون ابولؤلؤ سے رضا جوئی کا اظہار کرتا ہے اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ ابولؤلؤ وہ ہے جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا، یہ شیعہ کہتا ہے:

اللهم اغفر لابى لؤلؤة اللهم احشرنى مع ابى لؤلؤة اللهم احشرنى مع ابى لؤلؤة المؤمن الولى وليك ياالله

''اے میرے اللہ! ابولؤلؤ کو بخش دے، مجھے ابولؤلؤ کے ساتھ اکٹھا کرنا، اے میرے اللہ! مجھے ابولؤلؤ کے ساتھ اکٹھا کرنا جو کہ مومن ہے۔ اے اللہ! یہ تیرا ولی ہے۔

☆☆☆☆☆

پہلی بحث......

وہ ممالک جہاں شیعہ موجود ہیں

سعودی عرب جو کہ حرمین شریفین کا ملک ہے۔ یہ مہبط وحی ہے اور دعوت توحید کا مرکز ہے اور مجدد اعظم محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کا چشمہ یہیں سے پھوٹا۔ اللہ اس کی حفاظت وحمایت فرمائے۔ یہاں کے عوام، امراء اور علماء کو اللہ تعالیٰ ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ ہمارے خیال کے مطابق ایران کے شیعہ نہ تو ناامید تھے نہ ہی اس ملک میں اپنے منصوبوں کی تعمیل سے غافل تھے کہ اس میں انقلاب برپا کریں جو کہ ان کا منصوبہ ہے، قطیف، احساء اور مدینہ منورہ میں ان کے ہمنوا رافضی شیعہ موجود ہیں جو اپنی مذہبی شکل وصورت برقرار رکھنے کے لیے تابوت بھی نکالتے ہیں تاکہ یہ ایران کے سیاسی اور دینی افکار کے منصوبہ جات پورے کریں اور ایران سے اعتماد، سکون اور تائید حاصل کریں۔ یہ بات ہمارے حافظہ پر ظاہر ہے کہ سعودی حکومت کے بارے میں جو موقف عراق اور ایران جنگ کے درمیان سعودی شیعوں نے اپنایا ہے انہوں نے ایران کو باقاعدہ مادی سہارا دیا تھا اور چندہ جمع کر کے ایران بھیجا۔ سعودی شیعہ نسل میں اضافہ کے لیے مثالی جدوجہد کر رہے ہیں، یہ جلدی شادی کرتے ہیں اور زیادہ بیویاں کرتے ہیں۔ جب کوئی قطیف شہر میں داخل ہوگا اور اس میں چکر لگائے گا تو وہ یہ بینر لگے دیکھے گا، شادی کی مبارک بادیں اور تہنیتی پیغام ان پر لکھے ہوئے ہیں۔ ایک ایک رات میں قطیف شہر میں ان کی اجتماعی شادیوں کا عید کی مانند اجتماع ہوتا ہے اور اجتماعی شادیاں کر رہے ہیں، ان کے مہرجان میلے پر ایک رات میں (۲۶) شادیاں اور رخصتی ہوئیں۔ سیہات میں (۲۱) نوجوان جوڑے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے اور دوسرے مہرجان میں (۲۷) جوڑے تھے، تیسرے میں (۴۴) نوجوان شادی کے بندھن میں آئے چوتھے مہرجان میں تقریباً سو دلہنوں اور دلہوں کی شادی ہوئی۔ ان تمام شادیوں کا اعلان اخبارات کرتے ہیں اور بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ ان کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی تعریف کرتے ہیں، یہ انتہا درجہ کی غفلت اور تباہ کن سادگی ہے۔ جامعہ ملک فیصل میں بھی، دمام اور احساء میں بھی شیعہ موجود ہیں اور یہ مضبوط علمی خصوصیات اور ڈگریاں حاصل کرنے کی فکر میں ہیں، یہ لغت عربی کے شعبہ میں پڑھتے ہیں اور جامعہ کے برآمدہ میں یہ اپنے اجتماعات کرتے ہیں اور جامعہ کے

ہاسٹلز میں بھی ان کے اجتماع ہوتے ہیں اور جامعہ کی محدود جگہوں پر یہ نماز پڑھتے ہیں اور بعض لیکچراروں پر اعتراضات بھی کرتے ہیں اور بعض شیعہ طلباء پمفلٹ بھی تقسیم کرتے ہیں جو کہ ان کے عقائد کے ترجمان ہوتے ہیں اور ان کے حسینی مرکز میں شادیوں کے اعلان بھی ہوتے ہیں اور یہ باہر سے آنے والے طلباء کو اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں، انہیں جب سعودیہ میں موقع ملے اپنے باطل مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ سعودی شیعوں نے بہت سارے شعبوں میں دخل اندازی کر رکھی ہے۔ وزارت میں، حکومتی اداروں میں اور نجی اداروں میں انہوں نے دخل اندازی کر رکھی ہے۔ بعض اداروں میں ان کی اکثریت ہے، وزارت صحت میں، وازرت زراعت میں، وزارت بجلی وڈاک اور ٹیلی فون میں اور وزارت اطلاعات وغیرہ میں ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ آرامکو کمپنی میں یہ کافی تعداد میں موجود ہیں۔

فوجی شعبہ، ٹریفک پولیس اور شہری دفاع میں بھی شیعوں کی تعداد موجود ہے، بحری فوج میں بھی موجود ہیں اور بڑے بڑے اہم عہدے ان کے پاس ہیں اور شعبہ تعلیم میں بھی یہ کم نہیں، تدریس، عدالت، وکالت اور طلباء کی رہنمائی کے شعبوں میں بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں سعودی شیعوں کی علانیہ تجارتی سرگرمیاں ہیں، یہ صرف قطیف شہر کی سطح تک ہی نہیں، دمام، جبیل وغیرہ شہروں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم دعا گو ہیں اللہ سعودیہ کو اور شرف سے نوازے اور اس کی حفاظت فرمائے۔ سعودی شیعوں میں دولت مند تاجر بھی ہیں۔ ان کی صنعتیں اور کمپنیاں میدان تجارت میں چمک دمک دکھا رہی ہیں۔ ایک وطنی روٹی کی کمپنی ہے۔ یہ روٹی تیار کر کے الیان مضافات میں بھیجتی ہے اس کا مالک شیعہ ہے۔ اس کا نام عبداللہ مطرود ہے۔ ایک جواد کمپنی ہے یہ بھی شیعہ کی ملکیت میں ہے جو کہ احساء میں رہتا ہے اس کی تیار کردہ کھانے پینے والی اشیاء پورے سعودی عرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ سیہات کے نام سے ان کی کمپنی ہے یہ حکومتی سطح پر مشہور کمپنی ہے۔ ایک ابوخمیسن کمپنی ہے یہ بھی کئی قسم کی تجارتیں کر رہی ہے۔ شیعوں کے صاحب ثروت لوگ تجارتیں کر رہے ہیں اور لمبے چوڑے مال سمیٹ رہے ہیں اور مشرقی علاقہ میں سونے کی تجارت بھی یہ کر رہے ہیں۔ سبزی منڈیاں مشرقی علاقہ میں زیادہ تر شیعوں کے تصرف میں ہیں اور ان کے ہاتھوں گروی ہیں۔ اس لیے یہ حیرانگی کی بات نہیں، تعزیہ کے دنوں میں پھلوں اور سبزیوں کے بھاؤ چڑھ جاتے ہیں۔ خصوصاً (۱۰) محرم کو وجہ یہ ہے کہ ان میں بڑی تعداد میں شیعہ ہوتے ہیں یہ اس دن خرید و فروخت سے چھٹی کرتے ہیں یہی صورت حال کھجوروں کی تجارت میں ہے۔ مدینہ منورہ میں احساء کے علاقہ کی زیادہ تر کھجوریں شیعوں کے ہاتھ میں ہیں۔ کیونکہ ان کی وہاں

آبادی زیادہ ہے اور عجوہ کھجور جو کہ مدینہ ہی میں پیدا ہوتی ہے یہ بھی ان کے ہاتھ میں ہے۔ احساء اور قطیف زیادہ زرخیز ہیں اور عجوہ اگرچہ مدینہ میں ہی پیدا ہوتی ہے مگر جہاں یہ پیدا ہوتی ہے مدینہ کے اس علاقہ میں زیادہ تر شیعہ ہی رہتے ہیں۔

مزید سنیں......! مچھلی منڈی جو مشرقی علاقہ میں ہے یہ بھی ان شیعوں کے زیر اثر ہے۔ قطیف میں مچھلی بازار سارے سعودیہ کا مرکز ہے۔ یہاں یہی شیعہ تجارتی جگہوں بڑی بڑی دکانوں اور ڈسپنسریوں اور تجارتی مراکز اور بیکریوں اور طبع خانوں اور مختلف کمپنیوں کے مالک ہیں۔ اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ اس مشرقی علاقہ میں جو پریشان کن چیز ہے وہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں سنی علماء کی بہت قلت ہے۔ تھوڑی تعداد میں ہیں، قطیف میں شیعوں کے بڑے بڑے علماء رہتے ہیں۔ ان کے ہاں طلبا اور پیروکار لوگوں کی تعداد اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہی ہے۔ قطیف کی ہر بستی میں شیعہ عالم موجود ہے اور شیعوں کے نزدیک مقدس اور صاحب مرتبہ واعظ جو ہیں وہ بھی موجود ہیں۔ سعودیہ میں کئی جگہیں ایسی ہیں جن میں ان کے حسینی مراکز ہیں اور شیعہ امام بارگاہیں ہیں، جب آپ کو موقع ملے اذان کے وقت قطیف میں داخل ہوں تو اشھد ان علیا ولی اللہ اور حی علی خیر العمل کی صدائیں آپ کے کانوں میں گونجیں گی۔ ان امام بارگاہوں میں یہ ٹولیوں میں بیٹھے ہیں رانوں پر ہاتھ مار رہے ہیں، کربلا کی کنکریوں پر سجدہ کر رہے ہیں اور اپنی نماز اپنے طریقہ پر ادا کر رہے ہیں، یہاں ان کی مسجد زہراء ہے۔ مسجد عمار بن یاسر ہے، مسجد امام حسین ہے، مسجد امام علی ہے، مسجد قلعہ ہے، مسجد عباس ہے۔ ان کے حسینی مرکز ان کی اطلاعات کے منبر تصور کیے جاتے ہیں اور سعودی شیعوں کے لیے ایک کشادہ مجمع گاہ ہیں ان میں یہ شادیاں طے کرتے ہیں۔ خوشیاں مناتے ہیں، تعزیہ کرتے ہیں ان کی بہادری پر انہیں اکساتے ہیں، ان میں سنی لوگوں کے خلاف انتقام کی آگ بھڑکاتے ہیں۔

جو بات حیران کن ہے وہ یہ ہے کہ ان کے حسینی مرکز ایک ایک قبیلہ میں ایک ایک سے بھی زیادہ تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ وہاں نذرانے پیش ہو رہے ہیں اور ان پر پاکیزگی کی مہر لگی ہوئی ہے۔ یہ مراکز، حسینیہ زہراء ہیں۔ سیہات میں حسینیہ امام منتظر ہے اور حسینیہ الناصر ہے، قطیف میں حسینیہ الزائر ہے۔ حسینیہ امام زین العابدین ہے حسینیہ الرسول الاعظم ہے۔ جو عجیب تر بات ہے وہ یہ ہے کہ بہت سارے حسینی مرکز حزب اللہ البانی کی سپورٹ کرتے ہیں ایک خفیہ راز دار نے بتایا کہ ہر سعودی شیعہ ان حسینی مراکز میں آتا ہے اور جو کچھ وہاں ہوتا ہے وہ سنتا ہے، واعظ کے پاس بیٹھتا ہے، اس کی مجلس میں حاضر ہوتا ہے، ان کے مذہب کی ابتدائی خرابیاں جوان کے بڑے چھوٹے، مرد و عورت کے دلوں میں

ہوتی ہے وہ مضبوط کرتا ہے۔

شیعہ کی ہر بستی میں فلاحی ادارہ ہے۔ جو بے شمار منصوبہ جات پورے کرتا ہے اور شیعوں تک اعانت پہنچاتا ہے، احساء میں یہ فلاحی ادارہ ''جمعیۃ العمران الخیریہ'' کے نام سے ہے، دوسرا ادارہ ''جمعیۃ المواساۃ الخیریہ'' ہے۔ ایک ''جمعیۃ البطالیہ'' ہے۔ یہ فلاحی ادارے بہت سارا تعاون کرتے ہیں، شادی کے لیے تعاون کرتے ہیں، عوامی مفادات میں کام کرتے ہیں، خصوصاً جہاں شیعہ رہتے ہیں وہاں بڑا خیال رکھتے ہیں اور حسینی مرکز بناتے ہیں، مردوں کے لیے غسل خانے اور قبرستان کی اصلاح کرتے ہیں ۔شیعہ تنظیم مختلف آلات بھی خریدتی ہے، کمپیوٹر، ٹائپ رائٹر، درزی کا کام علاوہ ازیں ریاض الاطفال کے نام سے مدارس قائم کرتے ہیں اور ان کا بڑا اہتمام کرتے ہیں۔ یہ ادارے بیماروں کا بہت خیال رکھتے ہیں اور انہیں علاج ومعالجہ کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ ان خیراتی اداروں کے اخراجات (۲) ملین، تین سو اکیاسی ہزار ریال ہیں خیراتی ادارہ ''المنصور الخیریہ'' جو کہ احساء میں ہے پچھلے سالوں میں سے ایک سال اس نے (۲) ملین چھ لاکھ ریال خرچ کیے ہیں۔ سعودی شیعوں کا عقیدہ وہی ہے جو دنیا کے دوسرے شیعوں کا ہے۔ یہ شرک اور بت پرستی کے عقیدہ پر ہیں اور قبر پرست ہیں۔ توحید کے ملکوں میں یہ اپنے شرکیہ مظاہر اور بدعات علی الاعلان سرانجام دے رہے ہیں اور یہ قبروں کو پختہ کرتے ہیں اور انہیں قبہ نما بلند بناتے ہیں اور ان پر عمارتیں تعمیر کرتے ہیں اور میت قبر کے قریب فوت شدہ کی فوٹو رکھتے ہیں اور کبھی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہیں اور اس پر ستون بناتے ہیں اور بعض قبروں پر علم گاڑھ دیتے ہیں۔

قطیف کے ایک گاؤں میں ایک قبر ہے ان کا خیال ہے وہ یسع علیہ السلام کی قبر ہے، اس پر انہوں نے علم گاڑھ رکھے ہیں اور اس کی ایک جانب انہوں نے نماز کے لیے جگہ بنا رکھی ہے اور اس کے قریب ایک باکس سا بنا رکھا ہے اس میں شرکیہ ورد وظائف اور تسبیحات ہیں۔ اور ایک باکس ہے یہ قبر کے نذرانوں کے لیے ہے اس قبر کے نزدیک اور بھی چونے گچ پکی قبریں موجود ہیں۔ قطیف اور اس کے اردگرد کی تمام قبریں ایک مناسب ترتیب سے ہیں۔ سعودی شیعہ قبروں اور مزاروں کی تصاویر بھی پھیلاتے ہیں اور ان کی خرید وفروخت کرتے ہیں۔ جیسا کہ کاظم کا روضہ ہے، علی اور باقر کا روضہ ہے، حسین رضی اللہ عنہ کا روضہ ہے۔

یہ تصاویر رنگین ہوتی ہیں انہیں بازاروں میں اٹھائے پھرتے ہیں اور سرعام فروخت کرتے ہیں ۔اپنے علماء اور مجتہدین کی تصاویر بھی دست بدست لیتے ہیں جیسا کہ خمینی اور خامنئی ہے اور انہیں حاصل کر کے اور گھروں اور دکانوں میں لٹکا کر اور فروخت کر کے فخر کی کمائی تصور کرتے ہیں یہ سٹکرز بھی

فروخت کرتے ہیں جن میں ان کے ائمہ کے نام، جائے پیدائش اور وفات لکھی ہوتی ہے۔ اور جہاں کی مقبرے ہیں وہ مقامات لکھے ہوتے ہیں۔ یہ زینت وزیبائش اور انوار بھی روشن کرتے ہیں اور بینرز بھی لگاتے ہیں اور حلوئی بھی تقسیم کرتے ہیں اور اپنی حسینی مراکز میں لیکچر کے لیے مجالس بھی منعقد کرتے ہیں اور اپنے مذہبی تہوار بھی مناتے ہیں۔ جیسا کہ غدیر خم کی عید اور امام کی ولادت کی خوشی کا دن ہے۔ یہ سیاہ جھنڈے لہراتے ہیں، قصائد پڑھتے ہیں اور ایسے بینرز لٹکاتے ہیں جن پر آہ وبکاہ کے الفاظ تحریر ہوتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر شیعہ اماموں کی وفات پر غم واندوہ کا اظہار کیا ہوتا ہے۔ ایک بینر پر یہ لکھا تھا:

یاحسین الدنیا بعد فراقك مظلمة

''اے حسین! دنیا تیری جدائی کے بعد اندھیرا۔''

....

شیعوں کی گھنی آبادیاں

سعودی عرب میں شیعہ مختلف علاقوں میں پائے جاتے ہیں اور کہیں زیادہ ہیں کہیں کم ہیں۔ مدینہ منورہ میں شیعوں کی متعدد جماعتیں ہیں۔ ان میں سے ایک ''نخاولہ'' ہے ان کی اکثریت اثنا عشری شیعوں پر مشتمل ہے۔ یہ مسجد نبوی کے جنوب میں رہتے ہیں اور جنوب مشرق میں زیادہ ہیں۔ ان کے ہاں جلدی شادی کرنے کی وجہ سے اور اجتماعی شادیوں کی بناء پر ان میں شادی کی زیادہ سہولت کی وجہ سے ان کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ''نخاولہ'' مختلف قبائل میں پائے جاتے ہیں۔

شریم، خوالدہ، دراوشہ، دواوید، محاربہ، فار، اصابعہ، زوابعہ، وتشہ، زیرہ، جرافیہ، معاریف وغیرہ میں پائے جاتے ہیں۔

بعض القاب اور نسبتیں ایسی ہیں جنھیں نخاولہ استعمال کرتے ہیں اور سنی لوگ بھی وہ نسبت رکھتے ہیں۔ ہم ان کی وضاحت کیے دیتے ہیں تاکہ فریب خوردگی سے محفوظ رہ سکیں۔ اور شیعہ دھوکہ دہی اور جھوٹ کا جال بننے پر درپردہ جو اپنی پرسکون انداز میں سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں ان سے آگاہ ہوسکیں۔

(الکحل)...... یہ لقب اہل سنت استعمال کرتے ہیں۔ نخاولہ میں بھی یہ نسبت پائی جاتی ہے یہ دواوید کی ایک قسم میں سے ہے۔

(الحربی)...... یہ اہل سنت کے قبائل استعمال کرتے ہیں نخاولہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ یہ دھوکہ دینے کے لیے الحربی حاء پر زبر سے پڑھتے ہیں۔

(الخضیری)...... یہ قصیم کے کچھ سنی قبائل استعمال کرتے ہیں۔ مگر نخاولہ شیعہ بھی یہ نسبت لگاتے ہیں۔

(العیسائی)...... یہ حضری اہل سنت استعمال کرتے ہیں لیکن نخاولہ شیعہ بھی استعمال کرتے ہیں۔

(الصافی)...... (الصاوی)...... (المدنی)...... (المالکی)...... (السمیری)...... (الجرید)...... یہ ساری نسبتیں سنی استعمال کرتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ نخاولہ شیعہ بھی انہیں استعمال کرتے ہیں، مدینہ کے بعض شیعہ قبائل میں نخاولہ شیعوں کی تعداد بہت کم ہے، ان میں تشیع بعد میں آیا ہے۔ ان کے آباء واجداد زیادہ تر سنی تھے۔ جہالت اور مالی لالچ اور سخت غربت نے انہیں شیعیت کی طرف مائل کیا اور شیعہ ان سے حسن سلوک کرتے تھے جس کی وجہ سے یہ شیعہ بن گئے۔ تاہم دیگر قبائل کی بہ نسبت یہ قلت میں ہیں۔ ان کے زیادہ تر رشتہ دار اب بھی سنی ہیں، حرب قوم کا قبیلہ عوف جو ہے ان کی تعداد اس میں بہت کم ہے۔ قبیلہ ''کلی'' میں تھوڑی سی زیادہ ہے۔ یہ حرب کے قبائل میں سے سب سے بڑا قبیلہ ہے۔ اس میں چند شیعوں کے قصہ خواں ہیں وہ بھی چند گھر ہیں۔ زیادہ تعداد اور زیادہ آبادی سنیوں کی ہے۔ (الحمد للہ علی ذالک)

بنو عمرو قبیلہ میں اہل تشیع زیادہ ہیں۔ تاہم اگر مجموعی تعداد کا موازنہ کیا جائے تو یہ معمولی ہیں۔ لیکن ان کی خطرناکی یہ ہے کہ یہ سنیوں کے ناموں پر نام رکھ کر ناداں آدمی کو گمراہ کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں۔

مشہدی شیعہ بھی ہیں۔ یہ مکہ، مدینہ کے قریب پائے جاتے ہیں یہ تعداد میں بہت ہی کم ہیں محمد بن عیسیٰ مشہدی ان کا سیکرٹری ہے۔ مدینہ میں بڑے بڑے اشراف شیعہ ہیں۔ نخاولہ کے بعد ان کی تعداد ہے۔

یہ بنو ہاشم میں سے سادات ہیں۔ ایک قسم سنیوں کی ہے اور ایک قسم شیعوں کی ہے۔

''سوارجیہ'' میں ایک بستی انہی اشراف کی ہے، یہ مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مکہ مکرمہ، جدہ، طائف اور سعودیہ کے جنوبی علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ احساء، قطیف میں زیادہ ہیں۔ مکہ، مدینہ، جدہ میں کم ہیں۔ ان میں سے زیادہ کے رابطے حزب اللہ لبنانی کے ساتھ ہیں۔ ریاض میں اسماعیلی مکارمہ شیعہ پائے جاتے ہیں۔ سعودیہ کے جنوب الحبیبہ میں پائے جاتے ہیں اور نجران شہر میں بھی محدود تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

1971/11/30ء میں حکومت ایران نے فوجی حملہ کیا اسے برطانیہ کی حمایت حاصل تھی۔ اس نے ان عربی جزیروں پر حملہ کیا تھا۔ طمبہ کبریٰ اور طمبہ صغریٰ پر حملہ کیا یہ دونوں رأس الخیمہ کے ماتحت تھے۔ تیسرا جزیرہ ابوموسیٰ ہے جس پر حملہ کیا۔ یہ شارجہ کے زیر اثر تھا اس کے رہائشیوں کو ساحل عمان کے ملک امارات میں دھکیل دیا حکومت ایران نے بحرین کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ یہ تینوں جزیرے ہمارے حوالہ کرو قبضہ کرنے کے باوجود تین ماہ بعد یہ مطالبہ پورا ہوا تھا۔ یہ بھی تجارت کی صورت میں ہوا۔ خلیج سے برطانیہ کے جانے (۴۸) گھنٹے بعد ان کا قبضہ دیا۔

یہ جزیرے ساخت یا آبادی کی کثرت کے لحاظ سے اہم نہ تھے ہرمز کی تنگنائے کی وجہ سے یہ تجارتی موقع ومحل کے لحاظ سے یہ نہایت ہی اہم تھے۔ (۷۵ فیصد عالمی تیل یہاں سے ہو کر جاتا ہے ۱۸ فیصد متحدہ امریکہ ریاستوں کا اور یورپ کا ۵۲ فیصد)، جو ہیں ہر (۱۱) منٹ بعد تیل کی سب سے بڑی نقل وحرکت اسی ہرمز کی تنگنائے سے ہو رہی ہے، یہ سب کچھ ایرانی فوجی دستوں کی حمایت ونگرانی سے ہو رہا تھا۔ اس تنگنائے کا حدود اربعہ بیس میل ہے عراق، کویت، سعودی اور قطر کے تیل کے ٹینکر یہیں سے گزرتے ہیں علاوہ ازیں ابوظہبی کے تیل کی گزرگاہ بھی یہی تھی۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تینوں جزیرے ایران کے لیے کس قدر اہم تھے اور بعض عرب جزائر ایسے تھے جنھیں ایران نے بغیر کسی مدافعت کے قبضہ میں لے لیا تھا۔ ایک جزیرہ ثڑی بھی انہی میں سے ہے جو ابوظہبی اور شارجہ کے درمیان واقع ہے۔ یہ 1964ء کی بات ہے وہاں انہوں نے ایک اہم جنگی ائرپورٹ بھی بنا رکھا ہے۔ 1950 میں جزیرہ ہنگام پر جو کہ رأس الخیمہ کے قریب ہے اس پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اسی طرح ایرانی شیعوں نے جزیرہ الغنم، جو کہ عمان کے تابع ہے اس کے تجارتی لحاظ سے اہم ہونے کی بنا پر اس پر قبضہ کر لیا۔

فارسی تمام حکومتیں یہ پختہ یقین رکھتی ہیں کہ خلیج فارس، شط العرب سے لے کر مسقط تک اس کے جزیروں سمیت اور بندرگاہوں سمیت، سارا فارس ان کا ہے۔ کیونکہ ان علاقوں کو فارسی کے علاقے کہہ کر منسوب کیا جاتا ہے، لہٰذا یہ ہمارے ہیں عربوں کے نہیں۔ چودھویں ہجری کے آغاز میں ایرانی شیعوں نے اسی اعتقاد کے پیش نظر لڑنا شروع کر دیا تھا۔ بحرین میں ایرانیوں کی تنظیم کا سربراہ جسے گلوم کے نام سے پکارتے ہیں یہ برطانیہ کے دار اعتماد میں باورچی کا کام کرتا تھا۔ یہ دس برسوں میں بڑے اہم

تاجروں کی فہرست میں آ گیا ہے۔ بحرین کی حکومت میں جاگیر فروش ہے۔ سلمان کی بندرگاہ میں بحری جنگی کشتیوں کا نمائندہ ہے۔

دبئی میں ایرانی شیعوں کی ایک جماعت ہے میگور اور برطانوی اس کا لیڈر ہے۔ قطر میں تاج کو جاسوسی اور منصوبہ بندی کا مرکز قرار دیا گیا ہے یہ برطانوی دارالاعتماد میں باقاعدہ رابطہ رکھتا ہے۔ بعض ایرانی شیعہ خلیج عربی میں تجارت کے میدان میں نمایاں ہیں، یہ بڑے نامور تاجروں میں شمار ہوتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔ بھبھانی، کاظمی، مزیدی، سلیمان حاجی حیدر ولاری اور اس کی اولاد، عبدالرضا اسماعیل اشکنانی، محمد صدیق خلیل لاری، اکبر رضا، فریدونی، قبازرد، معرفی، بوشہری، دشتی وغیرہ۔

ایرانی تاجر بڑی بڑی کمپنیوں پر چھائے ہوئے ہیں ایک کمپنی استیراد المواد الغذائیہ ہے استیراد الخضار اور اعمال الصیر فہ قابل ذکر ہیں یہ ہر تجارت پر تسلط جمانے کے لیے کوشاں ہیں اور برآمد و درآمد اور بڑی پرانی فوڈ کمپنیوں پر ان کی نظر ہے علاوہ ازیں یہ رہائشی علاقوں اور زمینوں اور زرعی زمینوں اور جائے نماز کی تجارت وغیرہ پر چھا جانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

خلیج کی ریاستوں میں ایرانی شیعہ رہائش اختیار کرنے کے بہانے اسلحہ کی تجارت کرتے ہیں۔ 1961ء میں بحرین پر حملوں کے درمیان یہ انکشاف ہوا ہے کہ ایک شیعہ کے گھر کافی تعداد میں اسلحہ ہے جسے 'سردار' کہتے ہیں، ایک اور ایرانی کے گھر اسلحہ کی اطلاع ملی جو کہ ایک معمار تھا، بعد میں پتہ چلا کہ وہ ایرانی فوج میں ملازم ہے۔ 1965ء میں چار آدمیوں سے اسلحہ برآمد ہوا جو ایرانی شیعہ تھے یہ حکومت قطر میں داخل ہوتے ہوئے گرفتار ہوئے بعد میں ان کا معاملہ پردہ راز میں چلا گیا وجہ یہ تھی یہ اسلحہ ایرانی تاجروں کے لیے لایا گیا تھا جنہوں نے قطر کی شہریت اختیار کر رکھی تھی۔ اور یہ اعلیٰ سوسائٹی میں شمار ہوتے تھے۔

کویتی حملوں کے دوران 1965ء میں سالمیہ کے محلہ میں دھماکہ ہوا تب پتہ چلا کہ ایرانی بیکری میں اسلحہ تھا۔ ایرانی ایک اور بیکری میں بھی اسلحہ چھپانے کا انکشاف ہوا تھا۔ علاوہ ازیں سمندری رستہ بھی اسلحہ سپلائی ہونے کا انکشاف ہوا تھا۔ یہ خلیج میں موجود ایرانیوں تک پہنچایا جاتا تھا۔ دبئی اور بحرین میں اسلحہ کی سپلائی دوائیوں کے باکسوں میں بند کر کے کی گئی جو ایران سے آئے تھے بحرین کے بازار منامہ میں ایک دوائیوں کی دکان جس کا مالک جعفر تھا وہاں سے کافی تعداد میں اسلحہ پکڑا گیا۔

1964ء میں ایرانی ڈاکٹروں کی زمین میں جو کہ راس الخیمہ میں ان کے لیے مخصوص تھی اس کی ایک کھیتی سے اسلحہ ملا یہ کوئی ڈیڑھ سو کے قریب افراد لگے ہوئے تھے کہ اس اسلحہ کو جمع کریں ڈاکروں سے

ملنے کے بہانے یہ اسلحہ پہنچاتے تھے، جسے منظم اور خفیہ طریقہ سے یہاں پہنچایا جاتا۔ 1965ء میں شیعوں کے حسینی مرکز سے جو قطر کے جھرمیہ کے علاقہ میں تھا۔ فوج نے آدھی رات کے وقت چھاپہ مارا وہاں بیس آدمی ایرانی شیعہ جنگی مشقیں کر رہے تھے انہیں گرفتار کیا اور سارا اسلحہ ضبط کر لیا۔ انہوں نے حسینی مرکز کو بھی اپنی خفیہ، مشکوک اور خطرناک سرگرمیوں کا مرکز بنا رکھا ہے۔ حکومت کویت میں شیعوں کی سرگرمیوں کی جستجو کی گئی ہے کہ یہ اپنے منصوبوں کی تکمیل میں بہت قریب ہو چکے ہیں، حالانکہ انہوں نے لمبی مدت کے لیے بنائے تھے ان کی بائیس امام بارگاہیں ہیں اور شیعوں کی یہ امام بارگاہ صرف نماز کے لیے نہیں ہوتی وہاں ان کے اجتماعات ہوتے ہیں نشر واشاعت کا ادارہ ہوتا ہے اور اس میں، متعدد کمیٹیاں ہوتی ہیں جو ان کے خاص وعام معاملات کو منظم کرتی ہیں وہاں کتابیں تقسیم کرتے ہیں اور شیعی لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ جو ان کے گمراہ کن نظریات کا پرچار کرتا ہے۔

کویت میں شیعوں نے صرف اپنی امام بارگاہوں پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے قلعہ نما حسینی مراکز تعمیر کر رکھے ہیں مختلف علاقوں میں ان کے تقریباً ساٹھ سے زیادہ حسینی مراکز ہیں۔ دعیہ میں دس سے اوپر ہیں نیدالجار میں نو سے اوپر ہیں عبداللہ سالم کے علاقہ میں دو حسینی مرکز ہیں منصورہ میں دس سے اوپر ہیں شرق کے علاقہ میں سولہ سے اوپر ہیں صلیبخات میں بارہ سے اوپر ہیں۔

علاوہ ازیں کویت میں شیعوں کے طبع خانے ہیں جو کتابچے اور پمفلٹ تقسیم کرتے ہیں اور یہ مفت بانٹتے ہیں۔ اور یہاں کمرے بھی موجود ہیں جہاں کویت کے باہر سے آنے والے شیعہ ٹھہرتے ہیں۔

کویت میں شیعوں کے ادارے اور تنظیمیں بھی ہیں جیسا جمعیت الثقافۃ الاجتماعیہ ہے جو حولی کے علاقہ میں ہے یہ کویت کی تنظیم الشباب کی سرپرستی کرتی ہے ایک شیعوں کے میٹرک کے طلباء اور علمی اداروں کی تنظیم ہے یہ اس کی بھی سرپرستی کرتی ہے۔

یہ جائیدادیں، عمارتیں بھی خریدتے ہیں ان کا مقصد ہے کہ ان کے اپنے محلے ہوں یہ سنیوں سے بڑی مہنگی قیمت پر مکانات خریدتے ہیں یا گھروں کا تبادلہ کرتے ہیں اور جائز و ناجائز ہر حربہ اختیار کرتے ہیں صرف اس لیے کہ یہ اپنا خاص محلہ بنائیں۔ انہوں نے اپنے غرباء شیعوں کو چند سالوں میں اپنے پاؤں پر کھڑا کیا ہے، اسی لیے کہ ہمارے مستقل محلے بن جائیں جہاں شیعوں کے علاوہ دوسرا نہ رہتا ہو۔ ان کی ان منصوبہ بندیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ خلیج عرب میں وزنی حیثیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ بحرین میں یہ تقریباً 100 / 50 ہیں۔ دبئی اور دبئی اور شارجہ میں 100 / 30 ہیں کویت میں 100 / 20 ہیں۔ عراق میں 100 / 50 ہیں۔

تیسری بحث......

یمن کے شیعہ

1990ء میں یمن کے متحد ہونے کے بعد اور اس کی سیاسی، ثقافتی اور فکری فتح کے بعد ایران کے سفارتکاری کے ذریعے یہ جستجو کی کہ شیعہ کا کونسا قبیلہ زیادہ اہم ہے۔

تو اسے پتہ چلا کہ گروہی اور سیاسی اعتبار سے 'دہم' قبیلہ زیادہ مناسب ہے۔ اس میں شجاعت و سرکشی پائی جاتی ہے اس کے علاوہ ان میں شیعت پر ڈٹ جانے اور آل حمید الدین کے حکم پر کٹ مرنے کا شدید جذبہ پایا جاتا ہے، مصری فوجوں کی صفوں میں ان کے ائمہ نے ہی خونریز جنگ لڑی تھی اور صنعا شہر کے محاصرہ میں یہی پیش پیش تھے اور اس قبیلہ نے بھاری اور ہلکا اسلحہ چلانے کی مشق بھی لے رکھی تھی۔ طیارے گرانا ٹینک تباہ کرنا اور ہر قسم کے اسلحہ چلانے کی انہیں مشق تھی اور سعودیہ کی سرحدوں پر جسے ایران اپنا سب سے بڑا دشمن تصور کرتا ہے یہ حساس قسم کے لوگ تھے۔ اور یہ دہم قبائل، اسماعیلی یام قبائل کے پڑوس میں رہتے تھے اور نجران جو کہ سعودیہ کا علاقہ ہے اس میں موجود دوسرے شیعہ قبائل کے بھی قریب تھے۔

سرحدوں میں قریب ہونا، عادات و رسومات میں نزدیک ہونا اور نسب میں ملاپ، نے دہم قبائل کا ایران سے گہرا تعلق بنا دیا ہے۔ ایران نے مسلح افواج جو کہ شجاعت اور شیعیت اور تربیت میں بہت مضبوط ہے جمع کر رکھی ہے، انہیں ڈالر یا پھر شیعہ افکار کی غذا دی جاتی ہے اور انہیں اثنا عشری عقیدہ میں رنگا جاتا ہے اور انقلاب ایران کے مقاصد اور ابتدائی باتیں بتائی جاتی ہیں۔ یمن میں موجود شیعوں اور ایران کے درمیان سفارتی رابطہ رہتا ہے۔ یہ سفارت کار ''دہم'' قبائل تک پہنچتے ہیں۔ ان کے پاس دعوت کے متعلقہ تمام وسائل ہوتے ہیں، یہ شیعہ عقائد کا بیج بوتے ہیں اور ایرانی انقلاب کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں۔ یہ شیعہ قافلے جوف عالی کے مقام کو اپنا مرکز قرار دیتے ہیں اور اپنے دینی خیالات لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ متون جگہ شیعوں کا سب سے بڑا گڑھ ہے۔ 'معطمہ، مصلوب، زاہر، حمیدات'' یہ سارے زون دھم قبائل کے ہیں اور قریب قریب ہیں۔ یہ ان میں اپنے نظریات کی تبلیغ کرتے ہیں۔

(۱)......شیعہ یہاں بڑی تعداد میں کتابیں پمفلٹ اور مفت کیسٹیں تقسیم کرتے ہیں اور انفرادی دعوت کے پردہ میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور محمد بن وہاب رحمہ اللہ پر تنقید کرتے ہیں اور لیکچر دیتے ہیں ان

کا عنوان یہ ہوتا ہے، وہابیہ اور یہودیہ کے عقائد میں رابطہ، شیعوں نے نجران میں اسماعیلی مکارمہ کی تحریک کے دوران یمن میں اس عنوان والی کیسٹ کو بہت زیادہ تقسیم کیا تھا۔ اس کے جواب میں یہ سنی علماء نے ثابت کیا کہ فوجی تعلقات شیعوں یہودیوں کے درمیان ہیں۔ شیعوں نے اس موضوع پر بھی کیسٹ تقسیم کی۔

الارهاب الوهابي في العالم الاسلامي ۔ اور یہ کتاب بھی تقسیم کی۔ الوهابية وخطوها في مستقبل اليمن السياسي۔ اور كشف الارباب في اتباع محمدبن عبدالوهاب۔ اور ابن فقيه النفط اور ایک کتاب۔ صاعقه العذاب في الور على محمد بن وهاب۔ اور الوهابيه في صورتها الحقيقة۔ اور العزقه الوهابية في خدمة من وغيره

کتابیں تقسیم کی، جن میں کفر اور لعنت کے تیر برسائے گئے ہیں۔ نعوذ باللہ صحابہ کرام ﷡ پر لعنت اور علمائے سنت پر کفر کی بوچھاڑ کی گئی اور انہوں نے اپنے بڑے بڑے علماء کے فتاویٰ بھی نشر کیے جن میں ان کے بقول پندرہ فرعونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ حضرت ابوبکر ﷜ سے لے کر یزید تک انہوں نے انہیں شمار کیا ہے۔ شیعہ نظر سے اور خمینی کی آراء کو پھیلانے کے لیے دیگر کتابیں بھی پھیلائیں۔

(۲)...... ایرانی سفارتکاروں نے شیعوں کے قبائل سے پانچ ذہین طلباء کا انتخاب کیا جو میٹرک پاس تھے، ان کے ساتھ ان کی بیویاں بھی تھیں، انہیں ایرانی سفارتخانہ کے اخراجات پر طہران میں حوزہ علمیہ میں پڑھنے کے لیے بھیجا انہوں نے چار سال شیعی عقائد پڑھے اور ایرانی انقلاب کی آراء وافکار سے آشنائی حاصل کی اب یہ واپس لوٹے تو انہیں شیعہ عقائد کے متعلق سہارا دینے میں اس کا دفاع کرنے میں اور اسے پھیلانے میں جس مواد کی ضرورت تھی وہ اس سے آراستہ تھے۔

(۳)...... اسی طرح ایرانی سفارتخانے نے دسیوں طلباء کو صنعاء اور صعدہ میں جعفریہ فقہ میں علمی دوروں کے لیے بھیجا جو سال اور دو سال کا دورہ ہوتا تھا یہ سب اخراجات سفارتخانے نے اٹھائے تھے۔ انہیں شیعی عقائد سے آگاہ کیا گیا اور انہیں اہل ترین داعی بنا کر بھیجا گیا۔

(۴)...... ایرانی سفارتخانہ ان کے ہر شیخ کی کفالت کرتا ہے، ان سے مالی تعاون کرتا ہے، ماہانہ پانچ سو ڈالر دیتا ہے اور ہر شیعہ داعی کو تین سو ڈالر اور ہر طالب علم کو سو ڈالر دیتا ہے۔

(۵)...... ایرانی سفارت خانہ اپنی دینی بیداری رکھتا ہے، شیعی مجالس منعقد کرتا ہے۔ اور انہیں

مادی ومعنوی سہارا دیتا ہے۔عید غدیر خم ولادت علی ،شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا انعقاد کرتا ہے اور ترویج دیتا ہے۔شیعوں نے تین مراکز تعمیر کیے ہیں اور دو لائبریریاں ہیں اور کیسٹیں اس کے علاوہ ہیں اور ایک تربیت گاہ، متون مقام کے ایک پہاڑ میں ہے یہاں بڑے اور چھوٹے اسلحہ کی یہ تربیت لیتے ہیں۔اور حکومت ایران اپنے سفارتخانہ کے ذریعے وسائل مہیا کرتی ہے، گاڑیاں وغیرہ دے رکھی ہیں، صنعاء میں انہوں نے ایک مرکز طبی ایرانی قائم کر رکھا ہے جس میں جدید ترین تشخیص کے ذریعہ مفت علاج کی تمام سہولتیں دی جاتی ہیں۔ایران نے جو تحائف یمن کے شیعوں کو دیئے ہیں اس کے نتیجہ میں صورت حال یہ ہو چکی ہے کہ ان کے خطباء اور شیعوں کے داعی اپنے دروس کا افتتاح کرتے ہوئے اور اپنے خطبات کے آغاز میں سرعام اور کھلے طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر خصوصاً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر اور سنی علماء سرفہرست ان میں شیخ عبدالعزیز بن باز اور ابن عثیمین رحمہما اللہ ہیں اور سعودی حکومت اور ان کے امراء پر لعنت کرتے ہیں۔اب تو شیعوں کے علماء اپنے دروس اور لیکچرز میں بالکل واضح انداز میں محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت کو اسلام کے لیے یہودیوں سے بھی زیادہ خطرناک قرار دیتے ہیں۔ان کے ایک شیخ عبدالکریم جدبان نے ایک کیسٹ کے ذریعے اس خبیث ترین اعلان کا اظہار کیا ہے۔الحمدللہ دو کیسٹوں میں ان کا جواب دیا گیا ہے کہ شیعوں اور یہودیوں کے درمیان باقاعدہ رابطے ہیں۔

راقم نے یعنی مولف کتاب ہذا نے مزید بتایا ہے کہ شیعوں اور یہودیوں کے درمیان قوی رابطہ ہے اور ان کے عقائد ملتے جلتے ہیں اور اسلحہ کی خریداری میں ایران اور اسرائیل کا آپس میں باقاعدہ تعاون ہے۔

ان کی خباثت کا اندازہ لگائیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سنی علمائے کرام کو گدھوں، اور کتوں سے اشارے کرتے ہیں۔

اور یہ غدیر خم کے نام پر جو کہ ان کی سب سے بڑی عید ہے اسے دھم قبائل کے تین قبائل میں بپا کی ہے۔اور یہ واقع ہی ان قبائل کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ ایرانی ثقافتی گروہ اس عید کی نگرانی کے لئے صنعاء اور صعدہ میں آیا تھا۔اور آٹھ ذوالحج کو صبح ہی یہ قبائل اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مجلس ماتم بپا کی، قصائد پڑھے، اور انہوں نے اس دن کو ولایت علی اور شیعان علی کی دوستی کا دن قرار دیا اور جنہوں نے ولایت کو چھپایا۔اور انہیں بے یارو مددگار کر دیا ایسے خائنوں سے بیزاری کا دن قرار دیا ہے اور مجلس کے آخر میں انہوں نے ایک تصویری پیش کی جس پر حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما لکھا ہوا تھا اور ایک دوسری تھی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ لکھا تھا۔ایک اور تھی اس پر یزید لکھا اور انہوں نے حاضرین سے کہا ان

پر گولیاں اور پتھر برساؤ۔ وجہ یہ ہے کہ یہ انہیں اھل بیت کے غدار اور خائن تصور کرتے ہیں۔

سب سے بڑا خطرہ جو اسلام کے لیے لحہ فکر یہ ہے وہ انٹرنیٹ میں موجود ہے کہ یمن میں جو امریکی سفیر ہے یہ شیعوں کے 'دھم' کے قبائل میں خود پہنچا ہے خصوصا جو یمن کے شمالی علاقہ اور سعودی عرب کے جنوب میں ہیں قبیلہ کے سربراہوں نے اس کا پرجوش استقبال کیا ہے اور اس کی خوشی میں ہوائی فائرنگ بھی کی ہے۔ اور امریکہ نے اپنے سفیر کے واسطہ سے سوملین ڈالر اسلحہ کی صورت میں انہیں دیا ہے جس میں طیارہ شکن اور ٹینک شکن توپیں بھی ہیں اور ہر قسم کا اسلحہ بھی دیا ہے اور امریکہ نے انہیں اس اسلحہ کو چلانے کی تربیت بھی دی ہے اور اخراجات خود کیے ہیں اور یمن کے اس قبیلہ کے ہاں ایرانی بھی پہنچتے ہیں جو انہیں ٹریننگ دیتے ہیں۔

چوتھی بحث......

مصر کے شیعہ

شیعہ منظم طور پر مصر میں شیعیت پھیلانے میں محو ہیں۔ایک جماعت، اخوت اسلامیہ، اس کی بنیا د ایک ہندی باطنی آدمی محمد حسن اعظمی نے 1937ء میں مصر میں رکھی تھی اور'' رقیہ غوری'' کو اس کا مرکز بتایا۔ لیکن یہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا، پھر یہ کراچی منتقل ہو گئی۔ اسے دارالتقریب بین المذاھب الاسلامیہ'' کے نام سے بنایا گیا۔

اس کی بنیاد ایک ایرانی شیعہ نے رکھی اسے محمد تقی قمی کہا جاتا تھا یہ 1364ھ کی بات ہے اس نے دھوکا دیا اور اہل سنت کے مصر میں چند علماء اس کے قریب آ گئے اور اس دارالتقریب مجلس نے ایک'' اخبار'' رسالۃ الاسلام کے نام سے جاری کیا۔

اس رسالہ کے چار سال بعد اس ادارہ کے ایک رکن کو شک گزرا کہ اس کے مقاصد شیعوں کی حمایت ہے یہ شیخ عبداللطیف سبکی تھے انہوں نے رسالہ'' الازھر'' میں اپنی رائے شائع کر دی۔ اور سوال کیا اس ادارہ کو کون چلا رہا ہے وہ کون سخی ہے جو اتنے زیادہ اخراجات کرتا ہے۔ آخر یہ ادارہ بند ہو گیا اور سبکی نے اس ادارہ سے اظہار لاتعلقی کر دیا۔ شیخ محمد عرفہ اور شیخ طہٰ ساکت نے بھی بیزاری ظاہر کر دی۔

اس کے باوجود شیعہ مایوس نہیں ہوئے اس ادارہ کے بند ہونے کے بعد انہوں نے طالب رفاعی حسینی کو مزدوب بنا کر بھیجا اس نے خود کو مصر میں شیعوں کا امام قرار دیا عوام ان کے ادارہ سے شک میں مبتلا تھے اس کے باوجود انہوں نے قریب قریب ہونے کا راگ نہ چھوڑا انہوں نے ایک اور چال چلی کہ مصریوں کے دل میں اہل بیت کی محبت پختہ طور پر گھسیڑ دی اب وہی ادارہ شیعہ کی کتابوں کو نشر کرنے لگا۔ اور ان کی عیدوں کو پھیلانے لگا اور ان کے ابتدائی معاملات کی بشارت دینے لگا۔ انہوں نے'' معادی'' کو اپنے عقائد کی دعوت کا مرکز قرار دیا اور اہل سنت میں اپنے گمراہ کن عقائد پھیلانا شروع کیے۔ بعد میں یہ جمعیت لوگوں کے درمیان شیعی نقطہ نظر کو ظاہر طور پر لگی۔ اب ان میں ایک آدمی نمودار ہوا ہے محمد درینی جو مصر کے شیعوں کا بڑا کہلواتا ہے، یہ ازہر کے شیوخ سے بھی بلند تر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور اس کا مطالبہ ہے کہ ازہر یونیورسٹی شیعہ کے حوالے کی جائے کیونکہ اس کا دعویٰ ہے اسے فاطمی شیعوں نے بنایا تھا اب تک یہ کیس چل رہا ہے۔

پانچویں بحث......

عراقی شیعہ

یہ بات یقینی ہے کہ ایران کی نظریں، عراق پر لگی ہوئی ہیں کیونکہ وہ اسے مقدس سرزمین قرار دیتے ہیں، اس میں کربلا ہے، کربلا ان کے نزدیک مکہ مکرمہ سے بھی کئی گنا بڑھ کر ہے اور وہاں ان کا نجف شہر ہے۔ یہاں ایران سے روزانہ ایک ہزار آدمی زیارت کے لیے آتا ہے۔ یہ بھی حکومت عراق نے تعداد کا پابند کر رکھا ہے اگر یہ نہ ہو تو پتہ نہیں وہاں کیا حال ہو۔

عراق اور بغداد میں شیعہ خود کو اکثریت ظاہر کرتے ہیں، حالانکہ یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا ان کا دین ہے۔ یہ ہر جگہ اپنی اکثریت کا جھوٹا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ عراق میں جو اعداد و شمار سامنے آئے ہیں ان کی جستجو کے مطابق (40/100) ہیں یہ تب ہے جب کردی مسلمانوں کو بھی عراق میں شامل کریں ان کی (95/100) آبادی سنی ہے کیونکہ جنوبی علاقوں میں شیعوں کی آبادی بہت کم ہے اور بصرہ وغیرہ میں، حالانکہ وہاں سے شیعوں کے ظلم سے تنگ ہو کر بہت سارے سنی ہجرت کر چکے ہیں، اس کے باوجود آدھی آبادی سنی ہے۔ علمی ادارے اور ان کے دینی مدارس شیعہ عقائد پھیلانے میں حد درجہ متحرک ہیں، انہیں خصوصی تحفظ حاصل ہے، ان کا ہر عالم اور مدرس اپنے ادارہ کا خود کفیل ہے اور ان مدارس کا فتویٰ قابل اعتماد ہے اور یہ ادارے زیادہ تر نجف اور کربلا میں پھیلے ہوئے ہیں، ان مدارس میں طلباء کی تعداد محدود نہیں۔ غیر محدود ہے اور ہر وقت ان کا داخلہ کھلا ہے اور ہر عمر میں پڑھ سکتے ہیں۔ اور ان کی تعلیم پر توجہ مرکوز ہے کیونکہ عراق کی اندرونی کمائی کی بہ نسبت ان مدارس میں پڑھانے اور پڑھنے والوں کو امتیازات حاصل ہیں اور مدرسہ سے فراغت کے بعد بھی انہیں سہولیات میسر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان مدارس میں سے ہر مدرسہ تقریباً پندرہ سو کے قریب طلباء مستقبل طور پر زیر تعلیم رہتے ہیں اس کے مدرس کی تنخواہ کم از کم (۱۵۰) ڈالر ماہانہ ہے اور اپنی اور اپنے اہل خانہ کی دوائی مفت ہوتی ہے بلکہ سرجنی بھی مفت ہوتی ہے ہاں کوئی دوسری طرف سے اسے تعاون آ جائے تو پھر وہ خود خرچہ برداشت کرتا ہے۔ اور کئی مدرسین کو گاڑی اور ڈرائیور دیا جاتا ہے، رہائش دی جاتی ہے، ایران کو سفر کے مفت ویزے دیئے جاتے ہیں اور ہر مدرس شیعہ مذہب کی کتابوں پر مشتمل ایک بڑی لائبریری بھی تیار کر کے رکھتا ہے۔ طلباء کے

وظائف ہوتے ہیں جو پچاس ڈالر کے قریب ہوتے ہیں۔ رہائش دی جاتی ہے، خواہ شادی شدہ طلباء ہوں یا غیر شادی شدہ ہوں۔ اور علاج معالجہ کی سہولیات اس کے علاوہ ہیں اور دائیں بائیں سیر کے لیے گاڑی کی سہولت مفت میسر ہے۔ جو چوتھے سال میں ہوتا ہے وہ تدریسی فرائض بھی سرانجام دیتا ہے اسے دیگر طلباء والے اخراجات کے علاوہ ماہانہ تنخواہ دی جاتی ہے۔ اور جو طلباء میں ممتاز حیثیت حاصل کرتے ہیں ان کی دلجوئی تو تصور سے بھی بالاتر ہے گویا وہ تو ایک کسریٰ بادشاہ ہے جسے تخت پر بٹھادیا گیا ہے۔ اور اس کی شادی میں پورا تعاون کرتے ہیں اور خفیہ اعلانیہ دست تعاون اس کے ساتھ رکھتے ہیں، اسے دنیا کی ہر ضرورت سے بے نیاز کر دیتے ہیں، اس کے باوجود یہ حسب توفیق صنعت وحرفت بھی سیکھتے ہیں کہ کسی بھی ناگہانی مصیبت سے نبرد آزما ہوسکیں اور روزی کما سکیں۔

بغداد اور دیگر علاقہ جات میں شیعوں نے جو غلبہ کی منصوبہ بندی کی ہے اس کی تکمیل کے لیے بغداد کے بازاروں میں آپ کو شیعہ ہی پھیلے ہوئے نظر آئیں گے۔ خاص طور پر بغداد کے جنوبی علاقہ میں جو لوگ ہیں یہ ایسے تاجر ہیں جو شیعوں کے داعی ہیں اور ان کی تنظیم کے ہیں اور ایران کے سپورٹر ہیں۔ یہ شیعوں کی دینی رسومات کی تجدید کرتے ہیں اور انواع واقسام کے کھانے بناتے ہیں اور ہر لیہ حسین، عیش فاطمہ، خبز عباس کے نام سے تقسیم کرتے ہیں۔ سنی لوگ ان سے نہایت ہی حسن نیت کے ساتھ معاملات کرتے رہتے ہیں۔ جو ان کی سادگی کی دلیل ہیں اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے خوب کمائی کی اور زر اور زن کے ذریعہ غالب آ گئے۔ مفاد نکال کر سنیوں کو پس پشت ڈال دیا۔

عراقی شہروں پر قبضہ میں بھی ان کے تیار کردہ طریقے تھے۔ زمین خرید لی، بغداد میں جہاں شیعہ آبادی زیادہ تھی اس علاقہ میں گھر بسا لیے۔ اگر آپ یہ کہہ دیں کہ فلاں زمین برائے فروخت ہے شیعہ خواہ کسی بھی جگہ بکھرے ہوں گے وہ اس علاقے کے گھروں کو پہلی ہی فرصت میں خرید یں گے۔ خواہ کتنی ہی زیادہ گراں قیمت کیوں نہ ہوں۔

عراق میں تجارتی منڈیاں اور خصوصاً بغداد کے بازار تو شیعوں کی آواز بن چکے ہیں کسی بھی تجارتی علاقہ سے گزریں شیعہ ہی بیٹھا نظر آئے گا اور بعض بازار تو مکمل شیعوں کے ہیں اگر ان کے ہاں کوئی باپردہ خاتون اور باشرع داڑھی والا نوجوان گزرے گا تو وہ شیعوں سے طعن وتشنیع اور طنز اور ہیجان انگیز بات سنے گا۔ اگر تم انہیں سلام بھی کہو گے تو وہ جواب نہ دے گا۔ اگر دے گا تو وعلیکم کہے گا۔ جیسا کہ مسلمان یہودیوں کو وعلیکم کہتے ہیں گویا کہ تم ان کے لیے یہودی ہو۔ اگر کوئی سودا پوچھو تو سودا ہوگا مگر پرسکون انداز میں کہہ دیں گے یہ میرا نہیں میں فروخت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر کوئی نوجوان مکمل ممتاز

ومسنون داڑھی رکھے ہوئے ہواس کی بات سن کراسے بھڑکائیں گے تاکہ یہ جھگڑا کرے اور اسے زودوکوب کریں۔نقل وحرکت اور مواصلات کے تمام شعبے ان کے زیر تسلط ہیں۔اور حکومتی ذرائع مواصلات پر بھی ان کا ہی اثر ہے بسیں اور چھوٹی کرایہ کی گاڑیاں اکثران کے تسلط میں ہیں۔اور جو بھی ان میں سوار ہوان کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس تک ان کے باطل مذہب کی بات پہنچے، اگر بغداد میں کوئی اجنبی آجائے اور بازار میں چلے تو وہ یہی تصور کرے گا میں اکیلا ہی سنی ہو باقی سب شیعہ ہیں۔ جو بھی گاڑی کرایہ پر لیں اس میں علی رضی اللہ عنہ اور آل نبی کی خود ساختہ جھوٹی تصاویر لٹکی ہوں گی یا سیاہ علم لٹک رہا ہوگا۔عراق کے بعض معروف خاندان ہیں یہ جنوب میں رہتے ہیں ان کے بعض افراد بھی شیعہ ہو چکے ہیں ان کے شیعہ مذہب میں آنے کی وجہ یہ ہوئی ہے، حالانکہ یہ سنیوں کے بیٹے ہیں انہیں عورت کے لالچ نے شیعہ بنایا ہے، نکاح متعہ کے روپ میں جو یہ نوجوانوں کے سامنے تعاون پیش کرتے ہیں تو سنی نوجوان بدمست ہوکو شیعیت اختیار کر لیتے ہیں۔اردن اور سوریا میں ایرانی سفارتکار اوران کی سرگرمیوں سے متاثر لوگ شب وروز شیعہ مذہب پھیلانے میں مصروف ہیں، اردن اور سوریا میں جو عراقی باشندے سفر کرتے ہیں ہم نے دیکھا ہے ان کے پاس شام کا کھانا میسر نہیں ہوتا۔ جب شیعہ مذہب میں آجاتے ہیں تو زمینیں خرید رہے ہیں، اجرت پردے رہے ہیں اور بڑے بڑے کالونی سینٹر تیار کر رہے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ عراق میں موجود شیعہ نوجوان انہیں ایران میں پڑھنے اور وفد کی صورت میں جانے کی ترغیب دیتے ہیں اور جنگی مشقوں اور فنون جنگ سے آگاہ کرنے اور اسلحہ چلانے کی ترغیب بھی دیتے ہیں اور مزید انہیں سفر اور مزارات کی زیارت پر راغب کرتے ہیں جیسا کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی قبر جو کہ اردن میں ہے اور سوریا میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی قبر ہے۔اس طرح یہ نوجوان مکمل طور پر شیعوں کے پرجوش داعی بن کر عراق لوٹتے ہیں اور یہ فعال اور منظم ہوکر شیعیت پھیلاتے ہیں اوران کے لیے یہ بات سونے پر سہاگہ ہے کہ اہم عراقی اداروں پر شیعوں کو غلبہ حاصل ہے۔یہ دولت اور عورت کے سبب یہودیوں کی مانند چھا جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ عراق میں گھریلو کلب ہیں اور بغداد میں کئی قسم کے کھیل کھیلے جاتے ہیں، جسے یہ انفرادی کھیل کا نام دیتے ہیں۔کراٹے، کونگ فو، جوڈو وغیرہ ان کلبوں میں کھیلے جاتے ہیں، زیادہ تر تعداد خواہ سکھانے والا ہو یا سیکھنے والا ہو شیعہ کی ہے، ان کلبوں کے بارے میں ایک شیعہ سے پوچھا گیا جو کہ تربیت لے رہا تھا کہ تم یہ تربیت ان کلبوں میں کیوں لیتے ہو؟ تو اس نے کہا:

انهم يريدون ان يعودوا انفسهم على ضرب السنة بانفسهم لا

بالسلاح فالسلاح به موت سريع لا يشفي غليلهم

''ہم خود کو سنیوں پر کاری ضرب لگانے کے لیے یہ تیاری کر رہے ہیں ہتھیار سے موت جلدی واقع ہو جاتی ہے اس سے پیاس نہیں بجھتی اس طرح تڑپا کر مارنے میں مزہ آتا ہے۔''

اس کے برعکس جو شیعہ نوجوان شیعیت سے تائب ہو کر سنی عقیدہ میں داخل ہوتے ہیں انہیں گھروں سے نکال دیا جاتا ہے، ان کا خاندان ان کی شیعہ قوم ان سے مکمل بائیکاٹ کر دیتی ہے اور انہیں واجب القتل قرار دیتے ہیں اور اگر ان میں شادی شدہ نوجوان ہو تو اس کی بیوی چھین لیتے ہیں ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں جو کافر اور مرتد سے کیا جاتا ہے۔ عراق میں شیعوں نے اسلحہ خانہ بھی تیار کر رکھا ہے۔ یہ مبالغہ نہ ہوگا حقیقت ہے کہ ان کے پاس اتنا بڑا اسلحہ خانہ ہے عالم اسلام کی بعض حکومتوں کے پاس بھی اتنا اسلحہ نہ ہوگا جب امریکہ نے عراق پر اٹیک کیا تھا تو یہ شیعہ اسلحہ کے بڑے بڑے ذخائر پر قابض ہو گئے تھے نیز ایران ان کی مدد کرتا ہے یہ شیعہ عراق میں ایران کی منظم فوج ہیں، عراق میں کوئی اسلحہ ہو کتنا مہنگا ہو اور زیادہ ہو یہ شیعہ فوراً خرید لیتے ہیں اور اگر آپ بغداد ہی کا جائزہ لیں اس میں ہر جگہ آپ کو اسلحہ کا ذخیرہ مل جائے گا، یہ بغداد شیعہ کی آبادی کا دھڑکتا دل ہے، یہ نام کو صدام کا علاقہ کہلواتا تھا، اصل شیعہ اس پر قابض ہیں، انقلاب یہیں سے اٹھا تھا۔ یہاں کچھ لوگوں نے ایران سے جنگی ٹریننگ لی ہوئی ہے۔ شہری لڑائی سڑکوں پر لڑی جانے والی جنگ اور جماعتوں سے لڑی جانے والی جنگ کی تربیت لے رکھی ہے اور اہم شخصیات پر قاتلانہ حملہ کی تربیت بھی انہوں نے لے رکھی ہے۔ سابق وزیر اوقاف عبداللہ فاضل پر انہوں نے ہی قاتلانہ حملہ کیا تھا۔

عراقی شیعوں کے نزدیک نکاح متعہ:

متعہ عراقی شیعوں کے ہاں بھی عام ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شیعوں سے انتقام لے رہا ہے کہ ان میں اکثریت شرف اور عفت اور پاکدامنی سے محروم ہوتے ہیں۔ یہ گندے اور اپنے عقائد کی مانند لتھڑے ہوئے بدبودار جسم والے ہیں (الجزء من جنس العمل) ''جیسا کام ویسا انعام''

عراقی متعہ کو عام کرنے کے لیے نوجوانوں کو راغب کرتے ہیں مرد ہوں یا عورتیں ہوں ان

کا دین انہیں ذرہ برابر نہیں روکتا۔ نہ ہی ان کا معاشرہ عار سمجھتا ہے۔ انہوں نے متعہ کے نام پر زنا خانے کھول رکھے ہیں۔ جو بھی ان کے ہاں متعہ اور اصل زنا کرنا چاہتا ہے وہ ان کے دفاتر میں آ جاتا ہے وہ اس کے سامنے ان بدکار عورتوں کی تصویروں کی البم پیش کرتا ہے، پھر بڑا اٹھتا ہے جسے یہ "سید" کہتے ہیں یہ ان کا بہتان بازی کا جھوٹا نکاح پڑھا کر زنا کا پرمٹ دیتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں ایسے ایسے جنسی حادثات پیش آتے ہیں کہ حیا سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ آب شرمندگی پیشانی کو شرابور کر دیتا ہے...... پسینہ پونچھیئے ذرا اپنی جبیں سے......

کتنی ہی دوشیزائیں ایسی ہیں جن کی بکارت دری اس نکاح متعہ کے باطل ہاتھوں سے سرزد ہوئی جسے عراق کے شیعوں کے شیوخ نے اپنی نگرانی میں رواج دیا ہے۔

چھٹی بحث......

افریقی شیعہ

1959ء میں خمینی کی قیادت میں سرزمین فارس میں ایرانی انقلاب کا آغاز ہوا، دنیا میں شیعہ نے اپنے لیڈر پن کا اظہار شروع کر دیا۔ اور اس نے شیعیت کی نشر و اشاعت اور حمایت کی ذمہ داری اپنے کندھے پر ڈال لی۔ اس نے ایسے جذبات کا اظہار کیا جس سے نمایاں ہوتا تھا کہ یہ اپنے عقائد معمورۂ ہستی تک پہنچائیں اور اعتقادات کا وسیع پیمانے پر پرچار کریں۔ ایران میں بیٹھ کر شیعوں کے لیے ممکن تھا کہ یہ دنیا کے مختلف کناروں میں اپنے مذہب کو پہنچا سکتے تھے۔ ان میں سے ایک مشرقی افریقہ کا علاقہ تھا جس میں شیعہ مذہب کی سرگرمیاں وسیع انداز پر پھیلائی جا سکتی تھیں پہلے اس میں سفارت کار اور ایرانی قونصلیٹ بھیجے تاکہ یہ جائزہ لیں کہ ان کے ضروری منصوبے یہاں کس حد تک پورے ہو سکتے ہیں اور خصوصاً اس نے ساحلی علاقوں اور مہبط وحی کا جزیرۂ عرب جو ساحل افریقہ کے قریب ہے ان علاقوں میں نمائندے بھیجے تاکہ وہ جائزہ لیں اور یہ ایران کے شیعہ اسے اپنا مرکز بنائیں۔ اس میں سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ اس علاقہ کی ثقافت اور تہذیبی مراکز کو فتح کیا جائے۔ ان مراکز سے پھر علمی مراکز، اجتماع کے لیے ہال اور نشریات، کتابیں وغیرہ شائع کرنا اور دینی کیسٹیں جو شیعہ مذہب کی دعوت دیں انہیں عام کیا جائے۔ کینیا کے وسط میں اسی قسم کا ایک مرکز واقع ہے۔ نیروبی کے دارالخلافہ میں تجارتی اہمیت کی جگہ پر بھی واقع ہے۔ کینیا والا مرکز بذات خود ایرانی قونصلیٹ کی نگرانی میں کام کر رہا ہے جہاں یہ مال حاصل کرتا ہے، مادی و روحانی سہارا لیتا ہے، علاوہ ازیں سیاسی حمایت بھی حاصل کرتا ہے۔ ان مراکز کو شیعہ تنظیمیں چلاتی ہیں جو تربیت یافتہ ہوتی ہیں اور متعدد زبانیں جانتی ہیں، انگریزی، عربی اور جو وہاں کے باسیوں کی بولی ہو وہ جانتی ہیں۔ ان مراکز کے ساتھ ملحقہ علمی لائبریریاں بھی ہوتی ہیں جو مختلف علوم کی کتب پر مشتمل ہوتی ہیں۔ تفسیر کے متعلقہ علوم حدیث کے متعلقہ علوم، فقہ و اصول فقہ، لغت، ادب تاریخ، سیرت اور دیگر علوم کی کتب ان لائبریریوں کی زینت ہوتی ہیں، رسالے، اخبارات، ماہنامے ہفت روزے یا سالانہ اخبارات شائع ہوتے ہیں، جن پر شیعہ مذہب کی چھاپ نمایاں ہوتی ہے کیونکہ یہ حکومت ایران میں چھپتے ہیں۔

(۲)......شیعوں کا مقصد افریقہ میں یہ تھا کہ علمی مدارس کھولے جائیں، زیادہ تعداد میٹرک سکولوں کی ہو، شیعوں نے تعلیمی سطح پر مختلف مدارس اس علاقہ میں قائم کیے ہیں۔ جو دارالخلافہ اور بڑے بڑے شہروں میں پائے جاتے ہیں ان میں مدرس مقامی شیعہ ہی ہیں مگران کا بڑا ایرانی روحانی پیشوا ہوتا ہے۔ اسے فقیہ کہتے ہیں۔

(۳)......شیعہ افریقہ میں بڑے پیمانے پر نوجوانوں میں دعوت پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب وہاں شیعوں کی بدعات پر کان دھرنے والے بہت لوگ ہیں، انہوں شیعہ عقائد والوں میں سے منتخب لوگ لیے اور انہوں نے معاشرہ میں عقائد پھیلانے کے لیے تندہی سے کام کیا اور ان کی تنخواہیں افریقہ میں موجود ایرانی سفارتخانہ اور قونصلیٹ ادا کرتا ہے۔ حقیقت ہے کہ شیعہ مختلف اسلوب وانداز کے ذریعہ لوگوں کو ورغلاتے ہیں، مال سے اور جوان کے گمراہ کن افکار ونظریات کے حامل نوجوان ہوتے ہیں ،انہیں پڑھائی کے لیے عطیات کے ذریعے ساتھ ملاتے ہیں۔ ان کا شیعہ طالع، یعنی کتابیں بیچنے والا اس بات کو بہت اچھا سمجھتا ہے کہ انہیں اس زہریلے عقائد کی طرف متوجہ کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بلکہ پورا تحفظ حاصل ہے۔ افریقہ کے شرق پر شیعہ کے قدم مضبوط ہیں اور یہ شیعیت کی اشاعت میں بڑی جدوجہد کر رہا ہے اور اپنی شیعہ ایرانی حکومت کی دوستی کا حق ادا کر رہا ہے۔ ان کی پہلی فرصت میں یہ کوشش ہے افریقہ کے نومسلموں کے عقیدہ میں تزلزل پیدا کیا جائے اور انہیں شیعہ بنایا جائے۔ اور صومالیہ میں جو پناہ گزین ہیں انہیں تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور ٹیلی ویژن کے اسٹیشن کھول دیئے جائیں۔ خصوصاً تنزانیہ میں اس کا خاص اہتمام کرتے ہیں۔ پڑھائی کے طریقے پورے اہتمام سے رائج کرتے ہیں۔ مسلمان جو ساحلی علاقوں میں ہیں انہیں شیعہ بنانے پر ان کی توجہ مرکوز ہے۔ صوفیوں اور شیعوں کے گمراہ کن عقائد میں مماثلت ہے، اس لیے یہ افریقہ کے ساحلی علاقوں میں صوفیوں کے مراکز پر بھی قابض ہو چکے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ تعلیمات اسلام اور عقائد صحیحہ کے متعلقہ کتب شائع کریں اور انہیں عام پھیلائیں خصوصاً محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی کتب عام شائع کریں تاکہ ان گمراہوں کا دفاع ہو سکے۔ ایرانی شیعہ کینیا میں ایک یونیورسٹی تعمیر کر رہے ہیں حزب فورکینی کا نائب امیر کہتا ہے، یہ پروفیسر راشد رمزی کے مخالف گروپ سے ہے، یہ کہتا ہے:

ان هناك خطوات جارية لبناء جامعة في منطقة الساحل بكينيا

''کینیا کے ساحل پر یونیورسٹی تعمیر کرنے کی کوششیں پورے زور وشور سے جاری ہیں''

اور میں ایران کی دعوت پر دو ہفتہ کے لیے جا رہا ہوں وہاں میں پاسداران انقلاب کے سامنے

یہ بات کروں گا اوراس منصوبہ کی عمل داری کے لیے میں ایران کے سفارتخانہ سے بھی ملوں گا۔اس منصوبہ کے متعلقہ حکومت ایران میں افریقی معاملات کے متعلقہ آفیسر اور وزارت تعلیمات کے نائب وزیر سے میری بات چیت مکمل ہو چکی ہے۔اس کے مقابلہ میں نہایت ہی رنج والم سے کہنا پڑتا ہے کہ کئی عرب ممالک کی اسلامی یونیورسٹیوں مین یہ افریقی ملکوں کے طلباء کو قبول نہیں کرتیں،مگر مجبور ہو تو کرتی ہیں جب کہ ایران نے ان کے لیے اپنے دروازے کھلے چھوڑ رکھے ہیں ...... یہ بہت بڑا لمحہ فکریہ ہے......!

☆☆☆☆☆

ساتویں بحث......

سوڈانی شیعہ

اب ہم افریقی ملک سوڈان کے بارے میں حالات بتانا چاہتے ہیں۔سوڈان ایک ایسا ملک ہے جسے جنگوں نے اور انقلابات زمانہ نے کمزور کر دیا ہے اور اسے گروہوں اور فرقوں میں تقسیم کر دیا ہے۔یہ تباہ کن فقر وفاقہ کے پہاڑ کی زد میں کراہ رہا ہے۔بھوک نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔اور اس میں پناہ گزینوں کی نیند حرام ہو چکی ہے، یہ ہلاکت خیز طوفانوں کی زد میں چلا آرہا ہے۔شرانگیز قوتیں اس پر چڑھ آئی ہیں اور ہر جگہ سے یہ انتقام کا نشانہ بن رہا ہے۔اس کے ہر حصہ میں صوفیوں نے اپنے منحرف نظریات کی طنابیں ڈال رکھی ہیں۔

انہی ظروف وحالات نے شیعوں کے لیے یہ سرزمین شاداب کر دی ہے انہوں نے اپنی قوتیں یکجا کیں اور اپنی خفیہ طاقتیں مجتمع کر کے یہاں پھینک دیں، مثلاً نائیجیریا، بنین، سنگال، کامرون، وغیرہ میں یہاں انہوں نے معمولی تگ ودو اور تھوڑے وقت میں بڑے بڑے نتائج بہ آسانی حاصل کر لیے تھے ۔وجہ یہ ہے کہ سنی اپنے سوڈانی بھائیوں سے دور تھے، شیعوں کو کامیابی کا موقع مل گیا۔سوڈان میں ایک شیخ نے المناک لہجہ میں کہا تھا:

سبحان الله ليس في السودان الا مسلم مالكي اوجنوبي وثني وها نحن نسمع اليوم بنصارىٰ ورافضة وملحدين وعلمانيين

''ہم تو سوڈان میں مسلمان یا بت پرست کا نام سنا کرتے تھے۔اب ہم عیسائی، شیعہ، بے دین اور علمانیوں کا نام بھی یہاں سے سن رہے ہیں۔''

جو بھی سوڈان میں شیعہ دعوت پر غور کرے گا اسے یہ چیز نظر آئے گی کہ یہ اپنی پرخباثت دعوت کے میدان میں کئی محاذوں پر کام کر رہے ہیں۔انکی پوری توجہ کا مرکز ہے یہ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جتنا ہمارے لیے لوگوں کو شکار کرنا ان حالات میں ممکن ہے شاید اس کے بعد کبھی نہ ہو، اس کے لیے یہ کئی مراکز سے کام کر رہے ہیں۔

نمبرا طلبہ کا مرکز ہے...... یہ شیعوں کی دعوت کا مرکز ہیں، یہ یونیورسٹیوں کے طلباء ہیں، لڑکے بھی اور لڑکیاں بھی، یہ شیعوں کے ہاں خاص مقام رکھتے ہیں ان کے مؤثر ہونے کا اندازہ لگائیں، خرطوم یونیورسٹی میں تین سالوں کے درمیان شیعوں نے تیرہ مرتبہ مختلف ناموں کے تحت ان سے رابطہ کیا ہے۔

دوسرے شہروں کی یونیورسٹیوں کا اندازہ خود لگالیں۔ یہ رابطہ جو ہے اس میں ثقافتی اور دعوتی سرگرمیاں مضبوط ہوئی تھیں اور انہی ناموں سے یہ ملاقات کرتے تھے۔ فکر شیعہ سے یہ کتنے زیادہ اور شدت کے ساتھ متاثر ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ تربیت اسلامیہ کے اساتذہ کے ساتھ یہ مسلمہ مسائل پر زبردست مناقشہ اور سوال وجواب کرتے ہیں۔ مثلاً عدالت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، شیخین کی خلافت، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی براءت ثابت ہے یا نہیں؟ وغیرہ مسائل پر یہ ٹھیک ٹھاک بحث کرتے ہیں۔ ایک استاد سے انہوں نے ایسی تکرار کی کہ خرطوم یونیورسٹی کا یہ استاد لاجواب ہو گیا اس سے اندازہ لگائیں یہ شیعی فکر اور نقطۂ نظر ان میں کس قدر شدید انداز میں دخل اندازی کر چکا ہے۔ ان طلباء میں دعوت شیعہ اتنی زیادہ کامیاب ہو چکی ہے کہ ان یونیورسٹیوں کے اساتذہ، طلباء اور دعوت دینے والے ہر مجلس میں بات ہی اسی موضوع فکر شیعہ پر کرتے ہیں۔

(۲)......وہ طلباء مرکز ہیں جو یونیورسٹی کی نچلی سطح پر ہیں شیعوں نے ان پر اثر ڈال رکھا ہے مگر ان میں وہ اتنے کامیاب نہیں جتنے پہلی قسم کے طلباء میں کامیاب ہیں، سوڈانی قبیلوں میں شیعی مدارس کھولے جارہے ہیں تاہم کئی ان میں سے بند ہو رہے ہیں۔

(۳)......وہ طلباء ہیں جو مدارس قرآنیہ میں سے ہیں ان میں بھی انہیں کامیابی مل رہی ہے۔ یہ پرانے زمانے سے کافی تعداد میں ہیں ان کے شیوخ مال سے متاثر ہوتے ہیں اور یہ شیوخ خود اپنے دین اور عقیدہ سے ناآشنا ہوتے ہیں مگر ان کی اپنے طلباء پر تاثیر بہت ہوتی ہے اور یہ شیعہ جب ان کی زیارت کے لیے جاتے ہیں تو ساتھ ان کے لیے غذا، پوشاک اور تحائف لے کر جاتے ہیں، کتب اور مصاحف بھی تحائف میں دیتے ہیں اور طلباء پر بھی تقسیم کرتے ہیں، ان ملاقاتوں کے دوران دروس اور لیکچرز دیتے ہیں۔ اور خرطوم یونیورسٹی کے ماتحت تعلیمی مراکز اور اداروں میں ممتاز آنے والے طلباء میں بھی تحائف تقسیم کرتے ہیں۔ ان اداروں سے سندیں حاصل کرنے کے بعد انہیں ایران میں تعلیم دلواتے ہیں۔ اس طرح یہ طالب علم سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے تلووں تک شیعیت میں پھنس جاتا ہے۔

محور 1: ......محور و مرکز شیعوں کا یہ صوفی ہیں، سوڈان میں شیعہ ان کے ذریعے ہی اپنے مقاصد پورے کر رہے ہیں۔ یہ صوفیوں کے طریقوں اور سلسلوں کا مرکز محور ہیں، ان صوفیوں کی ایک قسم تو عملاً شیعہ ہی ہیں بلکہ شیعوں کے داعی ہیں اور ان کا دفاع کرتے ہیں، شیخ محمد رتیع حمد بھی ان میں سے ہے، یہ آدمی صوفیوں میں سے ہے اس کے پیروکار کثیر تعداد میں ہیں۔ اس نے بڑا اہتمام کیا ہے حتی کہ یہ بہت بڑے منصب تک پہنچا ہے یہ ذکر و ذاکرین کی کانفرنس کا جوائنٹ سیکرٹری ہے۔ یہ کانفرنس صوفیوں کے

سلسلوں کو بڑے اہتمام کے ساتھ رکھتی ہے، ایک شیخ ابوزرون ہے۔ سوڈان کی سطح تک اس کے پیروکار بھی بہت بڑی تعداد میں ہیں یہ سرِ عام لوگوں سے میل ملاقات رکھتا ہے، اس نے جب سے یہ شیعہ سیاہ لباس پہن رکھا ہے کبھی نہیں اتارا۔ صوفیوں کی ایک دوسری قسم ہے جو رافضیوں کی طرف مائل ہے کیونکہ ان سے انہیں مالی سہارا بہت ملتا ہے مگر یہ شیعیت میں شامل نہیں ہوئے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مساجد شیعوں کے لیے کھول رکھی ہیں۔ اس کے پیروکاروں اور مریدوں کے دل بھی شیعوں کے لیے کھلے ہیں۔ یہ قدم آگے اور قدم پیچھے والی گوناگوں کی کیفیت میں ہیں۔ شیخ یاقوت ان میں سے ہی ہے۔ یہ سوڈان میں صوفیوں کے بہت بڑے سلسلہ والے ہیں، اس شیخ کی شیعہ مسلسل ملاقات کرتے رہتے ہیں، شیخ ود بدر بھی ان میں سے ہے، ایرانی داعی شیعہ نے افریقہ کے براعظم کی سطح پر جو کہ محمد شاہدی ہے، نے بھی اس شیخ سے ملاقات کی تھی۔

محور:۲...... جو شیعیت کی طرف مائل کرتا ہے۔ یہ علمی قیادت ہے جو توجہ کو متاثر کرتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو علمی اداروں کے مدیر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرحیم علی ہے۔ ڈاکٹر خدیجہ کرار ہے اور ڈاکٹر حسن مکی ہے، یہ ڈاکٹر حسن مکی نے تو میڈیا میں شور برپا کر دیا تھا۔ اس نے جلیل القدر صحابی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اپنی آراء بیان کی ہیں اس سے واضح ہوتا ہے کہ شیعی فکر اس کے اندر دخل انداز ہو چکی ہے۔ اور یہ اس سے شدید متاثر ہے اور اس کی کوشش ہے کہ لوگوں کو ادھر مائل کرے۔ سوڈان میں جو حقیقی کامیابی شیعوں کو حاصل ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ زیادہ تر اخبارات جو عوام میں مقبول ہیں ان پر ان کا ہولڈ ہے۔ ''الوفاق'' اخبار ہے، یہ ان کے مضامین اور مسائل اور عقائد پھیلاتا رہتا ہے۔ اور واضح کرتا ہے کہ تحریر کرنے والا شیعیت سے متاثر ہے اور شیعوں کی کتابیں اعلانیہ دن کی روشنی میں بغیر کسی رکاوٹ کے فروخت ہو رہی ہیں اور فروخت کرنے والے انہیں خریدنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور ایسی معلومات شائع ہو رہی ہیں کہ ایرانی سفارتخانہ کی گنتی کے مطابق سوڈان میں پندرہ ہزار کی تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔ اور بعض مکمل بستیاں ہی شیعہ ہو چکی ہیں۔ مدینہ ابیض کے قریب ام دم بستی شیعہ ہے۔ یہ ایرانی سفارتخانہ کے لیے بڑے فخر کی بات ہے، اس نے اس کامیابی پر اظہارِ برتری کیا ہے۔ یہ وہ بستی ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گالی دی جاتی ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ہر جمعہ لعنت کی جاتی ہے۔ خطیب خود لعنت کرتا ہے۔ اللہ اس پر بھی وہی کرے جس کا یہ مستحق ہے۔

سوڈان کے شمال میں ''الکریہ'' نامی بستی بھی شیعہ ہو چکی ہے اور شمالی سوڈان میں ہی ایک قبیلہ ''الرباضاض'' یہ بھی شیعیت میں آ چکا ہے، دارفور ریاست میں جو کہ سوڈان کے مغرب میں ہے تین

بستیاں شیعہ ہیں۔ شیعہ بنانے میں ان کے داعی اور بڑے ان علاقوں میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور شیعیت کے سوڈان میں پھیلنے کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ایران تعلیم کی سہولتیں دے رہا ہے، ان طلباء کی وجہ سے سوڈان کی مسلم سرزمین میں شیعہ عقائد سرایت کرر ہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ سرزمین ایرانی ثقافتی مرکز کے نام سے نہایت موزوں ثابت ہوئی ہے، ایران نے سوڈان میں مہدی مروی کو اپنا سفیر متعین کردیا ہے۔ جو سوڈانی اور ایرانی تعلقات مضبوط کرنے کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اس نے یہ ثقافتی مرکز قائم کیے ہیں۔ اس سفیر کی نمایاں ترین سرگرمی یہ ہے کہ اس نے سوڈانی تنظیم جو ''الصداقۃ الشعبیۃ العالمیۃ'' کے نام پر تھی اسے ''الصداقۃ السودانیہ الا یرانیۃ'' میں ضم کردیا ہے، دونوں کو ایک کردیا ہے۔ یہ جمعیت ایرانی سفارت کا کام دیتی ہے۔ اور اس نے ایرانی ثقافتی مراکز میں دعوتی سرگرمیوں میں باقاعدہ حصہ لیا ہے۔ اس جمعیت کے ارکان ان لائبریریوں میں جاتے ہیں جو ان مراکز کے تابع ہیں اس طرح شیعی سرگرمیوں میں تیزی آجاتی ہے۔ قابل غور یہ بات ہے کہ صوفیوں کے ساتھ ایرانی شیعوں کا ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور یہ تعلقات مزید پختہ ہو رہے ہیں۔ اس میں یہ شیعہ یہ چال چلتے ہیں کہ صوفیوں سے کہتے ہیں۔ اہل بیت سے محبت میں ہم اور تم دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو منزل جاناں پہ دونوں ایک ہو گئے

اور یہ چیز آپس میں تعاون کا باعث بن جاتی ہے کہ ان کے عقیدہ کی بنیاد ایک ہے ملاقاتوں کے ساتھ ساتھ مادی اور مالی لالچ بھی دیتے ہیں۔ اس سے ان کے ان شیوخ سے رابطے اور پختہ ہوتے ہیں۔ اور شیعوں کو ان شیوخ کے مریدوں تک رسائی حاصل کرنے میں آسانی رہتی ہے۔ اور انہیں ان کے سامنے تقریر کرنے اور لیکچر دینے کا موقع مل جاتا ہے، یہ ان کی بستیوں اور مساجد میں انہیں شیعیت کا درس دیتے ہیں اور یہ بات بڑی مؤثر ثابت ہو رہی ہے کہ ان کا بنیادی نقطہ اہل بیت سے محبت کرنا متفق علیہ ہے۔ اس سے تعاون ہو رہا ہے، یہ چیز خواہ فرد ہو یا جماعت ظاہر ہے اثر انداز ہوتی ہے اور پھر یہ نقطۂ نظر ایک ہے، لہٰذا آپس میں تعاون کریں سوڈان میں ایران کے شیعوں نے یہی چیز پیدا کی ہے اور اسی کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور اسے وہ پورا کر رہے ہیں، ایرانی سفارت کے ذریعے، مراکز کی شکل میں چوکیداروں کی صورت میں خدمت گاروں کے روپ میں، سیکرٹری کے طور پر ڈرائیوروں اور مترجموں کے انداز میں یہ شیعیت پھیلا رہا ہے۔ اس ملازمت میں کوئی جفاکشی سے کام کرنے کا پابند نہیں کیا جاتا، بس جتنا ممکن ہوا اتنا کرنا ہے، اصل تو شیعہ تعلقات قائم کرنے ہیں۔ علاوہ ازیں سوڈان

میں شیعہ ایسے اقدامات کر رہے ہیں جو معاشرہ میں ضروری ہیں اور مفید ہیں، مدارس قائم کر رہے ہیں ،ادارے اور تنظیمیں وجود میں لا رہے ہیں اور ثقافتی مراکز بنا رہے ہیں جن کے ذریعے عقیدہ شیعیت پھیلایا جا رہا ہے، درپردہ یہ ساری کارستانی ایرانی سفارتخانہ کی ہے، جو ملکوں میں معاشرہ کو شیعیت میں ڈھالنا چاہتا ہے، ان میں سے نمایاں خرطوم یونیورسٹی ہے جو ان کی ثقافت کا مرکز ہے، یہ ہندوستان کے سفارتخانہ کے قریب ہے۔ یوں سمجھیں یہ شیعیت کی فکر کی اشاعت میں مدبر عقل کی حیثیت رکھتی ہے۔

ان کے مرکز کا ایک شعبہ ثقافت اور میڈیا ہے یہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں اور ایرانی اخبارات کو تقسیم کرتے ہیں، ان ویڈیو کیسٹوں میں جو اہم ترین چیز پیش کی جارہی ہے وہ امام علی رضا رحمہ اللہ کی ولایت ہے۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کو باطل ثابت کیا گیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر خصوصاً حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر سب وشتم کیا گیا ہے۔ جنہیں یہ مرکز میں آنے والوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور وہ کتابیں جو شیعی نظریات پیش کرتی ہیں انہیں بھی مفت تقسیم کرتے ہیں۔ اور خصوصاً طلباء کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ خطرناک سرگرمی یہ ہے کہ یہ ایرانی جامعات میں مفت تعلیم کی پیشکش کرتے ہیں اور ان میں جامعہ خمینی میں تعلیم پر پرزور طریقہ اپناتے ہیں کیونکہ اس میں فقہ جعفریہ پڑھائی جاتی ہے۔ عرصہ (۹) سال کے دوران سوڈان میں سے بہت بڑی طلباء کی تعداد اس جامعہ خمینی میں داخل ہوئی ہے اور خصوصاً طالبات ان میں زیادہ ہیں۔ اس جامعہ سے وہ کافی تعداد میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد گئی ہیں۔ ان میں سے اکثر ایرانی مراکز ثقافیہ میں متعین ہوئی ہیں اور بعض خرطوم میں ایرانی سفارتخانے میں ملازم ہوئی ہیں۔

شیعوں نے دوروں کے نام پر بھی شیعیت دلوں میں اتارنے کا کام شروع کر رکھا ہے، مختلف موضوعات اور مہارات کا دورہ کرواتے ہیں، مثلاً فارسی زبان میں دورہ کرواتے ہیں یہ عوام اور ثقافتی لوگوں کے لیے رکھا ہوتا ہے۔ لغت کی تعلیم کے دوران بھی یہ اپنے شیعی افکار و آراء پڑھا جاتے ہیں اور امامت کا نقطۂ نظر امام کے لوٹنے کا نظریہ اور پاؤں پر مسح کرنا وغیرہ شیعہ عقائد پر بحث کر جاتے ہیں ۔ یہ اس طرح بہت سارے پڑھنے والوں کو اپنے شیعی جال میں پھانس لیتے ہیں۔ یہ فارسی زبان کے شہد میں شیعہ نظریات کا زہر ملا کر پلاتے ہیں ۔ بات میں مثال اس طرح لے آئیں گے کہ جعفر صادق رحمہ اللہ نے کہا ہے:

التقية ديني ودين آبائي فمن لا تقية له فلا دين له

''کہ تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپوں کا دین ہے جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین نہیں۔''

اس کی تشریح کرتے ہیں اور طلبا کو اس کی طرف مائل کرنے کے لئے دعوت دیتے ہیں، یہ ان کی خبیث مکاری ہے۔ دوروں میں اپنے مذہب کی کتاب ''الفقہ علی المذاہب الخمس'' بھی پڑھاتے ہیں حنفی، حنبلی، شافعی، مالکی، چار مذاہب یہ مراد لیتے ہیں اور پانچواں مذہب شیعہ فقہ مراد لیتے ہیں، جسے یہ فقہ جعفریہ کہتے ہیں۔ ان دوروں میں معلمین ایران سے آتے ہیں، ان میں سے حمید طیب حسینی ہے، عدنان تاج ہے، صالح ہاشمی ہے، امیر موسوی ہے، علاء الدین واعظی ہے، ایوب حائلی ہے اور یہ ہمیشہ ان مذاہب میں سے فقہ جعفری کو ترجیح دیتے ہیں اور ہر معاملہ میں کا انکا مرکزی نقطہ یہ ہوتا ہے کہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ معصوم امام ہیں۔ اور تمام سنی مذاہب نے ان سے ہی علم لیا ہے اور بار بار یہ بات دہراتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے پڑھا ہے، وہ کہا کرتے تھے: (لو لا السنتان لهلك النعمان) ''اگر امام جعفر سے میں نے دو سال نہ پڑھا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔''

حالانکہ یہ سفید جھوٹ ہے ثابت نہیں کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے۔ گزشتہ دس سالوں سے تقریباً فقہ جعفریہ کے نوے دورے ہوئے ہیں، اس کے مقابلہ میں سنی لوگ سوڈان میں سخت کمزور سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں جنہیں تیز کرنے کی ضرورت ہے، ایران کے ثقافتی مرکز میں علم منطق کے دورے بھی کروائے جاتے ہیں وہاں خلاصۃ المنطق پڑھائی جاتی ہے۔ اس سے طلباء کے عقائد میں شک پیدا کیا جاتا ہے، ابتدا اس منطق سے کرتے ہیں مگر اندر ہی اندر سے سنی طلباء کو شیعہ بنانے کی راہ ہموار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح اصول فقہ کے دوروں میں کیا جاتا ہے یہ دورے خاص طور پر یونیورسٹیوں کے طلباء میں رکھے جاتے ہیں۔ خصوصاً ''ام درمان الاسلامیہ یونیورسٹی'' اور ''جامعہ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیہ'' کے طلبہ کو کروائے جاتے ہیں۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر ایرانی مدرس اس موضوع کو خود پڑھاتا ہے۔ اس میں شیعہ اور سنی اختلاف پر بحث کی جاتی ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں اختلاف بتاتے ہیں اور محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت و تحریک کو برے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعنت کے مسئلہ پر باقاعدہ بحث کرتے ہیں اور بہت تعداد میں طلباء کو مائل کرتے ہیں۔

یہ جو ممتاز حیثیت سے فارغ ہوتے ہیں یہ طلبا عقیدہ شیعہ میں رچ بس جاتے ہیں یہ ان کے دورہ لگانے والے داعی بن کر جاتے ہیں، یہ ایکسرسائز کرنے والے نوجوان جہاں جمع ہوتے ہیں وہاں چکر لگاتے ہیں، ان کی محفل میں پہنچ جاتے ہیں حصا حیص کے شہر میں بھی یہ اس لیے آئے تھے اور پھر یہ نوجوانوں کو انفرادی دعوت دیتے ہیں تاکہ یہ شیعہ مذہب کی طرف مائل ہوں اور اسے قبول کریں۔

آٹھویں بحث......

سنگالی شیعہ

ایران کے سفارتخانے کی جدوجہد سے تشیعیت پھیل رہی ہے۔ یہ سفارتخانہ رسائل اور کتابیں پھیلاتا رہتا ہے جس کی وجہ سے شیعیت پنپ رہی ہے اور ایرانی انقلاب کی سالگرہ پر ایران کی دعوتی پیش کش بھی اس میں معاون ہے اس کے ساتھ ساتھ کہ ایرانی سفارت اپنا کام دکھا رہی ہے۔ تو سنگال میں بھی ایرانی سفارتخانے کی ہی کارکردگی ہے اس نے وہاں مالی تعاون ڈال دیا کتابوں اور اخباروں کے ذریعے معلومات پیش کیں اور وہ لوگ ایرانی سفارتخانہ میں آنے لگے اور وہاں سے درس لینے لگے وہاں انہوں نے ایک تحریک بنائی جس کا نام "حلقة المثقفين" رکھا۔

انگریز کے استعمار کے بعد لبنانی شیعوں کی افریقہ کی طرف ہجرت میں کمزوری آچکی تھی۔ تاہم لبنانی اپنی فطرت کے مطابق اور شیعی نظریات کی وجہ سے سنگالی مسلمانوں کی ثقافت سے علیحدہ ہی رہے تھے اور اپنے خاص عبادت خانوں میں عبادت کیا کرتے تھے۔ 1964ء میں موسیٰ صدر ہر افریقی شہر میں گیا جس میں لبنانی موجود تھے، اس نے باہر تمام شیعوں کو جمع کیا اور ان کا ایک امام و مرشد مقرر کیا اور اس کی تنخواہ لگائی جو کہ مجلس شیعی ادا کرتی تھی۔ اور سنگال میں باہر والے لبنانیوں پر عبدالمنعم زینی کو مقرر کیا، لبنانیوں نے اسے ایک بڑا ہی شاندار مرکز تیار کر کے دیا۔ ڈاکارٹس وزارت مالیہ کے قریب یہ مرکز بنایا تھا۔ اس کا نام "المرکز الاجتماعی الاسلامی" رکھا۔ اسے 4 فلور بنایا۔ ایک تہہ خانہ تھا جہاں اجلاس وغیرہ ہوتا، پہلے فلور پر جمعیۃ الھدیٰ خیریہ کا دفتر بنایا۔ تیسرے فلور پر ادارہ عامہ کا دفتر تھا۔ یہاں ڈسپنسری سے معمولی پرچی پر علاج کیا جاتا ہے۔ یہاں مدرسۃ الزہراء بھی قائم ہے۔ عبدالمنعم زینی یہاں تدریسی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ جہاں کئی سنگالی لوگ درس لیتے ہیں جب یہ قابل اعتماد سطح تک ہو جاتے ہیں تو انہیں لبنان یا ایران بھیجتے ہیں تاکہ وہ اپنی پڑھائی جاری رکھ سکیں

لبنانی شیعوں نے عبدالمنعم زینی کی زیرنگرانی کاروں کے اڈے کے قریب ایک بہت بڑی مسجد تعمیر کی ہے۔ اس کا نام "مسجد الدویش" ہے۔ اور اس نے وہاں سنگالی امام مقرر کر رکھا ہے، یہ عبدالمنعم سے ہی پڑھا ہوا ہے اور یہ تقیہ کرتے ہوئے لوگوں کو جمعہ و جماعت کروا رہا ہے۔ یہ سنی جماعتوں اور جمعہ کے انداز پر ہی جمعہ و جماعت کرواتا ہے مگر درمیان میں شیعی طریقہ بھی لے آتا ہے۔ دین سے ناآشنا

مقتدیوں کو پتہ نہیں چلتا مگر وہ اپنے نظریات طلا رہے ہیں۔عبدالمنعم کی سرگرمی یہ ہے کہ کیجاوای کے علاقہ میں اس نے ایک عربی مدرسہ کھولا ہوا ہے جس میں سنگالی بچے زیر تعلیم ہیں۔ان میں یہ نہایت ہی خفیہ انداز میں شیعیت کا زہر گھول رہا ہے۔اس نے ایک دوسرے آدمی سے بھی مالی تعاون کیا ہے اس نے ''کرمادارو'' میں ایک مدرسہ کھولا ہوا ہے۔یہ بستی تاباس سے پندرہ کیلومیٹر پر واقع ہے اور اس مدرسہ کا نام ''دارالقرآن'' ہے۔اخبارات ورسائل اور ایرانی مطبوعات پر سنگالی شیعہ بہت اعتماد کرتے ہیں۔ ایک اخبار ''کیھان'' عربی ہے۔یہ ایران میں تو روزنامہ ہے اور بیرون ملک کے لیے یہ ہفت روزہ ہے۔ ایک اخبار وحدت اسلامیہ ہے، یہ عربی ماہنامہ ہے۔ایک ''صوت الثورۃ الاسلامیہ'' ہے۔جو عراق کا ہفت روزہ ہے۔ایک ہفت روز فرانسیسی زبان کا ہے۔یہ کبھی کبھی نکلتا ہے۔یہ ساری مطبوعات ایران کے سفارتخانے سے حاصل کی جاسکتی ہیں، یہ کتابیں (اور میں ہدایت پا گیا) اور (کتاب میں سچا ہوں) اور کتاب ''فاسئلوا اہل الذکر'' جو کہ صوفی گمراہ تیجانی کی ہے وغیرہ کتب بھی ایران کے سفارتخانے سے حاصل ہو جاتی ہیں۔

سنگال میں صوفی سلسلے:

سنگال میں صوفی سلسلے جو ہیں ایران کی پوری کوشش ہے ان سے دوستی رکھے اور انہیں یہ صوفیوں کے مشائخ کو دورۂ ایران کی دعوت دیتے رہتے ہیں، اس سے ان کے صوفیوں کے ساتھ پختہ تعلقات کا پتہ چلتا ہے بلکہ شیعوں اور صوفیوں کے درمیان مذہبی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔بعض سنگالی نوجوان حکومت ایران نے افریقہ میں جو دعوتی لٹریچر پھیلا رکھا ہے اس کی وجہ سے شیعہ مذہب اختیار کررہے ہیں ۔رسائل ،اخبارات اور کتابوں سے متاثر ہو رہے ہیں، یہ ایرانی سفارتخانہ تقسیم کررہا ہے اور یہ نوجوان پھر ایران کا وزٹ کرتے ہیں اور دارالخلافہ ڈاکار کو آکر اپنی سرگرمیوں کا مرکز بناتے ہیں اور شیعہ نظریہ کا پرچار کرتے ہیں،سنگال اور ایران کے درمیان سیاسی تعلقات شروع میں تو متواتر رہے ہیں مگر اب کشیدہ ہیں۔کیونکہ سنگالی حکومت نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ایران سنگال کی تحریک اسلامی کو سپورٹ کرتا ہے۔تو ایران کا سفارتخانہ بند کردیا اور اس کا سفیر طہران چلا گیا۔اس سے ثابت ہوا کہ ایران تحریک اسلامی میں تعاون نہیں کرنا چاہتا وہ صرف شیعیت میں تعاون کرنا چاہتا ہے۔جب یہ بات سنگالی حکومت کے علم میں آئی تو پھر اس نے اپنا سفارتخانہ ایران میں کھول دیا اور ایران نے دوبارہ سنگال میں اپنا سفارتخانہ کھول دیا۔

نویں بحث......

نائیجیرین شیعہ

نائیجیریا افریقہ کے مغرب میں واقع ہے۔ یہاں مسلمان آبادی 75 فیصد ہے۔ یہ براعظم افریقہ کی بہت بڑی سلطنت ہے۔اس کی آبادی بہت گھنی ہے۔ایک سوال ذہن میں انگڑائی لیتا ہے کہ نائیجیریا میں شیعیت کیسے گھس آئی......؟

اس کا ایک ہی جواب ہے کہ اس ملک میں شیعیت خمینی کے انقلاب کے بعد آئی ہے۔ لبنانی جو کہ شیعہ مذہب سے وابستہ تھے یہ کافی عرصہ یہاں رہے۔ نائیجیرین لوگوں کو ان کے مذہب سے آگاہی نہ تھی۔ اس میں شامل ہونا تو دور کی بات ہے، انقلاب ایران کے بعد جب دنیا کو پتہ چلا کہ ایران میں اسلامی انقلاب آیا ہے تو بہادر اور ثقافت سے آراستہ نوجوان اس انقلاب اور شیعی مذہب سے متاثر ہوئے مگر وہ اس انقلاب اور مذہب کی حقیقت سے بے خبر تھے۔

حکومت ایران نے آہستہ آہستہ انہیں مائل کیا اور اپنی طرف کھینچا، اس کے لیے انہوں نے کئی حیلے اور بہانے استعمال کیے۔ غریب نائیجیرین طلباء کو مفت ٹکٹ دیئے کہ وہ انقلاب کی سالگرہ میں حاضر ہوں اور ان فقیر طلباء کا بہت بڑا والہانہ استقبال کیا جیسا کہ بڑے بڑے لوگوں کا استقبال کیا جاتا ہے۔ اور انہیں بہت زیادہ مالی فوائد سے نوازا، رسائل، کتابیں اور شیعیت کے متعلق لٹریچر دیا اور ایران میں غیر ملکی زبان میں چھپنے والا ''الرسالۃ الاسلامیہ'' اور اخبار ''المیزان'' اور نائیجیرین زبان میں مطبوعہ کتابیں دیں وغیرہ، جو نائیجیریا میں شیعہ مذہب کی زبان ترجمان بن گئیں۔ اور ایران نے اپنے مدارس کے دروازے ان کے طلباء کے لیے کھول دیئے اور تعلیمی سہولتیں دی۔ ایران اور عراق میں نائیجیرین طلباء کی تعداد بہت زیادہ ڈگریاں حاصل کر رہی ہے، قم اور نجف میں بھی سینکڑوں کی تعداد میں زیر تعلیم ہیں۔

نائیجیریا میں ابتدا میں شیعیت کا علی الاعلان پرچار نہ ہوا تھا۔ اسے ''اخوان المسلمین'' کے روپ میں پیش کیا گیا۔ جو سعید حوی اور سید قطب رحمہ اللہ کی تحریک ہے۔ ابتداء میں انہوں نے نائیجیریا حکومت کے خلاف انقلابی نعرہ بلند کیا اور افراتفری پیدا کی اور جلوس نکالے۔ ''زاریا، کاڈونا، ساکوٹو اور کانا'' وغیرہ شہروں میں خونریزی بھی ہوئی۔ اس سے ان شیعوں کو خاصی قبولیت حاصل ہوئی اور درمیانہ طبقہ کے طلباء

اور فقراء طلبا اس سے متاثر ہوئے۔ ہر شہر اور بستی میں ان کی درسگاہ قائم تھی۔ جسے فدائی درسگاہ کا نام دیا گیا۔ دس برس تک یہی صورت حال رہی، اس کے بعد انہوں نے صحابہ کرام ﷺ پر سب وشتم کرنا شروع کر دیا اور سنت نبوی اور اس کے راویوں پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے۔ اس سے عقائد کے سمندر میں اضطراب پیدا ہوا، "حرکت اسلامیہ" کے درمیان طبقہ کے طلباء سخت مضطرب ہوئے۔

تعلیم وتربیت کے متعلق ان کی بھاگ دوڑ یہ ہے کہ انہوں نے تربیتی ادارے قائم کر رکھے ہیں جو رسما تو مدارس کی صورت میں نظر آتے ہیں مگر ان میں شیعہ مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے، گانا، پاوشی، زاریا، لاجس، او کینیا وغیرہ میں بھی شیعی مدارس ہیں۔ جو کہ نائیجیریا کے شہر ہیں۔ یہ قریب کرتے ہوئے ان میں شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ لگا کر در پردہ شیعہ مذہب پھیلا رہے ہیں۔ یہ ساری چالبازیاں عقائد شیعہ پھیلانے کے لیے کر رکھی ہیں۔ اہل بیت کے نام سے مدرسہ کھول رکھا ہے جہاں بہت بڑی تعداد میں طلباء میں نکاح متعہ کے نام پر کشش پیدا کر رہا ہے، یہ پانچ فلور پر مشتمل ہے۔ اس میں کم از کم پانچ سو طالبات کی گنجائش ہے، اس کی ایک جانب طلباء کا ہاسٹل ہے۔ انہیں ماہانہ خرچہ مل رہا ہے۔ نائیجیریا میں رہنے والے لبنانی شیعہ اس مدرسہ سے تعاون کرتے ہیں۔ ایسے مدرسوں کی پچاس کے قریب تعداد ہے۔ شیعہ کے ذاکروں وغیرہ کے اخراجات بھی نائیجیریا میں لبنانی شیعہ ہی برداشت کرتے ہیں۔ شیعہ اور میڈیا کی یہ صورت حال ہے کہ یہ شیعہ مذہب کے پھیلاؤ کا اہم ترین کامیاب سبب ہے۔ ان کے عقائد کی ترویج اسی سے ہو رہی ہے۔ کتابیں، رسائل، عربی اور انگریزی زبان میں پمفلٹ جو مقامی زبان میں ترجمہ شدہ ہوتا ہے ان کی طباعت کرتے ہیں اور ان کے بعض رسائل تو پوری ڈھٹائی سے شیعیت کی دعوت دیتے ہیں۔

اخبار "سفینہ نوح" تو واضح دعوت شیعیت دیتا ہے۔ کچھ اخبار واضح تو نہیں مگر پس پردہ اظہار تشیع کرتے ہیں۔ "المیزان" یہ ہفتہ وار ہے لوگوں میں اس کی اچھی پذیرائی ہے۔ "الحرکۃ، المجاہدہ" رسائل بھی ہیں۔ یہ انٹرنیٹ کی سکرین پر آتے ہیں۔ آپ ان کی میڈیا کی چابکدستی کا اندازہ لگانا چاہیں تو غور کریں، حکومت نائیجیریا روزانہ تین گھنٹے ان کی نشریات ہی نشر کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

دسویں بحث......

فلپائنی شیعہ

طہران میں خمینی کرسی صدارت پر جب سے براجمان ہوا ہے۔ ملاں اور آیات کی پگڑی کے نیچے ،شیعیت چھپا کر اور خمینی خرافات کی بھرمار لیے اسے دینی رنگ دے رہا ہے اور اسے میڈیا کے ذریعے عام کر رہا ہے۔ اور اس وقت سے ایران کی سفارت بیرون ملک صرف شیعہ مذہب عقائد پھیلانے میں ہی سرگرم عمل ہے۔ فلپائن میں بیرون ملک اسے سب سے بڑا ٹھکانہ میسر آیا ہے اور شیعہ عقائد کے لیے بڑا متحرک ملک ہاتھ آیا ہے۔ یہاں اس کے پنپنے کے بہت زیادہ امکانات ہیں ،ایرانی طلباء جو فلپائن میں زیر تعلیم ہیں انہوں نے یہاں خود کو منظم کیا ہے اور اس تنظیم کا نام ''متحدہ ایرانی طلباء'' رکھا ہے۔

شیعہ نے یہاں مختلف طریقوں سے کام کیا ہے اور فلپائنی مسلم معاشرہ میں اپنے اہداف و مقاصد تک رسائی کے لیے کئی زاویوں کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔

(1)...... یہ مالی حربہ اختیار کرتے ہیں کہ یہ فلپائنی مسلمانوں کو ورغلانے کا بہترین طریقہ ہے۔ یہ بے شمار دولت لے کر فلپائن گئے انہیں یقین تھا کہ یہ مال اس عنصر میں یہ بہت قوی اثر رکھتا ہے یہاں کے مسلمان سخت فقر و فاقہ سے دوچار ہیں۔ انہوں نے عیسائی مشنریوں کی طرح مسلمان عوام کو خرید لیا۔

(2)...... حربہ یہ اختیار کیا کہ فلپائنی علماء اور داعیوں کو ایران کی سیر کی دعوت دی، یہ چیز شروع سے ایران کی توجہ کا مرکز رہی ہے کہ سنی علماء کو ایران کی سیر کی دعوت دی جاتی ہے اور اس کے تمام لوازمات اور اخراجات خود برداشت کرتے ہیں اور ساری سہولتیں میسر کرتے ہیں۔ ٹکٹ ، پاسپورٹ اور ایرانی امراء سے ملاقات وغیرہ ساری رسمی کاروائیاں حکومتِ ایران خود سرانجام دیتی ہے۔ اور ایرانی سفیروں سے ان کے پاسپورٹ کی توثیق تک کروا دی جاتی ہے جو یورپ جانا چاہے وہ سفر کی اجازت آسانی سے حاصل کر سکتا ہے، یہ سب کچھ ایران کا سفارتخانہ ہی کر دیتا ہے۔ فلپائنی حکومت کو اس کا پتہ تک نہیں ہوتا۔ یہ چیز بہت ہی المناک اور دلفگار ہے کہ فلپائنی مسلمان جنہوں نے ایران کی سیر کی ہے ،ایک دو علماء کے سوا کوئی بھی اس شیعی چال سے نہیں بچ سکا۔

(③)......ان شیعوں نے فلپائن میں مکاری کا یہ طریقہ اپنایا ہے کہ یہ اجلاس اور کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، جن پر یہ بے شمار روپیہ صرف کرتے ہیں، یہ شیعی دین کے مواقع پر منعقد ہوتی ہیں، یوم عاشوراء پر یا ملکی سالگرہ پر منعقد کرتے ہیں۔ 1984ء میں پہلی فلپائنی کانفرنس ہوئی جو ''لاجینا'' شہر میں ہوئی، جو ''مانیلا'' دارالخلافہ کے قریب ہے۔ اس کی نگرانی علی مرزا کر رہا تھا جو کہ فلپائن میں فکر شیعہ کا سرگرم ترین آدمی ہے یہ اپنے عقائد کی اشاعت کا مرکز ہے۔ فلپائن میں مشہور ہے:

ان علی میرزا هذا مرتبط باجهزة الاستخبارات الایرانية

''یہ علی مرزا ایرانی اطلاعات کا رابطہ مرکز ہے۔''

اس علی مرزا نے فلپائن کے (۷۰) سے اوپر سنی علماء کو دعوت شرکت دی۔ یہ مقامی علماء تھے اور دعوت نامہ یہ تھا (توحید صفوف علماء مسلمی الفلبین) کہ فلپائن کے مسلمان علماء کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے اس کانفرنس میں آپ کو مدعو کیا جا رہا ہے۔ جب یہ کانفرنس ختم ہوئی کانفرنس میں شرکت کرنے والے مندوبین میں سے سات کو رسمی دعوت دی گئی کہ یہ دورۂ ایران کریں۔ اس وقت سے لے کر آج تک ان سات میں سے پانچ بنیادی طور پر فلپائن میں شیعہ مذہب کے داعی بن چکے ہیں ان کا سربراہ علوم الدین سعید ہے۔ اب انہوں نے اسے فلپائن کے ''امام'' کا لقب دے رکھا ہے۔

(④)......وسائل اعلام، یعنی میڈیا کے ذریعے شیعیت پھیلاتے ہیں، فلپائنی شیعوں نے سماعی اور تلاوتی، یعنی وہ وسائل جن کا تعلق سننے سے ہے اور وہ وسائل جن کا تعلق پڑھنے سے ہے وہ ان سے خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اپنی کتابیں اور مطبوعات عربی زبان اور انگریزی میں ان کے تراجم کروا کر انہیں پھیلا رہے ہیں۔ ان کا بڑا علوم الدین سعید کئی شیعہ کتابوں کو اپنی مقامی ''مارنا'' زبان میں ترجمہ کر کے شائع کر رہا ہے اور یہ اپنی کتابیں اور مطبوعات مدارس اور اسلامی اداروں میں تقسیم کر رہے ہیں اور ڈاک کے ذریعے دوسرے اشخاص تک پہنچاتے ہیں۔ خصوصاً یہ کتاب ''ثم اهتدیت'' جو کہ گمراہ تیجانی کی ہے اسے عام پھیلا رہے ہیں۔ فلپائنی شیعہ نے مراوی شہر میں میڈیا کو تین گھنٹے اپنی نشریات جاری رکھنے کے لیے کرائے پر لے رکھا ہے۔ اور اس دوران سنی علماء سے مذاکرات بیان کرتے ہیں۔ ''مانیلا'' میں ایرانی سفارتخانہ میں ثقافت کے شعبہ میں ہفتہ وار پروگرام نشر کیا جاتا ہے اسے ''اذاعة ہدایت'' اور ''صوت الاشار'' یعنی ہدایت کی نشر و اشاعت اور رشد و ہدایت کی آواز کے نام سے نشر کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ خمینی اور خامنائی کی ہزاروں تصاویر جمعہ اور جماعتوں اور مساجد کے سامنے اور اپنی دینی مجالس میں تقسیم کرتے ہیں۔

(⑤)......ان کی فلپائن میں شیعیت پھیلانے کی چال یہ ہے کہ یہ لائبریریاں اور مساجد قائم کرتے ہیں اور خاص مدارس بناتے ہیں۔ اس میں ایرانی شیعہ ان سے تعاون کرتے ہیں۔ انہوں نے فلپائن پر جہاں فلپائنی مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے وہاں تین لائبریریاں قائم کر رکھی ہیں۔ دو تو شہر "مراوی" میں قائم کی ہیں۔ یہاں مسلمانوں کی 95 فیصد آبادی ہے اسے یہ حزب اللہ کا نام دیتے ہیں۔ بعض ثقافت پسند جو کہ مغربی ثقافت کے نام پر فلپائن میں کام کرتے ہیں یہ ان کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس لائبریری کے ساتھ ایک طبع خانہ بھی ہے۔ دوسرا مکتبہ "وردۃ الزمان" ہے اس کی نگرانی شیعہ علماء کر رہے ہیں، تیسرا مکتبہ تاجک جو کہ مانیلا دارالخلافہ کے قریب قریب ہے اسے "مکتبہ امام خمینی" کے نام سے پکارتے ہیں۔

شیعہ مساجد جو کہ فلپائن میں بنائی گئی ہیں ان میں یہ اپنی مذہبی رسومات اور خاص اذکار ادا کرتے ہیں اور جب مخلص ائمہ نے ان کے ناک میں دم کیا تو پھر انہوں نے سنی منبروں کو چھوڑا۔ وگرنہ اس خبیث دعوت کی پہچان سے پہلے یہ سرعام منبروں پر سنی مساجد میں بیٹھ جاتے تھے ان کی بڑی اور بنیادی مساجد مراوی شہر میں واقع ہیں۔ جو جزیرہ "منڈاناؤ" میں ہے۔ اس سے ملحقہ مدرسہ اطفال المسلمین ہے۔ اس کی امامت علوم الدین سعید کے پاس ہے۔ اس کا نام کربلا رکھا ہوا ہے۔ دوسری مسجد جزیرہ بسیاس میں ہے جو کہ فلپائن کے وسط میں ہے۔ تیسری مسجد الا بتک میں پائی جاتی ہے۔ جو کہ مانیلا میں ہے، یہ مانیلا دارالخلافہ ہے۔ اس کا جزیرہ روزون میں یہ مسجد ہے۔ ثابت ہوا انہوں نے فلپائن کی سلطنت کے بڑے بڑے شہروں کو اپنی مساجد سے ڈھانپ رکھا ہے۔ فلپائن میں شیعوں نے مالی لالچ دے رکھے ہیں دارالخلافہ مانیلا کے قرب و جوار میں ایک بستی معایلک میں ایک عربی مدرسہ ہے اس کے مضامین میں انہوں نے ایک فارسی زبان کا مضمون بھی رکھا ہوا ہے جو عربی زبان کے حساب سے ہے۔ اور جہاں تک ممکن ہو یہ شیعہ فلپائنی مسلم معاشرہ میں رخنہ اندازی کرتے ہیں اس کے لیے انہوں نے تین تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں جو مسلمان قوموں کے درمیان انتشار پھیلانے میں مصروف ہیں۔

ا......اہل بیت کے نام سے تنظیم ہے اس میں دین بدل کر شیعہ ہونے والے علماء شامل ہیں، جیسا کہ علی سلطان ہے، جنید علی، عبدالفتاح لاوی ہے۔

۲......جمعیت ہے جو نوجوانوں پر مشتمل ہے اس کی اصل بانی حزب اللہ ہے۔ اس کی نگرانی شہر مراوی میں رہنے والے مغربی ثقافت والے کرتے ہیں۔

۳......جمعیت نسائیہ اسے فاطمہ تنظیم کا نام دیا جاتا ہے یہ فلپائن کے دارالخلافہ مانیلا شہر میں واقع

ہے اہل علم خواتین اس میں شامل ہیں اور شیعی مذہب سے نیا نیا لگاؤ رکھنے والی عورتیں بھی شامل ہیں۔

انہوں نے اپنی تعداد میں اضافہ کے لیے اور فلپائن میں اپنا مذہب پھیلانے کے لیے ایک نیا طریقہ ایجاد کیا ہے۔ عیسائی فلپائنی عورتوں سے شادیاں کرتے ہیں اس طرح فلپائنی نئی نسل پیدا کر رہے ہیں جو قلب و قالب میں شیعہ ہوتی ہیں۔ اس کے ذریعے شیعہ بعض عیسائیوں کو دعوت دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جس سے وہ شیعہ مذہب میں لگاؤ پیدا کر رہے ہیں اور باقاعدہ تعزیہ نکالتے ہیں۔ نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور یہ بات کافی المناک ہے بعض فلپائن میں عرب طلباء بھی ان سے متاثر ہو رہے ہیں اور وہ ان پر مال صرف کر رہے ہیں کیونکہ ان کے لیے متعہ کے نام پر ہونے والے زنا کو یہ نکاح کا نام دے کر دھوکہ دے رہے ہیں۔

گیارھویں بحث......

انڈونیشی شیعہ

انڈونیشیا ایک مسلمان حکومت ہے اس کی آبادی ایک سو سینتالیس ملین افراد پر مشتمل ہے 60 فیصد جزیرہ جاوا ماڈورا میں رہتے ہیں۔انڈونیشیا میں 89 / 100 مسلمان ہیں پھر یہ اہل سنت و الجماعت ہیں ان کی قومی زبان انڈونیشین ہے اور انگریزی زبان ثانوی حیثیت سے پڑھائی جاتی ہے۔ انڈونیشیا میں مسلمان یورپی استعمار کے تحت تقریبا تین صدیاں رہے ہیں اور طویل جدو جہد کے بعد 1945ء میں مستقل آزاد حکومت کے طور پر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔انڈونیشیا میں شیعیت کی ابتداء زیارات اور کتابوں کے تحائف، فلموں کی نمائش اور القدس رسالہ کی اشاعت سے ہوئی۔اس سے دین پسند نوجوانوں کے دل میں ایرانی انقلاب کا شعلہ بھڑکا اور شیعہ سنی بھائی بھائی والے جھوٹے پرفریب نعرہ نے علماء سنت کی تائید نے ان کے دلوں کی زمین کو مزید تراوت بخشی۔علاوہ ازیں ایرانی سفارتخانہ نے اپنے دعوتی پروگرام جو قریبی اور دور والے وقت کے لیے بلند بانگ دعووں سے معمور تھے اور رات دن شیعت کے عقیدہ کی نشر واشاعت میں ہمہ تن مصروف تھے اس سفارتخانہ کے ملازم لوگوں سے اخلاق طیبہ سے پیش آتے تھے۔ان وجوہات کی بنا پر انڈونیشیا میں شیعیت پھیلی۔

حسین حبشی کے ایران کے سفارتخانہ کے ساتھ روابط مضبوط ہوئے تو یہ ''انجی'' میں معہد اسلامی کا سربراہ بنا اس نے اس ادارہ سے فارغ ہونے والوں کو قم کے شہر میں بھیجنا شروع کیا۔یہ ایران میں ہے۔ لیکن وہ انہیں قم میں پاکستان اور ملیشیا کے راستے بھیجتا تھا۔۴ سال بعد یہ نوجوان واپس لوٹتے تو یہ اپنے ملکوں میں شیعوں کے داعی بن کر لوٹتے۔ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ گئی تو انہوں نے خود کو منظم کرنا شروع کر دیا اور حسب شہر اور ضرورت ذمہ داریاں بانٹ لیں اور یہ سب کچھ عوام اور شیعہ علماء کے ساتھ رابطہ رکھنے کے ساتھ ساتھ ہو رہا تھا۔ان کی انتھک اور مسلسل کوششوں سے ۳۰ شیعہ ادارے قائم ہوتے ہیں، اب انڈونیشیا کے ہر کونے میں یہ پھیل چکے ہیں۔ایک جامعہ پون چوت بچا کرتا میں زہراء کے نام سے ہے اس میں مالی تعاون ان ملازمین کی طرف سے ہوتا تھا جو سفارتخانہ میں ملازم ہوتے تھے۔فاضل محمد اور مختلف حلقے ان سے تعاون کرتے تھے۔جنینان شاداب داد، والا حلقہ، ہر ہفتہ کی رات کے

اخراجات کا تعاون کرتا تھا۔ بان دونج میں مطہری کرتا تھا۔اور اس حلقہ کا سربراہ جلال الدین رحمت تھا۔ یہ آسٹریلیا میں سیاست میں پی ایچ ڈی تھا۔ایک ادارہ باوکونا میں ہے اس کا سربراہ بارقبا ہے یہ شیعوں کا لیڈر ہے۔لوگوں نے اس ادارہ میں تخریب کاری کی، اسے بند کر دیا گیا یہ دوبارہ پھر کھول دیا گیا، یہ شیعوں کے داعیوں کا نگران ہے اور شیعوں کے دوروں کا بندوبست بھی کرتا ہے۔ایک ادارہ کمبر میں ہے یہ عشماوی کی زیر نگرانی ہے۔ دسیوں ادارے اور بھی ہیں جو عقیدہ شیعہ کی نشر واشاعت کی مہم چلا رہے ہیں یانجیل میں معہد اسلامی ہے۔

علاوہ ازیں تربیتی ادارے بھی وجود میں آچکے ہیں جن میں شیعیت کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور انہوں نے جامعات میں اداروں میں، مدارس میں شیعہ اساتذہ لگا رکھے ہیں تاکہ یہ شیعہ، سنی بھائی بھائی کے نعرہ کے شور میں اپنے عقائد پھیلائیں۔

ظاہر ہے یہ تمام طریقے عقائد شیعہ کی نشر واشاعت کے لیے ہی اختیار کیے جا رہے ہیں اور انڈونیشیا میں درمیانے درجہ کے سنی عوام میں شیعی میلان پیدا کرنے کے لیے اپنائے جا رہے ہیں۔شیعہ نے انڈونیشیا میں کامیاب ترین طریقہ جو شیعہ عقائد پھیلانے کے لیے اپنایا ہے وہ کتابوں کی طباعت کے ذریعے ہے۔ بان ڈونج میں دارالمیز ان ہے۔ دارالفردوس والھد دا یہ جاکرتا میں ہے۔

ان کتابوں میں سے سب سے زیادہ خطرناک کتاب المراجعات ہے اس سے مراد ہے شیعہ عالم عبدالحسین شرف الدین اور شیخ ازھر سلیم البشری کے درمیان خود ساختہ مکالمہ ہے جو جھوٹ کا پلندہ ہے۔ ایک کتاب (الثقیفۃ اول افتراق الامہ ہے یہ طیب عمر حاشم کی ہے یہ علوی تھا ایک کتاب (ثم اھتد یت) ہے اس کا مولف صوفی یتجانی ہے جو گمراہ تھا یہ صوفیانہ تصورات سے لبریز، جاہل ہے یہ شیعہ کی بدعات سے متاثر نظر آتا ہے اور ان کے مذہب ہی میں بدل گیا ہے یہ سارا واقعہ مصنوعی اور من گھڑت ہے وسائل کے ذریعے واضح شیعیت کی انڈونیشیا میں دعوت دیتے ہیں۔ القدس، رسالہ یہ ایران کا سفارتخانہ جاری کرتا ہے ایک الحکمۃ ہے اسے جلال الدین اور اس کے دوست نکالتے ہیں بان دونج سے رسالہ الجہ، نکالا جاتا ہے جسے عشماوی جمیر سے جاری کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

بارھویں بحث......

افغانی شیعہ

افغانستان میں شیعہ پانچ اقسام میں تقسیم ہوتے ہیں:

① ھزارا ② فرسوان ③ قزلباش

④ شورک پارسال ⑤ پشتون

ہم نہایت ہی اختصار سے ان پانچوں پر تبصرہ کرتے ہیں:

①......ھزارا۔ شیعہ افغانستان میں کثرت سے ہیں اور مضبوط قوت والے ہیں۔

مؤرخ اس بارے میں مختلف ہیں کہ ان کا تاریخی پس منظر کیا ہے۔ ایک قول ہے مغلوں میں سے ہے۔ ان کی صفت یہ ہے کہ ان کی آنکھیں تنگی مائل اور سر کی طرف اٹھی ہوتی ہیں اور ان کی داڑھیاں ان کی ٹھوڑیوں پر ہی ہوتی ہیں۔

ان کے چہرے کی شباہت چینیوں کے چہرے جیسی ہوتی ہے۔ تاہم ہر ہزاری شیعہ نہیں ہوتا۔ زیادہ ان میں سے شیعہ ہیں ان میں سنی بھی ہیں اور کچھ ان میں سے اسماعیلی شیعہ ہیں۔ ہزارہ سنی یہ قلعہ نو یہادت میں رہتے ہیں حکومت افغانستان میں ہزاری شیعوں کا اجتماع سب سے بڑا ہوتا ہے یہ افغانستان میں وسطی علاقہ کو مرکز بناتے ہیں۔ پامیان غزنی اور زکان، سمنجان، بلخ، جوزجان، باروان پر مشتمل ریاستیں جو ہیں ان میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ غزنی میں ۴۲ ہیں۔ لمیان میں سارے شیعہ ہیں۔ لوردہ میں ۲۲ فیصد ہیں۔ یہ ہزارا میں شیعہ وادیوں اور پہاڑوں میں بھی رہتے ہیں۔ ان کے اور امیر عبدالرحمٰن کے درمیان 1880ھ بمطابق 1901ء میں جنگ ہوتی تھی تب یہ پہاڑوں میں چلے گئے تھے۔ ہزارا کے دو بڑے قبیلے ہیں (۱) باسکو (۲) ڈینوز نکلیکو، ان کے علاقہ میں سخت ٹھنڈک ہے جس کی وجہ سے ان کی بہت بڑی تعداد ہجرت کر جاتی ہے۔ افغانستان کے دارالخلافہ کابل اور قندھار اور غزنی وغیرہ میں چلے آئے ہیں۔ پاکستانی علاقوں میں بھی ہجرت کر آتے ہیں لاہور وغیرہ میں بھی آجاتے ہیں۔

ھزارہ میں سے چھوٹے جاجوری 1900ء میں ان کی تعداد (4500) خاندان تھی۔ اور قبیلہ جاجا میں تو (8470) خاندان تھے انہوں نے غزنی کے شمال کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔ ان کی تعداد

تقریبا (3090) خاندان ہیں۔ اور بامیان کے شمال مغرب میں بھی رہتے تھے اور قبیلہ بھٹائی زائی ان کی تعداد تقریبا (1600) خاندان ہے۔ افغانستان میں تقریبا شیعوں کی تعداد (87000) ہے۔

ھزاراشیعہ عبادت کے لیے مساجد نہیں بناتے یہ کربلا اور مقدس مقامات کی زیارت کو ہی عبادت تصور کرتے ہیں۔

②...... قسم فارسوان شیعہ ہیں۔ یہ فارسی بولتے ہیں۔ سیستان کے علاقہ میں رہتے ہیں۔ جو لپوس ریاست میں ہے۔ فارسوان کی تعداد تقریبا چھ لاکھ ہے۔ یہ ہراۃ کی ریاست میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اور ایرانی سرحدوں پر بھی موجود ہیں یہ زراعت کا کام کرتے ہیں۔

③...... افغانی شیعہ قزلباش ہیں۔ قزلباش کا مطلب ہے سرخ سر تمام صفوی لشکر سرخ پگڑیاں باندھا کرتا تھا۔ اس لیے انہیں قزلباش کہتے ہیں یہ دارالخلافہ کابل، ہرات، قندھار میں رہتے تھے۔ یہ اپنے مضبوط تعلقات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ سلوزی اور پوشتیہ قبائل سے یہ فائدہ لیتے ہیں۔ جس میں یہ افغانستان کا بانی احمد شاہ 1747ء میں اترا تھا۔ قزلباش شیعوں کی اکثریت مہذب اور تعلیم یافتہ ہے۔ انہوں نے افغانستان کے بادشاہ کا حملہ روکا تھا یہ افغانی اطلاعات کے سلسہ میں کافی تجربہ رکھتے ہیں افغانستان میں شیعوں کے معاملات کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ شیعہ ایک واحد گروہ ہے جو ملک میں مسجدوں کا مالک ہوتا ہے ان کے دین کے دوسرے شیعوں سے بھی رابطے ہوتے ہیں یہ کربلا کی زیارت کرتے ہیں۔ مشہد کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم بھی کرتے ہیں یہی ان کی عبادت ہے۔

④...... افغانی شیعوں کا نام شورکی پارسال ہے یہ ترکمانی، پروانی اور فارسی زبان بولتے ہیں اور ان کی تعداد کم ہے۔

⑤...... افغانی شیعوں کی قسم پوشتیہ ہے پاکستان میں انہیں توری شیعہ کہتے ہیں پکتیا ویاست میں رہتے ہیں۔ جو حکومت پاکستان کے قریب ہے غلیلی قبیلہ میں بھی شیعہ ہیں یہ قندھار میں رہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

تیرھویں بحث......

ترکی شیعہ

جب سے ایران میں شیعی رافضی نظام کا قیام ہوا ہے اس وقت سے ترکی میں عقیدہ اسلامیہ تنقید کے نشانے پر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ شیعوں کی طرف سے سخت دباؤ ہے اور ایران اس بات کا باور کرانے کے لیے متعدد اور متنوع وسائل استعمال کر رہا ہے کہ ترکی میں مختلف شعبہ ہائے حیات میں نظام ایرانی ہی کارگر ہے اور دنیا کی تحریکوں کا رہنما ہے اور کفار کے خلاف اور منحرف وملحد حکام کے مقابلہ میں جہاد کا علمبردار ہے اور خمینی ہی مسلمانوں کا امام ہے۔ آخر میں ان کا ہدف یہ ہے کہ ترکی عوام کو شیعیت کی طرف مائل کیا جائے خصوصا ان سادہ لوح افراد کو مائل کریں جو ان کی حقیقت سے نا آشنا ہیں کیونکہ وہ انہیں قریب سے نہیں ملے اور ان کے گمراہ کن اصولوں سے آگاہ نہیں۔

ترکی میں شیعی نظام کے مادی امکانات بہت وسیع ہیں کیونکہ یہ بے حد وحساب مال کے انبار خرچ کرتے ہیں۔

ان کی سرگرمی یہ ہے کہ ایرانی انقلاب کی دعوت فکر عام کرنے والی کتابیں شائع کرتے ہیں جو سنی عقیدہ کی روسیاہی کرتی ہیں۔ یہ بڑی تعداد میں ترکی کی مختلف ریاستوں میں یہ کتابیں پھیلاتے ہیں اور اس کے ساتھ ایران مالی طور پر اور ڈالروں کے ذریعے اسے سہارا دیتا ہے۔ یہ اپنے نقطہ نظر والی کتابیں ہر ماہ شائع کر کے روانہ کرتے ہیں جو ترکی زبان میں ہوتی ہیں۔ کتاب۔ تعلیم الصلاۃ علی المذھب الجعفری۔ ہے یہ صبری تمریزی نے لکھی ہے یہ ایران کے ترکی میں سفارتخانہ کی طرف سے مفت تقسیم کی جاتی ہے۔ یہ تقریبا ہر گھر میں پہنچائی جاتی ہے۔ علی شریعتی مطہری، حسین خاتمی، علی خامنائی، زینب بروجردی وغیرہ ان رائٹروں کی کتب بڑی تعداد میں مفت بانٹی جاتی ہیں۔ عربی کتابیں جو ہیں چونکہ شیعوں کو علم ہے کہ مشرقی ترک میں علماء اور مدارس شرعیہ میں تدریس کا کام عربی زبان میں ہوتا ہے۔ اس لیے وہ جماعتوں خیراتی اداروں، اور مساجد میں اپنی جو کتابیں بھیجتے ہیں وہ عربی میں ہوتی ہیں جو ان کے عقائد کی عکاسی کرتی ہیں۔ ترکی میں ایرانی سفارتخانے کے ذریعے ترکی میں تفسیر المیزان طبطائی کی جو کہ بیس جلدوں میں ہے اور المراجعات یہ ایک جھوٹ کا پلندہ ہے جو خود ساختہ انداز پر ایک شیعہ امام اور ازھر یونیورسٹی کے شیخ سلیم بشری کے درمیان مکالمہ گھڑا ہوا ہے۔ انہیں وسیع پیمانے پر پھیلایا جا رہا ہے

اس سے ترکی کی کوئی لائبریری خالی نظر نہ آئے گی۔

ترکی میں شیعوں نے رسائل، اخبارات اور عربی اور ترکی میں پمفلٹ جاری کرنے کا کام بھی زور وشور سے شروع کر رکھا ہے۔ان کا ایک عجیب منصوبہ ہے یہ ہر دو سال بعد رسالہ کا نام تبدیل کر دیتے ہیں۔ایک کچھ مدت جاری کیا اب دوسرا خرید لیا۔یہ اپنے افکار پھیلانے کے لیے مال دے کر اخبار خرید لیتے ہیں۔چونکہ کافی مال ہوتا ہے اخبارات والے ان سے تعاون کرتے ہیں۔ترکی زبان میں ان کے مذہب کے ترجمان اخبار تین ہیں۔(۱) شہید (۲) ساروش (۳) ھلال، ولیء رسالہ بھی ان کا ہے اس کا مدیر اعلیٰ ڈاکٹر کلیم صدیقی ہے، یہ اسے بہت زیادہ تقسیم کرتے ہیں۔اور مفت بانٹتے ہیں، قارئین کے ایڈرس پر خود ہی پہنچانے کا انتظام کر رکھا ہے۔ان اخبارات اور رسائل کے مضامین میں واضح طور پر شیعہ دعوت دی جاتی ہے اور حسب طاقت یہ بڑے بڑے مالی اخراجات کے ذریعے اسلامی اخبارات کو اپنے عقائد پھیلانے اور ان کا دفاع کرنے کا لالچ دیتے ہیں نام سنی لوگوں کا چل رہا ہے در پردہ کام شیعوں کا ہو رہا ہے۔

ترکی میں دعوت اسلامی کے پردہ میں فارسی زبان کی تعلیم کے رنگ میں چھ ماہ کے دورے کروائے جاتے ہیں اور اس فارسی کو پختہ کرنے والے کو فارسی کتابیں دیتے ہیں اور دو ماہ کے لیے ایران کے وزٹ کے ٹکٹ دیتے ہیں یہ دورہ سفارتخانہ کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔

انہوں نے میڈیا کا ایک جدید اور خفیہ طریقہ ایجاد کیا ہے کہ ایک گروہ سرحیہ متجولہ، کے نام پر ترکی کے شہروں میں چھوڑ رکھا ہے خصوصاً ترکی کے مشرقی علاقہ میں اسے اسلامی نام دے رکھا ہے۔یہ عباسی، اور اموی تاریخ سے مثالیں پیش کرتا ہے، حضرت حسین کی شہادت وغیرہ حساس معاملات کا ذکر کرتا ہے جو ان کے مفاد میں ہیں۔اور ثابت یہ کرتا ہے کہ اھل سنت نے اھل بیت پر بہت ظلم مسلط کر رکھا تھا۔ ترکی میں شیعہ تعلیمی طور پر یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ سنی ترک نوجوانوں کو جمع کرتے ہیں اور قم میں حوزات علمیہ میں انہیں پڑھاتے ہیں اور پڑھائی کے اخراجات خود اٹھاتے ہیں۔ظاہر ہے جب یہ طلباء فارغ ہو کر نکلتے ہیں تو شیعی عقائد میں ڈھل جاتے ہیں اور ترکی معاشرہ میں ان کا کام کرتے ہیں ان کی خطرناک ترین اور ناپاک تخریب کاری یہ ہے کہ ذہین لوگوں کی کریم اور نمایاں طبقہ کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں۔اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ چھوٹے اور پر کشش اور خیرہ کن نعرہ کے پردہ میں ہو رہا ہے سنی، شیعہ کچھ نہیں سب بھائی بھائی ہیں۔اور پھر ہفتہ اتحاد منایا جاتا ہے ظاہرا اتحاد کیا جاتا ہے اور کتابوں میں اور اپنی نشریات میں اھل سنت کے خلاف محاذ قائم کر رکھا جاتا ہے۔

چودھویں بحث......

بوسنیائی اور ہرسکی شیعہ

بوسینا اور ہر ملک کے ہر علاقہ میں شیعہ مذہب پھیل گیا ہے اور یہ کھل کر بات کرتے ہیں اور بوسینا کا بہت زیادہ حصہ ان کی تعظیم کرتا ہے۔ اور اسے دولت اسلامیہ کی علامت تصور کرتا ہے اور انہوں نے اپنی محنت وکاوش سے سنیوں کو شیعہ بنالیا ہے اور مسلمان خواتین نے شیعوں سے شادی کر رکھی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

بوسینا میں ایرانی خدمات یہ ہیں کہ اس نے یہاں ایرانی ھلال احمر کی بنیاد رکھی ہے جو مجاہد قیدی تھے اس نے ان میں کھانا تقسیم کیا یہ ایک اہم ترین گھاٹی تن جو بوسینا میں سلفی دعوت کے سامنے رکاوٹ تھی۔ اور پھر انہوں نے ایک مرکز بھی کھولا ہے جو العہد کے نام سے ہے یہ ایک ثقافتی دینی مرکز کہلواتا ہے۔ شیعہ اس میں اپنا دینی مضمون فقہ جعفریہ وغیرہ پڑھاتے ہیں اور ایک کورس فارسی زبان کے نام سے کرواتے ہیں۔ اس میں شیعہ مکمل غذائی ضروریات پوری کرتے ہیں اور باہر والے طلباء کو تو مفت رات گزارنے کے لیے رہائش دی جاتی ہے۔ اور یہ شیعی عقائد پر مبنی لٹریچر بھی پھیلاتے ہیں تاکہ شیعہ مذہب عام ہو۔ یہ ہمیشہ یہی تاثر دیتے ہیں کہ شیعہ ایک اسلامی مذہب ہے ان کا اختلاف فروعی ہے اس طرح یہ بہت سارے مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھتے ہیں۔ شیعوں نے فیسکو میں ایک فوجی ادارہ کھولا ہے اس میں فوجیوں کو ہر اسلحہ چلانے کی مشق دیتے ہیں، یہ بوسنوی فوج کے زیر اہتمام ہے، اس کا اب نام انہوں نے عبداللطیف رکھا ہے، اس کا قائد سالقوعرم بیوتوف ان شیعوں کی طرف میلان رکھتا ہے، یہ شیعہ لوگ قائدین کو سب سے پہلے مائل کرتے ہیں، فیسکو کے شہر کے روساء کے لیے ایران نے وزٹ کا خاص انتظام کر رکھا ہے میر سلک ھانوف جو ڈیموکریسی روہ کا سربراہ ہے ڈاکٹر رامزہ علی اھیمونوف جو سینٹرا کے کلیہ الدعوۃ کی استاذ ہیں اور عمر بیجوف جو کہ عبداللطیف ٹریننگ گاہ کا سپہ لار یہ ان خواص میں سے ہیں۔

اپنے منصوبہ کو بوسینا اور ہرسک میں نافذ کرنے کے لیے شیعہ اہم ترین کام یہ کر رہے ہیں اور نہایت ہی خفیہ طور پر اور بہت گہری سیاست کھیل کر یہ بہت بڑی منصوبہ بندی بروئے کار لا رہے ہیں

حکومتی کارندے بھی ساتھ تعاون کرر ہے ہیں انہوں نے سرائیفیو اور زغرب میں دو سفارتخانے کھول لیے ہیں اور کرواشیا کی حکومت کے ساتھ ان کا معاہدہ ہو چکا ہے کہ یہ اپنی کشتیاں تیار کریں گے اس طرح تقریبا 30 ہزار آدمی کشتیوں کے کارخانہ میں مصروف ہو جائیں گے اس طرح شیعوں کو حکومت کرواٹی پر غلبہ مل جائے گا اور انہیں یہ آسانی سے نقل وحرکت کی آزادی مل جائے اور کھانے وغیرہ کی غذائی اشیاء حاصل کرنے میں اسے سہولت مل جائے گی۔

فیسکو کے علاقہ میں فوجی ائر پورٹ پر آمد ورفت کی سہولت بھی حاصل کر لی ہے جو کان کے علاقہ میں بوسنیا کے فوجیوں کو تربیت دیتے ہیں اور فوجیوں کو دورۂ دینی کرواتے ہیں اور انہوں نے (۸) ہیلی کاپٹر مفت حاصل کر لیے ہیں جو نقل وحرکت میں کام آتے ہیں۔ غذائی ذخائر، فوجی ساز وسامان ایران سے لے جاتے ہیں اور ہر گولی پر ایران کا نام ہے۔ ان جہازوں میں اپنے اماموں، فوجی مشق دینے والوں اور خاص نمائندوں اور صحافیوں وغیرہ کو سوار کر کے لاتے ہیں۔ نوجوان مختلف مجالس برپا کرتے ہیں، ادبی محفل اور دینی مجالس منعقد کرتے ہیں اور متعہ کی شادی کی ترویج کرتے ہیں بلکہ سنی نوجوان لڑکیوں کو بھی اس حرام کاری پر آمادہ کرتے ہیں۔ اماموں اور بلندرتبہ لوگوں کو بوسنیا اور ہر سک سے ایران لاتے ہیں وہ پھر یہاں سے وہ کتابیں اور رسالے طبع کر کے لے جاتے ہیں جو شیعی مذہب کی دعوت دیتے ہیں لیکن ان میں سنی لوگوں پر تنقید نہیں کرتے۔ اور نہ ہی مذہبی اختلاف کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے سیرت نبوی میں کتاب تالیف کی ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر گول کر گئے ہیں۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کا ذکر کرتے ہیں جو اسے حفظ کر لے اس کے لیے ہزار مارک انعام رکھا ہے۔ اس لالچ میں پورے بوسنیا کے کونے کونے میں اسے حاصل کرنے کی دوڑ لگی ہے۔

پندرہویں بحث......

کینیڈا اور ریاست ہائے امریکہ کے شیعہ

ریاستہائے متحدہ امریکہ میں شیعوں کی سرگرمیاں بہت نمایاں ہیں اور نظر آرہی ہیں، ان کی سالانہ مجالس منعقد ہوتی ہیں ان کے دعوتی امور اور قضایا نمٹائے جاتے ہیں۔ 1996ء میں ان کا اجلاس عام ہوا تھا۔ جس میں شمالی امریکہ میں انہوں نے مجمع اہل البیت کے نام سے تنظیم بنائی۔ اس اجلاس میں (۳۸) تنظیموں سے زائد شیعہ تنظیموں نے شرکت کی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ اور کینیڈا کے کچھ علاقوں سے لوگ آئے تھے۔ اس کا صدر اجلاس حجۃ الاسلام سید محمد رضا حجازی تھا یہ شمالی امریکہ میں مجمع اہل بیت کا سربراہ بھی ہے اور واشنگٹن میں مرکز تعلیم اسلامی کا مدیر بھی ہے۔ یہ آدمی کئی فنون میں تخصص رکھتا ہے۔ شریعتِ اسلامیہ، تصوف، منطق، فلسفہ، لاھوت، مغربی فلسفہ کی تاریک، علم الاخلاق میں ماہر ہے۔ یہ نجف میں پیدا ہوا تھا جو کہ عراق میں ہے، اس اجلاس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں اتحاد پیدا کیا جائے، ان کا نظریہ تھا اہل بیت ہی تفسیر القرآن کی معرفت رکھتے ہیں، یہی اس روشنی کے علمبردار ہیں۔ متحدہ امریکہ میں شیعوں کی تقریباً (۲۶۵) مساجد ہیں (۲۶۶) جائے نمازیں (۲۴۴) حسینی مراکز ہیں۔ یہ وہ مقامات ہیں جن میں شیعہ اپنی مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں، تعزیہ وغیرہ جس میں سروں اور جسموں کو زنجیروں اور تلواروں سے گھائل کرتے ہیں، ان کی (۷۰۰) تنظیمیں ہیں (۲۹۷) ثقافی مرکز ہیں۔ (۷۷۰) ابتدائی تعلیم کی کلاسیں ہیں (۵۵) مڈل سکول ہیں (۶۱) نشریاتی ادارے ہیں جو دعوت شیعہ پھیلاتے ہیں۔ 1995ء میں ان کے (۱۱۴۰) دینی اور ثقافتی اجتماعات ہو چکے ہیں۔ کینیڈا میں (۲۷) کلاسیں مڈل کی ہیں (۲۲) نشریاتی ادارے ہیں۔ 1995ء میں یہاں (۱۸۹) ثقافتی اور دینی شیعوں کے اجتماعات منعقد ہو چکے ہیں۔ (۲۵) سال میں مسلمانوں کی تعداد امریکہ کی متحدہ ریاستوں میں (۲۱۱۵) فیصد ہے اس نسبت سے شیعوں کی تعداد ۳۵۰ فیصد ہے۔

امریکی شہروں میں شیعی مساجد کی تعداد:

''کیلیفورنیا'' میں شیعہ کی (۲۲) مساجد ہیں، نیویارک میں (۱۸) مساجد ہیں۔ ٹکساس میں کل (۸۳) مساجد ہیں۔ (۱۷) شیعوں کی ہیں۔ فلوریڈا میں کل (۷۴) مساجد ہیں۔ ان میں (۱۶)

شیعوں کی ہیں۔اوھایومین(۶۱) مساجد ہیں ان میں سے شیعوں کی (۱۲) ہیں نیوجرسی میں (۴۸) ہیں ان میں (۹) شیعوں کی ہیں۔جارجیا میں (۳۹) ہیں شیعہ کی (۷) مساجد ہیں۔فیرجینیا میں (۳۸) مساجد ہیں (۷) ان میں شیعوں کی ہیں ۔انڈیانا میں (۳۲) ہیں (۶) ان میں شیعہ کی ہیں۔میرلانڈ میں (۳۰) مساجد ہیں۔شیعوں کی (۶) ہیں۔الباما میں شیعوں کی (۴) مساجد ہیں (۸) جائے نماز ہیں (۱۱) حسینی مراکز ہیں (۷) جماعتیں ہیں اور (۴) مراکز ہیں۔اسکا میں ایک حسینی مرکز ہے (۳) جماعتیں ہیں دو مرکز ہیں۔اریزونا میں شیعوں کی (۳) مساجد ہیں (۷) جائے نماز ہیں۔(۹) حسینی مرکز ہیں (۶) جماعتیں (۳) مراکز ہیں۔کینیڈا میں انٹاریو ریاست میں سارے مسلمانوں کی مساجد کی تعداد (۴۴) ہے، (۹) شیعوں کی ہیں۔طوبو ریاست میں (۳۰) مسلمانوں کی مساجد ہیں (۷) ان میں شیعوں کی ہیں۔

امریکہ میں شیعہ لٹریچر:

طلبہ کا رابطہ پہلا شرارہ تھا جس نے امریکہ میں شیعہ لٹریچر کی راہ ہموار کی۔ایک اخبار 'الھدیٰ' ہے اسے نیویارک سے امام خوئی جاری کررہا ہے۔ایک ''الحق'' اخبار ہے۔یہ کینیڈا سے خدمات اسلامیہ جاری کررہا ہے۔جعفریہ اوپز فت ہے یہ کیلفوریتا سے جاری ہورہا ہے۔''القبلہ'' ہے یہ نیویارک کے علاقہ ہوسٹ سے نکل رہا ہے۔ایک ''الحسینی'' ہے یہ شکاگو سے جاری ہورہا ہے۔رسائل درج ہیں۔مجلّہ ''زرایاست'' ہے۔یہ انٹاریو ریاست سے جاری ہوتا ہے۔ایک مجلّہ ''لبدن اسلام'' ہے یہ کیلیفوریتا سے جاری ہوتا ہے۔

قارئین کرام......! یہ جو کچھ میسر آیا ہے وہ ہم نے زیر قلم رکھا ہے وگرنہ یہ معاملہ نہایت ہی خطرناک ہے، باقی جو ہمارے علم میں نہیں وہ تو اللہ ہی جانتا ہے کتنا خطرناک منصوبہ ہے۔مسلمان علمائے کرام کا اور امراء کا یہ عظیم فرض ہے کہ اگر ان میں وصف تقویٰ زندہ ہے تو سنی عوام کو اس گھمبیر خطرہ اور قیامت خیز مصیبت سے بہ حفاظت نکالیں۔یہ وہ فتنہ ہے نہ تو یہ بڑا نہ ہی چھوٹا، نہ ہی امیر نہ ہی حقیر نہ ہی مرد نہ ہی عورت میں فرق کرتا ہے بلکہ ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔یہ شیعہ سب سنیوں کو اہل بیت کے دشمن گردانتے ہیں لہٰذا ان کی چیرہ دستیوں سے بچیں۔امراء، علماء داعی، بچے، مرد خواتین جو بھی سنی ہیں ہم سب کی مثال ایک کشتی سے دیتے ہیں ہمیں اسے چھیدنے سے روکنا ہوگا اسے محفوظ تو حیدوسنت ہی رکھ سکتی ہے۔ان شیعوں کے منحرف اور گمراہ کن عقائد جو ہمارے درمیان گھسیڑے

جارہے ہیں ان کا دفاع توحید کی صاف وشفاف دعوت اور رسول اکرم ﷺ کی سنت مطہرہ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔روئے زمین کے سنی اپنی کشتی ساحل سلامتی تک پہنچانے کے لیے کمربستہ ہو جائیں ،اسے دشمن کے سوراخ سے بچائیں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس دھرتی پر بحفاظت وسلامتی رکھے اور جہاد اور سنت عزیزہ کا جھنڈا ہمیشہ فضاؤں میں لہراتا رہے اور یہ دعا ہے کہ ہمیں شہادت کی موت دے،وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سترھویں فصل......

ایران میں سنیوں کی داستانِ دلفگار

سلطنتِ ایران اسی دن اسلام سے آشنا ہو چکی تھی جس دن جزیرۂ عرب میں آفتاب اسلام کرن ریز ہوا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام جب اسلام میں داخل ہونے کا دعوت نامہ بھیجا تھا کہ وہ اس دینِ حق میں آجائے جو اللہ نے اپنے بندوں کے لیے پسند کیا ہے تو اس بادشاہ نے انکار کر دیا، تکبر کیا اور نبی ﷺ کے نامہ مبارک کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، مگر وہ خسارہ میں رہا تباہ ہوا، تاہم آفتابِ اسلام نے ایران میں اپنی شعاؤں کو بکھیرنا شروع کر دیا اور رسول اکرم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد یہ ملک بقعۂ نور بن گیا۔

13ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخر میں اس کی فتوحات کا آغاز ہوا اور فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت تک یہ سلسلہ جاری رہا اور ''معرکہ نہاوند'' میں مسلمانوں کو حقیقی فتح حاصل ہوئی۔ یہ 21ھ میں ہوا تھا، ایران مکمل طور پر مسلمانوں کے زیر فرمان تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہوا۔

19ھ میں ایران میں عقیدۂ سنی بطور مذہب جاری ہوا۔ اس کے بعد 906ھ میں صفویوں کی حکومت آئی تو انہوں نے اعلان کیا کہ اب ایران کا ملکی مذہب شیعہ ہے درج ذیل میں یہی وضاحت پیش خدمت ہے کہ کس وجہ سے ایران کا ملک سنی مملکت سے نکل کر شیعی سلطنت میں تبدیل ہوا۔

سرزمین ایران تقریباً ایک ہزار سال تک اسلام سے ہم آغوش رہی، دوسرے اسلامی ملکوں کی طرح یہ بھی ایک اسلامی ملک تھا۔ تقریباً چوتھی صدی میں وہاں ایک بڑا ہی دردآشنا اور المناک واقعہ رونما ہوا جو ایران کی کئی نسلوں پر اثر انداز ہوا۔ عباسی سلطنت کا زوال سنی آخری سلطنت کا زوال تھا۔ سنت کا رنگ ایران میں نمایاں تھا اور سارے ایرانی معاشرے پر چڑھا ہوا تھا۔ تاہم بعض ترکی قبائل جو آذربائیجان کے علاقہ میں تھے انہوں نے شیعہ مذہب سے وابستگی کر لی تھی، جنہیں قزلباش کہتے ہیں یہ قبیلہ تصوف کی طرف بھی میلان رکھتا تھا یہ صفویہ فرقہ بھی کہلواتے تھے، اس کا بانی صفی الدین اردبیلی تھا۔ اس صفی الدین کا پوتا اس کا نام اسماعیل صفوی تھا۔ یہ 906ھ میں تبریز میں داخل ہوا اور اس نے

اعلان کر دیا کہ اس جدید سلطنت کا نام ''صفویہ'' ہے۔اس نے اپنے دادا کے نام پر اس کا نام رکھا۔یہ شیعوں کی پہلی باضابطہ حکومت تھی ۔اس نے ساری سرزمین ایران پر شیعی اثر ورسوخ ثابت کیا اور شہر تبریز کو اسماعیل نے پایہ تخت بنایا اور بادشاہ کہلوانے لگا، اس اسماعیل صفوی نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سنی لوگوں اور ایران میں موجود موحدوں کو بھاری تعداد میں قتل کیا، اس نے حکم دیا کہ روزانہ موحد سنی علماء اور طلباء میں ستر آدمیوں کو مساجد کی آذان گاہوں سے گرا کر نیچے پھینک دیا جائے اور اس نے شیعوں کی ایک جماعت چھوڑ رکھی تھی جو گلیوں اور قبیلوں میں گھومتی تھی اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتی تھی۔اس جماعت کی نگرانی پر بھی ایک جماعت تھی جسے ''براءت جویان'' یعنی خلفائے راشدین سے بیزاری رکھنے والا کہا جاتا تھا۔یہ جب ان خلفاء رضوان اللہ پر تبرا بولتے تھے ،ظاہر ہے سنی سن کر یا تو جواب دیتا کہ تم جھوٹے ہو یا خاموش رہتا، اگر کوئی جواب دیتا تو اس کے پرزے اڑا دیئے جاتے ،کئی تلواریں اس کے سر پر برستیں۔اب اہل فارس کے سامنے دو ہی صورتیں تھی 1 یا تو ان خبیث باتوں کو خاموشی سے سنیں 2 یا پھر یہاں سے اپنا دین بچا کر بھاگیں اور یا پھر مجبوراً شیعہ بن کر رہیں۔شاہ صفوی کی اس درندگی نے عثمانی خلیفہ سلیم اول کو غضبناک کر دیا۔اس وجہ سے دولت عثمانیہ اور صفویہ کے درمیان جنگیں ہوئیں۔نتیجہ تو یہ نکلا کہ سلیم اول نے تبریز پر قبضہ کر لیا مگر بعد میں دوبارہ صفویوں نے قبضہ کر لیا۔انہوں نے اجتماعی روح فرسا خونریزی کا بازار گرم کر دیا۔شہر سے تمام سنی ختم کر دیئے۔ایک دن میں ایک لاکھ چالیس ہزار سے زائد سنی لوگ تہہ وتیغ کر دیئے۔اس کے بعد ان صفویوں کی نسل سے حکمران آتے رہے، زیدیہ خاندان ،قجلیہ ،بہلولیہ خاندان آتے رہے۔اس کے بعد آیات اور ملاؤں اور پگڑیوں والوں کی حکومتیں آتی رہیں جو آج تک جاری ہیں۔

یہ ساری نسلیں اور خاندان صفویہ کے نقش قدم پر ہی چلتے رہے ہیں اور جو باقی اہل سنت رہتے ہیں ہر نئے دن میں ان شیعوں کی ستم رانیوں کی المناک ضرب کی زد میں آتے ہیں اور ان کی آخری ضرب یہ ہے کہ سنیوں کی خلیجی ریاستوں کے متوازی علاقوں میں انہوں نے ان کی معیشت پر قبضہ کر لیا ہے۔جس کی وجہ سے یہ سنی قریب والی عربی ریاستوں میں بھاگنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث......

ایران میں سنی مقامات

۱)......روس کی سرحد میں مشرق کی جانب "دریا خزر" کا علاقہ ترکم صحراء ہے جو کہ ایران کے شمال میں بحر قزوین کے قریب واقع ہے۔ یہاں سنی رہتے ہیں۔

۲)......خراسان میں سنی پائے جاتے ہیں یہ ایران کے شمال مشرق میں روس کی سرحدوں میں اور دوسری طرف افغانستان کی سرحدوں پر واقع ہے۔

۳)......بلوچستان ہے جہاں سنی لوگ رہتے ہیں، یہ ایران کے جنوب مشرق میں اور اس کی سرحدیں افغانستان اور پاکستان سے ملتی ہیں۔

۴)......سنی علاقہ طوالش ہے، یہ بحر قزوین کے مغرب میں روسی سرحد پر واقع ہے۔

۵)......سنی علاقہ کروستان ہے یہ ایران کے مغرب میں قصر شیریں شہر سے ترکی کی سرحد پر واقع ہے۔

۶)......سنی علاقہ ہرمزکان بندر عباس ہے۔ جو خلیج عرب اور بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے۔

۷)......فارس کا علاقہ سنیوں کا مرکز ہے اس کا مرکز شیراز ہے۔

۸)......چولستان کا علاقہ ہے جہاں سنی ہیں یہ مازندان کے ماتحت تھا۔ اب یہ مستقل ہو چکا ہے۔ یہ سنی تمام علاقے ایران کی ہر جانب سے سرحدوں پر واقع ہیں۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ شیعوں کے جرائم سے خوفزدہ رہتے ہیں کہ اگر بھاگ کران کے ظلم سے کسی پڑوسی ملک میں جانا پڑے تو بھاگ سکیں، جو درمیان میں سنی رہ رہے ہیں یہ شیعوں کے ظلم کی چکی میں پستے رہتے ہیں

☆☆☆☆☆

تیسری بحث......

ایرانی انقلاب سے پہلے اور بعد میں سنی لوگوں کی سرگرمیاں

ایرانی انقلاب سے پہلے سنی لوگ شاہ ایران کے دورِ حکومت میں اپنے عقیدہ کو کھلے عام بیان کرتے تھے اور اپنی تمام سرگرمیاں روبہ عمل لاتے تھے مساجد و مدارس کی تعمیر اور لیکچر دینے میں بیرون ملک کتابیں طبع کروانے میں مکمل آزاد تھے۔ لیکن یہ مذہب کے دائرہ میں رہ کر اجازت تھی یہ پابندی تھی کہ شیعہ سنی مذہب کو نہ چھیڑے اور سنی شیعہ مذہب کو نہ چھیڑیں۔

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شیعہ نے کتاب تقسیم کی اس میں ام المومنین طاہرہ رضی اللہ عنہا پر تنقید تھی۔ ایک غیور سنی نے اسے پکڑ لیا اور مارنا شروع کیا۔ بہت شدید مارا اور اسکے ساتھ حکومت شاہ نے اس گستاخ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اہل سنت کو اتنی زیادہ اپنے اعتقادات کی نشر و اشاعت کی کھلی آزادی تھی اور توحید خالص بیان کرتے تھے اور شرک کی تردید کرتے تھے، جواب ان ملاؤں اور پگڑی والوں کی حکومت میں سخت منع ہے، آج دعوت توحید دینے والا وہابی لقب دیا جاتا ہے اور فوراً اسے گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اہل سنت مال اور عزت اور جان میں امن وامان سے تھے یہ شاہِ ایران کے دور کی بات ہے اور ابھی خمینی انقلاب نہ آیا تھا سنی شیعوں سے غذائی ضروریات وغیرہ آسانی سے حاصل کر لیتے تھے۔ لیکن خمینی انقلاب کے بعد یہ غذائی ضروریات اور سامان حکومت کے ہاتھ میں آ گیا، یہ آگے نہیں ہونے دیتی جب تک اس شیعہ حکومت کے سامنے سرنگوں نہ ہوں، ہمیشہ سے ہمارے سنی بھائی ستمہائے روزگار اور ظلم وزیادتی اور طغیانی کا شکار رہے، ایسا ظلم ہوا اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی یا پھر اس خمینی عہد میں ہے۔ نہایت ہی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے یہ جو جور و جفا اور جبر و کراہ برداشت کر رہے ہیں ان سنیوں کا ہم عقیدہ بھی ان کی چیخ وپکار پر کوئی کان نہیں دھرتا۔

☆☆☆☆☆

چوتھی بحث......

ایران میں ظلم کی پردہ کشائی

ایران میں سنی عقیدہ کو دبایا جاتا ہے، ایران میں شیعہ نے سارا میڈیا اس پر لگا دیا ہے کہ سنی اور شیعہ برابر حقدار ہیں یہ بھائی بھائی ہیں اور ہر میدان میں برابر ہیں۔ پوری دنیا میں یہی مشہور کیا جا رہا ہے جب کہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

کیونکہ شیعہ حکومت کی یہ پوری کوشش ہے کہ ہر وہ ذریعہ استعمال کیا جائے جس سے سنی شیعیت میں آجائیں۔ یہ خوب جانتے ہیں کہ سنی عقیدہ کا آزادانہ پھیلاؤ ان کے شیعہ عقائد کا پول کھول دے گا۔ شیعہ علماء یہ بات بخوبی جان گئے ہیں کہ سنی عقیدہ کا دنیا میں معروف ہونا ان کے افکار و عقائد اور ان کے منصوبہ جات کی موت ہے۔ اب تک شیعہ بیرون ایران ہی اعلان کرتے ہیں کہ یہاں سنی اپنے عقیدہ و بیان میں آزاد ہیں، یہاں سنیوں اور شیعوں میں کوئی تفریق نہیں، یہ ایک دجل اور فریب ہے بلکہ یہ شیعہ پس پردہ مختلف ذرائع سے اور خبیث چالوں سے یہ منصوبہ بندی کیے ہوئے ہیں کہ ہمارے سنی بھائیوں اور دوستوں کو حکومت ایران جڑ سے اکھاڑ دیں۔ اللہ عظیم سچ فرماتے ہیں:

ویمکرون ویمکر اللہ واللہ خیر الماکرین

''یہ مکر کرتے ہیں اور اللہ مکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین مکر کرنے والا ہے۔''

پانچویں بحث......

سنیوں کے خلاف شیعوں کی دسیسہ کاری

شیعہ اپنا مذہب آزادانہ بیان کرتے ہیں بلکہ سنی لوگوں کے خلاف ان کے عقائد پر تنقید کرتے ہیں انہوں نے بحث وتکرار کے لیے اور مذاکرات کے لیے ملازم مقرر کیے ہیں، جو چاہیں گفتگو کریں، مگر سنی خطیب ان کی مرضی کے خلاف بات نہیں کرسکتا اور انہوں نے یہ طے کر رکھا ہے کہ جمعہ کے دن شیعہ خطیب سنیوں کی مساجد میں جو چاہے سیاست پر اور عقائد پر بحث کرے اور سنی خطیب عقائد کے بارے میں بات نہیں کرسکتا۔ اگر امام اس دائرہ سے باہر بات کرے گا تو اسے وہابی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ اسے قید کردیا جاتا ہے اور ایرانی جیل کی دوزخ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بڑے بڑے فاضل علماء جو سنی علماء میں سے سربرآوردہ ہیں۔ انہوں نے انہیں پابہ زنجیر کر رکھا ہے۔ شیخ علامہ احمد مفتی زادہ جو کہ کردستان کے علاقہ میں تھے انہیں اس جرم کی پاداش میں قید کیا گیا ہے کہ یہ ایران میں غصب شدہ سنی علماء کے حقوق کی بحالی کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایک شیخ ڈاکٹر احمد میرین بلوشی کا یہ قصور تھا کہ یہ اپنی ابتدائی تعلیم سے لے کر ڈاکٹریٹ کی انتہائی اعلیٰ ڈگری تک پہنچ گئے تھے انہوں نے مدینہ یونیورسٹی سے پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کیا تھا۔ انہیں وہابی کہا کہ یہ فکر وہابیت پھیلاتے ہیں، جب ان کی سرگرمی ماند نہ پڑی کہ یہ صحیح عقیدہ اور دعوت توحید سے باز نہ آئے تو انہیں شیعہ کی سخت ترین جیل میں بند کردیا اور کچھ وقفہ بعد انہیں عمر قید کی سزا سنائی، بعد ازاں انہیں قید ہی میں شہید کروادیا گیا۔ حکومت ایران نے شیخ محی الدین کو جو کہ سنی ہیں خراسان کے دارالخلافہ سے تعلق رکھتے تھے انہیں چند سال پہلے قید کردیا گیا نہ تو ان پر کوئی الزام تھا نہ ہی عدالت سے فیصلہ لیا، صرف یہ قصور تھا کہ یہ خراسان میں ایک مدرسہ کے سربراہ تھے۔ اور سنی عقائد پر غیرت مند تھے۔ ان پر وہابیت کی تہمت لگا کر اور یہ کہہ کر کہ یہ سنی اور شیعوں کے درمیان فرقہ واریت پیدا کرتے ہیں، اسلیے جیل بند کیے گئے ہیں۔ اصفہان میں شیعوں کی جیل میں رہے، سات سال بعد پاکستان کے علاقہ بلوچستان میں ہجرت کرآئے۔ استاد ابراہیم صفی دادہ جو کہ محمد سعود یونیورسٹی ریاض سے فارغ تھے، شیعوں کے سامنے سرعام بازار میں انہیں ستر کوڑے لگائے گئے اور بعد میں قید میں ڈال دیا اور سات سال کی قید سنادی۔

شیخ نصر محمد بلوچی جو کہ ایرانی پارلیمنٹ کے ایک رکن تھے، ایرانی بلوچستان کے نمائندہ تھے انہیں خمینی کی قید میں سخت قسم کی تکالیف دی گئیں، ان سے جبراً اعتراف کروایا گیا کہ یہ عراق اور اسرائیل کے جاسوس ہیں، ان کے لیے کام کرتے ہیں، حالانکہ یہ سب جھوٹ تھا، انہیں سب لوگ جانتے تھے کہ سنیوں کے نمایاں عالم دین ہیں ان کی سخت نگرانی ہوتی یہ دوست ملک نہیں جاسکتے تھے تا آخر وہ فوت ہو گئے۔

شیخ مجاہد دوست محمد بلوچی یہ اسی برس سے زیادہ عمر کے تھے انہیں بھی گرفتار کیا گیا، وجہ یہ تھی کہ انہوں نے متعدد رسالوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کیا تھا انہوں نے آیات کھلوانے والوں کی قید میں دو سال گزار دیئے، انہیں سخت ترین اذیتیں دی گئیں پھر اصفہان جلاوطن کر دیئے گے، ایک سال بعد انہیں رہا کیا گیا اب وہ سخت پہرے میں زندگی گزار رہے ہیں اور بیرون ملک نہیں جاسکتے۔ علاوہ ازیں بے شمار علماء کرام اور سنی نوجوانان رعنا ہیں جو ان آیات کھلوانے والوں کی قید میں بند ہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں، صرف یہ ایک قصور ہے کہ یہ سنی عقیدہ پر کاربند ہیں۔ اور اس کے دفاع میں کمربستہ ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزتوں کا دفاع کرتے ہیں۔

سنیوں پر مساجد و مدارس تعمیر کرنے کی پابندی ہے:

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ایران میں سنیوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، طہران جو کہ ایران کا دارالخلافہ ہے، اصفہان ہے، یزد ہے، شیراز وغیرہ دیگر شہروں میں سنیوں کو مساجد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں، حالانکہ طہران میں تقریباً پانچ لاکھ سنی ہیں۔ مگر ان کی اس میں ایک مسجد بھی نہیں جس میں یہ نماز ادا کر سکیں۔ نہ کوئی مرکز ہے جس میں اجتماع کر سکیں۔ عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، سکھوں اور مجوسیوں کے عبادت خانے ہیں مگر مسلمانوں کی ایک مسجد نہیں، ایران کا دارالخلافہ طہران روئے زمین پر واحد شہر ہے جہاں سنی مسلمانوں کی مسجد نہیں، جب کہ یہ شیعہ اپنی امام بارگاہیں، مراکز حسینی اور مدارس پورے ایران میں قائم کر رہے ہیں اور ان علاقوں میں کر رہے ہیں جہاں سنی زیادہ ہیں۔

ایران میں سنی مساجد کا انہدام:

ایرانی شیعہ بعض شہروں میں صرف سنی مساجد گرا دیتے ہیں، بلوچستان میں مسجد و مدرسہ تھا جو قادر بخش بلوچی چلا رہے تھے اسے گرا دیا گیا۔ سیتر میں گیلان کے علاقے میں سنی مسجد گرا دی ہے۔ گونارگ، چابہار پر وچستان میں انہدام مسجد کیا ہے۔ شیراز کے علاقہ میں کئی مساجد گرائی ہیں۔ بس بہانہ یہ ہے کہ فلاں مسجد ضرار ہے۔ یا حکومت کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہے یا فلاں مسجد کا امام وہابی عقیدہ رکھتا تھا

یا اس اس وجہ سے گرائی ہے کہ سڑک کی توسیع کرنا تھی، مگر اتے صرف سنی مساجد ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعوں نے سنیوں کو کس قدر بے بس کر دیا ہے اور اپنا رعب و دبدبہ جما رکھا ہے۔ ایران میں ذرائع ابلاغ سے بھی سنیوں کو محروم رکھا گیا ہے۔ جب کہ ہمہ وقت شیعہ ان سے مستفید ہو رہے ہیں۔ بلوچستان میں سنیوں کو (۲۴) گھنٹوں میں ایک گھنٹہ پروگرام کرنے کی اجازت ہے۔ اس میں بھی اپنے افکار اور عقائد نشر کرنے کی بجائے کچھ وقت حکومت اور اس کے لیڈروں اور اس کے ملاؤں کی مدح و ثناء میں گزر جاتا ہے۔

خراسان میں مسلمان سنیوں کا ایک پروگرام بھی نہیں ہوتا، جب کہ ہزاری شیعوں کو وہاں دو گھنٹے وقت ملتا ہے۔ فارسی اور پشتو میں وہ اپنی نشریات جاری کرتے ہیں سنیوں کو بالکل محروم رکھا گیا ہے۔ حکومت ایران پرائمری سے لے کر آخری تعلیمی مرحلہ تک سنی بچوں کو شیعہ افکار و عقائد پر پروان چڑھاتے ہیں انہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت دلاتے ہیں۔ شیعہ اساتذہ ایسی کتابیں دیتے ہیں جن میں ان کے مذہب کے مطابق ایسے واقعات بیان ہوتے ہیں جو سفید جھوٹ ہیں اور ان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنقیص ہوتی ہے۔ ایران میں سنی لوگوں کو انکے اجتماعی اور ثقافتی حقوق سے بھی محروم رکھا جاتا ہے، علمی مراکز، طبع خانے، تجارتی لائبریریاں، یہ سب شیعیت کے حوالے ہیں، سنیوں کو اس بارے میں قطعاً اجازت نہیں، یہی وجہ ہے کہ ایران میں صرف شیعی کتابیں چھپتی ہیں، چند سنی کتابیں چھپی ہیں وہ بھی بڑی مشکل کے بعد اور سنی کتابیں حکومت کے قبضہ میں ہیں انہیں نشر کرنے یا طبع کرنے کی اجازت نہیں مل رہی۔ مجبوراً بعض سنی لوگ اپنی کتابیں پاکستان میں چھاپ رہے ہیں۔

ایران میں سنی نوجوان پڑھنے کے لیے سوائے شیعوں کی کتابوں کے اور کچھ پاتے ہی نہیں، جن میں گمراہ کن عقائد، مجوسیوں کی اولاد شیعوں کا یہی مقصد ہے کہ سنیوں کو یہ منحرف عقائد والی کتابیں ہی پڑھائیں......

سبق دیتے ہیں شاہیں بچوں کو خاکبازی کا

وزارت ارشاد و تبلیغ ایران تو کام ہی صرف اس خاص نقطہ فکر کے مطابق کرتی ہے اور حکومت ایران اس کی پوری سپورٹ کرتی ہے۔ یہ وزارت بہت ہی زیادہ جدوجہد کرتی ہے کہ شیعیت پوری دنیا میں پھیل جائے، یہ موجودہ چالیس زبانوں میں اپنا لٹریچر پھیلا چکی ہے جن کی تعداد تیس، چالیس کتابوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اپنی ثقافتی طرز پر یہ دنیا کے ہر کونے میں انہیں پہنچا رہے ہیں۔ عرب، یورپ، افریقہ، ایشیاء وغیرہ کے ممالک میں پہنچا رہے ہیں اور شیعہ کتب ان کی وزارت جو نمائندے بھیجتی ہے ان

کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔اہم شخصیات کے نام بذریعہ ڈاک ارسال کردیتے ہیں یا یہ وزرائے ثقافت دعوت کے لیے آدمی روانہ کرتی ہے۔ان کے ذریعہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ان کتابوں میں وہ مضامین اور افکار ہوتے ہیں انہیں عام آدمی نہیں سمجھ سکتا،دھوکہ میں آجاتا ہے،ذہین آدمی ہی حقیقت جانتا ہے یا پھر وہ جانتا ہے جو شیعوں کے پس منظر سے واقف ہے۔جب کہ سنیوں کو اپنے نظریہ وعقیدہ کی کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔(واللہ المستعان)سنیوں کے ساتھ ایرانی شیعی تعلیمی سیاست کھیلتے ہیں ،پرائمری سے لے کر یونیورسٹی سطح تک مردوں اور خواتین کے لیے کچھ کلاسوں کا انتظام کررکھا ہے۔اس کا نام انہوں نے (ناخواندگی ختم کرنا رکھا ہے)یہاں بھی صرف اپنے دعوتی مطلوبہ مقاصد کی ہی اجازت دیتے ہیں اس کی آڑ میں شیعیت عام کرتے ہیں۔کیونکہ انہوں نے نصاب ہی شیعہ کتاب سے بنا رکھا ہے سنیوں کے ہر شہر میں انہوں نے خاص مرکز اور لائبریریاں قائم کررکھی ہیں جن میں مطالعہ کے لیے وہی کتب ہیں جو ثقافت شیعہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔اور طلباء کو یہی پڑھنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ان ملاؤں کی حکومت سے پہلے سنیوں کا ایک مستقل منہج تربیت اسلامیہ کے نام سے موجود تھا مشہور سنی علماء اس کے مہتمم تھے۔انہوں نے اسے ترتیب دیا تھا جس کی وجہ سے حکومت کی سطح تک توحید کا منہج قائم تھا۔

اب صرف شیعی عقائد پڑھائے جاتے ہیں یا اب دیکھا کہ طلباء جو کہ سنی نوجوان ہیں وہ ان عقائد پر توجہ نہیں دیتے تو انہوں نے نام سنیوں کا لے کر شیعہ علماء کی لکھی کتاب دوبارہ تعلیم میں لگادی،اس کا نام ''سیرت اہل سنت'' اوپر سرورق پر لکھدیا:

اطلع علی الکتاب مولوی محمداسحق مدنی مستشار وزیر التربیة لشؤن اهل السنة والجماعة

''اس کی نظر ثانی مولوی محمد اسحاق مدنی نے کی ہے جو سنی معاملات کی وزارت تربیت کا مشیر ہے۔''

یہ وہم ڈالا ہے کہ یہ کتاب سنی عالم کی نظر ثانی شدہ ہے مگر خیانت یہ ہوئی ہے کہ اس میں اہل سنت کے طریقہ پر سنیوں سے نفرت دلائی گئی ہے اور اس میں ایسی دعوت بھی ہے جو شیعوں کی دعوت سے میل نہیں کھاتی،یہ ایسی چال چلے ہیں۔

انہوں نے بعض سنی علمائے سو خرید لیے ہیں،انہیں اعلیٰ عہدوں پر بٹھادیا،رہائش گاہیں تعمیر کردیں،ماہانہ تنخواہیں لگادیں اور اس قسم کے مولوی جو لیکچر یا خطاب کرتے ہیں تو یہ عنوان ہوتا ہے:

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا

اور اس میں یہ بیان کرتا ہے:

ان الخلاف بین السنة والشیعة خلاف سطحی

''کہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان معمولی اور سطحی سا اختلاف ہے'' پھر کہتا ہے:

واننا نؤمن ان ما یقولونه یعنی الشیعة حق وان القول بولایة الفقیه قول حق یجب علینا اتباعه وان الخلاف الوحید بیننا وبین اخواننا الشیعة هو فی ارسال الیه وقبضه وهذا خلاف قد وقع بین اهل السنة کما هو رأی عند بعض المالکیة

''ہمارا یقین ہے کہ ہمارے شیعہ بھائی سچے ہیں ان کا یہ عقیدہ جو ولایت فقیہہ کا ہے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اسے مانیں۔ ہمارے اور ہمارے شیعہ بھائیوں کا اختلاف ایک ہی ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا یا پکڑ کر پڑھنا، یہ سنیوں میں بھی ہے جیسا کہ مالکیوں نے کہا۔ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھی جائے۔''

جب شیعہ ملاؤں کی حکومت آئی ہے سنی اسلامی رنگ اس نے ملیامیٹ کر دیا ہے۔ مدارس کے نام تبدیل کر دیئے ہیں جن سے اسلامی مہر نظر آتی تھی وہ ختم کر دی ہے ایک مدرسہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نام پر تھا، اب اس کا نام بدل کر مدرسہ آیت اللہ بہشتی رکھ دیا ہے۔ ایک مدرسہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام پر تھا اب اس کا نام قمر رکھ دیا ہے۔ انقلاب کے بعد سنیوں نے جتنے مدارس یا مساجد قائم کیے ہیں ان کے نام حکومت کی مرضی سے رکھے گئے ہیں، آیت اللہ طالقانی، مدرسہ آیت اللہ خمینی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر بھی مدارس کا نام رکھتے ہیں، ابوذر، سلمان فارسی، علی بن ابی طالب، حسن، حسین رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھتے ہیں دوسروں کے نام پر نہیں رکھتے۔

انہوں نے تو بہت سارے شہروں اور بستیوں کے نام شیعہ کے ناموں میں تبدیل کر دیئے ہیں اور ہر سنی مدرسہ کی دیوار پر انہوں نے اپنے اماموں کے نام لکھ دیئے ہیں۔ ان کے گھروں کی دیواروں پر اور محلوں پر اور حکومتی کاغذوں پر مثلاً برتھ سٹوفکیٹ، زمینوں کے چیک، اور رسمی سندوں پر اماموں کے نام ہیں۔ اور ٹیلی فون کے بلوں پر بھی اماموں کے نام لکھتے ہیں، گرمیوں کی چھٹیوں میں سنی طلباء میں سے ذہین اور کامیاب طلباء کا ایک وفد تشکیل دیتے ہیں، مازندران کے وزٹ پر لے کر جاتے ہیں یا دیگر علاقوں میں جاتے ہیں، شیعہ علماء ان کی نگرانی کرتے ہیں اور اتنے دن وہی ان کی تربیت کرتے ہیں جب واپس آتے ہیں تو انہیں کتابیں اور دیگر تحائف دیتے ہیں۔ اس حکومت نے کہا ہے کہ سنی اسلامی

مدارس جو پرانے آرہے ہیں انہیں باقی رکھا جائے مگر نئے سرے سے مدارس یا مساجد کی انہیں اجازت نہیں۔ایک تنظیم کا میٹا کے نام سے نئی وجود میں آئی ہے، رفسنجانی اس کا بانی ہے، یہ ہمہ وقت سنی مدارس کا وزٹ کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کے پڑھانے کے طریقہ کار پر اور احوال پر نظر رکھیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ اسلامی مدارس میں ان شیعہ کی کتب بھی شامل کی جائیں۔

ایک پاسداران اور ساندراز کی تنظیم ہے یہ بھی بستیوں میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور ایک معین جگہ پر یہ سنی طلباء کو جمع کرتے ہیں اور ویڈیو کے ذریعہ انہیں فلمیں دکھاتے ہیں اور انہیں دینی لیکچر دیتے ہیں جو انہیں متاثر کرنے کے لیے تیر بہدف ہوتا ہے۔اس لیکچر کے بعد بسکٹ اور حلوئی حاضرین کو دیتے ہیں ،اپنے مقررہ پروگرام کے مطابق یہ بستی بستی اس طرح چلتے رہتے ہیں۔

پیارے بھائیو! آپ نے کبھی یہ سنا ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں سنی مساجد میں چار سو لیکچر شیعہ علماء نے دیئے ہوں۔ ہزاروں شیعہ علماء ہیں جنہیں حکومت ایران بھاری تنخواہیں دیتی ہے، اس لیے کہ یہ سنی علاقوں میں لیکچر دیں اور لوگوں کی شیعہ مذہب کے لیے برین واشنگ کریں۔اس کے برعکس سنی ایک داعی نہیں جو فارغ ہو کر اللہ کی طرف دعوت دے......واہ اسفاہ! شیعہ علماء وقتی اور مذہبی مراسم سے فائدہ اٹھاتے ہیں کبھی ہفتہ وحدت کے نام سے، کبھی یوم انقلاب کے نام سے، کبھی ایام عید کے نام پر اور کبھی دیگر مجالس کے نام سے یہ لوگوں کو شیعیت کی طرف مائل کرتے ہیں اور حکومت ان کی مکمل سرپرستی اور نگرانی کرتی ہے اور اہم شخصیات اور اندرونی اور بیرونی سربرآوردہ لوگوں کو ان میں شمولیت کی دعوت دیتی ہے اور ان کیساتھ سنی علماء، طلباء اور ملازمین کو بھی ان میں شرکت پر مجبور کیا جاتا ہے اور دعویٰ یہی کرتے ہیں اور آڑ بھی بناتے ہیں شیعہ اور سنی برابر ہیں آپس میں تعاون کرتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ سنیوں کی شرکت زبردستی، مجبوراً اور دھمکی سے اور ہراساں کرکے یقینی بنائی جاتی ہے۔

چھٹی بحث......

ایران میں سنیوں کی اقتصادی حالت

ان ملاؤں اور آیت کہلوانے والوں کی نئی حکومت قائم ہوئی تو بعض سنی لوگوں نے ان سے بڑی بڑی امیدیں وابستہ کرلیں، کیونکہ خمینی کا دعویٰ تھا کہ وہ عدل ومساوات کرے گا لیکن جلد ہی حقائق سامنے آگئے ان کے جھوٹے دعووں کی قلعی کھل گئی اور سنیوں کی آرزوؤں کا خوبصورت محل زمین بوس ہوا، ان کی تمناؤں کا خون ہوا، یہ شاہ ایران کے دور سے بھی بدتر حالت میں چلے گئے۔ یہ معاشی تنگی کرنے کا راز یہ ہے کہ ایران کے شیعہ ہرگز یہ گوارا نہیں کرتے کہ سنی ایران میں قوت پکڑیں، نہ عقیدہ میں نہ ہی اقتصادیات میں، ان پر یہ خوف سوار ہے کہ سنی قوت اور شوکت نہ پکڑ جائیں، حکومت نے تمام غذائی ذرائع پر قبضہ کررکھا ہے، بغیر پرمٹ غذا نہیں ملتی۔ افرادِ خاندان کے مطابق ملتی ہے اور خاندان کا سربراہ لائن میں لگتا ہے اور ہر چیز کے لیے لائن میں لگنا پڑتا ہے۔ ایک اگر تیل لینے کے لائن میں ہے تو دوسرا روٹی والی لائن میں لگا ہوا ہے تو تیسرا گوشت خریدنے والی لائن میں لگا ہے۔ لوگ شدید مشقت کا شکار ہیں۔

☆☆☆☆☆

ساتویں بحث

ایران میں سنیوں کی سیاسی صورت حال

ایرانی حکومت نے سیاسی طور پر سنیوں کو تقسیم کر رکھا ہے۔سنی قبائل کے درمیان آپس میں نفرت پیدا کرتے ہیں اور ایک قبیلہ کو مسلح کیا دوسرے کو نہ کیا۔سنی طلباء کو سنی علماء کے خلاف بھڑکاتے ہیں اور علاوہ ازیں سنی طلباء پر تہمت لگائی جاتی ہے اس سے مجبور ہو کر یہ پاکستان اور یورپ میں بھاگ رہے ہیں۔سنیوں کے تمام سیاسی حقوق اس ایرانی حکومت نے چھین لیے ہیں۔جبکہ شیعہ علماء کو سارے حقوق میسر ہیں ۔یہ ہر سیاسی سہولت سے مالا مال ہیں۔ثقافتی اور اقتصادی سہولیات بھی میسر ہیں۔یہ فوائد اٹھا رہے ہیں ان کے علماء یہی ظاہر کرتے ہیں کہ سیاسی سطح پر سب برابر ہیں حالانکہ سنی سیاسی علماء کو ایران کی قید میں بند کر دیا جاتا ہے۔جس عالم کو دیکھا کہ سیاسی طور پر سر اٹھا رہا ہے وہ پس دیوار زنداں چلا جاتا ہے۔اگر تھوڑی سی گہرائی میں اتریں تو پارلیمنٹ سے سنی علماء کو محروم کر دیا گیا ہے۔تھوڑے سے ارکان ہیں۔پارلیمنٹ میں تین سو پنج ہیں ان کے اس لحاظ سے کم از کم سنیوں کے ارکان (۹۰) کی تعداد میں ہونے چاہیے۔لیکن انہیں اس حق سے محروم کر دیا گیا ہے، بارہ منتخب سنیوں کے ارکان ہیں۔پارلیمنٹ میں ان کا کوئی وزن نہیں، بلکہ شیعہ ان کے وجود کو اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر کے فوائد حاصل کرتے ہیں جس سے سنیوں کے مفادات کو نقصان پہنچ رہا ہے اور ان کے حقوق مزید خطرہ میں ہیں اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔پارلیمنٹ کا منتخب شخص جو بے چارہ سنی مطالبات اور حقوق کی آواز بلند کرتا ہے وہ بس ایک دفعہ ہی منتخب ہوتا ہے دوبارہ نظر نہیں آتا۔وہ پارلیمنٹ کی بجائے مقدمات کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے سزاؤں کے حوالہ کیا جاتا ہے اور اس کی اہانت کی جاتی ہے جیسا کہ شیخ علامہ نظر محمد بلوچی کیساتھ ہوا ہے،انہیں گرفتار کر لیا گیا ہے اور ایران کی سیاسی سخت ترین قید میں بند کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆

آٹھویں بحث......

سنیوں سے شیعہ عورتوں کے نکاح کا منصوبہ

حکومت ایرانی سنیوں پر غلبہ پانے کے لیے مختلف وسائل اختیار کرتی ہے۔ان میں سے ایک حربہ یہ ہے کہ شیعہ عورتوں کی سنیوں سے شادی کرواتے ہیں۔اور یہ حکومت کی طرف سے پیش کش ہوتی ہے ان عورتوں کو یہ سبق دیا جاتا ہے اورانہیں قائل کیا جاتا ہے کہ تم شیعہ مذہب کی داعی ہو اس لیے تم شادی کے بعد اپنے خاوندوں اوران کے گھر والوں اوراولاد کو شیعیت کی دعوت دینا اوران سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اور خاوند سے معاملات اچھے انداز سے چلانا اور خاوند کی طبیعت اوراس کی شخصیت میں جذب ہوجانا۔

ایرانی حکومت کبھی یہ طریقہ بھی اختیار کرتی ہے کہ ایک سنی شہر میں اعلان کردیتی ہے کہ ہمارے پاس سوخواتین ہیں جن کی شادیں درکار ہیں جو شادی کی رغبت رکھتا ہو تو اسے پہلی فرصت میں رابطہ کرنا چاہیے۔تو سنی شہوت رانی کے جذبہ سے اور سفید چمڑی والی حسیناؤں سے مطلب برآری کے لیے بغیر کسی سوچ کے ان سے شادی کرلیتے ہیں۔ یہ شادی خاوندوں اوران کے اہل خانہ کو متاثر کرتی ہے اور یہ شیعی اعتقادات کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔

ظاہر ہے جو بچے ان سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی شیعہ نسل کے ہوتے ہیں یہ ایک لازمی چیز ہے۔

نویں بحث......

ایران میں سنی نقشہ تبدیل کرنے کا منصوبہ

شیعوں نے سنیوں کے علاقہ میں رہائش گاہیں تیار کر لی ہیں اور سرکاری رہائشوں میں انہیں بدل دیا ہے اور سنی شہروں میں دور رہنے والے شیعوں کو یہاں لا کر بساتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شیعوں کو گنجان آبادی میں بدلا جا رہا ہے۔ سنی علاقوں کا وزٹ کریں، شیعہ کی یہ سرگرمی کہ بہت ہی خوفناک حد تک رہائش گاہیں بنانے میں مصروف ہیں۔ کردستان، ترکمانستان، بلوچستان میں اس کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ آج سے پندرہ برس پہلے زاہدان شہر میں ایک بھی شیعہ نہ رہتا تھا اب ان کی تعداد اس شہر میں تقریباً 10/100 ہے۔

سنی علاقوں میں حکومت شیعوں کو گھر بنانے میں دلیری دیتی ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں باہر سے آنے والے سنیوں کو اقامت اختیار کرنے اور رہنے سے روکتے ہیں۔ خصوصاً افغان مہاجرین سنیوں پر پابندی لگاتی ہے جبکہ روس سے جنگ کے دنوں میں جو افغان مہاجر افغانستان سے بھاگ کر آئے تھے ایرانی سنیوں نے انہیں مرحبا کہا تھا۔ ان کی نصرت وحمایت کرنا اور پاس رکھنا یہ اپنا فریضہ سمجھتے تھے وجہ یہ ہے توحید انہیں متحد رکھتی تھی اور سنی عقیدہ میں مشترک تھے ان کی عادات اور روایات بھی ملتی جلتی تھی اور مقامی بولی ہم آہنگ ہونے کی وجہ سے ان میں یگانگت تھی۔ شیعہ حکومت خوب جانتی ہے جو کہ ہر وقت سنیوں کے خلاف سازشیں کرتی رہتی ہے۔ سنیوں کے علاقہ میں افغانیوں کا آنا ان کے لیے خطرناک ہے، انہوں نے ان افغان مہاجر بھائیوں کے خلاف نفرت ڈال دی۔ اس نے یہ بات عام پھیلا دی ہے کہ ان پر سخت ترین جھوٹے جرائم کے الزامات لگا دیتے ہیں۔ کہ یہاں جتنے جرائم ہو رہے ہیں یہی افغانی کرتے ہیں اور نفرت دلاتے ہیں کہ یہ افغانی بہت خطرناک متعدی امراض میں مبتلا ہیں حتیٰ کہ چھ سنی افغانیوں کو انہوں نے مختلف شہروں میں زندہ جلا دیا کہ انہیں جلائے بغیر بیماری کے جراثیم نہ مرتے تھے۔ شیعوں کے ان جھوٹے الزامات کی بہتان کی وجہ سے لوگ ان سنی افغان بھائیوں سے سخت نفرت کرتے ہیں اور جب انہیں دیکھ لیتے ہیں تو فوراً انہیں بستیوں اور شہروں سے باہر نکال دیتے ہیں۔ اس کے برعکس جو شیعہ ہزاری افغان ہیں یہ ایران میں دندناتے پھرتے ہیں اور بغیر کسی روک ٹوک شیعی شہروں میں چلتے پھرتے ہیں۔ بلکہ ہر شہر میں بغیر مزاحمت کے متعہ کی جگہوں میں داد عیش دیتے پھرتے ہیں، حالانکہ یہ بھی افغانی ہیں۔

دسویں بحث......

ایران میں سنی علماء کی حالت زار

اس ملک میں سنی علمائے کرام پر کیا بیتی ہے اور بیت رہی ہے......؟ بہت بڑے فاضل علمائے کرام کو حکومت نے گرفتار کیا، قصور یہی کہ یہ وہابی عقائد رکھتے ہیں اور اسی تہمت کی بنا پر کئی مدارس بھی بند کر دیے گئے ہیں کہ ان کے بانی وہابی ہیں۔ کرافات میں ایک مدرسہ انہوں نے گرا دیا تھا، قصور اس کا بھی یہی کہ اس میں سنی عقیدہ پیدا کیا جاتا تھا۔ شیخ نظر محمد کو انہوں نے گرفتار کر لیا ہے، حالانکہ یہ ایرانی مجلس شوریٰ کا ایک رکن بھی رہے ہیں اور صالح عالم دین ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شرف وفضل کی بات کی اور انہیں لعنت کرنے اور ان پر سب وشتم سے منع کیا، انہیں گرفتار کر لیا گیا اور گرفتاری سے سات منٹ بعد شیخ ٹیلی ویژن کی سکرین پر نظر آئے باتیں کرتے دکھائے گئے کہ میں صدر صدام کے لیے جاسوسی کرتا تھا اور میں عراقی جاسوس ہوں۔ یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ ان پر یہ تہمت لگائی کہ ایرانی عدالت نے انہیں زنا کرنے کی پاداش میں حکم دیا ہے کہ انہیں رجم کر دیا جائے۔ یہ سب جھوٹ تھا یہ علمائے اہل سنت پر جھوٹ بولتے اور غلط پیش آتے ہیں، معاملہ بہت ہی بھیانک حد تک پہنچایا گیا، انہوں نے ایک سنی عالم کو گرفتار کیا قصور یہ تھا کہ انہوں نے خطبہ جمعہ میں ولایت فقیہ پر بات کی اور کہا۔ لوگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی معصوم ہیں، آپ کے سوا کسی اور کے متعلق معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا ہمارے لیے جائز نہیں، اس خطبہ کے بعد انہیں جیل بند کر دیا گیا، شیخ ایک ہفتہ ہی جیل رہے ہوں گے کہ ریڈیو نے ان کی توبہ کا اعلان کر دیا کہ انہوں نے اپنی رائے سے معذرت کر لی ہے اور ایک جماعت سے روبرو انہوں نے ولایت فقیہ کا نظریہ لوگوں کو تسلیم کرنے کا حکم دیا، بعد میں ایک بہت بڑے عالم نے کہا: رائے سے رجوع کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: واللہ! میں اپنے عقیدہ سے پھرا نہیں، میں مجبور ہوں۔ ہوا یہ کہ قید میں میرے پاس دس آدمی آئے وہ انقلابی چوکیدار تھے ایک آدمی ان کیساتھ وہ آیا جس نے سیاہ رنگ کی پگڑی پہن رکھی تھی وہ ان نوجوانوں کو میرے ساتھ بدفعلی پر ابھار رہا تھا۔ یا اس نے اس قول سے رجوع کا مطالبہ کیا اور وہ شیعہ عالم کہہ رہا تھا کہ نوجوانو! اگر تم اس کے ساتھ بدفعلی کرو گے تو اللہ کے ہاں ثواب پاؤ گے اور اس فعل کے بعد تم پر غسل بھی نہیں۔

ایران کی خبیث چالبازیاں:

ان آیات کھلوانے والوں کی خبیث حکومت بہت چالباز ہے۔اس نے ایک جدید لشکر تیار کیا ہے یہ ایران کے ہر علاقہ میں ہے اور سنی علاقوں میں سنی افراد سے مرتب کرتے ہیں اور انہیں تنخواہ نہیں دیتے۔اسے لشکر سنی کا نام دیتے ہیں انہیں کہتے ہیں کہ اپنی تنخواہ خود حاصل کرلو۔اسلحہ وغیرہ دیتے ہیں یہ پھر راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور سنی علاقوں میں ایسا کرتے ہیں کہ گاڑیوں اور گزرنے والوں کو کھڑا کر لیتے ہیں اور گاڑیوں والوں سے مالی ٹیکس مانگتے ہیں اس کی وجہ سے حادثات رونما ہوتے ہیں اور کتنے ہی سنی افراد قتل ہوئے ہیں یہ لشکر آپس میں حکومت کے کارندوں کے سامنے لڑ پڑتے ہیں۔نمزین کے ایک اسٹیشن پر یہ فورس ایک دوسری بستی کی فورس سے ملاقات کرتی ہے ان کے درمیان اختلاف واقع ہوا یہ اختلاف ختم نہ ہوسکا اس فورس میں (۱۲) مسلمان شہید ہوئے۔اس لرزا دینے والے حادثہ کے بعد اہل علم اور سنی دانشور اٹھے اور لوگوں کے سامنے وضاحت کی اور اس فورس کے سنی علاقہ میں انہوں نے حکومت کے عزائم کی عقدہ کشائی کی، بہت سارے لوگوں نے یہ فورس چھوڑ دی اور شیعہ حکومت کو اسلحہ واپس کر دیا۔حکومت ایران نے شیعیت اختیار کرنے والوں کے لیے بہت بھاری انعامات مقرر کر رکھے ہیں، سنی علماء کو تو تنخواہیں دیتے ہیں اور امتیازی حیثیت سے نوازتے ہیں۔یہ بات بہت غمزدہ کر دینے والی ہے کہ ایک قبیلہ کے نصف آدمی شیعہ بن گئے ہیں اور بعض ایسے علاقے ہیں جہاں شیعہ 100 / 80 ہیں۔حکومت نے انہیں فوراً زرعی زمینیں انعام میں دی ہیں اور ساتھ ہی سیرابی کا بندوبست بھی کر دیا ہے اور یہ اراضی ان کی ملکیت میں دے دی ہیں۔

☆☆☆☆☆

گیارھویں بحث......

ایرانی ملاؤں کی جیلیں

ان شیعوں نے یہاں تک نوبت پہنچادی ہے کہ یہ سنی علماء کو ختم کردیتے ہیں، جرم یہی ہے کہ یہ وہابی ہیں، چند سالوں میں ایرانی حکومت نے نامور تین علمائے کرام کو شہید کردیا۔ شیخ فاضل ناصر سبحانی، یہ بڑے جید عالم دین تھے کہ کردستان میں رہتے تھے، انہیں رمضان السبارک کے مہینہ میں شہید کردیا گیا۔ شیخ فاضل عبدالحق یہ جامعہ اسلامیہ ابی بکر کراچی سے سندیافتہ تھے انہیں ایک سال تک سخت قید وبند میں رکھا گیا، پھر انہیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا کہ یہ توحید بتاتے ہیں اور مُردوں کے ساتھ وسیلہ پکڑنے کے قائل نہیں اور وہابی عقیدہ پھیلاتے ہیں، اس لیے ابھی ختم کردیئے جائیں۔ شیخ عبدالوہاب صدیقی یہ جامعہ اشرفیہ اسلامیہ لاہور سے فارغ ہوئے یہ سنیوں کے درمیان دعوت دینے کی سرگرمی کی پاداش میں شہید کردیئے گئے۔ ان ملاؤں کی قید میں ہمارے سنی بھائیوں کی صورت حال نہایت تنگی اور محرومی کی ہوتی ہے ان کے قید خانے ہیں، جہاں ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اس سے بڑی بدبودار ہوائیں چلتی ہیں جس سے بڑی تباہ کن بیماریاں جنم لیتی ہیں اور یہاں بند لوگوں کو آفتاب میں دھوپ سے لطف اندوز ہونے کی تو بات ہی نہیں سورج نظر بھی نہیں آتا، قضائے حاجت کے لیے جاتے ہوئے آنکھوں پر پٹی باندھ دیتے ہیں اور رات اور دن میں وضو کرنے یا قضائے حاجت کے لیے صرف چار مرتبہ باہر نکالا جاتا ہے اور نہانا اور کپڑوں کو دھلائی کی اجازت مہینہ میں دو مرتبہ ہوتی ہے یہ بھی صرف پندرہ منٹ میں کرنا ہے۔ ان قیدیوں کو اشعار پڑھنے تعزیہ کی رسومات ادا کرنے کی اجازت صبح سے آدمی رات تک دی جاتی ہے، یہ بھی ان کا ایک انداز ہے کہ سزا دینے کے لیے جھوٹی اور غمزدہ کرنے والی کہانیاں قیدی سنائیں بعض کو تہہ خانے سے رات کو باہر نکال لاتے ہیں۔ ایرانی قید کا مطلب ہے کہ ساری عمر قید میں ہی تمام ہوگی۔ یہ پہلے سبقت لے جانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے ہیں، انصار ہوں یا مہاجر ہوں۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر عظیم بہتان باندھتے ہیں، شیعوں کی جیلوں میں جسمانی سزا شدید ترین انداز میں دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک آدمی دیکھتا ہے اس کا بھائی مظلوم قتل کیا جارہا ہے یا دیکھ رہا ہے کہ اس کی بہن پر زیادتی ہورہی ہے، اس کی حرمت کو پامال کیا جارہا ہے

اور پھر مظلوم قتل کر دی گئی ہے وہ اس کے دفاع پر اختیار نہیں رکھ سکتا، اس جگر پاش تکلیف ہوتی ہے جب مسکین عورت کو بندوق کے بٹ مارتے ہیں اور خاص باڈی گارڈ ان پر آوازے کستے ہیں اور یہ نعرے بلند کرتے ہیں: "اللہ اکبر خمینی رہبر"

ہمارے ایک مخلص دوست نے بتایا کہ ایک رات جیل خانہ کی بجلی ساڑھے دس بجے رات بجھ گئی، ساتھیوں نے کہا: وقت گزاری کے لیے ہم عربی اشعار ہی گنگناتے ہیں دو گھنٹے بعد اچانک قریب والے تہہ خانوں سے عورتوں کی چیخیں سنائی دیں۔ ہم آنکھوں پر ضبط نہ کر کے، اشکبار ہو گئے بس اتنا ہی کر سکتے تھے ان بیچاروں کو چیر پھاڑ کرنے والے درندوں کے پنجوں سے چھڑوا نہ سکتے تھے۔ صبح ہوئی تو ہم نے ایک آدمی سے پوچھا یہ آوازیں کیسی تھیں؟ اس نے کہا: میں نے تو اس سے بھی بدتر منظر دیکھا ہے، یہ جو شیعہ باڈی گارڈ ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ جب یہ کسی دوشیزہ کو شوٹ کرنا چاہتے ہیں تو ایک گارڈ سے اس کا متعہ کا نکاح کرتے ہیں اس سے زیادتی کا ارتکاب کرنے کے بعد اسے شوٹ کر دیتے ہیں۔ ان پگڑیوں والے اور آیات کہلوانے والوں کی طرف سے جو مسلمانوں پر کوہ غم واندوہ ٹوٹا ہے قید و بند میں یہ ان کے ساتھ کتنا بے دردی سے پیش آتے ہیں۔ اس رلا دینے والی داستان کو سنیئے۔ ایک آدمی تقریباً ساٹھ برس کا تھا۔ اس کی پشت پر ایک ہزار آٹھ سو درے مارے گئے اس کی کمر اور پاؤں کوٹ دیئے گئے، ایک کپڑے میں اپنے قدموں کے لوتھڑے اٹھائے ہوئے تھا۔ جوان لوہے کی سلاخوں کی ضربات سے بکھرے پڑے تھے۔ اس کے باوجود وہ کہتا ہے اس سے بھی زیادہ تکلیف دہ یہ بات تھی کہ ایک بار انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: یا تو اعتراف کر لو، یا ہم تیری بیوی کو بھی مبتلائے درد کریں گے۔ ہم اسے اس قریب والے کمرے میں لے آئے ہیں۔ میں نے کمرہ سے ایک عورت کی چیخ سنی، میں نے اپنی بیوی پر ظلم کے خوف سے سر افگندہ ہو گیا۔ میں نے کہا: جو چاہو تحریر کر لو میں اس پر دستخط کرنے کو تیار ہوں میری بیوی کو چھوڑ دو، جب میری بیوی میری ملاقات کے لیے آئی تو میں نے اس سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگی: مجھے تو نہیں لایا گیا، تب مجھے یقین ہوا کہ وہ میری بیوی نہ تھی یہ مجھ سے اعتراف کے لیے ایک سازش تھی۔ اسے اتنا زیادہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا کہ اس بے چارے نے چونا کھا کر خودکشی کی کوشش کی لیکن اللہ کی مرضی نہ تھی وہ بچ گیا۔

ایک قیدی نے رہائی کے بعد بتایا ایک آدمی کو ان شیعوں نے روزانہ پینتالیس دن مسلسل دو سو سے لے کر تین سو تک کوڑے مارے تھے، ایک رات ہم بیدار ہوئے رات ڈھائی بجے کا وقت تھا، ہمارے کمرے میں آگ لگی تھی، اس آدمی نے خود کو ایک بستر میں لپیٹ لیا اور اس پر تیل چھڑکا، آگ

لگالی اور ہمارے کمرے میں آ گیا اور آخری سانسوں پر تھا اور وہ کمزوری آواز سے کہہ رہا تھا: طوبیٰ لی طوبیٰ لی نجوت منھم "میرے لیے مبارک ہے کہ میں ان ظالموں سے نجات پا گیا"

ہم نے آگ بجھانے کی بہت کوشش کی نہ بجھ سکی، ہم نے کھڑکیوں سے چھلانگیں لگا دیں، گارڈ نے سمجھا ہم بھاگنے کے لیے کودے ہیں، جب انہیں آگ کا علم ہوا تو وہ تہہ خانے کی طرف اور کمرے میں گئے وہ آدمی مر چکا تھا انہوں نے اسے کھڑکی باہر پھینک دیا اور گالی بکنے لگے اور اس کی توہین کی اور اس کا مال روک لیا کہ اس نے آگ بستر کو لگا کر بیت المال کا نقصان کیا ہے۔

ایک طالبہ کی قید کا واقعہ:

یہ طالبہ ایوین، قید میں تھی۔ اس کی عمر (۲۶) برس تھی۔ اسے ایوین جیل میں بند کر دیا گیا، یہ ایران کی سخت ترین جیل ہے۔ یہ پہلی دفعہ ظلم کا نشانہ بنی۔ یہ کہتی ہے: ان ظالموں نے میری آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور زمین پر چت لٹا دیا، ایک نے میرے قدم کے تلوے پر مارنا شروع کیا، ایک بھاری سلاخ تھی جس کے ساتھ مارا، میں نے جرابیں پہن رکھی تھیں اتنی زیادہ تکلیف ہوئی کہ میں اچھل کر کھڑی ہو گئی اور میں نے کمرہ کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے۔ اس کے بعد انہوں نے میرے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے اور جرابیں اتار کر میرا پاؤں بھی باندھ دیا اور میرا سر انہوں نے بستر میں لپٹ دیا پھر میری کمر اور پاؤں پر مارنے کے لیے ٹوٹ پڑے، مجھے نہیں علم یہ مار کب تک جاری رہی، شدت والم کی وجہ سے میں غشی کی کیفیت میں تھی اور ان کی سنگدلی نے یہ ستم ڈھایا کہ وہ خیال کر رہے تھے کہ میں نے انہیں دھوکا دینے کے لیے غشی ظاہر کی ہے، جب انہوں نے مارنا ترک کیا کہ وہ ناشتہ کریں تو میرے قدموں سے خون کے فوارے چل رہے تھے اور ناخنوں سے خون کے چشمے ابل رہے تھے، مجھے وہ کرسی پر بٹھا گئے میں شدت خوف اور کپکپی کی وجہ سے اس پر ٹھہر نہ سکتی تھی میں لیٹرین میں گئی تو پیشاب کے ساتھ خون آنے لگا جب وہ واپس آئے تو میں نے ان سے اجازت مانگی کہ مجھے سیدھا لیٹنے دیں مگر ان ظالموں نے اجازت نہ دی۔

☆☆☆☆☆

بارہویں بحث......

ایران میں سنی مسجد گرانے کا واقعہ

ایران میں غلبہ پاتے ہی شیعوں نے مسجد فیض جو خالص سنی لوگوں کی تھی اور مشہد شہر میں تھی اس پر مسلح حملہ کیا اور مکی مسجد میں تو نمازیوں کی خونریزی بھی کی، یہ زہدان میں سنیوں کی سب سے بڑی مسجد تھی جو کہ ایرانی بلوچستان کا دارالخلافہ ہے مسجد اور اس سے متعلقہ مدرسہ جو ہے اسے خمینی انقلاب کے چوکیداروں نے اور ایرانی نمائندوں نے مل کر گرایا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو عراق کی جنگ تھی دوسری وجہ یہ ہے کہ شیعوں کو یہ برداشت نہ تھا کہ ایرانی شہر مشہد میں یہ سنیوں کا نمازوں میں جمع ہونا اور نمازوں میں اس مسجد کا معمور ہونا یہ بھی انہیں نہ بھاتا تھا۔ مشہد شہر کے وسط میں سنی مسجد جو کہ امام رضا کے مزار کے قریب تھی اور خمینی کے والد کا گھر بھی قریب تھا جو اس انقلاب کا بانی تھا شیعی تعصب اس مسجد کو برداشت نہ کر سکا۔ حکومت نے ایک سال پہلے حج کی پروازوں کا روٹ بدل دیا تھا۔ جو بلوچستان، خراسان او رمشہد سے کرما تک حجاج کو اٹھاتی تھی تا کہ مشہد کی مسجد میں رش بڑھ نہ جائے، ان کی وجوہات کی بناء پر حکومت ایرانی مسجد گرانے کی فکر میں تھی۔ ایرانی مذاکراتی جماعت نے یہ مطالبہ مان لیا کہ سنیوں کو اس مسجد کے عوض مال دیا جائے گا تا کہ اس مسجد کی جگہ مسجد بنا سکیں۔ لیکن سنی علمائے کرام نے فتویٰ دیا کہ مسجد کو بدلنا یا اسے فروخت کرنا ناجائز ہے۔ اس کے بعد حکومت ایرانی نے یہ تجویز دی کہ سنیوں کو اس مسجد مشہد کی فلاں مسجد کی جگہ دیتے ہیں، مقصد یہی تھا یہ مسجد غیر آباد ہو لیکن یہ تجاویز قبول نہ ہوئیں۔ تو حکومت ایران کے نمائندوں نے مسجد فیض کا محاصرہ کر لیا اور پندرہ کرین بھیجے اور مسجد میں لوگوں کی آمدورفت بند کر دی یہ کرین ساری رات چلتے رہے اور مسجد کی دیواروں اور دروازوں کو گراتے رہے۔ ساری رات یہ سلسلہ جاری رہا، قرآن پاک اور جائے نماز بھی نہ نکالے نہ ہی کتب نکالیں اور جو وہاں موجود تھا اسے گرفتار کر لیا گیا اور کچھ کرین کے نیچے آ کر مر گئے۔ جب یہ خبر پھیلی تو سنیوں پر بجلی گری، غم پھوٹ کر نکل رہا تھا ہر جگہ غم کے آنسو بہاتے تھے اور انہوں نے اس کے خلاف بازار بند کر دیئے خصوصاً زہران میں جو کہ بلوچستان کا دارالخلافہ ہے یہاں بھی تجارتی مراکز بند رہے۔ لوگ ایک دوسرے غمگین چہروں سے ملاقات کرتے تھے اور اندر ہی اندر غم و اندوہ سے نڈھال تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆☆☆☆☆

تیرہویں بحث......

سنیوں کے مطالبات

سنی لوگ جو ایران میں پریشانیاں اٹھا رہے ہیں اور جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں ان کا تذکرہ کرتے ہیں:

۱)......سنی علاقوں میں فقروفاقہ چھایا رہتا ہے جیسا کہ کردستان، بلوچستان اور ترکم کا صحراء اور بندر عباس وغیرہ کے علاقے فقر میں پس رہے ہیں۔ یہاں تعاون مفت مال کے ذریعہ نہیں کرتے، بلکہ یہاں فیکٹریاں اور کارخانے لگائے جاتے ہیں ان علاقوں کے لوگ ان کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ کاروبار بھی چلتا رہے اور اس علاقہ کے سنیوں کو رزق حلال بھی وافر مقدار میں ملتا رہے تاکہ انہیں نفسیاتی اور مادی اطمینان رہے اور باہر والے بھائیوں کی بھی مالی مدد بھی کر سکیں۔ سنیوں کا ایرانی حکومت سے ایک یہ مطالبہ ہے کہ ان کے فقر کا علاج کیا اور سکون دیا جائے۔

۲)......سنیوں کا مطالبہ یہ ہے کہ فارسی زبان میں انہیں ریڈیو اور ٹیلیویژن پر ایران سے باہر نشریات کی اجازت دی جائے یہ اندرون ایران اور بیرون ایران ہندوستان پاکستان اور افغانستان اور وسط ایشیاء کی جمہوری ریاستوں میں بھی دیکھی جائیں کیونکہ ان علاقوں میں لاکھوں مسلمان فارسی زبان بولتے ہیں۔

۳)......ایران کے سنیوں کا مطالبہ ہے کہ عقیدہ کی کتابوں کو فارسی میں مترجم کرنے کی اجازت دی جائے مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ، امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں کی کتابیں امام عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ، علامہ محمد صالح عثیمین رحمہ اللہ، محدث محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ وغیرھم ائمہ کرام جنہوں نے ایسے مدارس غلبیہ ترکہ میں چھوڑے ہیں جن کی بنیاد اہل حدیث اعتقادات پر رکھی گئی ہے۔ ان کی کتب کا بھی ترجمہ فارسی زبان میں کر کے انہیں پھیلایا جائے۔

۴)......مطالبہ یہ ہے کہ علاقہ سے نمایاں داعیوں کو جو کہ سنی عقائد کی دعوت دیں انہیں اجازت دی جائے کہ یہ ایران میں بغیر رکاوٹ دعوت دیں اور انہیں اچھے عہدوں پر لگایا جائے تاکہ وہ اپنے اہل وعیال کی معیشت سے بے فکر ہو کر دعوت وتدریس اور اجتماعی سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں اور سنی عوام کی خیر وفلاح کا کام کر سکیں۔

۵)......ایران میں سنی علماء کو دعوت دے کران کی میزبانی کی جائے ،حکومتی سطح پر قائم ہونے والی عالمی کانفرنسوں کے انعقاد کا شرف حاصل کیا جائے ،جیسا کہ رابطہ عالم اسلام یا فقہی اجلاس یا وزارت اوقاف کی طرف سے بلائی جانے والی کانفرنس وغیرہ کی میزبانی کا ایران شرف حاصل کرے۔تا کہ ہمارے سنی علماء کا مرتبہ بلند ہواور تمام دنیا کے کونے کونے میں ان کا آپس کا رابطہ مضبوط ہو سکے۔

۶)......تدریسی و تعلیمی سہولتیں دی جائیں ،یعنی طلباء کی کفالت کا ذمہ اٹھایا جائے کہ جو ایران میں سنی طلبا زیر تعلیم ہیں انہیں سہولت دی جائے تا کہ وہ علم حاصل کر سکیں۔زاہدان میں ایک دینی سب سے بڑا سنی مدرسہ جو شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے تعمیر کیا تھا یہاں طلباء کو ناشتہ بھی میسر نہیں، یہاں تک نوبت ہے کہ دن میں صرف دو مرتبہ کھانا کھاتے ہیں۔

۷)......مطالبہ یہ ہے کہ جو کہ اہم ترین ہے خلیج کی ریاستوں کے ساتھ مشترکہ لائبریریاں اور اشاعتی ادارے قائم کرنے کی سنیوں کو اجازت ہو جو کہ ہر سال طہران میں منعقد ہوا کرے یہ سنیوں کے لیے بہت مفید ہے۔یہاں توحید کی کتابوں کی خرید و فروخت ہوگی اور صاف ستھری سنی کتابوں کا تبادلہ ہوگا یہ ایک عظیم جہاد اور اللہ کی قربت و نزدیکی کا کام ہے۔

۸)......موسم حج میں حرمین شریفین میں فارسی زبان میں عقیدہ توحید پر دروس کا اہتمام کیا جائے وجہ یہ ہے کہ بہت سارے شیعہ ایران میں ہونے کے باوجود اس عقیدہ شیعہ سے نفرت رکھتے ہیں لیکن ان کے پاس اس کا متبادل نہیں ،یہ دروس ان کے لیے بہت مفید اور نفع رساں ہوں گے۔

۹)......وہ علمائے کرام جو شیعیت ترک کر چکے ہیں اور سنیت میں شامل ہو چکے ہیں اور انہوں نے اس کی تردید میں کتابیں لکھی ہیں انہیں ضرور شائع کیا جائے۔جیسا کہ آیت اللہ برقعی ہے یہ خمینی کا دوست تھا اس نے کئی کتابیں تالیف کی ہیں جن میں شیعیت کی تردید لکھی ہے۔اس کی کتابوں کو فارسی زبان میں شائع کیا جائے اور حاجیوں پر تقسیم کی جائیں اور جو فارسی میں ہیں ان کا عربی ترجمہ کر کے انہیں پھیلایا جائے۔خصوصاً تفسیر قرآن کی ان کی کیسٹیں عام کی جائیں، جن میں انہوں نے شیعہ خرافات کا زبردست رد کیا ہے۔

۱۰)......ایران کی پڑوسی ریاستوں میں اور ایران کے سنی طلباء کے درمیان ملاقات کی اجازت ہوتا کہ یہ اپنے ایرانی بھائیوں اور دوستوں سے مل کر ایک دوسرے کے حالات سے واقف ہو سکیں ،مدارس و مساجد اور پڑھائی کے معاملات سے آگاہ ہوں۔اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جسد واحد بن کر رہنے کی وصیت فرمائی ہے اس پر عمل ہو سکے۔

چودھویں بحث......

ایران میں سنیوں کی حالت زار والے چیپٹر کے آخر میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ نہایت ہی افسردہ الفاظ میں کہنا پڑ رہا ہے کہ عیسائیوں کی حکومت ہے جوان کا دفاع کرتی ہے ان کی نصرت اور تقویت کا باعث ہے۔اور یہودیوں کی ریاست ہے۔شیعوں کی ریاست ہے مگر ایران میں سنیوں کی حالت زار پر ایک آنسو بہانے والی آنکھ موجود نہیں......!

ان کی آوازیں گلے میں اٹکی ہیں جواشکوں اور گرم آہوں میں ڈھل گئی ہیں ان کے غم اور پریشانیاں سالوں پر محیط ہیں جن سے فضا سوگوار ہے اور ہم خواب غفلت میں پڑے ہیں میں تو یہی التجا کرسکتا ہوں کہ اللہ کریم میں انکے فعل سے بیزار ہوں اوران کے عمل سے معذرت خواہ ہوں تاہم علم کے بعد معذرت کام نہیں آتی۔

اے اللہ! ایران میں ناتواں سنیوں کی نصرت ومدد فرما۔ان کے بیٹوں،عورتوں،ان کے دین ان کے عزتوں،ان کے مالوں،ان کے مدرسوں اور مساجد کوان خبیث کینہ توز دشمنوں سے محفوظ فرما۔اے میرے اللہ! ان کے دل کتاب وسنت سے وابستہ کردے، ہر جگہ سنیوں کی حفاظت فرما۔یہودیوں ،ہندوؤں،شیعوں ،عیسائیوں ،علمانیوں اور اباحت پسندوں اورصوفیوں کوجو گمراہی کا طوفان اٹھائے سنیوں موحدوں کے خلاف بدتمیزی بپا کیے ہوئے ہیں انہیں پکڑ لے۔ہمارے علماء اورامرا کوسنیوں کی حمایت میں کمربستہ کردے ان مسلمان بادشاہوں کے ہاتھ میں شمشیر حق دے دے کہ ہر ظلم وشرک کا ہر شہر سے خاتمہ کرویں۔امت کومتحد کردے اوران کی مدد فرما۔ خبیث فاجروں اوراشرار کودور کردے۔اس سرزمین کو بدعت ،شرک اور ہر برائی سے پاک کردے۔اللہ ہم نے تیرے بندوں تک پیغام پہنچادیا ہے۔صلی اللہ علی محمدوآلہ وصحبہ وسلم۔

☆☆☆☆☆

سترہویں فصل:

عراق کے متعلقہ ایرانی عزائم کا تذکرہ

علمائے سنت کے سرخیل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ نے کہا تھا:

وکذالك اذا صارللیھود دولة بالعراق تکون الرافضة من اعظم اعوانھم فھم دائما ما یوالون الکفار من المشرکین والیھود والنصاریٰ و یعاونونھم علی قتال المسلمین و معاداتھم۔

عراق میں جب بھی یہودیوں کی حکومت ہوگی یہ رافضی شیعہ اس کے سب سے بڑے مددگار ہوں گے۔ یہ ہمیشہ کفار ومشرکین یہود ونصاریٰ سے دوستی کرتے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر مسلمانوں سے عداوت اور کفار سے معاونت کرتے رہے ہیں۔ جب یہ تاثرات شیخ الاسلام تحریر فرما رہے تھے رحمہ اللہ یہ اس وقت ہوا نہ تھا۔ نہ انہوں نے زندگی میں یہ مشاہدہ کیا ہوگا انہوں نے شیعہ کتابوں میں پڑھا تھا وہ ان کی تاریخ سے آشنا تھے۔ اس عالم ربانی رحمۃ اللہ کی عقل ربانی کے حاشیہ پر نقش ہونے والے خیالات کا ہم آج آنکھوں سے مشاہدہ کررہے ہیں، سات سو سال پرانے کلمات ہیں ان کی صدائے بازگشت آج ہم عراق میں خود سن رہے ہیں اور یہ روشن تبصرہ ہماری آنکھیں کھول رہا ہے۔

ہم امریکی اور ایرانی سیاسی اختلافات میں نہیں جانا چاہتے۔ یہ شاید خمینی انقلاب برپا کرنے تک تھے۔ کہا کرتے تھے۔

الموت لأمریکا والشیطان الاکبر۔

"کہ مرگ بر امریکہ امریکہ شیطان بزرگ تر است کہ امریکہ مر جائے، امریکہ بڑا شیطان ہے۔"

یہ ایک نعرہ تھا۔ وگرنہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لبنان میں جن فلسطینیوں نے پناہ لی تھی انہیں قتل کرنے میں شیعوں کی ملیشیا امل نے امریکہ سے تعاون کیا تھا۔ اور صیہونی دشمن یہودیوں کو شاید علم تھا

یہ بھی وہی کہتے ہیں جو ایرانی انقلاب کی قیادت نے محفلوں میں اور سالگروں کے مواقع پر دوٹوک کہا تھا:

بأن دولَ الخليج غير مستقلة و يجب تحرير مكة والمدينة من ايدي الطواغيت۔

"کہ خلیج کی ریاستیں عارضی ہیں مستقل نہیں، اور مکہ و مدینہ کو طاغوتوں کے ہاتھ سے آزاد کروانا لازم ہے۔"

اس کی دلیل یہ ہے کہ اسی منصوبہ کی تکمیل کے لیے 1986ء یا 1987ء میں انہوں نے بیت اللہ پر حملہ کر کے اس کی حرمت پامال کی تھی اور گولیاں برسائی تھیں۔ اور اسلحہ سپلائی کیا تھا۔ سینوں کے خلاف ان کے سینوں میں دفن شدہ کینہ لاوہ بن کر پھوٹا تھا یہ حملہ نہ تھا۔

امریکہ کے ہاں خلیج کی اہمیت:

خلیج کی ریاستوں میں امریکہ کے اہم مفادات ہیں۔ ان کی وجہ سے یہ ریاستیں امریکہ کے لیے بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور امریکی طرز عمل سالہا سال سے یہ بتا رہا ہے کہ یہ کسی کا دوست نہیں، دنیا میں اس کا کوئی ضابطہ نہیں نہ ہی کوئی اخلاقی قدر ہے نہ ہی انسانیت ہے یہ فقط اپنے مفادات کا حصول چاہتا ہے، نہ کویت سے نہ سعودیہ سے اسے کوئی دلچسپی نہیں یہ تو اپنے مفادات دیکھتا ہے۔ پینٹاگون سے بیان آیا تھا۔ 1995ء میں اس نے کہا تھا:

ان اعلیٰ واهم مصلحه امينة للولايات المتحدة فی منطقة الشرق الاوسط هی الحفاظ علیٰ تدفق النفط دون عائق فی منطقة الخليج الیٰ اسواق العالم و باسعار مستقرة فحوالی (70%) من احتياطی النفط فی العالم يقع فی منطقة الشرق الاوسط۔ ولذاك يزيد اعتماد الولايات المتحدة الامريكية و شركاء ها الاقتصاديين العالمين اكثر فاكثر علیٰ نفط منطقة الخليج۔

"شرق اوسط کے علاقہ میں متحدہ امریکہ کی اہم ترین مصلحت اور اعلیٰ ترین مفاد یہ ہے کہ (70) فیصد عالمی تیل اس علاقہ میں موجود ہے بغیر کسی رکاوٹ تیل کے چشموں تک رسائی کے لیے خلیج کے علاقہ تک پہنچنا ہماری آرزو ہے تاکہ دنیا کی منڈی اور اس کے بھاؤ کا معاملہ مستقل طور پر ہمارے ہاتھ میں رہے۔ امریکہ اور اس سے اقتصادی اشتراک رکھنے

والے تمام ملک خلیج کے تیل تک رسائی حاصل کرنے میں زیادہ سے زیادہ پر اعتماد ہیں۔"

یہ خلیج کا شرق اوسط کا علاقہ صرف امریکی مفادات کے لیے ہی اہم عنصر اور موثر ذریعہ نہیں بلکہ یہ پوری دنیا کی مصلحتوں کا مرکز نگاہ ہے۔ اسرائیلی وجود اور امریکہ کا اسے سپورٹ کرنا اور صدام حسین کو کویت پر حملہ کرنے کا سگنل دینا اور پھر کویت کو ہولناک طاقت کے ذریعہ فوجیں بھیج کر آزاد کروانا اور اس علاقہ میں امریکہ کا قدم جمانا اور آخر کار عراق پر امریکی حملہ، یہ سارے معاملات اسی وجہ سے رونما ہوئے ہیں کہ امریکہ کی در پردہ یہ کوشش ہے کہ بس اپنے مفادات خلیج سے حاصل کرے تیل پر قبضہ کرے اب بھی جدید عراق کے نام سے یہی کوشش کر رہا ہے یہ اس سے ہرگز نہ ٹلے گا اگرچہ اسے حلیف بدلنے پڑیں معاہدے توڑنے پڑیں اپنے مفادات کی خاطر یہ سب کچھ کرے گا۔

ایرانی انقلاب بپا کرنے کے مفادات:

ایران میں جب انقلاب بپا ہوا تو اس نے اپنے دینی اور اعتقادی اہداف و مقاصد بیان کیے تھے۔ اور اپنے توسیعی عزائم کی پردہ کشائی کی تھی۔ اس کے ایک ذمہ دار ابوحسن بن صدر نے "نہار عربی" اخبار میں دیے گئے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا جو کہ 1980ء میں اس نے دیا تھا کہ

ان ایران لن تتخلی اوتعید الجزر الثلاثة الاماراتية

"امارات کے تینوں جزیرے ایران نہ تو خالی کرے گا نہ انہیں واپس کرے گا۔"

مزید کہا:

ان اقطار ابو ظبی و قطر و عمان والکویت والسعودیة لیست دولا مستقلة بالنسبة لایران۔

"ابوظہبی، قطر، عمان، کویت، سعودی عرب یہ مستقل ریاستیں نہیں۔ ایران ایک مستقل ریاست ہے۔"

ایرانی بحری کمانڈر نے خمینی کے ساتھ ایک اجتماع کے دوران کہا تھا کہ عراق فارس کا حصہ ہے (18-4 1980) ایک روحانی پیشوا صادق نے کہا کہ ایران ایک مرتبہ پھر یہ مطالبہ کرتا ہے۔ بحرین ہمارا ہے۔ اب اگر کوئی یہ خیال رکھتا ہے کہ ایران کے یہ عزائم تبدیل ہو چکے ہیں تو یہ اس کا وہم ہے، کیونکہ ایران کا بنیادی مقصد ہے کہ ان کے مہدی کے آنے سے پہلے ان کی پوشیدہ آرزوں کی تکمیل کی تمہید ہو جائے۔ اور انکا ایران میں اعلانیہ مداخلت کرنا یہ ان کی کتابوں میں موجود منصوبہ بندی کا حصہ ہے۔ اس

کے خلاف کرنا اپنے مذہب کو بدلنے اور شیعہ عقائد سے خیانت کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔

ایرانی سیاست پر بات کریں تو یہ ان کے مذہبی اور دینی مرکز کے بغیر ممکن نہیں۔ اگر ہم قم اور نجف کے مرکز کو ملاحظہ کریں تو یہ سیستانی ایرانی کی قیادت میں یکجا ہیں۔ یہ قم کے آیت اللہ کی قیادت میں ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل کرتا ہے اور اس سیستانی کے تعلقات ایرانی گروہوں حزب الدعوہ والمجلس الاعلیٰ کے ساتھ بھی گہرے ہیں۔ یہ ہماری بات کی واضح دلیل ہے کہ سیستانی خامنئی کا مقلد ہے۔ اور یہ خامنئی ایران کے شیعوں کا (20) ویں صدی کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اور قم میں اپنے ماننے والوں کا مرکز ومحور ہے۔

☆☆☆☆☆

پہلی بحث:

عراق کے اندرونی شیعہ

مکانی اور بشری اعتبار سے شیعان عراق جدا جدا ہیں۔قم شہر میں مجلس اعلیٰ کو مرکزیت حاصل ہے اور حزب الدعوہ حوزہ علیہ کربلا پر غالب ہے۔اہل اسلامی تنظیم محمد صادق شیرازی کی مرکزیت کا میلان رکھتی ہے۔قم، کربلاء اور نجف تینوں شہروں میں شیعوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے پیروکار رکھتا ہے۔مرکزی حیثیت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کو حاصل ہے۔اتنا وسیع ہونے کے باوجود کربلاء میں ان کا مزار لوگوں سے معمور ہے اور دعا کے لیے آدمی اس کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔

شیعوں کی اندرونی ساخت میں تقسیم سازی نے ایک اور شاخ پیدا کر دی ہے کہ بیرون عراق کے شیعہ، اور اندرون عراق کے شیعہ، جو اندرونی شیعہ ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بہت ساری مشکلات جھیلی ہیں اور صدام حسین کی بہت ساری سختیوں کا نشانہ بنے ہیں۔ان کا بڑا تیار صدر ہے۔ان تیاریوں نے متحدہ امریکہ سے بہت تعاون لیا ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کا بڑا عبدالعزیز حکیم جو انقلاب ایران کی مجلس اعلیٰ کا لیڈر رہے یہ 23 برس کویت میں رہا تھا اور یہ عراق میں جب داخل ہوا تو امریکی ٹینک پر سوار ہو کر آیا تھا۔ایک بڑا غلط دعویٰ کیا جاتا ہے کہ تمام شیعہ صدام حسین سے تکالیف اٹھاتے رہے ہیں۔یہ بات بالکل غلط ہے، عراق کے جنوب میں تقریباً 80 فیصد صدام کی بعث پارٹی کے لوگ تھے۔ ان میں سے بہت زیادہ مناصب پر شیعہ فائز تھے۔یہ وضاحت الحیاۃ اخبار نے 6-12 2004ء میں کی تھی۔

شوریٰ اور ولایت کے معاملے میں عراق کے شیعہ مختلف ہیں۔مجلس اعلیٰ، اور اہل اسلامی ایک طرف ہیں۔مجلس اور حزب الدعوہ ایک طرف ہیں۔اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ مجلس ایرانی دولت اسلامیہ سے متاثر ہے اور تنظیم عمل، حزب الدعوۃ سے اختلاف کے نتیجہ میں وجود میں آئی تھی۔

تیار صدر جسے عراق کی آب وتاب کہا جاتا تھا اور ان کا دینی مرکز ہے، اس نے ایران کے بارے میں اپنا موقف تبدیل کر لیا تھا۔اور مقتضی صدر طہران کے نظام کا انتظار کرتا رہا کہ یہ ولایت فقیہ کا قائل

اقتداء نمونہ بن سکتا ہے یا نہیں۔ یہ اپنے اپنے مفادات اور مصلحتوں کے مطابق رنگ پکڑ رہے تھے۔ مقتضٰی صدر نے کہا تھا:

اريد ان يحكم العراق رجل دين شيعي سواء كان عراقيا او ايرانيا۔ افضل ان يحكمه شخص مثل الخميني من اى عراقي علماني۔

''میں چاہتا ہوں کہ عراق پر شیعہ مذہب آدمی حکومت کرے عراقی ہو یا ایرانی ہو یہ کوئی بات نہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ خمینی جیسا آدمی ہو خواہ عراق کے کسی بھی علاقہ سے ہو یا علمان سے ہو۔''

یہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں کہ ان شیعوں کے نزدیک ممکن نہیں کہ عراق پر سنی حکمران ہو۔ اس کے مقابلہ میں سیستانی ولایت فقیہ کا نظریہ شروع میں چھوڑ بیٹھا تھا۔ اس نے عراق پر قبضہ سے پہلے ایک فتویٰ جاری کیا تھا جس میں وہ کھلے طور پر کہتا ہے: دین والے لوگ عدالت، قوت نافذہ اور سیاست سے دور رہیں۔ اسی طرح کا فتویٰ اس کے بیٹے کا ہے۔ اور محمد باقر حکیم بھی جو کچھ عرصہ پہلے قتل ہوا تھا، یہ بھی ولایت فقیہ کا قائل تھا مگر عراق کے حالات کے مطابق وہ ڈھل گیا تھا۔

شیعہ علمانیہ کے نظریات کا حامل گروہ حزب الوفاق ہے اس کا لیڈر ایاد علاوی ہے۔ یہ ایک موثر وطنی تنظیم ہے، اس کا بانی خائن، جاسوس احمد حلبی ہے، یہ سلطنت علمانیہ کے بانی ہیں۔ لیکن یہ پگڑی والے شیعوں کے زیر اثر ہونے کا خود اعتراف کرتا ہے۔ ان آپس میں ٹکرانے والے معاہدوں کی سطح پر بطور مثال، مجلس اعلیٰ جو حکیم کی لیڈری میں ہے اس کی بنیاد ایران میں رکھی گئی ہے اور اسے ایران کا مکمل اعتماد حاصل ہے۔ اس کے باوجود فوراً امریکیوں کے ساتھ اپنے تعلقات کی مضبوط حفاظت کرتا ہے اور یہی حکیم کویت سے امریکی ٹینک پر بیٹھ کر آیا تھا۔ اس نے صدام کے نظام حکومت کو گرانے میں پوری جدو جہد کی ہے لیکن جب ان کا مقصد پورا ہو گیا کہ صدام کو گرا لیا تو باقر حکیم نے اعلان کیا: میں امریکی حملہ کا بالکل ہمنوا تھا۔ اب امریکیوں کو خبردار کرتا ہوں کہ یہ مسلح مقابلہ چھوڑ دیں۔ اگر انہوں نے صدام کے بعد عراق میں رہنا ہے تو غیر مسلح ہو جائیں۔ اس کے برعکس سیستانی کی امریکی ذمہ داروں نے بھرپور مدح سرائی کی کیونکہ اس نے قبضہ کے متعلق مثبت موقف اختیار کیا تھا یہ اس سے بعد کی بات ہے جب اس نے 2002ء میں فتویٰ دیا:

ان من يساعد الامريكان سيحيط به العار في الدنيا و يلقى العقاب في الاخرة۔

''جو امریکیوں کی مدد کرے گا اسے دنیا میں عار ہوگی اور آخرت میں سزا ملے گی۔''

لیکن اب اوپر یہ امریکیوں کو غیر مسلح ہو کر رہنے کی اجازت دے رہا ہے۔ ثابت ہوا شیعہ تنظیموں میں اختلاف ہوا تھا۔ مقتضی صدر یہ شیعی باپ کا بیٹا تھا۔ یہ اس باپ کا بیٹا تھا جو شیعوں کا مرکز تھا۔ اس کا نام محمد صادق صدر تھا، اسے صدر صدام کے ساتھیوں نے قتل کر دیا تھا۔ 1999ء کی بات ہے اس کے والد کی وفات کے بعد ایران میں قوتیں اس کے حق میں مجتمع ہو گئیں۔ لیکن اس کی شخصیت باپ جتنی متاثر کن نہ تھی، اس کی تعلیم کم تھی گفتگو کا سلیقہ نہ تھا۔ اظہار ما فی الضمیر سہولت سے نہ کر سکتا تھا۔ یہ نوعمر بھی تھا، یہ خود پر اتنا زیادہ اعتماد کرتا تھا کہ غرور کی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ اس کی ساری صلاحیت یہ تھی کہ یہ محمد صادق الصدر کا بیٹا تھا۔ اور مقتضی صدر کے تعلقات ایران حکومت سے کبھی اچھے اور کبھی برے تھے۔ اس کے اور سیستانی کے درمیان تعلقات کشیدہ تھے۔ اور حکیم کی جماعت سے بھی رابطہ اچھا نہ تھا جب کہ یہ دونوں عراق کے شیعوں کے دنیا میں اصلی اور بنیادی شخص تھے، اس گروہ کے پیدا ہو جانے کی وجہ، کوفہ نجف اور کربلا تھے۔ ان کی وجہ سے عراق کی ہر دہلیز مقدس تھی۔

طبعی طور پر صدر کا تعلق اسلامی انقلاب سے پریشان کن تھا۔ الجزیرہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتا ہے:

ما اعرف شیا عنه۔ما اعرف ماهی اهد افه ، ماهی نتائجه ماالذی یریده هل هو ما ذون من الحاکم الشرعی الذی ماذونون منه۔ لا انا ما اعرف لم اتعل به ولم احاول۔

مجلس اعلیٰ کے بارے میں اس سے سوال ہوا تو اس نے کہا: میں اس کے متعلق کچھ نہیں جانتا مجھے اس کے اہداف و مقاصد کا بھی علم نہیں۔ اس کے نتائج سے بھی ناآشنا ہوں۔ شرعاً یہ جائز ہے یا ناجائز مجھے اس کا بھی پتہ نہیں نہ میرا اس سے رابطہ ہے اور نہ رابطہ کی کوشش ہے۔ اس سے پوچھا گیا اس مجلس کی سرگرمی کے متعلق پسندیدگی کا اظہار کریں اس نے کہا: میں نے اس کی سرگرمی کا دور دیکھا ہی نہیں۔

25-2-2003ء میں ریڈیو کے ایک پروگرام میں اس سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا۔ جب سید محمد باقر حکیم عراق پہنچا تو اس کا بھرپور استقبال ہوا تھا۔ تیار خائی کے قتل میں ایسے قرائن پائے جاتے ہیں کہ مقبوضہ عراق جب یہ تیار عبدالمجید خوئی آیا تو اس پر حملہ کرنے میں مقتضی الصدر کا کردار پایا جاتا ہے۔

اس سے جب سوال ہوا کہ خوئی کے قتل کے بعد جو ہیجان پایا جاتا ہے اور اس پر جو تہمت لگائی گئی ہے اس بارے میں کیا خیال ہے تو مقتضی نے کہا: خوئی نے ایک ناپسندیدہ شخص ساتھ ملایا جس کا نام حیدر کلیدار ہے

یہ سابقہ نظام کا ایک رکن تھا۔ حوئی نے اسے حسینی مرکز میں داخل کر لیا ہے۔ اور خوئی نے ایک یہ کام بھی کیا تھا کہ یہ برطانیہ کے ٹینک پر سوار ہو کر عراق آیا تھا۔ مزید کہا:

كان للخُوئی تصرفات شحنت الشعب العراقی كله ضده لان الشعب العراقی كله كان محبا للسيد الصدر۔

''خوئی کے بعض اقدامات نے اہل عراق کو اس کے مخالف کر دیا تھا۔ عراقی سارے کے سارے سید الصدر سے محبت رکھتے تھے۔''

گویا کہ یہ اعتراف کر رہا تھا کہ خوئی قتل ہونے کے ہی لائق تھا۔

☆☆☆☆☆

دوسری بحث:

جنوب عراق پر شیعہ کی خرمستیاں

(اخبار، الحیاۃ)(6-12-2004ء نے ایک تحقیق پیش کی ہے جو نہایت ہی اہم ہے۔ جنوب عراق میں شیعیت پھیلانے پر روشنی پڑتی ہے۔ اخبار کہتا ہے:

ان هناك حملة للتطهير الطائفي أدواتها وآلاتها الاغتيالات والخطف ومصادرة المساجد والأوقاف السنية۔

گروہی تطہیر کے لیے حملہ کیا گیا ہے پورے ساز و سامان کے ساتھ، قاتلانہ حملوں کے ذریعہ، چھینا جھپٹی سے، مسجدوں اور سنی اوقاف میں بھی حملہ کیا گیا ہے، یعنی سنیوں کو جنوب عراق میں نقصان کے لیے یہ جدو جہد ہوئی ہے۔

شیعان عراق شیعان ایران، اور امریکی قابض یہ تینوں کو اس علاقہ سے مار بھگانے پر لگے ہوئے تھے۔ اور پے در پے زیادتیوں کے مرتکب ہو رہے تھے۔ فیلق بدر کئی علاقوں میں سنیوں پر ستم ڈھا رہا تھا۔ لطیفیہ جو کہ جنوب عراق میں خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ عینی شاہدین کے بقول فیلق کے عناصر وہاں جنوبی عراق کے علاقوں میں کھلا اسلحہ استعمال کر رہے تھے اور فضا میں امریکی طیاروں نے فضا کو ڈھانپ رکھا تھا۔ ایک اور بیان کیا جنوبی عراق میں ایرانی نمائندے کاروائی کر رہے تھے۔ اور وہ سنیوں کی جائے پناہ کی اطلاع دیتے تھے۔ کیونکہ ایرانی سرحدان کے لیے کھول دی گئی تھی، وہ یہ ظاہر کرتے تھے کہ ہم عراقی ہیں۔ صدام حسین کے خوف سے ایران گئے تھے، حالانکہ یہ ایرانی ہوتے تھے، عراقی نہ تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کی اکثریت ایران کی طرف منسوب ہے۔ یہ رہائش کا نام بدل کر پاسپورٹ بنوا لیتے ہیں اور انتخابات میں جھانسہ دینے کے لیے عراق میں داخل ہوتے ہیں۔ اور انتخابات کے بعد واپس چلے جاتے ہیں اور بے شمار جعلی پاسپورٹ تیار کرتے ہیں۔ اور انتخابات میں شیعوں کی اکثریت ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں سنی لوگوں کو عراقی گارڈوں کی طرف سے کئی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تاکہ انہیں انتخابات میں حصہ لینے سے روکا جائے۔ عبدالعزیز حکیم نے اعلان کیا تھا۔ مجلس اعلیٰ کی تعداد ایک لاکھ ہے۔ یہ علاقہ فلیق بدر سے آئے ہیں تاکہ عراقی انتخابات میں حکومت سے تعاون

کریں۔

کچھ دیر پہلے اس نے اشارہ دیا تھا جنوب عراق میں بصرہ، میثان اور ذی قار مقامات پر شیعہ مستقل ذاتی سلطنت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بصرہ میں 2004-26-12 میں ایک اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس میں شیعہ کی مستقل شخصیات اور سیاسی قیادت اور حکومتی ذمہ دار اور خاندانوں کے سربراہ شامل تھے۔ اور اس نے دعویٰ کیا کہ ملکی قانون کی شق 53 مستقل ریاست قائم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ اس میں شیعہ کی 600 نمایاں شخصیات موجود تھیں۔ فرات اوسط نجف و کربلا بابل، اور قادسیہ کی ریاستوں اور صوبوں کو بطور مثال انہوں نے پیش کیا۔

سب سے زیادہ خطرناک بیان کا یہ حصہ تھا۔ اس صوبہ کے لیے قریب والی ریاستوں سے تعاون لیا جائے۔ ظاہر ہے اس سے مراد ایران تھا اس طرح عراق میں ایران کا اثر ورسوخ اور بڑھ جاتا ہے اور یہاں عراق میں وہی خونریزی ہوتی جو 1991ء میں ہوئی تھی اور جس علاقہ میں امریکی گھیراؤ وجلاؤ نہیں کر سکے، تخریب کاری اور چوری چکاری نہیں کر سکے اور املاک کو نقصان نہیں پہنچا سکے یہ ایرانی سب کسر نکال دیتے اور فیکٹریوں اور کارخانوں اور خزانوں میں لوٹ مار کرتے۔ کیونکہ ایرانی حکومت کے نزدیک یہ فتویٰ ہے کہ دوسری ریاستوں کے مال لوٹنا اور چوری کرنا حلال ہے کیونکہ سنی حکومت کافر ہے، اس کی لوٹ مار جائز ہے شرق اوسط اخبار 2004-3-4 میں ایک نمائندہ بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ایرانی نمائندے نے اپنی متعدد تنظیموں کے ساتھ ساتھ، 18 دفاتر قائم کیے ہیں۔ یہ فقراء سے تعاون اور طبی امداد، غذائی تعاون اور مالی تعاون کے نام سے ہیں۔ ان اداروں کے لیے 70 ملین ڈالر سے زیادہ مخصوص کیے گئے ہیں۔ ان میں 5 ملین ڈالر شیعہ کے دینی رہنماؤں پر صرف ہوتے ہیں جو ایران کے لیے عراق میں کام کرتے ہیں۔ ان کی اس تگ و دو کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ایران نے عراق میں سیاسی، اقتصادی اور امن وامان کی صورت حال میں پوری دخل اندازی اختیار کر لی ہے اور اس نے عراقی میدان میں ایسے مضبوط پل تیار کر لیے ہیں جن کے ذریعے شیعہ کے مفادات اور اپنے علمی مقامات تیار کر رہا ہے اور اپنی رسومات کا نفاذ کر رہا ہے 2004ء میں ایرانی انقلاب کے پاسداروں کے نائب نے کہا تھا: جب وہ لندن کے وزٹ پر تھا:

بان ایران لدیھا فی العراق الآن لواء من المجندین لصالحھا داخل العراق و لھا علاقة مع فصائل اخرٰی لضمان حمایة الأمن القومی۔

"ایران' عراق میں اس کی اندرونی اصلاح کے لیے علم تھامے ہوئے ہے اور ایران کے قومی امن کی حمایت کی ضمانت کے لیے دوسرے خاندانوں سے بھی ایران کا تعلق ہے۔"

11-4-2004 میں ایرانی نمائندوں نے نجف میں ایک دفتر کھولا ہے جو عراق کے شیعہ فقراء کی مدد کے لیے ہے اور اس نے 70 ہزار نوجوان شیعوں کو قریبی فوج کے ساتھ ملانے کے لیے جمع کیا ہے اور ہر رضاکار کو جو ملیشیا فوج میں ملا ہے اسے ایک ہزار ڈالر ماہانہ دیا جاتا ہے جو کہ 2000 ڈالر تک ہے یہ اخراجات ایران خود برداشت کرتا ہے۔ٹائمز اخبار لکھتا ہے:

"2005ء میں عراقی مسلمانوں کے لیے ایک یہ مشکل بھی پیدا کی گئی ہے کہ ایران شیعوں کو عراق میں جدید تباہ کن میزائل دے رہا ہے ان کے پاس ایسے ذرائع ہیں جو ایرانی انقلاب کے وقت پاسداروں کے پاس تھے جن کی بدولت انہوں نے کوداور عمارہ شہروں پر غلبہ پالیا تھا۔ یہ امریکی جنگ سے متصل چند دنوں کے بعد ہی ایرانیوں نے کر لیا تھا۔ یہی کچھ یہ عراق میں کر رہے ہیں۔"

تیسری بحث:

عراقی شیعہ ملیشیا

عراق میں موجود شیعہ ملیشیا نے ایران میں اس سے پہلے واضح خدمات سرانجام دی ہیں تا کہ یہ عراق میں دخل اندازی کر سکیں۔ اس نے دو طریقوں پر کام کیا ہے۔

① ...... القدس فوج کے نام پر کام کیا ہے۔

② ...... طریقہ یہ ہے کہ ملیشیا کو مال فراہم کر کے اور اسے اسلحہ مہیا کر کے خاص طور پر ایرانی انقلاب کی مجلس اعلیٰ کے فوجی ونگ کو مال اور اسلحہ فراہم کیا۔ ایک تنظیم بدر ہے جو کہ تعمیر و ترقی کے نام سے معروف ہے ان کی تعداد 25 ہزار سے زائد ہے اور یہ مسلح ہے۔ بعض خفیہ بیانات سے اشارہ ہوتا ہے کہ اسرائیلی ماہرین ان کی خفیہ سرگرمیوں کی نگرانی کرتے ہیں بدر تنظیم کے پردہ میں کیونکہ یہ بظاہر کھیتی باڑی کی تنظیم ہے۔ اصل میں یہ باقاعدہ ٹریننگ یافتہ ہوتے ہیں۔

انقلاب ایران کی فوجوں کا قائد جنرل یحییٰ رحیم صفوی اور محمد باقر نائب قائد ہے اور جنرل قاسم سلیمان جو القدس، فوج کا سالار ہے۔ جنرل محمد باقر یہ ایران کے اس خفیہ منصوبے کا عراق میں ذمہ دار ہے۔ ان کے اسلامی انقلاب کے مرشد اعلیٰ کے ساتھ براہِ راست تعلقات اور میل ملاپ ہے۔

''الراصد'' رسالہ بھی اس کی تائید کرتا ہے یہ رسالہ خاص طور پر شیعی معاملات ہی بیان کرتا ہے۔ چار جنرل اور نو نگران عراق میں خفیہ کارستانیوں کے ذمہ دار ہیں۔ القدس کے فوجی جو فن کے ماہر ہوتے ہیں جز رسانی کے روپ میں حلیہ بدل کر کام کرتے ہیں یہ پانچ ہزار سے زیادہ ہیں۔ اور ماہر ٹریننگ یافتہ ہیں جو عراق میں کام کر رہے ہیں ایک القدس، خاص فوجیوں کا دستہ ہے جو ماہر صنعت وحرفت کے روپ میں کام کرتا ہے یہ سارے فوجی دستے ایران سے باہر کام کر رہے ہیں مگر ایران کے لیے کرتے ہیں۔ ایران کے اندران فوجیوں کے لیے ٹریننگ یافتہ فوجیں بڑی تعداد میں کام کر رہی ہیں۔ القدس کے نام پر خارج میں بھی قوتیں ایران کے لیے سرگرم عمل ہیں اور علاقہ کے اثرات کے مطابق کام کرتی ہیں۔ لیکن ان کا اہم مرکز عراق ہے۔ اور پھر سعودی عرب، سوریا اور لبنان ہے۔ کم اہمیت والے ممالک افغانستان، پاکستان، ہندوستان، ترکی اور اسلامی جمہوری ملک ہیں۔ علاوہ یورپ کی ریاستیں، شمالی

امریکہ اور افریقہ کی شمالی ریاستیں۔ خصوصاً مصر، تیونس، جزائر، سوڈان اور مغربی ممالک ہیں۔
اس دخل اندازی اور ایرانی رخنہ اندازی سے واضح ہو رہا ہے کہ طہران کا ہدف یہ ہے کہ عراق کی تمام ملیشیا تنظیمیں سیاسی اور مادی تعاون ایران سے لیں جیسا کہ ایران میں انقلاب کے لیے لیا تھا۔ بدر تنظیم ایران کی ٹریننگ گاہ سے تربیت لیتی ہے اور القدس ایران کی چھ ٹریننگ گاہوں میں تربیت دے رہی ہے۔ طہران کے شمال جامعہ الامام میں اہم ترین تربیت گاہ ہے۔ قم شہر میں بھی اہم ترین تربیت گاہیں موجود ہیں۔ تبریز اور مشہد میں بھی ہیں۔ لبنانی سوریا کی سرحدوں پر بھی ہیں۔ اور بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عراق میں بھی ایرانی پاسداران کے ماہرین اب بھی تربیت دے رہے ہیں۔ ملیشیا کے اندر جیش نظامی اور عراق پولیس کے دستوں کی صورت میں ایرانی اب بھی عراق میں کام کر رہے ہیں اور عملاً عراقی شیعہ ملیشیا اور پولس دستوں میں تمیز کرنا مشکل ہے۔ اور یہ دونوں ایران سے متاثر ہیں۔ ایرانی خیراتی اداروں نے ہسپتالوں میں، اجتماعی اداروں کو مالی تعاون دیا ہے۔ علاوہ ازیں مساجد، یتیم خانے اور دیگر اجتماعی خدمات عراق میں سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے اجتماعی اداروں کا جال بچھا رکھا ہے۔ انہوں نے عراق میں وکلاء کی تنظیم بھی بنا رکھی ہے اور خیراتی اداروں کے باقاعدہ علیحدہ علیحدہ مناسب نام رکھے ہیں۔ ادارہ المستضعفین، ادارہ امام رضا، شہداء کے ناموں پر ادارے، ان پر لاکھوں ڈالر صرف کر رہے ہیں علاوہ ازیں تنظیمیں ہیں جو ادارے چلا رہی ہیں ان میں اجتماعی رفاہی ادارہ، اقتصادیات اسلامی کا ادارہ، ادارہ تعمیر و ترقی، ہلال احمر ایرانی کے نام سے ادارہ ہے القدس تنظیم جو انقلابی پاسداران کے تابع ہے۔ یہ جنوب عراق میں تہہ خانے میں اسلحہ کا بندوبست کرتی ہے۔ ان تمام تنظیموں کے قائم کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایران عراق میں اپنا اثر و رسوخ مستقبل میں بڑھانا چاہتا ہے۔

چوتھی بحث:

عراق پرامریکی قبضہ میں ایرانی خدمات

امریکی قبضہ کے لیے ایران کی بے شمار خدمات ہیں:

①......سیستانی شیعہ نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ قبضہ کرنے والی فوجوں کا سامنا نہ کیا جائے اور امریکی فوج جب عراق میں داخل ہو تو اس کا مقابلہ نہ کیا جائے۔

②......سیستانی شیعہ نے عراق کے بارے میں امریکی تمام قراردادوں کی تائید کی انتخابات میں اور عراقی حکومت کے قانون اور دستور کے متعلق تعاون کیا۔

③......سیستانی شیعہ بہت سارے حساس معاملات میں امریکی قبضہ گروپوں کے سامنے خاموش رہا، حالانکہ لاکھوں مریدوں کا پیشوا ہونے کی وجہ سے اور دین کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے اس کا احتجاج کرنا بنتا تھا۔

④...... شیعوں کے مقدس مقامات کی بے حرمتی جو امریکی اور برطانوی فوجوں کے ہاتھوں ہوئی اس کی خدمت سے بچنے کے لیے یہ سیستانی شیعہ علاج کے بہانے لندن چلا گیا۔

⑤......ابوغریب جیل میں جو ظلم ہوا اور جو سنی علاقوں میں ستم ڈھائے گئے اور جو فلوجہ میں ظالمانہ کاروائیاں ہوئیں ان پر یہ سیستانی شیعہ خاموش رہا اور سنی علماء نے جو فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے سے روکا، سنی علاقوں میں ظلم کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو یہ خاموش رہا۔

⑥......اور سیستانی نے یہ فتویٰ دیا جو انتخابات میں حصہ نہ لے گا (حالانکہ یہ امریکہ کی نگرانی میں ہو رہے تھے) وہ دوزخ میں جائے گا۔

⑦......سیستانی شیعہ نے یہ فتویٰ دیا کہ عراقی سرزمین میں داخل ہونا حرام ہے یہ عراقی سنیوں اور یا دوسرے مسلمانوں کی حمایت روکنے کے لیے اس نے فتویٰ دیا تھا۔

⑧......ھاشم رفسنجانی نے واضح کہا تھا:

القوات الا یرانیة قاتلت طالبان وساھمت فی دحرھا و لولم نساعد قواتھم الامریکیة فی قتال طالبان لغرق الامریکیون فی

المستنقع الافغانی۔

''ایرانی فوجوں نے طالبان سے جنگ کی اورانہیں نکالنے میں حصہ لیا اگر ہم طالبان جنگ میں امریکہ سے تعاون نہ کرتے تو امریکہ افغانی دلدل میں برباد ہو جاتا۔''

لہٰذا امریکہ کا یہ فرض بنتا ہے وہ یہ جان لے اگر یہ شیعہ فوج امریکہ سے تعاون نہ کرتی تو یہ طالبان کو شکست سے دوچار نہ کر سکتے تھے۔ ایران کی حزب الدعوہ، مجلس اعلیٰ وغیرہ تنظیموں کا عراق پر حملہ سے پہلے امریکی اجتماع واجلاس میں شامل ہونا باقاعدہ ثابت ہے اور باقر حکیم شیعہ کا امریکی ٹینک پر سوار ہو کر عراق میں داخل ہونا قابل فخر کارنامہ ہے۔ ایک تو امریکی قبضہ عراق پر کروانے میں ایرانیوں کا غلط تعاون ہوا ہے نیویارک ٹائمز، اخبار لکھتا ہے اور افغانستان کی جنگ کے بارے بات کرتا ہے، حکومت ایرانی کے خفیہ رابطے جو واشنگٹن سے تھے ان میں ایران نے امریکیوں سے تعاون کا معاہدہ کیا تھا کہ افغانستان میں امریکی ناکامی کی صورت میں ہم خود افغانیوں کے خلاف ہوں گے۔ یہی اخبار 11 ستمبر 2001ء کی زیادتیوں کے بارے میں لکھتا ہے کہ

انه قد حدث تقارب فی المصالح الا یرانیة الامریکیة فی منطقه الخلیج واضافت ان حربا فی الخلیج ستساهم فی تعجیل هذا التقارب۔

''ایرانی اور امریکی مفادات خلیج کے علاقہ میں قریب قریب ایک ہیں اور خلیج کی جنگ اس قربت میں اور ہم آہنگی پیدا کردے گی۔''

جو اس اخبار نے کہا چار سال بعد وہی ہوا۔ امریکی کانگرس میں ان ملاؤں اور کانگرس کے ارکان سے خفیہ ملاقات ہوئی عراق جنگ کا منصوبہ شروع کرنے کا معاملہ سولسیرا، میں طے ہوا تھا یہ بھی نقطہ نظر ایک ہونے کی دلیل ہے۔ طہران نے سب سے پہلے امریکہ کی عراق میں تیار کردہ حکومت کو قبول کیا تھا۔ جلال الدین افغانی نے عراقی ٹیلیویژن میں ایک سوال کے جواب میں کہا تھا:

ان الحکومة التی نصبتها امریکاموالیة لا یران۔

''عراق میں جس حکوت کو امریکہ نے قائم کیا ہے یہ ایران کی دوست ہے۔''

تین برس سے ایرانی نمائندے اور کارندے امریکہ کے علم کے باوجود خرید وفروخت کرتے رہے کھیتی باڑی کرتے رہے اور ایران کی تنظیمیں عراق میں پہنچتی رہی ہیں۔ ان کا سربراہ حکیم اور جعفری شیعہ ہیں جو عراق کے پہلے سربراہ تھے اور عراق کا موجودہ سربراہ مالکی یہ بھی شیعہ ہے۔ عبدالعزیز حکیم نے

امریکہ اور ایران کو بات چیت کے لیے دعوت دی تھی اور عراق کے متعلقہ دونوں کا گفتگو کرنا بھی ان کے عراق میں مشترکہ مفادات کا پتہ دیتا ہے محمد عادلی جو کہ برطانیہ میں ایران کا سفیر ہے اس نے عراق کے انتخابات کے بعد کہا تھا کہ ایران نے متحدہ امریکہ سے تعاون کیا ہے۔ عراقی لوگوں کی تائید حاصل کرنے میں جو گذشتہ ماہ انتخابات گزرے ہیں ایران نے امریکہ سے باقاعدہ تعاون کیا ہے۔ اور پرسکون فضا تیار کی ہے۔

اور طہران دوبارہ بھی متحدہ امریکہ کو شرق اوسط میں تعاون کی پیشکش کرتا ہے کیونکہ دونوں کے مفادات ملتے جلتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

پانچویں بحث:

عراق میں ایرانی منشیات

ایران نے عراق میں منشیات کا زہر پھیلا دیا۔ عراق کے نوجوانوں کو اس کا ہدف بنایا۔ خصوصاً جنوبی عراق میں رہنے والوں کو اس کا منظم طور پر شکار بنایا گیا ہے، یہ ایرانی زائرین کے ذریعہ پہنچایا جاتا ہے۔ مرد یا عورت جو بھی ایران سے عراق میں زیارتوں کے لیے جاتا اس کے ذریعے یہ منشیات وہاں منتقل کی جاتی ہیں۔ عراق کی جنگ کے بعد عراقی پولیس نے 14 افراد گرفتار کیے تھے جن سے 45 کلو گرام ایرانی ہیروئن برآمد ہوئی۔ نجف اور کربلاء میں اسے تقسیم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ عراق کے سابق وزیر دفاع مازم شعلان نے اعلان کیا کہ سوڈان کا شہری جو ایرانی نمائندوں میں شامل ہے اس سے کئی کلو ہیروئن نکلی ہے جو کہ سخت زہریلی ہے، لہٰذا اسے گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اس کا منصوبہ یہ تھا اسے شط الحلہ میں ڈالے تاکہ وہاں کے رہائشیوں کو مار دے یہ سنی نعرہ بلند کرتے ہیں اور مسلح مقابلہ کے لیے ابھارتے ہیں اور عراقی افراد میں اشتعال پیدا کرتے ہیں، اس لیے ان کے پانی میں یہ زہر ملا کر انہیں برباد کردے۔

عراق میں منشیات کے خلاف کام کرنے والی جمعیت نے اعلان کیا تھا کہ عراق منشیات کے خلاف جہاد کرنے میں اور اسے ختم کرنے میں پہلے درجے پر کھڑا ہوگا جیسا کہ اس کے آنے سے پہلے تھا۔ اب اس لعنت کو ختم کرنا ہے۔ اس نے جنوبی عراق میں ایڈز کا مرض پھیلا دیا ہے۔ 5-9-2005 میں یہ بیان آیا تھا کہ عراق کے آدمیوں نے پانچ ایرانیوں کو پکڑا جن سے 50 کلو ہیروئن برآمد ہوئی جو سیانیڈ پوٹاشیوم، سے تیار ہوئی تھی جو کہ قاتل زہر ہے۔ یہ فلوجہ شہر کے قریب اسٹیشن سے دستیاب ہوئی یہ انہوں نے شہر کے پانی میں ملائی تھی۔ ان کی نیت تھی اسے ٹینکیوں میں ملا دیں آپ یقین کریں اس مواد سے تیار کردہ ایک کلو ہیروئن ایک پورے شہر کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے۔

4-9-2005 میں عراقی وزارت صحت نے پانچ پک اپ قبضہ میں لی تھیں جو خراب دوائیاں لادے ہوئے تھی ان میں منع حمل والی ادویات بھی تھیں ان کا ارادہ تھا انہیں سنی علاقوں میں تقسیم کیا جائے۔

چھٹی بحث:

عراق کے میڈیا پر قبضہ کی ایرانی سازش

عراق میں ایرانی فکر کو غلبہ دینے کے لیے تفکیر کا انداز ہی بدل دیا ہے۔ ایران کا مقصد وطنیت پر سنی نہیں، یہ اپنے شیعہ دین کو اولیت دیتے ہیں یہی ان کی بنیاد ہے۔ ایرانی حکومت بھی اس لیے انہوں نے قائم کی ہے کہ اس نے اھل بیت کی محبت کا جھنڈا سر بلند کیا ہے۔ اور ولایت فقیہ ان کا مقدس ترین عقیدہ ہے۔ انہوں نے دو ہزار طلباء ایرانی، افغانی، پاکستانی داخل کیے ہیں جو قم سے تعلیم یافتہ ہیں انہیں نجف اور کربلاء بھیجا ہے یہ مکمل طور پر ایرانی نمائندے ہیں۔ خامنائی نے اپنے وکیل شیعہ شہروں میں مقرر کر رکھے ہیں اور انہیں ماہانہ تنخواہیں دیتا ہے۔ ان کی تعداد سات ہزار کے قریب ہے یہ اساتذہ اور طلباء کے روپ میں ہیں۔ خامنائی نے ان سے بیعت لے رکھی ہے کہ میں امام زمان کا نائب ہوں ڈیڑھ دو سو ڈالر ان کی تنخواہ ہے۔

ایران نے کچھ آدمی جو ایران کے رہائشی ہیں انہیں عراق بھیجا ہے تا کہ وہ وہاں اتنی زیادہ جدوجہد کریں کہ حکومت عراق کے حساس منصب تک رسائی حاصل کریں۔ ایرانی حکومت اس پر نظریں جمائے ہوئے ہے کہ ایرانی صفوی بادشاہت کو عراق میں قائم کرے اور ایران کو اپنے سامنے سرنگوں کرے۔ شمالی عراق نہ بھی جھکے کوئی بات نہیں یہ جنوبی عراق پر ایرانی غلبہ چاہتے ہیں کہ جونہی امریکی قبضہ ختم ہو یہ فوراً عراق پر قابض ہو جائیں۔ سابق وزیر داخلہ فلاح نقیب اس منصوبہ کی باقاعدہ نگرانی کر رہا ہے۔ اس کے لیے اس نے 35 ارکان تیار بھی کر لیے ہیں جو سارے ایرانی ہیں ایران کے آخری انتخابات میں انہوں نے احمد نژاد کی حمایت میں آواز اٹھائی تھی۔ اسے بغداد میں مکمل کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ ایران کو جنوبی عراق میں قوی حمایت حاصل ہے اور باوجود اس کے کہ شمالی عراق میں بہت زیادہ کردستی بھی ہیں اس علاقہ کے شیعوں کی اسے حمایت حاصل ہے اور ثقافتی وفود جو کہ جاسوسوں کے روپ میں جاتے ہیں ان سے بھی ایران کو تقویت ملتی ہے۔ ان کا عراقی کردوں سے معاہدہ ہے کہ ایران کردوں کے علاقہ میں دخل اندازی نہ کرے گا اور ایرانی کردان کردوں سے جو شمالی عراق میں موجود ہیں اور شیعہ ہیں یہ انہیں کچھ نہ کہیں گے۔ اس سے ان کا مقصد ہے کہ عراق کے مسلح کرد کہیں ایران کی حکومت پر

یلغار نہ کر دیں اس کا تحفظ کیا ہے۔ ایران میڈیا پر پورا غلبہ چاہتا ہے اس نے 300 میڈیا کے متعلقہ ملازم عراق بھیج رکھے ہیں اور دوسری جانب ان کا وزیر ثقافت جزائری اعلان کرتا ہے کہ پانچ لاکھ دینی کتب ایرانی فکر پر مشتمل جو کہ عرب کے نظریہ کے مخالف ہیں اور سنی موقف کے بھی خلاف ہیں وہ عراق میں آ چکی ہیں اور شیعی گروہ جو ایران دوست ہیں یہ انہی کتابوں پر اکتفاء کرتے ہیں دوسری کسی کتاب کو خریدنا یا فروخت کرنا انہوں نے بند کر دیا ہے صرف شیعہ کتب ہی تقسیم کی جاتی ہیں۔ جنوبی عراق میں انہی کے کتب خانے ہیں۔ اخبارات پر غلبہ ایران کرتا جا رہا ہے انہیں یہ مال دیتا ہے فضائی اور زمینی میڈیا پر بھی غلبہ پا رہا ہے ایران میں ایک ٹیلیویژن کمپنی ہے اس پر اصلاحیوں کا قبضہ ہے قطر کے الجزیرہ ٹی وی اسٹیشن کی طرز کا انہوں نے ''العالم'' کے نام سے نیٹ ورک چلایا ہے جو عربی زبان میں ہے۔ عراقی سرحدوں سے ان کی تائید حاصل کرنے کے لیے یہ نیٹ ورک کام کر رہا ہے ایک اخبار نے بتایا ہے سو میڈیا کے ذرائع عراق میں موجود ہیں جو ایران کے لیے کام کر رہے ہیں۔

ساتویں بحث:

عراق میں سنیوں پر قاتلانہ حملوں کا خفیہ ہاتھ

سنی اساتذہ، علماء فوج کے اعلیٰ افسران اور پائلٹوں کو قتل کرنے کا انہوں نے کوڈ ورڈ رکھا تھا۔ سابقہ حکومت کے گر جانے کے بعد قتل کا عمل شروع ہوا اور ناموس طریقہ سے سنیوں کو قتل کرتے تھے۔ عراقی معاشرہ کے مختلف طبقات ان کو ہدف بناتے تھے۔ یونیورسٹیوں کے اساتذہ، علمائے دین، فوجی افسران اور پائلٹ جو ایران، عراق جنگ میں شریک تھے ان پر الزامات لگائے جاتے اور انہیں ختم کر دیا جاتا۔ کچھ دیر بعد یہ بات واضح ہوئی کہ ایران اور اس کے ہمنوا گروہ اس ظلم کے پیچھے ہیں عراق کے وزیر داخلہ نے کہا تھا جو کہ ایرانی ہے کہ ہم نے انتقام لینا ہے۔ عراقیوں سے سخت ترین انتقام لینا ہے جو ایران کے خلاف عراقی لڑے ہیں۔ ہم نے ان سے انتقام لینا ہے، یہ دراصل اسی بات کی طرف اشارہ تھا۔ چند سالوں سے دسیوں سنی علماء خطبا موذن اور مساجد کے محافظ ملیشیا کے مسلح ہاتھوں سے شہید ہوئے یہ ملیشیا خود کالے اور ان کا لباس بھی کالا تھا عربی بولنے سے عاجز تھے۔ انہوں نے یہ بھیانک کھیل کھیلا

ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ ایران نے سابقہ قیدیوں کو گروہ کی شکل دی ہے اور گروہی تعصب کا فتنہ برپا کرنے کے لیے انہیں قاتلانہ حملوں کے لیے تیار کیا ہے۔ میزان اخبار 2005-30-10 میں آتا ہے کہ سابقہ عراقی جنگی پائلٹ جو ہیں انہیں اپنی زندگیوں کا خطرہ ہے کیونکہ دسیوں پائلٹ کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ ربیعہ طائی جو پائلٹوں کا پرنسپل ہے یہ اس صفایا اور اپنے دوستوں کے اغواء سے بہت خوف میں مبتلا ہے وہ دھمکیوں میں زندگی گزار رہا ہے، وہ کہتا ہے:

لم اعد اخرج من منزلي خوفا من الاغتيال

”میں قتل کے خوف سے گھر سے باہر نہیں آتا۔“

اور مزید کہا 36 بڑے بڑے آفیسر ہیں جن میں 23 ہوائی فوج کے آفیسر ہیں انہیں قتل کر دیا گیا ہے انہیں ان گروہوں نے قتل کیا ہے جنہیں ایران سپورٹ کرتا ہے یہ ہم سے انتقام لے رہا ہے اور بہت سارے فضائی افسر علاقہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں جو تھوڑے سے باقی ہیں وہ خوف وہراس کے منحوس سائے میں زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔

آٹھویں بحث:

عراقی انتخابات میں ایرانی دخل اندازی

عراقی انتخابات میں ایرانی مداخلت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ایران کے لوگوں کی کافی تعداد زائرین کے روپ میں عراق میں داخل ہوئی یہ قافلوں کی صورت میں آئے تھے اور عراقی عوام پر اثر انداز ہوئے کہ ہم اتفاق پیدا کرنے آئے ہیں ایران کی سکرین پر ان کی فوٹیج بھی دکھائی گئی۔ ان کے پاس انتخابات کے متعلقہ تمام سامان تھا امریکیوں نے خود کہا تھا جنھوں نے انتخابات میں حصہ نہیں لیا اس کی کسر وہ ٹرک جو لوگوں سے بھرے آرہے تھے اور جعلی ووٹوں سے بھری ہوئی صندوقچیاں جو ایران سے آئی تھیں انہوں نے پوری کر دی۔

وزارت داخلہ عراق دراصل ایران کی تابع فرمان ہے۔ وزارت داخلہ کی بہت ساری سرگرمیوں پر ایران کے حمایت یافتہ گروہ غالب ہیں اور ایرانی جاسوسی کا ادارہ دوسرے لفظوں میں اطلاعات کا ادارہ اس وزارت کا نگران بن چکا ہے، دوسو کے قریب سنی آدمی جو اس محکمہ میں تھے انہیں فارغ کر دیا گیا ہے ایران کی یہ رخنہ اندازی اس وجہ سے ہی ممکن ہوئی ہے کہ اس نے ووٹروں سے ٹرک بھر کر بھیجے تھے اب ملیشیا کے ذریعے وہ سنیوں سے سخت ترین انتقام لے رہا ہے۔ وزارت داخلہ کے ایک ملازم کا بیان ہے:

> ''یہ وزارت ایران کی ہے، عراق کی تو برائے نام ہے۔ اور متحدہ امریکہ بھی ان کی سپورٹ کر رہا ہے۔''

اور خفیہ قید خانوں اور تہہ خانوں میں خوفناک موت بانٹ رہا ہے عراق کے انتخابات کے بعد 2005ء کے دوران باقر صولاق وزیر داخلہ مقرر ہوا اسے اسلامی انقلاب اور بدر کی تنظیم نے وزیر بنوایا تھا۔ اس وجہ سے اسے اطلاعات پر پورا غلبہ حاصل ہوا، یہ کام امریکیوں نے کرنا تھا جو ان شیعوں نے کر دیا۔ عراقی تنظیموں کا سابقہ نگران، لواء منتظر سامری کہتا ہے: اس کا پورا نام محی جاسم سامری ہے--- یہ عراقی خاص تنظیموں کا بڑا ہے۔ 2004ء سے لے کر 2005ء تک امریکی قبضہ کے سائے میں یہ وزیر داخلہ بھی رہا ہے تحریک ریاست ارکان کا رکن ہے اور عراق پر قبضہ سے پہلے ''القدس'' تنظیم کا بڑا افسر تھا۔ اور قبضہ کے بعد اس کا رتبہ ایک وزیر کا ہے۔ یہ بغداد کا معاون مدیر بھی بنا ہے۔ فلاح نقیب کے آجانے

کے بعد جب کہ عراق پر ایاذ علاوی تھا اب اس کی ضرورت نہ تھی وہ سب کچھ کرنے لگا۔ لشکر عراق، حرس وطنی اور شرط وطنیہ سب یکجا ہو گئے یہ کام وزارت داخلہ کے متعلقہ ہو گیا ساتھ ہی پچاس افسر اس وزارت سے مل گئے اسے انہوں نے وزارت داخلہ عراقیہ کا نام دیا یہ لواء والا منصب مظہر محمد فتحی اس نے سنبھال لیا یہ اب اردن کے شہر عمان میں موجود ہے۔ تو اس لواء نے کہا تھا:

"اس نے عراقی جیل کے تہہ خانوں میں بہت خوفناک منظر دیکھے ہیں جو بدر تنظیم نے ظلم کیا ہے اور ظالمانہ کاروائی کو سرانجام دیا ہے اور مجلس اعلیٰ، حزب الدعوۃ اور وزارت داخلہ کے ذمہ دار سب اس میں ملوث ہیں اور جن پر یہ ستم ڈھایا جاتا ہے سارے کے سارے سنی ہیں اور ظلم پر کاربند سب ایرانی شیعہ ہیں یا عراقی ہیں پہلے وہ بھی ایران میں رہ چکے ہیں یہ عراق کے مقبوضہ ہونے کے بعد یہاں آئے ہیں۔"

بشیر ناصر لاوندی جو کہ ان خفیہ جیلوں کا ذمہ دار ہے اور معاون وزیر ہے یہ 2004ء میں عراقی شہریت لیتا ہے، لواء منتظر نے خود کہا تھا اور اس نے اشارتاً کہہ دیا تھا کہ وزارت داخلہ میں بعض اہم عہدے بطور عطیہ امریکہ کی خدمت کے صلہ میں ملے ہیں اور امریکہ کو یہ بھی علم ہے کہ ان تہہ خانوں میں رات کے پردہ میں گردش کے بہانے سنی قیدیوں پر کیا بیتتی ہے ایک ویڈیو فلم مواصلاتی سیاروں کے ذریعے اس ظلم کی دکھائی بھی گئی تھی۔ وہاں بند قیدیوں پر ضربات کے آثار نمایاں تھے۔ بعض کی آنکھیں نکال دی گئی تھیں، بعض کے جسموں میں میخیں پیوست تھیں اور بعض کے اعضاء کاٹ دیے گئے۔

سامری کے بقول عراقی وزیر داخلہ صولاغی نے سترہ ہزار سے زیادہ ملیشیا کے افراد وزارت داخلہ اور پولیس وغیرہ میں تعینات کر رکھے ہیں، ان سب کی تنخواہ طہران سے آتی ہے۔ یہ امریکی کارندوں تک معلومات پہنچیں تو وہ تہہ خانوں میں دی جانے والی خفیہ سزاؤں کو جو سنیوں کو دی جاتی تھیں انہیں سرعام لے آئے۔ درج ذیل انٹرویو سے ان سزاؤں کی تفصیل سماعت فرمائیں، نامہ نگار! آپ نے عراق کیوں چھوڑا اور وزارت سے معزول کیونکر ہوئے۔ (الواء) عراقی وزارت داخلہ کی سزاؤں کو برداشت نہ کر سکنے والے سب افسر عراق سے نکل کر پڑوسی ملکوں میں چلے گئے ان میں سے بدترین جو عمل ہوتا وہ یہ تھا جو کہ قانون کے نام پر کیا جاتا تھا اور ڈرانے کے نام پر کیا جاتا کہ رعب جم جائے۔ میرا خیال ہے سب سے بڑا خوف وہراس وزارت داخلہ جو قاتلانہ حملے کروا رہی ہے اور جسمانی طور پر تصفیہ کر رہی ہے یہ ہے:

(نامہ نگار)...... یہ بے حرمتیاں کب سے زیادہ ہوئیں؟

(الواء)...... شروع میں تو کم تھیں، جب وزارت داخلہ کا قلمدان صولاغ نے سنبھالا ہے اس

نے تنظیموں کو ایک دوسرے میں ضم کر دیا تو ان کے جرائم رات کی تاریکی میں اور قانون کی گود میں برپا ہونے لگے۔

(نامہ نگار)...... جب عراق پر قبضہ ہوا تو آپ نے عہدہ کیوں قبول کیا تھا؟

(الواء)...... وطن کی حفاظت ابنائے وطن ہی کرتے ہیں۔ میرا مقصد وطن عزیز کی خدمت کرنا تھا۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہیں وطن کی بھلائی سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ بادشاہت، ایرانی کینہ سے بھرپور منصوبوں کی تکمیل کے تمنائی تھے۔ انہیں ہماری مانند وطن سے پیار نہ تھا انہوں نے اپنے غلط منصوبے پورا کرنے تھے یہی وجہ ہے ان کے دور میں فرقہ واریت میں اضافہ ہوا ہے ہمارے دور میں ایسا نہیں تھا اب یہ وزارت فرقہ ورایت بن چکی ہے۔

(نامہ نگار)...... ہم وزارت داخلہ کی تشکیل سمجھنا چاہتے ہیں؟

(الواء)...... وزارت کی ابتدائی تشکیل اچھی تھی عراقی وزیر داخلہ اچھا تھا اس میں مدیر دیوان، یعنی جج بھی اس کے تحت ہوتا ہے اور وکلاء تک یہ پھیل جاتی ہے۔

(نامہ نگار)...... امن کے معاملات کس کے متعلقہ ہیں اور اس کی اہمیت کیا ہے؟

(الواء)...... قبضہ عراق کے بعد، قبضہ والی قوتوں نے دعوت دی کہ ایک ایسی قوت تیار کی جائے جو نظام کی حفاظت کرے، اس کا قائد ''مہدی صبیح عزاوی'' تھا اور یہ فلاح نقیب کے دور کی بات ہے۔ اب مہدی کو تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اپنی مصلحت کے تحت وزارت داخلہ افسران میں تبدیلی کرتی رہتی ہے جیسا کہ مکان وزماں کے مطابق فوجیوں میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ بات کو آگے چلاتے ہوئے لواء کہتا ہے: فرقہ واریت موجود نہ تھی جب صولاغ 2005-5-12ء میں وزیر بنا تو اس نے تبدیلیاں کیں، اس سے پہلے شعلان تھا۔ کام آسانی سے ہو جاتے تھے۔ شعلان تین ماہ تک رہا، جب سے یہ صولاغ آیا ہے اس نے شعلان کی تمام ترجیحات کو یکسر ختم کرتے ہوئے اپنا حکم جاری کیا ہے۔ اس نے بہت سارے ملازمین کو معزول کر دیا، جرم انکا یہ تھا کہ یہ سنی تھے اور ایک پیسہ تک نہیں دیا۔ ایک شور بپا ہوا کہ اس نے ظلم کیا ہے پھر ختم ہو گیا۔

(نامہ نگار)...... احمد سلمان کون ہے؟

(لواء)...... احمد سلمان کا حقیقی نام رشید ناصر الدین لاوندی ہے یہ ایرانی نمائندوں کا بنیادی رکن ہے۔

(نامہ نگار)...... آپ اس کا ثبوت دے سکتے ہیں؟

(لواء)...... ہاں، حکومتی ادارہ میں اس کا نام نہیں آتا مگر اس سے سخت ترین یہ عہدہ ہے کہ یہ جرائم کے متعلقہ معلومات فراہم کرنے والے ادارے کے وکیل کا معاون ہے اور جو اس منصب پر ہو اس کا منصب لواء سے کم نہیں ہوتا۔ اسے عراقی شہریت 2005ء میں ملی ہے۔ یہ ان افراد میں سے ہے جس نے ''نسور'' کی قید میں ملازمت کی ہے۔ یہ بدترین قید ہے اس کا تصور آتے ہی تاتاریوں اور نازیوں کے جیل خانوں کا خوف بھی بے حیثیت ہو جاتا ہے۔ ان کے اندر قتل اور سزاؤں کا عمل سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ پہلے بجلی کے جھٹکے دیتے ہیں، برقی ڈنڈوں سے مارتے ہیں اور درے مارے جاتے ہیں اور پھر انہیں تہہ خانوں میں پھینک دیا جاتا ہے اور جو انہیں سزا دیتے ہیں وہ اپنا حلیہ بدل لیتے ہیں پتہ نہ چلے یہ کون ہے کیونکہ ان کے جرائم قاضی اور ملزم سب کے سامنے واضح ہوتے ہیں اور آخر میں انہیں عدالت کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتے ہیں اور سزا دلواتے ہیں۔ ''ناجم طاخی'' اس کی زندہ مثال ہے اسے گرفتار کیا گیا اور ہر طرح کی اذیتوں سے گزار کر آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا۔

(نامہ نگار)...... ان قید خانوں میں جو اذیت ناک سلوک ہوتا ہے عراقی وزارت داخلہ کو اس کا علم ہے؟

(لواء)...... وزارت داخلہ کو یقیناً ان اذیت ناکیوں کا پتہ ہے وزارت کی دہلیز کے ادنیٰ ملازم سے لے کر وزیر داخلہ تک سب جانتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں نام بدل کر قتل کر دیا گیا ہے۔ ناجم طاخی یہ اصل میں ناھصن مہدی ہیں۔ عادل حامد ان دونوں کو دیوانہ قرار دے کر قتل کیا ہے۔ نام نہیں بتایا ، یوسف ہادی کولفرانی کے نام سے شہید کر دیا۔ علاوہ ازیں قیدیوں کے گھر والوں کیساتھ بہت وحشیانہ سلوک ہوتا ہے۔ موبائل پر ایک منٹ کی ملاقات سو ڈالر سے لے کر ہزار ڈالر تک ہے۔ اس کے باوجود لوگ اپنے قیدی بیٹوں کی خیریت طلب کر کے اطمینان پکڑتے ہیں۔ ایک اور طریقہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ میڈیا پر اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارا بیٹا اغوا ہو چکا ہے۔ ایک بڑے گروہ نے اسے اغواء کر لیا ہے اور وہ بڑے خطرہ میں ہے وہ ایک لاکھ ڈالر مانگتے ہیں کہ اسے رہا کر دیں گے، حالانکہ وہ وزارت داخلہ کے پاس ہوتا ہے۔ انسانیت سوز سلوک ہے میرے ساتھ عمان میں ایک افسر ہے یہ بھی عراق سے بھاگ کر آنے والوں میں سے ہے۔ حکومت کے ساتھ معاہدہ کے تحت سے عراق میں اسلحہ پہنچاتا تھا یہ حکومت کے بنیادی رازوں سے آشنا ہے۔ ایک وزارت داخلہ کے مخفی رازوں کا بڑا افسر ہے۔ یہ سب بتاتے ہیں کہ اس تنظیم کو وزارت داخلہ اپنے بزدلانہ جرائم کی منصوبہ بندی کی تکمیل میں تعاون دیتی ہے، میرے پاس اس کے مضبوط ثبوت موجود ہیں، مجھے اس کمپنی کا اس کی جگہ کا بھی پتہ ہے لیکن میں اس وقت اس

پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

(نامہ نگار)...... عراق کی سرحدوں پر کیا ہو رہا ہے اور ان کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہے؟

(لواء)...... عراق کی سرحدیں لواء احمد خفاجی کے ماتحت تھیں، یہ ان کا نقیب ہے ایران، عراق جنگ میں یہ عراق سے بھاگ کر ایران میں چلا گیا تھا پھر یہ ان لوگوں کے ساتھ واپس لوٹا جو امریکی ٹینکوں پر واپس لوٹے، یہ لواء کے رتبہ پر فائز ہو گیا۔اس کا خاندان اب تک ایران میں رہتا ہے یہ بدر جو کہ شیعہ تنظیم ہے اسے تیل سپلائی کرنے کا کام کرتا ہے۔اور منشیات وغیرہ بھی منتقل کرتے ہیں یہ ان کا ذمہ دار اور نگران ہے۔حکومت میں فساد برپا کرنا تو ان کا عام کام ہے۔اور وزارت دفاع میں سب سے زیادہ خرابیاں ہیں۔شہری دفاع کے نام سے تقریباً (۲۱) ہزار کے قریب افراد ہیں جو ملازم ہیں،ان کے نام بھی ہیں،عہدے بھی ہیں اور ترقیاں بھی ہیں اور خصوصی عہدے ہیں، حالانکہ یہ بالکل موجود نہیں۔ (۷۰) ہزار جنگجو ہیں،حالانکہ حقیقی تعداد (۳) ہزار سے زائد نہیں،بقیہ صرف کاغذی نام ہیں اور تنخواہیں جاری ہیں اور دیگر فوائد بھی اٹھا رہے ہیں،بتائیں اس سے زیادہ اور فساد کیا ہوتا ہے۔

(نامہ نگار)...... کیا عراقی وزیر اعظم کو اس کا علم ہے؟

(لواء)...... میرے پاس ثبوت موجود ہے کہ جواد رومی نے وزیر اعظم کو خط لکھا کہ میں شیعہ تھا بعد میں سنی ہوا ہوں انہوں نے میری بیوی چھین لی ہے، یہ ثبوت ہے کہ ان ظالمانہ کاروائیوں کو سب جانتے ہیں۔

(نامہ نگار)...... وزارت داخلہ میں جو ہو رہا ہے امریکی اسے جانتے ہیں؟

(لواء)...... امریکیوں کو سب علم ہے یہ رات دن کے یہاں مالک ہیں۔

(نامہ نگار)...... اس کا ثبوت دیں؟

(لواء)...... امریکہ ساحتہ نسور جیل میں آتے ہیں قصر عدنان میں موجود لوگ قیدیوں کی چیخیں سنتے ہیں۔یہ محل جیل کے قریب ہے ایک افسران عقوبت خانوں میں داخل ہوا۔اس کا نام کوف مان تھا۔ یہ چلاتے ہوئے قیدیوں کو سن رہا ہے مگر زبان تک نہیں ہلاتا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان عقوبت خانوں میں سزا دینے پر بھی یہ متفق ہیں۔بغداد کے ایک موجودہ افسر نے بتایا، تین ماہ سے امریکیوں کو علم ہے کہ آدھی رات کے بعد گاڑیاں نکلتی ہیں اور سنیوں کو قید خانوں میں اذیت دیتے ہیں اور انہیں قتل کر کے چلے جاتے ہیں۔ابو غریب جیل میں امریکی جو سزائیں دیتے ہیں سب کو علم ہے۔

(نامہ نگار)...... صولاغ کا "بدر" تنظیم کیساتھ کیا تعلق ہے؟

(لواء)...... یہ بدر کا قائد ہے، میں ان لوگوں کو بھی جانتا ہوں جن کو اس نے وزارت سے باہر نکالا اور سنی ہونے کے قصور میں اس نے ساڑھے سات سو آدمی باہر نکالے ہیں اور تنخواہیں بھی نہیں دیں جن سنی لوگوں پر ابھی اس نے حکم جاری نہیں کیا ان کی تعداد (۲۴) سو ہے۔

(نامہ نگار)...... محمد نعمت کون ہے؟

(لواء)...... محمد نعمت ملازم ہے یہ بصرہ کے علاقہ شوش میں تھا، جنگ کے دنوں میں ایران بھاگ گیا، عراق پر قبضہ کے بعد عراق واپس آ گیا۔ کوت کی پولیس کا افسر مقرر ہوا ''الصدر'' شہر میں انقلاب اسلامی کے دفتر کا مدیر اعلیٰ ہے۔ وزیر داخلہ صولاغ نے مظہر محمد فتحی کو معزول کر کے محمد نعمت کو اس کی جگہ پر مقرر کر لیا، حالانکہ اسے علم تھا یہ جنگی اصولوں سے نابلد ہے۔ عجیب وغریب بات یہ ہے کہ افسر اعلیٰ وہ ہے جو فوجی کالج میں قدم تک نہیں رکھ سکا اور بڑی بڑی تنخواہیں کھا رہے ہیں۔

(نامہ نگار)...... انسانی بہبود کی تنظیموں نے کبھی وزٹ کیا ہے؟

(لواء)...... داخل ہونا تو دور رہا وہ ان تنظیموں کو ان عقوبت خانوں کے قریب تک نہیں پھٹکنے دیتے۔

☆☆☆☆☆

نوویں بحث:

عراق کے اندر قاتلانہ حملوں کے نمائندے

جب سے سقوط عراق ہوا ہے اور بعث پارٹی کا نظام 2003ء سے ختم ہوا ہے۔ ایرانی نمائندے قاتلانہ حملوں کو جاری کیے ہوئے ہیں۔ عراق کے مختلف حصوں میں یہ کام جاری ہے۔ فوجی افسر، پائلٹ، ڈاکٹر اور علمی ماہرین اور مسلمان علماء ان حملوں کا نشانہ بن رہے ہیں اور ہارون میزائل بغیر نشانہ چھوڑ دیتے ہیں جو بے گناہ مسکینوں کے گھروں کو زمین بوس کر دیتے ہیں۔ اخبارات میں ہم پڑھتے رہتے ہیں کہ جب فوجی قافلے گزر جاتے ہیں تو بعد میں دھماکہ ہو جاتا ہے جس سے ملکی لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ نمائندے دراصل یہ قاتلانہ حملے کرواتے ہیں اور اپنے ٹارگٹ پورے کرتے ہیں جوان تنظیموں کے سپرد نمائندوں نے کیے ہوتے ہیں۔ یہ ذمہ داریوں کو پوری طرح ادا کرتے ہیں ان قاتلانہ حملوں کی ذمہ داری ان گروہوں کے بڑوں نے اٹھائی ہوتی ہے اور اس کے لیے باقاعدہ علیحدہ دستے ہوتے ہیں۔ جو دھماکوں کے ذریعے قاتلانہ ہدف پورے کرتے ہیں۔ ایک تنظیم ''قصاص العادل'' ہے جوذی قار میں ہے۔ ایک تنظیم ''ذوالفقار'' ہے جو نجف میں ہے۔ ایک رابطہ الکساء تنظیم ہے۔ اس طرح امن کے متعلقہ وسائل پر یہ تنظیمیں قاتلانہ حملوں سے تسلط جما کر انہیں برباد کرتے ہیں، اب تک یہ قاتلانہ حملوں کا سلسلہ جاری ہے رسمی اعداد سے تسلط جما کر انہیں برباد کرتے ہیں۔ اب تک یہ قاتلانہ حملوں میں 40 سے اوپر استاذ شہید کر دیے اور 70 سے اوپر استاذ چھپ گئے ہیں۔ ایک ہزار اساتذہ ہجرت کر گئے۔ صفایا کے ڈر سے نکل گئے ہیں۔ ایک سو 53 درجہ، تخصص کی اعلیٰ ڈگریاں رک گئی ہیں۔ ان قاتلانہ حملوں اور جسمانی صفایوں کی وجہ سے عراقی معاشرہ کی عقل و دانش باہر چلی گئی ہے واپس نہیں آنا چاہتی۔

فوج کے بڑے افسروں یا پائلٹوں کو قاتلانہ حملوں کا نشانہ بنانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ جنگ آزما ہوتے ہیں۔ یہ ایرانی فوج کے خلاف کچھ بھی کر سکتے ہیں، اس لیے انہیں ختم کر دیا جاتا ہے۔

ان کے قاتلانہ حملوں کے انداز مختلف ہیں۔ جو سنیوں کے بارے میں بروئے کار لائے جاتے ہیں یہ جس شخص کو ٹارگٹ کرنا چاہتے ہیں وہ جب صبح گھر سے نکلتا ہے یا نماز فجر کے لیے مسجد میں جاتا ہے

یا شام کو جاتا ہے تو اس وقت اسے نشانہ بناتے ہیں۔ کبھی یہ طریقہ اپناتے ہیں کہ چند افراد سیاہ چادریں اوڑھ لیتے ہیں اور نقاب پہنتے ہیں۔ دو سے لے کر آٹھ تک یہ افراد ہوتے ہیں۔ یہ چھوٹی گاڑی استعمال کرتے ہیں اور ہلکا سا اسلحہ استعمال کرتے ہیں بندوق، کلاشنکوف، سیلون ایم ایم وغیرہ اور یہ کارروائی اچانک کرتے ہیں اور قاتلانہ حملہ کی کارروائی کے متعلق استفسار کرنے کے مرحلہ سے پہلے اور مقتول کی رہائش کی نشاندہی سے پہلے ہی یہ آگے جاتے ہیں۔

اور جہاں قتل گاہ پرسکون ہو وہاں ان کے قاتلانہ حملہ کا طریقہ اور ہے۔ یہ جسے ٹارگٹ کرنا چاہتے ہیں اسے پولیس کی تفتیش یا کسی سرکاری محکمہ کی انکوائری کے بہانے اسے دور کھینچ لاتے ہیں اور کسی کو کانوں کان پتہ نہیں ہوتا۔ ایک دو دن کے بعد اطلاع ملتی ہے کہ فلاں قتل ہو چکا ہے سڑک کے کنارے یا کسی گاڑی میں یا ویرانے میں اس کو پھینک دیتے ہیں۔ بصرہ کے علاقے میں یہ طریقہ زیادہ تر استعمال کرتے ہیں کیونکہ وہاں شیعی گروہوں کا کامل تسلط ہے۔

دسویں بحث:

عراق میں ایرانی مفاد کیا ہیں؟

فارسی خواب پورا کرنے کے لیے ایران عراق کو مین دروازہ تصور کرتا ہے وہ شیعہ بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے، خمینی کا یہی دعویٰ تھا کہ عالم اسلام کو شیعہ بادشاہت میں تبدیل کرنا ہے۔ انقلاب خمینی کا یہ شروع سے اعلان ہے اور عراق اس وجہ سے بھی اہمیت رکھتا ہے کہ یہ تیل کا اہم خزانہ ہے اور ایران اس پر قبضہ کر کے یہ دولت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کا تیل ایک سو بارہ طر پرمل نکلتا ہے۔ رعد قاضی جو کہ عراقی معاملات کا خصوصی ماہر ہے اور پٹرولیم کے ادارہ کا خاص افسر ہے، کہتا ہے:

النفط المعراق كنز القرن الميلادي الحادي والعشرين۔

''عراقی تیل اکیسویں صدی کا خزانہ ہے۔''

نبیل شبیب کہتا ہے:

ان البئر العراقيه كانت وما تزال تعطى من النفط الخام يوميا اكثر من ثلاثة عشر الف برميل في غالب الحالات۔

''عراقی کنوئیں خام تیل نکال رہے ہیں۔ یہ روزانہ تیرہ ہزار برمل سے زیادہ نکال رہے ہیں۔''

جن کنووں پر امریکہ نے قبضہ کر لیا ہے وہ اور سعودی عرب اور کویت اور ایران کے کنویں سب ملائیں تقریباً ساٹھ فیصد بنتے ہیں۔ عراق کے تنہا 40 فیصد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایران اس کے باوجود کہ ہزاروں برمل تیل حاصل کرتا ہے وہ بھی عراق کے تیل پر نظریں لگائے بیٹھا ہے۔ ایران کا عراق میں گہرا مفاد یہ ہے کہ عراق ایران کے تجارتی محل وقوع کے لحاظ مناسب ہے اور دفاع کے لیے مفید ہے۔ ایران کے نظام کو تبدیل کرنے میں عراق بنیادی دروازہ ہے۔ عراق ایران کے لیے وہی حیثیت رکھتا ہے جو بازار میں سکہ کی حیثیت ہوتی ہے اسی وجہ سے ایران اس میں خمینی بادشاہت کا اعادہ چاہتا ہے۔

یہ بات ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ ایران کچھ عرصہ سے خلیج کے علاقہ میں اشتعال انگیز کردار ادا کر رہا ہے چند ہفتوں کی بات ہے اس نے برطانیہ کا بحری بیڑہ روک لیا ہے اس سے

ایران کا واضح مقصد یہی نظر آتا ہے۔ امارات، قطر اور عمان کی کشتیوں نے ایران کی کشتیوں کو روکا ہے جنھیں ایران شکار والی کشتیاں بتاتا ہے۔ اس طرح ان کا ٹکراؤ قتل تک نوبت بھی پہنچا دیتا ہے اور قید بھی ہوتے ہیں، حالانکہ یہ ایرانی کشتیاں شکاری نہیں ہوتیں، ان میں آلات جاسوسی اور دیگر الیکٹرانک ہتھیار، نصب ہوتے ہیں۔ اور ملاحوں کے روپ میں نمائندے ہوتے ہیں، جو خوف کے وقت ایرانی انقلاب کے پاسداران کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور امریکی سرگرمیوں کی جاسوسی کرتے ہیں۔ اور یہ خلیجی ریاستوں کے پانیوں میں داخل ہونے کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ اس تفصیل کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایرانی سرگرمی نے جو قدم اٹھایا ہے وہ سیدھا عراق کے میدان میں اترتا ہے۔

①...... شیعہ کی ساری قیادت اور تنظیمیں عراقی میدان میں دوڑ لگائے ہوئے ہیں علی سیستانی اور تیار صدر جن کی قیادت کر رہے ہیں یہ شیعیت کی راہ پر گامزن ہیں اور سیدھا عراق میں جانا ان کی منزل ہے۔ ایک اور خاموش ایرانی سرگرمی ہے، جنوب کے شہروں میں مدرسی جس کی تنظیم العمل الاسلامی ہے یہ بھی شیعیت کا کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم مضبوط ہے اور شیعی دین پر اس کا ہولڈ ہے۔ اسے مضبوط دینی مرکزیت حاصل ہے ایران اس سے ڈالروں کی صورت میں تعاون کرتا ہے یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ ایرانی سیاست شیعی تنظیموں کے سہارے ہی چل رہی ہے اور ہر شخص یا خاندان یا قیادت کے ساتھ معاملہ انہی کے بل بوتے پر کیا جاتا ہے اور شیعی کامیابی کا اسی پر انحصار ہے۔

②...... ایرانی نمائندے عراق میں تسلسل سے آتے جاتے ہیں اسی کا نتیجہ ہے کہ سیاسی اور مذہبی شیعہ تنظیمیں حکومت کی مجلس تک پہنچ چکی ہیں ایک اخبار نے بتایا ہے کہ عراق میں ایران کی تنظیموں کے 18 دفاتر کا افتتاح ہو چکا ہے ان میں سرفہرست جمعیۃ خیریہ ہے۔ اس میں فقراء سے مالی تعاون کیا جاتا ہے۔ دوائیں اور غذائی ضروریات تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے ہی مقدس مقامات تک جایا جاتا ہے۔ اس پر کروڑوں ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ عراق میں ایک ایرانی منصوبہ یہ بھی ہے کہ شیعہ مذہب والوں کی دوستی خریدی جاتی ہے اور لاکھوں ڈالروں کے اخراجات سے ایران کا دفاع کیا جاتا ہے اور اس کے موقف کی تحسین کی جاتی ہے کبھی تو شاہراہوں پر منبر رکھ کر یہ فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے اور ذرائع ابلاغ سے کام لیا جاتا ہے، ایک وضاحت کے مطابق ایران نے 27 سو رہائش گاہیں، فلائٹ اور کمرے خرید رکھے ہیں جو عراق کے مختلف علاقوں میں ہیں خصوصاً نجف، کربلا میں کثرت سے ہیں اس میں ایرانی جاسوس رہتے ہیں۔

③...... ایران سے عراق میں افراد اور مال کثرت سے منتقل ہو رہا ہے ایران کے نقدی تعاون کا

حجم جوا کیلے مقتضی صدر تک پہنچتا ہے ابھی دوسری شیعہ تنظیموں کی بات نہیں کرتے 80 ملین ڈالر سے زیادہ ہے۔

دوسری جانب تربیت یافتہ آدمی ہیں اورانسانی تعاون غذا، ادویہ، سامان اور فرنیچر وغیرہ یہ بھی بھیج رہا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ عراق کے بازاروں میں مال پڑا ہے اور تجارتی کمرے اور گودام ایرانی تجارت سے معمور ہیں اور اس کے ذریعے حکومت عراق میں رخنہ اندازی ہوسکتی ہے اور کردی شیعہ، ایرانی شیعہ کے ساتھ مل کر، برازانی کی جماعتیں اور طالبانی کی تنظیمیں مل کر سب لوٹ رہی ہیں جہاں تک ان کا ہاتھ پہنچتا ہے لوٹ رہے ہیں اور پھر ایرانی تاجروں کے ہاں فروخت کرتے ہیں یہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ایک عراقی نے زبردست بات کی ہے:

خرجت ایران بعد احتلال العراق ، باكبر حصة من وليمة ذبح الدولة العراقية۔

''عراق پر قبضہ کے بعد ایران عراقی حکومت پر ذبح ہونے والے ولیمہ کے گوشت کا زیادہ حصہ لے کر گیا ہے، یعنی اس نے سارا مفاد اٹھایا ہے۔''

اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے ہم ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں جو نہایت توجہ طلب ہے۔امراء، علماء، جو سعودی حکومت میں ہیں، ہمیں ایک صف میں کھڑے ہو جانا چاہیے، امراء اور علماء کے کندھے کے ساتھ کندھا ملا کر اللہ کی اطاعت پر کمر بستہ ہو جانا چاہیے اور جو یہ افواہیں پھیلا کر مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنا چاہتے ہیں اس سے خبردار رہیں۔خطرہ کی گھنٹی بج چکی ہے دشمن انتظار کر رہا ہے کہ ہم کسی ناگہانی مصیبت کا شکار ہوں دشمن ہے بھی بڑا چالباز، مکار اور خبیث۔اللہ سے دعا ہے ہر جگہ سنیوں کی اور ان کے دین کی حفاظت فرمائے۔آمین!

اٹھارہویں فصل:

شیعوں کے دانشوروں کو دعوت اصلاح

ہماری تمنا ہے کہ ہم شیعہ مذہب میں جو چند اشکالات پاتے ہیں ان کا ذکر کریں۔ اور ہم ان کے عقلمندوں کو مخاطب کرتے ہیں جو حق کی تلاش میں ہیں ان پر غور کریں یہ اشکالات ہمارے نہیں شیعوں کی کتابیں ان سے بھری ہیں ان سے ان کے عقیدہ کی اضطرابی حالت واضح ہوتی ہے، لہٰذا یہ تنہا بیٹھ کر اور اخلاص نیت سے ان پر غور کریں۔ امید ہے یہ غور کریں گے اور اگر یہ غور کریں گے یقیناً راہ حق پا جائیں گے۔

① ...... شیعہ حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امام معصوم ہیں اس کے بعد ان کی کتابوں (الکافی) فی الفروع 115/6 تہذیب الاحکام) کتاب الاستبصار وغیرہ کتب میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ ان کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غیر معصوم ہیں ان کے بقول انہوں نے بیٹی کا نکاح کافر سے کیا۔ یہ ان کے مذہب کی بنیاد کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان تھے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دامادی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اب شیعہ حضرات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔

② ...... شیعہ کے بقول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کافر تھے۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ امام معصوم ہیں ان کی خلافت پر رضامند ہیں یکے بعد دیگر دونوں سے بیعت ہوئے ان کے خلاف بغاوت نہ کی اس سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ معصوم نہ تھے۔ دوسری صورت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام درست تھا کہ انہوں نے ان دو مومن سچے اور عادل خلفاء کی بیعت کی تو شیعہ اپنے معصوم امام کے نافرمان ہوئے یہ ان دونوں کو گالیاں دیتے ہیں اب بتائیں کس کی بات مانیں۔

③ ...... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعدد خواتین

سے شادی کی۔ اوران سب بیویوں سے اولاد ہوئی۔ عباس بن علی بن ابی طالب (۲) عبداللہ بن علی بن ابی طالب (۳) جعفر بن علی بن ابی طالب ہے عثمان بن علی بن ابی طالب (۵) رضی اللہ عنہم ان کی امی کا نام ام البنین بنت حزام بن دارم ہے۔ (کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ) علی اربلی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے (۱) عبداللہ بن علی بن ابی طالب (۲) ابوبکر بن علی بن ابی طالب۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود دارمیہ ہے۔ (حوالہ مذکور)

(۱) ان کے بیٹے یحییٰ بن علی بن ابی طالب بھی ہیں (۲) محمد اصغر بن علی بن ابی طالب (۳) عون بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں ان کی امی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہیں۔

ان کی بیٹیاں (۱) رقیہ بنت علی بن ابی طالب (۲) عمر بن علی بن طالب یہ 35 برس کے تھے جب یہ فوت ہوئے یہ رقیہ کے حقیقی بھائی ہیں ان کی امی ام حبیب بنت ربیعہ ہیں رضی اللہ عنہم (حوالہ مذکور) ام حسن بنت علی بن ابی طالب (۲) رملہ کبریٰ بنت علی بن ابی طالب۔ ان دونوں کی امی ام مسعود بنت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہم ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کبھی کوئی باپ اپنے دل کے ٹکڑوں کے نام اپنے دشمنوں کے نام پر رکھ سکتا ہے اور پھر باپ بھی غیرت مند ہو۔ امام بھی ہو اور غیرت دینی سے مالا مال بھی ہو اور قریشی ہو یہ دیکھیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے جگر گوشوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم رکھتے ہیں۔

④...... نہج البلاغہ 136 میں لکھا ہے اور یہ کتاب شیعوں کی معتبر ترین کتاب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت سے استعفاء دیا، کہا:

دعونی والتھسوا غیری

"مجھے چھوڑ دو کسی اور کو خلیفہ ڈھونڈ لو۔"

شیعوں کے نزدیک امامت فرض ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان کے نزدیک معصوم امام اتنے اہم فریضہ خلافت سے استعفیٰ پیش کر رہے ہیں یہ شیعہ مذہب کے باطل ہونے کی دلیل ہے اسے سچا کرنے کے لیے ہماری مشکل دور کی جائے۔

⑤...... بقول شیعوں کے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ سچ ہے کہ حضرت عفیفہ وشریفہ فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ٹکڑا ہیں۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی اہانت کی گئی۔ ان کی پسلی توڑی، ان کے گھر کو جلانے کی کوشش کی گئی اور ان کے پیٹ کا بچہ محسن ساقط ہو گیا۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ اللہ کے شیر ہیں حیدر کرار اور

شجاع ترین ہیں انہوں نے اپنی بیوی پر ظلم کا بدلہ کیوں نہ لیا۔

⑥...... بڑے بڑے سادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اھل بیت کے ساتھ رشتہ داریاں قائم رکھیں۔ اور آپس میں شادیاں کیں ہماری اس بات پر سنی اور شیعہ کتب گواہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہم سے شادی کی اور اپنی بیٹیوں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح یکے بعد دیگرے تیسرے خلیفہ راشدین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا جو مشہور سخی اور ذوالنورین ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے ابان کی شادی حضرت ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے کی، آگے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان کی جو کہ ابان کا بیٹا تھا کی شادی ام قاسم بنت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ زید بن عمرو بن عثمان کی شادی حضرت سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہم سے ہوئی۔ آگے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کی شادی حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے ہوئی تھی۔

ہم نے خلفائے ثلاثہ کی آل واولاد اور اھل بیت کی اولا کی شادیوں کا ذکر کیا ہے اب سوال یہ ہے اگرچہ عوام کے سامنے تو ایسا نہیں کرتے مگر خاص مقام پر ہر شیعہ کو علم ہے کہ ان نیک ہستیوں پر طعن و تشنیع اور سب وشتم اور لعنت کی جاتی ہے اور اپنے حسینی مراکز میں ان پاکبازوں پر لعنت کرتے ہیں آخر اس کا جواز کیا ہے۔

یہ بھی ہم نے اوپر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ جو ام حبیب بنت ربیعہ سے پیدا ہوئے تھے یہ طف یعنی کربلا میں اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے اپنے حسینی مراکز میں یا تعزیوں میں تم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر و ماتم تو بہت کرتے ہو ان کے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کا کبھی جو مظلوم شہید ہیں ذکر نہیں کیا۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا اسکے بعد والے کا نام عمر رکھا تھا (الارشاد للمفید ہ 640 جلاء العیون مجلس 582 اب بتائیں اہل بیت جن کے نام پر اپنی اولادوں کے نام رکھتے رہے۔ ان پر لعن طعن کا جواز نکلتا ہے۔

⑦......شیعوں کا عقیدہ ہے:

ان الائمة ليلمون متى يموتون وانهم لا يموتون الا باختيار (اصول كافى 258/1 بحار الانوار) 364/43

"کہ ہمارے ائمہ غیب جانتے ہیں انہیں پتہ ہوتا ہے انہوں نے کب مرنا ہوتا ہے اور ان کی موت ان کے اختیار میں ہے۔"

یہ بھی آتا ہے ان کے امام یا تو قتل کے زہر سے فوت ہوتے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر امام معصوم غیب جانتا ہے اور اسے کھانے وغیرہ میں زہر دیا جاتا ہے وہ علم غیب کے ذریعہ اس کھانے سے پرہیز کریں کہ یہ زہر ملا کھانا ہے اگر پرہیز نہیں کرتے تو یہ خودکشی ہوئی یہ پاکباز ائمہ خودکشی ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہ تو امام کی توہین ہے!

⑧......ہم شیعوں کے عقلمندوں کو یہ دعوت دیتے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس معاون و مددگار بھی تھے لشکر بھی تھا اور حفاظت کا سارا سامان موجود تھا مگر انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس کے مقابلہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے وقت بھی موزوں نہ تھا ساتھی بھی کم تھے مگر انہوں نے خروج کیا اور مقابلہ آرائی کی، حالانکہ ہر لحاظ سے صلح ان کے لیے بہتر تھی اب سوال یہ ہے کہ اگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حق پہ کہا جائے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خطا نمایاں ہے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خطا نمایاں ہے تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ حق پر ہے جب کہ شیعہ کہتے ہیں دونوں حق ہیں یہ تناقض ہے، درست نہیں، ایک حق ہے ایک غلط ہے اس کا حل درکار ہے۔

⑨......کلینی نے دار الکافی 239/1 میں باسند بیان کیا ہے کہ ابو بصیر کہتا ہے میں ابو عبداللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا میں نے عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں۔ ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کوئی یہاں میری بات سن تو نہیں رہا۔ ابو عبداللہ نے پردہ اٹھایا اور کہا:

سل عما بدالك

''جو چاہو سوال کرو۔''

میں نے کہا: میں آپ پر قربان! یہ کہہ کر کچھ دیر خاموش رہا پھر میں نے کہا:

وان عندنا لمصحف فاطمة عليها السلام

''کہ ہمارے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا والا مصحف ہے۔''

ان کو کیا علم ہے کہ حضرت فاطمہ والا مصحف کیا ہے وہ

مثل قرآنكم هذا ثلاث مرات والله ما فيه من قرآنكم حرف واحد۔

''وہ تمہارے اس قرآن سے تین گنا بڑا ہے اور تمہارے اس قرآن کا اس میں ایک حرف بھی نہیں۔''

تو انہوں نے کہا یہ تو بڑی معلوماتی بات ہے۔ اس پر سوال یہ ہے کہ مصحف سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آشنا تھے۔ اگر تھے تو دوسروں کو کیوں نہ بتایا۔ قرآن کہتا ہے:

يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك وان لم تفعل فما بلغت رسالته (المائده)

''اے رسول اللہ ﷺ! جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچاؤ۔''

اور اگر آپ ﷺ اسے نہ جانتے تھے تو پھر اہل بیت کے پاس کہاں سے آ گیا۔ (۱۰۔الکافی) کتاب کے پہلے حصہ میں کلینی نے ان راویوں کے نام درج کیے ہیں جنھوں نے یہ کلینی سے کتاب نقل کی ہے۔ اور انہوں نے شیعہ کی احادیث بیان کی ہیں۔

۱) راوی مفضل بن عمر ۲) احمد بن عمر حلبی ۳) عمر بن ابان
۴) عمر بن اُذینہ ۵) عمر بن عبدالعزیز ۶) ابراہیم بن عمر
۷) عمر بن حنظلہ ۸) موسیٰ بن عمر
۹) عباس بن عمر۔ یہ سب کافی کتاب کے راوی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آل بیت کے دشمن تھے تو یہ عمر نام بار بار کیوں رکھا گیا......؟

⑩......اللہ کا حکم ہے

وبشر الصابرين، الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون۔اولئك عليهم صلوات من ربهم و رحمة واولئك هم المهتدون (البقره)

''اور خوشخبری دو صبر کرنے والوں کو، جب انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں: بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور اس کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی طرف سے رحمتیں ہیں اور برکتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

ارشاد باری ہے:

والصابرين في الباسآء والضراء وحين الباس (البقره)

''اور صبر کرنے والے ہیں تنگی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت میں صبر کرتے ہیں۔''

نہج البلاغہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے کہا:

لو لا انك نهيت عن الجزع وامرت بالصبر لا نفد ناعليك ماء العون

''اگر آپ ﷺ نے بے صبری سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آنسوؤں کے دریا ختم کر دیتے۔''

مزید فرمایا:

من ضرب یده عند مصیبة علی فخذه فقد حبط عمله

(مستدرك نسائی الخصال 621 وسائل الشیطان)

دیکھیں امام اولی اپنے شیعوں اور پیروکاروں کو مصائب ومشکلات میں جزع فزع سے روک رہے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو کہ اپنے زمانہ کے تیسرے امام ہیں کربلا میں اپنی بہن سے کہتے ہیں حضرت زینب کو اپنی شہادت سے پہلے وصیت کرتے ہیں:

یا اختی احلفك بالله علیك ان تحافظی علیٰ هذا الحلف اذا قتلت فلا تشقی علی الجیب ولا تخشی وجهك باظافرك ولا تنادی بالویل والثبور علی شهادتی یحلفها بالله (منتهی الآمال 284/1)

"اے میری پیاری بہن! میں حلف لے رہا ہوں اس کی نگہداشت کرنا میں شہید ہو جاؤں تو گریبان چاک نہ کرنا چہرہ خراشی نہ کرنا، ہلاکت وتباہی کہہ کر نہ پکارنا۔"

ابو جعفر قمی کہتا ہے: امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو وصیت میں فرماتے ہیں:

لا تلبسوا سوادًا ، فانه لباس فرعون

اور مزید فرماتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کی:

اذا انامت فلاتخشی وجهك ولا ترخی علی شعرا ولا تنادی علی بالویل ولا تقیمی علی نائحة

(من لا یحضره الفقیه232 وسائل الشیعه 916/2 فروع الکافی 527/5)

"سیاہ لباس نہ پہنو یہ فرعون کا لباس تھا۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خاص طور پر فرمایا: میری وفات کے بعد چہرہ نہ خراشنا، میرے اوپر بال نہ بکھیرنا نہ ہی ہلاکت وتباہی کا واویلا کرنا۔

شیعہ کا شیخ محمد بن حسین بابویہ قمی جو صدوق کے لقب سے پکارا جاتا ہے وہ لکھتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

النیاحة من عمل الجاهلیة

"نوحہ جاہلیت کا عمل ہے۔"

مجلسی نوری دیگر شیعوں کے امام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

صوتان ملعونان یبغضهما الله اعوال عند المصیبة وصوت عند

النغمة

"دو آوازیں ملعون ہیں مصیبت کے وقت چلانا، اور گانے والی آواز ان دونوں سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے۔"

اب سوال یہ ہے کہ شیعہ اپنے حسینی مراکز میں زنجیر زنی کرتے ہیں، طمانچے رسید کرتے ہیں، گریبان چاک کرتے ہیں۔ اب بتائیں ان پٹوانے والے پگڑی والے شیعوں کی بات مان کر یہ واویلا کریں یا قرآن وسنت اہل بیت کے ائمہ طاہرین رضی اللہ عنہم کی بات مان کر صبر کا مظاہرہ کریں۔ عقلمند شیعہ حضرات غور فرمائیں:

⑪...... اگر سر پھوڑ کر غم حسین کا اظہار کرنا اور اس سے خون بہانا اجر کا کام ہے تو پھر یہ سر سے خون بہانا، طمانچہ زنی کرنا، رخسار پیٹنا، نوحہ کرنا، گریبان چاک کرنا باعث اجر ہے تو پھر یہ پگڑیوں والے ملاں اور خصوصاً سیاہ پگڑیوں والے جو خود کو نسل حسن رضی اللہ عنہ سے تصور کرتے ہیں خود کیوں نہیں خون بہاتے بلکہ یہ مسکین جنہیں کچھ پتہ نہیں حق کیا ہے یہ اسے نیکی اور حق سمجھ کر سر اور جسم پیٹ رہے ہیں اور خون بہا رہے ہیں۔

⑫...... عبودیت و بندگی صرف اللہ کے لیے ہے انکساری صرف اللہ کے سامنے ہے عبودیت و بندگی کے سارے مراتب صرف اللہ وحدہ لاشریک کے لیے ہیں۔ اللہ کا حکم ہے

بل الله فاعبد

"اللہ کی عبادت کرو۔"

اس کے باوجود شیعہ عبدالحسین، عبدعلی، عبدالزہراء، عبدالامام وغیرہ نام رکھتے ہیں یہ عبودیت و بندگی کے خلاف ہے اگر یہ نام اچھے ہوتے تو پھر ائمہ اپنے اور اپنے بچوں کے یہ نام رکھتے۔ بلکہ ان کے نام حسن، حسین کاظم، سجاد وغیرہ ہیں اگر کوئی یہ کہے کہ عبدالحسن سے مراد خادم لیتے ہیں تو یہ ایک فریب ہے ان بزرگوں کی شہادت کے بعد تم کیا خدمت کر رہے ہو خدمت تو یہ ہے کھانا دیا، وضو کروا دیا تم بتاؤ کیا کرتے ہو؟ یہ پگڑی والے تو اپنی خدمت کرواتے ہیں یہ ائمہ کے لیے کیا کرتے ہیں؟

13)...... سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب خلافت پر براجمان ہوئے تو انہوں نے پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی مخالفت نہیں کی نہ تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت کی نہ ہی قرآن اور لائے۔ بلکہ برسر منبر فرما رہے ہیں:

خير هذه الامة بعد نبيها ابو بكر و عمر

”اس نبی ﷺ کے بعد اس امت کے سب سے بہترین ساتھی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔“

نہ ہی متعہ جائز قرار دیا نہ فدک کا مطالبہ کیا نہ ہی حی علی خیر العمل کا اذان میں اضافہ برقرار رکھا۔ نہ ہی الصلاۃ خیر من النوم اذان سے حذف کیا۔ اگر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کافر ہوتے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اگر خلافت غصب کی ہوتی تو جب خلیفہ ہوئے تھے اس کا اظہار کرتے کیونکہ اس وقت انہیں قوت وحفاظت حاصل تھی جب یہ نہیں کیا تو آئیں مل کر سب کو رضی اللہ عنہم تسلیم کرلیں۔

14)...... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کافر ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کی تھی جو کہ شیعوں کے دوسرے معصوم امام ہیں۔ کیا انہوں نے کافر سے صلح کی تھی تو ان کی معصومیت داغدار ہوئی یا پھر تسلیم کیا جائے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسلمان تھے

15)...... ایک فکر انگیز سوال ہے جو کربلاء کی مٹی کی ٹھیکری رکھ کر سجدہ کرتے ہو۔ کیا اس پر رسول اکرم ﷺ نے سجدہ کیا تھا اگر کہیں کیا تھا تو یہ سفید جھوٹ ہے رسول اکرم ﷺ سے ثابت نہیں اگر یہ کہیں نہ کیا تھا۔ اور یہی درست ہے تو پھر یہ لوگ ہدایت پر زیادہ گامزن تھے یا رسول اکرم ﷺ زیادہ ہدایت والے تھے۔ جب کہ آپ ﷺ نے اس مٹی پر سجدہ نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کی روایات کے بقول کہ جبریل علیہ السلام، آپ ﷺ کے پاس مٹی کی لپ لائے اور یہ وہ مٹی ہے جس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور یہ مقدس خون یہاں آمیزاں ہوگا تو رسول اکرم ﷺ نے اس وقت بھی سجدہ نہ کیا تھا۔

16)...... یہ شیعہ کہتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین سے پھر گئے تھے سوال یہ ہے پھرنا ہوتا ہے ایک چیز سے دوسری کی طرف آنا، کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے شیعہ تھے کہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد سنی ہو گئے یا کہ وہ پہلے ہی سنی تھے یقیناً وہ پہلے ہی سنی تھے وہ مرتد کیسے ہو گئے وہ تو شیعیت کو جانتے تک نہ تھے پھرنا کیسا ہوا۔

17)...... یہ سب جانتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور ان کی اماں محترمہ عفیفہ شریفہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ شیعوں کے نزدیک یہ بھی معصوم ہیں۔ یہی حالت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے امامت منقطع ہوگئی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں جاری رہی۔ باپ ایک ہے والدہ ایک ہے دونوں سید ہیں، اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں بلکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر ایک برتری ہے کہ یہ بڑے تھے۔ یہ تفریق کی وجہ کیا ہے کہ ایک کی نسل میں امامت منقطع ہوگئی؟ اس کا جواب درکار ہے۔

18) ......شیعہ امامت کبریٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے بلا فصل ثابت کرتے ہیں لیکن یہ بتائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک میں آپ کی بیماری کے ایام میں انہوں نے ایک جماعت بھی کرائی ہے۔ جب کہ نماز امامت صغریٰ ہے۔اس کی امامت، امامت کبریٰ کی دلیل ہے۔

19) ......تم کہتے ہو: ہمارے امام محمد بن حسن عسکری جو غار میں چھپ گئے ہیں، وہ ظالموں کے خوف سے چھپے تھے اب تک ظالموں کے خوف سے باہر نہیں آرہے۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ تمہاری زبردست ظالمانہ اور قاہرانہ حکومتیں رہی ہیں بہائیوں کی حکومت، فاطمیوں اور عبیدیوں اور صفویوں کی حکومتیں تھیں اور اب ایران میں بڑی مسلح حکومت ہے شیعوں کی تعداد لاکھوں میں ہے یہ اس امام کی ہر لحاظ سے مدد کر سکتے ہیں پھر بھی وہ کیوں نہیں نکل رہے۔ ہمیں اس سوال کے جواب کا انتظار ہے۔

20) ......شیعوں کے نزدیک عورت دوسری چیزوں کی وارث بن سکتی ہے مگر گھروں اور زمین و جاگیر کی وارث نہیں بن سکتی۔ میسرہ کہتا ہے میں نے ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا:

مالهن من الميراث قال لهن قيمة الطوب والبناء والحشب والقب فاما الارض والعقار فلا ميراث لهن۔(الكافی 127/7 التهذيب 254/9)

"عورتوں کی وراثت کیا ہے؟ کہا: انہیں عمارت وغیرہ کی قیمت مل سکتی ہے زمین میں ان کی وراثت نہیں۔"

اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں اب شیعہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو طعن دیتے ہیں کہ فدک کی وراثت انہوں نے روک لی تھی ان کے مذہب کے مطابق انہوں نے درست کیا۔ شیعوں کا عقیدہ ہے ابو جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خلق الله آدم واقطعه الدنيا قطيعة فما كان لآدم فلرسول الله ﷺ وما كان لرسول الله فهو لائمة۔ (اصول الكافی 476/1)

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو انہیں زمین میں سے جاگیر دی جو آدم علیہ السلام کو ملی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وہ معصوم ائمہ کے لیے ہے۔"

پہلے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں فدک کی زمین کے مطالبہ کا ان کا حق تھا مگر انہوں نے نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تو حق نہ بنتا تھا۔

21) ......اہل سنت اور شیعہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ شجاع ترین

انسان تھے کوئی دوسرا ان کے بعد ان کی خاک پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت سے نہ ڈرتے تھے اور یہ شجاعت کا وصف ان کے ساتھ ہمیشہ رہا ہے۔ زندگی سے لے کر شہادت تک ایک لحظہ بھر بھی جدا نہیں ہوا۔ اب شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت کی وصیت کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلفاء کے زمانوں میں تو کہہ دیتے کہ مجھ سے خلافت چھینی گئی ہے۔ شجاعت بھی موجود تھی محب بھی بڑی تعداد میں موجود تھے اور جانثار بھی تھے۔ ایک دن تو برسر منبر یہ صدا بلند فرماتے کہ خلافت مجھ سے غصب کر لی گئی ہے۔

22)...... شیعہ تمام اماموں کو پاکیزہ اور معصوم قرار دیتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی چادر مبارک میں چار افراد کو لیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مگر تم سب ائمہ کی تطہیر کرتے ہو یہ دلیل کہاں ہے؟

23)...... شیعہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، یہ مذہب جعفریہ کے بانی ہیں، یہ کہتے ہیں:

ولدنی ابوبکر مرتین و کشف الغمه 373/2)

ان کی والدہ فاطمہ بنت قاسم بن ابی بکر تھیں دوسری نسبت نانی کی طرف سے ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک جاتی ہے۔ اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ بانی مذہب جعفریہ تو فخر و ناز سے صدیق اکبر کی اولاد سے ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور انہی سے ان کی خدمت بھی بیان کی گئی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک دانا آدمی اور معتبر ایک ہی سانس میں تعریف کرے اور ایک ہی سانس میں بد تعریفی کرے، جاہل گنوار ہے تو علیحدہ بات ہے۔

24)...... شیعہ کا دعویٰ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے یہ اپنے حسینی مراکز، مجالس کتابوں اور تقاریر میں بیان کرتے رہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شدید بغض رکھتے تھے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس کی چابیاں قبضہ میں لینے کے لیے جب سفر پر روانہ ہوتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نائب بنا کر جاتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے بغض رکھتے ہوتے یا انہیں اندیشہ ہوتا یہ خلافت پر قابض ہو جائیں گے تو مدینہ جیسے اہم شہر میں انہیں اپنا نائب کیوں مقرر کرتے؟

25)...... یہ بات بھی باہوش وحواس سماعت فرمائیں، شیعہ کہتے ہیں ہمیں آٹھ اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(وسائل الشیعہ 598/3)اور یہ سجدہ کے وجوب کے قائل ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ(۸)اعضاء ناک، پیشانی، دو پاؤں دو گھٹنے دو ہاتھ ان پر سجدے کا حکم ہے۔ مگر وہ مٹی صرف سجدہ کی جگہ پر رکھتے ہو اس کی تخصیص کی دلیل کہاں ہے۔

26)......ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ ماؤں کے پہلوؤں سے پیدا ہوتے ہیں رحم سے نہیں ہوتے، مسعودی لکھتا ہے:

الائمة تحملهم امهاتم فی جنوبهم ویولدون من الفخذالایمن

(اثبات الوصیه 196)

کہ ائمہ کو ان کی مائیں پہلوؤں میں اٹھاتی ہیں اور یہ دائیں رانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔سوال یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ سب سے افضل ہیں۔ائمہ سے بھی افضل ہیں جس نے بھی روئے زمین پر پاؤں رکھا ہے سب سے افضل آپ ہیں اس کے باوجود رحم سے پیدا ہوئے ران سے پیدا نہ ہوئے تھے۔

27)......شیعوں کا دعویٰ ہے کہ حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے کہا:

صاحب هذا المرء رجل لا یسمیه الاکافر (الانوار النعمانیه)

اس کام کا ذمہ دار ایک آدمی ہوگا اس کا نام نہیں بتاتا اگر کوئی بتاتا ہے تو وہ کافر ہے انوار نعمانیہ کے 55 صفحہ پر ہی آتا ہے، یعنی دو صفحات بعد آتا ہے

مستحملین ذکرا واسمه محمد۔ وهو القائم من بعدی

(انوار النعمانیه 53/2)

"عنقریب تم ایک لڑکا سے حاملہ ہوگی اس کا نام محمد ہے وہ میرے بعد ذمہ دار ہوگا۔"

سوال یہ ہے پہلے نام بتانے والے کو کافر قرار دیا گیا ہے اب بتا دیا گیا ہے یہ تعارض دور کریں۔

28)......ایک یہ سوال بھی وضاحت طلب ہے اگر ایک انسان شیعیت کا مذہب اختیار کرنا چاہتا ہے وہ کس مذہب پر چلے۔امامیہ، اسماعیلیہ آغاخانی اسماعیلی مکاری، بوہری نصیریہ فرقہ علوی، زیدیہ، دروزہ وغیرہ بے شمار شیعہ مذہب ہیں وہ کن پر چلے۔

یہ تو ہم مانتے ہیں سب اہل بیت کی نسبت میں برابر ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت بھی مانتے ہیں وہ خلیفہ بالفصل ہیں ان کا اس پر بھی اتفاق ہے، ائمہ کی مدح سرائی بھی کرتے ہیں۔یہ تو درست ہے اس بات کا اتفاق ہے مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ کس مذہب کو بطور عقیدہ اپنائیں ان اتفاقی چیزوں کے علاوہ

بھی مسائل کی ضرورت ہے؟

29)......شیعہ اپنا عقیدہ امامت ثابت کرتے ہیں اور اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے چار افراد کو چادر میں لیا تھا۔ حضرت فاطمہ ؓ بھی ان میں شامل تھیں۔ اگر چادر والے امامت کے مستحق ہیں تو پھر حضرت فاطمہ ؓ بھی ان میں شامل تھیں۔ اگر چادر والے امامت کے مستحق ہیں تو پھر حضرت فاطمہ ؓ کو امامت سے دور رکھا جائے یہ کیوں ہوا ہے انھیں ائمہ میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔

30)......یہ شیعہ اپنے حسینی مراکز میں رخسار پیٹتے ہیں تو جبکہ نبی ﷺ اپنے لخت جگر ابراہیم کی وفات پر رخسار نہ پیٹے تھے۔ اور نہ ہی حضرت فاطمہ ؓ کی وفات پر حضرت علی ؓ نے رخسار پیٹے تھے نہ ہی سر سے خون بہایا تھا۔ اگر جائز ہوتا تو آپ ایسا کرتے۔

31)......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ زیادہ تر صحابہ کرام ؓ منافق تھے کافر اور مرتد تھے اور رسول اکرم ﷺ کی وفات کے بعد سات باقی رہ گئے تھے دوسرے سب مرتد ہو گئے تھے کلینی کہتا ہے:

ان الصحابة ارتدوا الا سبعة

صحابہ کرام سوائے سات کے سب مرتد ہو گئے تھے اگر یہ بات درست ہے تو پھر اتنی کثیر تعداد میں مرتد ہونے والے صحابہ کرام ؓ نے اتنی تھوڑی سی تعداد والوں کو قتل کیوں نہ کر دیا۔ اور وہ اپنے آباء واجداد کے دین کی طرف کیوں نہ پلٹے؟

32)......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت حسین ؓ پر رونا مستحب ہے تو اس کے استحباب کی دلیل دو۔ وہ کہاں ہے؟ جب کہ حضرت حسین ؓ اپنی بہن کو صبر کی وصیت کر رہے ہیں کہ میری شہادت کے بعد گریبان چاک نہ کرنا۔ اگر یہ ہے تو پھر اھل بیت کے امام کیوں نہیں روتے اور ماتم کرتے؟

33)......شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ؓ حضرت حسین ؓ سے افضل تھے تو پھر ان کے مقتل کو یاد کر کے کیوں نہیں روتے یہ بھی حضرت حسین ؓ کی مانند ہی مظلوم شہید ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ ان دونوں سے افضل ہیں آپ کو یہودیوں نے زہر دیا تھا جس کے پھٹنے سے آپ کی وفات ہوئی پھر ان پر بھی رونا چاہیے۔ اور تم اپنے مراکز کا نام حسینی رکھتے ہو اس کے اوپر علویات محمدیات ادھر نسبت کیوں نہیں کرتے حسینی ہی نام رکھتے ہو۔ اور دیگر ائمہ کے نام پر بھی نام رکھو۔

34)......شیعہ کہتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب ؓ کی ولایت اور ان کے بعد ان کے بیٹوں کی ولایت رکن اسلام ہے ایمان صرف اس کے ساتھ ہی ثابت ہوتا ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ دوزخی ہے اور کافر ہے اگرچہ اسلام کے دیگر پانچ ارکان تسلیم بھی کرتا ہو۔ اس پر یہ سوال ہے کہ یہ قرآن

کریم میں کیوں نہیں آیا کیونکہ اس رکن کے بغیر تو کوئی نیکی قبول نہیں اتنا عظیم رکن ہے مگر اس کا ذکر نہیں جب کہ دوسرے سارے ارکان قرآن بیان کرتا ہے اس کا ذکر سوائے شیعوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ اگر اتنا اہم ہے تو قرآن سے دکھاؤ۔

35)...... شیعوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن کو تبدیل بھی کیا گیا ہے اور اس کا حصہ حذف بھی کیا گیا ہے اور یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ نے کیا تھا۔ اور ابوجعفر سے اس کی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

واذا هذايك من بنى آدم

والی آیت میں اضافہ کیا ہے۔

الست بربكم وان محمد ارسولى وان عليا امير المومنين

(اصول کافی 412/1)

اور فالذين آمنو به

سے مراد امام لیتے ہیں اور جبت اور طاغوت سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ لیتے ہیں

(الکافی 429/1)

ومن يطع الله ورسوله سے مراد ولایت علی اور ولایت ائمہ لیتے ہیں (اصول کافی 414/1) یہ طعن و تشنیع کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ؓ اور حضرت عمر ؓ نے کتاب اللہ میں تحریف کی۔ ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر ان دونوں نے قرآن پاک میں تحریف کی تھی اللہ کا صحیح دین یہ ہے یہ سب سے بڑا فریضہ تھا جس سے مطلع کرنا ضروری تھا۔

36)...... مقاتل الطالبین 2/88-2/182) جلاء العیون 582 میں ہے کہ حضرت حسین ؓ کے ساتھ کربلاء میں شہید ہونے والے ان کے بھائی ابوبکر بھی تھے ان کا ذکر کیوں نہیں کیا جاتا۔

37)...... شیعہ اور سنی کتابوں میں منقول ہے کہ بعض صحابہ کرام ؓ زندگی میں رسول اللہ ﷺ سے ایک مرتبہ ہی ملے ہیں۔ تو انہوں نے تو یہ امامت کا مسئلہ سنا نہ تھا کیا ان کا ایمان ناقص ہے یا کامل ہے اگر یہ کہیں ناقص ہے تو نبی ﷺ خود ان کا اسلام درست کر دیتے کہ انہیں امامت کا مسئلہ سمجھا دیتے نہیں سمجھایا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امامت کا مسئلہ بنیادی نہیں نہ ہی رکن ہے۔

38)...... ہمارا روئے سخن ان ملاؤں اور پگڑ پہن لوگوں کی طرف ہے۔ عوام تو مقلد ہیں شیعہ اس بات کا انکار نہیں کر سکتے کہ جن لوگوں سے اللہ نے درخت کے نیچے بیعت لی ہے ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان ؓ بھی شامل ہیں۔ اللہ فرماتے ہیں:

لقد رضی الله عن المومنین اذیبا یعونك تحت الشجره فعلم ما فی قلوبهم فانزل السکینة علیهم و اثابهم فتحا قریبا (الفتح)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں سے راضی ہوا جو درخت کے نیچے آپ کی بیعت کر رہے تھے، پس اس نے جوان کے دلوں میں ہے اسے جان لیا، پس اس نے سکون نازل کیا اور انہیں قریب کی فتح دی۔

جب اللہ تعالیٰ ان تینوں سے راضی ہونے اور ان کے دلوں کے ایمان و توحید سے واقف ہونے اور ان کے صدق وصفا کی وجہ سے ان پر اپنی رضا کا اعلان فرما رہا ہے تو جو انہیں کافر قرار دیتا ہے وہ یہ کہہ رہا ہے اور اللہ کو بتانا چاہتا ہے: اے اللہ! انہیں تو نہیں جانتا، ہم جانتے ہیں یہ بے دین ہیں۔ انہوں نے دین کو بدل دیا۔ نعوذ باللہ

39)......ایک سوال یہ ہے کہ شیعہ کتب میں لکھا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیاسے شہید ہوئے تھے اور یہ کہتے ہیں انہوں نے کہا تھا:

شربتم الماء تذکرونی!

"اے میرے شیعو! جب تم پانی نوش کرو تو میری تڑپتی پیاس کے لمحات سامنے رکھا کرو۔"

اسی وجہ سے شیعوں نے فریجوں اور پانی کے حوضوں پر لکھا ہوتا ہے۔

اشرب الماء وتذکر عطش الحسین

"پانی پیو اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیاس کو یاد رکھنا۔"

سوال یہ ہے کہ شیعوں کے عقیدہ کے مطابق ائمہ غیب دان ہیں اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ غیب دان تھے تو انہیں علم نہ تھا کہ اثنائے معرکہ پانی کی ضرورت ہے یہ پہلے ہی جمع کر لیتے۔

40)......ایک سوال یہ ہے کہ دین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مکمل ہو چکا ہے اور شیعہ مذہب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد نمودار ہوا ہے اس کا حل بتائیں یہ کامل کیسے ہوا۔

41)......حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے بیٹوں کے متعلق شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ زندگی اور موت کے بعد بھی نفع رساں ہیں۔ اور معجزات سرزد کر رہے ہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ ان کی اپنی زندگی کی صورت حال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نہ ٹک سکی اور شہید ہوئے۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرنی پڑی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سخت مجبوری اور بے بسی میں شہید ہو گئے۔ اختیارات ہوتے تو ایسا نہ ہوتا۔

42)......رسول اکرم ﷺ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان دفن ہیں جو شیعوں کے نزدیک کافر ہیں سوال یہ ہے کہ اتنی بلند ہستی اشرف الخلق اور خاک نے جن قدموں کو چوما ہے ان میں سے سب سے زیادہ بہتر ہستی کو ان کے پڑوس سے کیوں محفوظ نہ رکھا گیا۔ اللہ نے بھی اپنے حبیب اور خلیل ﷺ کو ان سے نہ بچایا۔ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اس خطرناک بات کا تدارک نہ کیا۔ نہ ہی دفاع کیا کہ ان کے ساتھ دفن کر دیا جنہوں نے دین بدل دیا قرآن تبدیل کر دیا۔ اور رسول اکرم ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس پر کیسے خاموش رہے؟

43)......ایک بات شیعہ یہ گھڑتے ہیں کہ قرآن پاک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت پر نص موجود تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے چھپا دی۔ یہ بات غلط ہے کیونکہ انہوں نے وہ احادیث بھی پوری ایمانداری سے بیان کر دی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں ہیں۔ اگر چھپانا ہوتیں تو وہ چھپاتے مسلم میں آتا ہے (4418) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔

"کہ اے علی رضی اللہ عنہ تمہارا وہی مرتبہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا۔"

جب احادیث نہیں چھپائیں تو قرآن پاک کی امامت والی آیت کیونکر چھپاتے؟

44)......یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خبیث چالوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامت سے تنہا کر دیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ مفادات کیا تھے۔ اگر یہ دنیا چاہتے یا غلبہ چاہتے تو یہ اپنے بیٹوں کو خلافت پر بٹھاتے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا۔ جب کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ان پر الزامات کے جوابات دیں۔

45)......شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ غمزدہ تھے فرمایا:

"جب حدود کو معطل کر دیا جائے گا تم کیا کرو گے اور مال کو گردش میں لایا جائے گا اور اللہ کے دوستوں سے دشمنی کی جائے گی اور اللہ کے دشمنوں سے دوستی نبھائی جائے گی۔"

انہوں نے کہا:

"اے امیر المومنین! اگر وہ وقت آ جائے تو ہم کیا کریں؟ فرمایا:

کونوا کاصحاب عیسیٰ علیہ السلام نشروا بالمناشیر۔ وصلبوا علی الخشب موت فی طاعة الله عزوجل خیر من حیاة فی معصیة الله

”تم عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی مانند ہو جانا۔ انھیں آرے سے چیرا گیا اور لکڑیوں پر سولی دی گئی۔ نیکی پر قائم رہنا اللہ کی اطاعت میں موت آنا اس کی نافرمانی میں موت آنے سے بہتر ہے۔“ (نہج السعادۃ 639/2)“

سوال یہ ہے اس وضاحت کے بعد تقیہ جو شیعہ مذہب کا اہم رکن ہے وہ کہاں گیا؟

46)...... یہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منافق تھے اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت پر گئے تھے۔

سوال یہ ہے۔ یہ تو مکہ کے کافروں کے ساتھ رہ کر زیادہ حاصل ہو سکتے تھے کیونکہ مکہ پر ان کا راج تھا، عزت غلبہ تھا۔ اور دنیا کا مفاد کیا لینا تھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو چھپ کر خوف کے سائے میں ساڑھے چار سو کلو میٹر کا سفر طے کر رہے ہیں۔

47)...... شیعہ سے ایک سوال ہے کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مرتد ہو گئے تھے تو پھر مسیلمہ کذاب اسود عنسی اور سجاح نامی خاتون جو مرتد تھے اور نبوت کا اعلان کیا تھا۔ یہ ان کا ساتھ دیتے مگر معاملہ الٹ ہے انہوں نے ان مرتدوں کے خلاف کمربستہ ہو کر جنگ آزمائی کی اور انہیں ختم کیا مرتدوں کو دین کی طرف واپس لائے۔

48)...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے لڑائی کی ہے اسے بھی کافر نہیں کہا۔ مثلاً خارجیوں سے لڑے تو ساتھیوں نے کہا: یہ کافر ہیں، فرمایا: نہیں! انہوں نے کہا: یہ منافق ہیں؟ فرمایا: نہیں! انہوں نے کہا پھر ہم کیوں لڑتے ہیں؟ فرمایا: ہمارے بھائی ہیں، باغی ہو چکے ہیں۔ اس کے برعکس شیعہ بہترین لوگوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جواب درکار ہے۔

49)...... شیعہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ لیتے تھے، سنی بھی اس سے متفق ہیں۔ (نہج البلاغہ: 325، تحقیق صبحی سالم) اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ظالم ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشیر کیوں بناتے؟ ظالم تو مشورہ پسند ہی نہیں کرتا۔ شیعہ یہ بھی کہتے ہیں اور سنی بھی متفق ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدائن کے امیر تھے اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کوفہ کے امیر تھے۔ یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے معاونین میں سے تھے کیا اگر حضرت عمر ظالم تھے تو انکے ماتحت یہ عہدے قبول کرنا جائز ہے؟ قرآن پاک میں ہے (ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار) ”ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ تمہیں آگ جلائے گی۔“

50)...... ایک شیعہ سے پوچھا گیا ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صالح بیوی کی تلقین فرمائی ہے

،کیا آپ ﷺ نے اپنے لیے صالح بیوی کا انتخاب نہ کیا تھا......؟ اور یہ بھی پوچھا تو پسند کرتا ہے ولد الزنا کو اپنا داماد بنائے یا سسر بنائے، اس نے کہا: نہیں! تو اسے بتایا گیا شیعہ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ابن زانیہ کہتے ہیں۔ (انوار النعمانیہ:1/63)

اور کہتا ہے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے خبیث باپ کی مانند خبیث تھیں۔ (نعوذ باللہ)

51)......مالک بن اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گہرا دوست ہے۔ یہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی مدح سرائی کرتا ہے کہ انہوں نے فرائض سنن اور اپنی ذمہ داریاں بالکل درست طور پر پوری کی ہیں۔ مگر شیعہ اپنی مجالس میں ان کا ذکر نہیں کرتے۔ (مالک بن اشتر وخطبہ وآراءہ:89)

(۲) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معصومیت کا اظہار کرتے ہو، ان کی دو بہنوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما جو کہ لخت جگر رسول ہیں انہیں بھول جاتے ہو۔

(۳) شیعہ سے پوچھا جائے کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امامت کی وصیت کی تھی تو حضرت نے مطالبہ کیوں نہ کیا......؟ تو یہ کہتے ہیں اس طرح تلوار زنی سے فتنہ ہوتا ہے۔ تو ہم شیعہ علماء سے کہتے ہیں جنگ جمل، صفین میں جو قتل وغارتگری ہوئی تھی وہ کیا تھا......؟ یہ خلافت کا معاملہ تو ان سے اہم تر تھا۔

(۴) شیعوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے ائمہ معصوم ہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ظاہر ہے ایک درست ہے، اب تناقض ہے، دونوں معصوم امام ہیں مگر ایک سے غلطی ہو رہی ہے۔

② اللہ تعالیٰ نے امانتیں ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور بنو شیبہ کو کعبہ کی کنجی دیتے ہوئے فرمایا تھا اسے ہمیشہ کے لیے لے لو، تم سے ظالم ہی چھینے گا۔ تو سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا معاملہ اس سے بھی اہم ہے۔ لیکن نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں فرمایا، تم سے خلافت ظالم ہی چھینے گا۔

③ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن پاک کا نسخہ تھا جو نزولی ترتیب پر تھا اگر تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد اسے نمایاں کیوں نہیں کیا گیا......؟

52)......مرتدوں کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کی تھی، جس سے لونڈی حاصل ہوئی، اس سے بچہ پیدا ہوا کہ اس کا نام محمد بن حنفیہ رکھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو صحیح تسلیم کیا تھا اگر ان کی خلافت شرعی نہ ہوتی تو اس میں شریک نہ ہوتے۔

④ اپنے غائب امام کے متعلق کہتے ہیں اس پر فرشتے اترتے تھے جب اس پر فرشتے اترتے

تھے اور اس کے معاون تھے تو پھر غار میں چھپنے کا کیا جواز ہے......؟

3 اور یہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مہدی منتظر کی عمر سینکڑوں برس کی طوالت پیدا کر دی ہے ،سوال یہ ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو سید الخلق حضرت محمد ﷺ کی عمر درازی ہوتی؟

4 حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کے انتخاب کے لیے چھ افراد کا انتخاب کیا تھا۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جائزہ لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا اگر خلافت کی وصیت تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کہہ سکتے تھے کہ خلافت کی وصیت میرے لیے رسول اکرم ﷺ نے کی ہے۔ اب کونسا خوف تھا......؟

اختتامی بات:

جو میسر آسکا ہے ہم نے اعتراضات وسوال کا تذکرہ کیا ہے اور ہم شیعہ دانشوروں سے التماس کناں ہیں وہ ان سوالات پر غور کریں شاید راہ حق کی جستجو میں اور اس پر گامزن ہونے کی توفیق مل جائے۔

......یہی وہ راہ راست ہے جس پر رسول اکرم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پاکیزہ طینت اور مطہرین چلتے رہے ہیں......

اے اللہ......! جب ہم اس دار فانی سے دار جاودانی کی جانب سدھار رہے ہوں تو عظیم ومبارک کلمہ نصیب فرما۔

لحد میں اتریں تو قبر جنت کا باغیچہ بن جائے......اور روز قیامت ہمارا حشر حبیب کبریاء ﷺ کے لوائے حمد کے نیچے ہو۔

وصلی اللہ علی محمد وسلم